جس کتاب پر مہر نہ ہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے

انیسویں صدی کی زبردست یادگار

یعنی

رپورٹ جلسۂ اعظم مذاہب

(دھرم مہوتسو)

منعقدہ ۲۶-۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء

بمقام اسلامیہ کالج لاہور

باجازت خاص اگزکٹو کمیٹی دھرم مہوتسو

حسب فرمایش خواجہ غلام محی الدین صاحب تاجر پشمینہ لاہور

کل حقوق محفوظ رجسٹری شدہ حسب قانون بستم گورنمنٹ

سنہ ۱۳۱۵ ہجری مطابق سنہ ۱۸۹۷ء

مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور

اول

تعداد جلد ۱۲۲۵

قیمت فی جلد عصر بلا محصولڈاک

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

137232

سناتن دہرم گزٹ

سناتن ہندو دہرم کا ماہوار رسالہ

اردو زبان میں یہی ایک رسالہ کل ہندوستان میں چھپتا ہے جو سناتن ہندو دہرم کا معاون ہے اور جسمیں اعلی ترین درجہ کی لائق اور مشہور اصحاب کی قلم کے مضامین دربارہ سناتن دہرم شائع ہوتے ہیں نہائت اعلی درجہ کی کاغذ پر نہایت خوشخط اور صفائی کے ساتھہ چھپایا جاتا ہے * یہ رسالہ اکثر ۶۰ صفحہ کے حجم کا ہوتا ہے * قیمت سالانہ مبلغ تین روپیہ * درخواست خریداری اس پتہ پر آوی :-

پنڈت گوپی ناتھہ

اڈیٹر رسالہ سناتن دہرم گزٹ لاہور

اخبار پنجاب سماچار لاہور

پنجاب کے ہفتہ وار اردو اخباروں میں سب سے چلتا پرزہ ہندؤں کا وکیل تازہ ترخبروں کا گنجینہ ہر شنبہ کو پنجاب کے دارالخلافہ لاہور سے بڑی آب و تاب کے ساتھہ شائع ہوتا ہے - ملکی مضامین پر نہایت مدبرانہ بحث کی جاتی ہے - اور رعایا کے حقوق کو گورمنٹ پر بڑے عمدہ طور سے ظاہر کیا جاتا ہے - اور ملکی انتظام کی خرابیوں کو مؤدبانہ سرکار دولتمدار کی خدمت میں پیش کرنیں اپنا آپ ہی ثانی ہے - بااین ہمہ قیمت سالانہ صرف (عہ) ہی ۱۶ صفحہ کے اخبار اور مضامین کے لحاظ سے اس سے سستا اخبار پنجاب بھر میں کوئی نہیں -

المشتہر

ہیرالال کپور مینجر ہفتہ وار اخبار پنجاب سماچار لاہور

تجویز دربارہ طبع ثانی براہین احمدیہ مصنفہ حجۃ الاسلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمن رئیس قادیان

صفحہ ۲۶۴ -

انٹروڈکشن

اس رپورٹ کے شائع ہونیمیں بیشک معمول سے زیادہ کسیقدر تاخیر ہوئی لیکن اسکا باعث بعض اُن اصحاب کی کم توجہی ہے جنہوں نے جلسہ میں زبانی تقریریں بیان کرکے انکے قلمبند کرنے میں اسقدر دیر کردی ان زبانی تقریروں کو محفوظ کرنے کے لیے جلسہ کی طرف سے وربیٹم نوٹس اور مختصر نویس رپورٹرز کا انتظام کردیا گیا تہا اور اگر یہ حفظ ماتقدم نہوتا تو اسوقت مکمل رپورٹ کا شائع کردینا محالات سے تہا۔ ہم نہایت ہی افسوس سے اُن احباب کا یہاں ذکر کرتے ہیں جنہوں نے باوجود رجسٹری شدہ وغیر رجسٹری شدہ خطوط کے متواتر بہیجنے پر بہی رسید تک کی پرواہ نکی۔ انعقاد جلسہ کے دوسرے ماہ ہی کُل سپیکروں کی خدمت میں لکہہ دیا گیا تہا کہ وہ مقررہ میعاد کے اندر اپنی تقریریں قلمبند کرکے بھیجدیں ورنہ انکی طرف سے رپورٹر کی لکہی ہوئی وربیٹم تقریریں شائع کردی جاویں گی چنانچہ بعض احباب نے تو اپنی تقریریں بہیجدیں اور بعض نے وربیٹم تقریروں کو منگواکر صرف نظر ثانی پر اکتفا کی کیونکہ یہہ تقریریں حتی الامکان تقریر کرنے والوں کے اپنے ہی بولے ہوئے الفاظ تہے۔ لیکن بعض بزرگ ایسے ہیں جنہوں نے نہ مقررہ تاریخ تک اپنی تقریریں بہیجیں اور نہ نظر ثانی کے لیئے لکہا حتی کہ رسید خط کی بہی پرواہ نہ کی اور اخیر مئی آگئی۔ ایسی صورت میں کمیٹی نے جیسا کہ طریق ہے وربیٹم رپورٹ سے انکی تقریر اخذ کرلی۔ ایسے بزرگ اگر کہیں اپنی تقریر میں اتفاقیہ نظر ثانی کی ضرورت سمجہیں تو اپنی غلطی کو اسکا جواب سمجہیں۔ کمیٹی نے محض اُنکی خاطر اسقدر تاخیر اشاعت رپورٹ میں ڈالدی ورنہ اس رپورٹ آخر فروری میں شائع ہونا چاہیے تہا۔ یہہ جلسہ جس شان وشوکت۔ امن اور اطمینان سے محتاج بیان نہیں۔ شائقان جلسہ کی بہتات کا پہلے سے ہی قیاس کرکے یہہ ضروری معلوم ہوا کہ نہایت وسعت والا مکان انعقاد جلسہ کے لئے تجویز ہو۔ اس ضرورت کو اسلامیہ کالج لاہور سے بہتر کوئی اور مکان پورا نکرسکتا تہا۔ جو انجمن حمایت اسلام نے نہایت خوشی دیا اور اُسکا خاص شکریہ ادا کرتی ہے۔ جلسہ یکسان رونق اور دلچسپی کے ساتہ چار دن ۲۶ دسمبر ۹۶ء سے لیکر ۲۹ دسمبر ۹۶ء

Marfat.com

تک ہوتا رہا بعض دن تو تعداد حاضرین سات آٹھ ہزار تھی ابتدا میں اس اوتسب کے لئے صرف تین دن اعلان کئے گئے تھے لیکن سپیکروں کی زیادتی تعداد نے بعد میں ایک دن اور کی ضرورت ثابت کر دی اس جلسہ کی صدارت اور تقریروں کو حسب شرائط کمیٹی اندارہ کرنے کے لئے چند بزرگ پہلے ہی ماڈریٹر مقرر ہو چکے تھے جنہیں سے ایک ایک کر کے ہر روز صدرنشین مقرر کئے گئے جیسے کہ آگے چلکر معلوم ہوگا ماڈریٹروں کے نام نامی یہہ ہیں۔(۱) رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب (۲) خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور۔(۳) رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب کول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں۔(۴) حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب طبیب شاہی۔(۵) رائے بھوانی داس صاحب ایم اے۔ اکسٹرا اسٹنٹ افیسر جہلم (۶) جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور۔

کمیٹی نہایت ادب کے ساتھ ان بزرگوں کی تکلیف برداری کرنیکا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اب یہاں وہ پانچ سوالات لکھے جاتے ہیں جو کمیٹی کی طرف سے بغرض جوابات شائع ہوئی۔ ان جوابات کیلئے یہہ ضروری سمجھا گیا تھا کہ تقریر کرنیوالا اپنے بیان کو حتی الامکان اوس کتاب تک محدود رکھے جسکو وہ مذہبی طور سے مقدس مان چکا ہے۔

سوال اول ✣ انسان کی جسمانی۔ اخلاقی۔ اور روحانی حالتیں۔

سوال دوم ✣ انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔

سوال سوم ✣ دنیا میں انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا ہے۔ اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

سوال چہارم ✣ کرم یعنے اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

سوال پنجم ✣ علم یعنے گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

خاکسار

دھنپت رائے۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ پلیڈر چیف کورٹ

پنجاب سکرٹری دھرم مہوتسو۔

Marfat.com

پہلا اجلاس

بوقت صبح

بروز ہفتہ بتاریخ ۲۶ - ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء

پروگرام کے بموجب کارروائی جلسہ ٹھیک دس بجے شروع ہونا تھا لیکن ابھی ساڑھے نو بجے تھے کہ مکان جلسہ شائقینوں سے معمور نظر آنے لگا - تجویز دادہ موڈریٹر صاحبان میں سے خان بہادر شیخ خدابخش صاحب اور حکیم نورالدین صاحب صدارت کی سٹیج پر متمکن تھے - سردار دیال سنگھ صاحب ممبر مجلس عزیزوں میں سے ایک کی ناگہانی موت پر شریک جلسہ نہ ہو سکے ان کی جگہ سردار جواہر سنگھ صاحب سکرٹری خالصہ کالج کمیٹی موڈریٹر قرار دیے گئے ٹھیک دس بجے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ کمیٹی منتظمہ نے سٹیج پر آکر ذیل کی تقریر سے کارروائی جلسہ شروع کی -

تقریر ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ کمیٹی منتظم

صاحب میر مجلس اور ہمارے دیش کے بھائیو آپ کو واضح ہو کہ یہ جلسہ جس میں آپ تشریف لائے ہیں اس غرض سے منعقد ہوا ہے کہ چند سوالات جو کہ میں ابھی آپ کو پڑھ کر سناؤں گا انکی بابت وہ صاحب جو کہ مقرر ہوئے ہیں تقریر کرنے کے واسطے یا مسودہ پڑھنے کے لیے ہمکو سمجھائیں کہ ہمارے بزرگوں کی کیا رائے ہے یہ بات آپکے سامنے کہنا کچھ بھی مناسب نہیں ہے کہ ایسے جلسے مذہبی ہونے آئے ہیں اور پہلے بھی ہوا کرتے تھے چنانچہ جبکہ ہندوستان میں مسلمان دین کی تشریح کرنے والے عیسائی مذہب کے فاضل اور پنڈت خلوت میں جمع ہوا کرتے تھے یہ بات تاریخ ہند کے پڑھنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور یہی بات تھی جس سے کہ رہنا ہوتا تھا اگر ہم اور پہلے زمانے کی طرف غور کریں تو معلوم ہوگا کہ فرصت کے وقت مختلف مذاہب کے لوگ اکثر دوستانہ طور پر بات چیت کیا کرتے تھے معمولی عقل کے لوگ باریک باتوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے اور وہ ان جلسوں میں حل ہو جایا کرتی تھیں -

چنانچہ مہاراجہ بکرماجیت کے زمانہ میں نورتن لگی گئی - میں نے **مہابھارت** میں دیکھا ہے کہ غیر ملک کے لوگ اپنی زبانوں میں بولتے تھے یہ تو تھا پچھلے زمانہ کا حال اور ذکر اب ہم دیکھتے ہیں کہ شکاگو یعنے امریکہ میں اسی قسم کا ایک بڑا بھاری جلسہ ہوا جو ان لوگوں کی کثرت اور دولت کے باعث ایسی عمدگی سے ہوا جس کا بیان میں نہیں

Marfat.com

نہیں کرسکتا جن لوگوں نے اوسکی رپورٹ پڑہی ہے انکو اچھی طرح معلوم ہو یعنے بہی وہ رپورٹ پڑہی ہے کہ کس امن اور شائستگی سے اتنا بڑا جلسہ ہوا۔ چنانچہ ایک اخبار میں دیکھا تہا جس سے امریکن لوگوں کی شائستگی ثابت ہوتی ہے کہ پانچہزار آدمی اس میں شامل تہے اور جو ایک دن کے اجلاس میں پریسیڈنٹ بہی ہوئے تہے وہ کہتے ہیں کہ جلسہ میں اگر کوئی شور وشغب ہتا تو وہ صرف پولیس انسپکٹر ون کا تہا غیر یہ ایک بڑا بہاری جلسہ تہا اور امریکہ کے متمول اور فاضل لوگوں کی کوشش سے ہوا تہا یہ جلسہ اگرچہ اسی شان کا تو نہیں مگر ہے اسی قسم کا

اور اسیلیے کوئی نرالا یا نئی قسم کا جلسہ نہیں بلکہ ایسا ہی جلسہ ہے جو قدیم زمانے میں بہی ہوا کرتے تہے اور اب بہی ہوئے ہیں۔

میں آپ لوگوں کا اور ممبر مجلس صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنی تشریف آوری سے ہم کو مشکور فرمایا ہم پرمیشر (پروردگار) سے پرارتہنا (بندگی) کرتے ہیں کہ ہمارے دل میں رغبت پیدا کرے اور ہم آخر تک ساری مضامین شوق سے سنیں۔

میںنے ابہی کہا ہے کہ اس جلسہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قدیم زمانے میں نہ ہوتی رہی ہو اوس زمانہ میں جو اوتار وں کے ذریعہ ہمکو خدا تعالیٰ کی مرضی کا پتہ لگتا تہا اور مشکل سے مشکل باتیں جو الہیات کے متعلق ہوتی تہیں حل ہو جایا کرتی تہیں پہر بہی اس زمانہ میں باہم ایک دوسرے کے ملنے کے ذریعہ ایسے نہ تہے جیسے اب ہیں چنانچہ ایک زمانہ ایسا تہا کہ مدراس کے لوگ لاہور والوں سے نہ ملتے تہے اور یہ بات تاریخ والوں سے پوشیدہ نہیں کہ ایک وقت تہا جب کہ رجبوتانہ کے لوگ دہلی والوں سے نہ مل سکتے تہے۔ مگر اب وہ زمانہ ہے کہ دلیش وستا نتروں کے لوگ آکر ملتے ہیں مہارانی وکٹوریہ جسکے زمانہ میں ہم امن اور آرام سے رہتے ہیں اسکا اور انگریزی گورنمنٹ کا تہ دل سے دہنباد کرتے ہیں جب کہ دور دور ملکوں کے مہذب خیالات ہم تک آئے ہیں اور اخبارات کے ذریعہ شائستگی پہیل رہی ہے تو یہ بات ضرور ہے کہ فرصت کے وقت ہم سب اکٹہے ہوکر سوچیں کہ آتما کی بہلائی کس میں ہے اسیلیے اس جلسہ کی منشاء یہ ہے کہ اتفاق سے ملکر بات چیت مذہبی کیا کریں اور یہ بہی ایک منشا ہے کہ معتبر ودیا اور معتبر علم دین کی بابت پہیلایا جاوے تاکہ غلط فہمی دور ہو میںنے ابہی کہا تہا کہ یہ جلسہ اس زمانہ میں بہی نیا نہیں بلکہ پچہلے دو سالوں میں شکاگو کے موافق جلسہ ہونا نہایت ضروری ہے اور وہ سوالات جنپر مسودہ لکہکر دیتے ہیں یہ ہیں۔

سوالات (۱) انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتوں کا بیان (۲) عقبے کا ذکر (۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا ہے۔ اور وہ غرض کس طرح ہو سکتی ہے (۴) کرم یعنے اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔ (۵) گیان یعنے علم حاصل ہونے کے ذریعے۔

Marfat.com

یہ سوالات ہماری سامنے ہیں امید ہے کہ جو لوگ ان پر تحریر کریں گے یا مسودہ پڑہیں گے وہ ہمکو اچھی طرح سمجھائیں گے تاکہ عام لوگ بھی سمجھ کر فائدہ اوٹھائیں میں یہہ بھی بتلانا چاہتا ہوں کہ اس جلسے سے بہت سی صاحبان نے ہمدردی ظاہر کی ہے جو انکی بہت ساری چٹھیوں سے معلوم ہو سکتی ہے جو آئی ہوئی ہیں اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بہت ہی کم لوگ ہونگے جو اس جلسہ کے مخالف ہوں لیکن آپ کو یاد رہے کہ شائستہ اور مہذب لوگوں نے اکثر ہمدردی ظاہر کی ہے یہ دیکھکر . . . آپ کو اور بھی تعجب ہوگا کہ یہ جلسہ ایک ایسی مکان میں ہے کہ جسکی نسبت کہتے تھے کہ ہم اور وہ مخالف ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہم سب لوگ جو مخالف مشہور تھے ایسے مجمع میں ایک جگہہ جمع ہیں جسکی نسبت لوگوں کو تقریر نہ تھا اور جو باہم مخالف مشہور ہیں جو لوگ قبل از وقت یہ کہہ رہے تھے کہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا اور یہ جلسہ عبث ہوگا ان کو دیکھنا چاہیے کہ کسی اور نتیجہ کی بابت تو میں کچھ نہیں کہتا مگر یہ نتیجہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ باہم ایک دوسرے کے مخالف گنے جاتے ہیں وہ باہم ملکر ایک جگہہ بیٹھے ہیں اور اپنے دین کو میری سمجھ میں زیادہ تر تہذیب کے ساتھ ماننے کے یہ معنی ہیں کہ دل سے کدورت اور تعصب دور ہو مخالفت کا خیال نہ رہے اور ایک مخالف رہے سے دشمنی پیدا نہو ملکہ باوجود اختلاف رائے کے بھی باہم سلوک اور محبت کریں نور محبت اسیوقت دستیاب ہو سکتا ہے جب انسان اپنے ہی مذہب پر سچے دل سی چلے کیونکہ میں ایسا کوئی مذہب نہیں دیکھتا جو باہمی پریم اور محبت کی تعلیم نہ دیتا ہو اسی پریم اور محبت کے ذریعہ ایک مخالف الرای کو اپنا ہم خیال بنالینا بہی آسان ہے یہ تقاضا ہے علم کا یہ تقاضا ہے ترقی کا جسقدر لوگ دنیا میں مہذب ہوتے جاتے ہیں اوسیقدر امن اور شائستگی اور شانتی اور آرام کی روح دنیا میں پہیلتی جاتی ہے آجکل کے لوگ یہ کہدیتے ہیں کہ علم دار خدا سے منکر ہو جاتے ہیں مگر بیکن صاحب کہتے ہیں کہ بڑے علم سے اسقدر خطرہ نہیں جتنا چھوٹے علم سے جسقدر آدمی بہت بڑہجاتے ہیں انکی داغی قوتیں جتنی نشو و نما پاتی ہیں جسقدر دانائی اور عقل میں ترقی ہوتی ہے اسیقدر وہ جانتے ہیں کہ پرمیشر کی مہماں بڑی ہے پروردگار کی شوکت اور جلال اتناہی لا انتہا نظر آنے لگتا ہے۔ اسوقت انسان برباد ہوکر باہم پریم کا سبق سیکہ لیتا اور اتفاق کرتا ہے۔

اسلیے ایسے جلسوں سی کوئی دہشت نہیں کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا وہ وقت آنیوالا ہے کہ ہم سب اتفاق سے رہیں گے اور شائستگی اور تہذیب میں بسیں گے۔ معاملہ دین کا اصلاح کا ہے کہ ہم لوگوں کی طاقتیں اور عقلیں اوسکی تہ تک پہونچنے میں قاصر ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جسوقت بڑے بڑے بزرگوں کی خدمت میں سوال کیا گیا اونہوں نے کہا کہ کل جواب دیں گے مگر اسیطرح پر وہ پیغمبر کی قدرت اور شکتی کے سوال کو حل نہ کرسکے۔ تاریخ

Marfat.com

بتلاتی ہے کہ ڈی موستھنیز سے اسکے متعلق سوال کیا گیا اُسنے کہا کہ کل جواب دینگے اور ہر روز اسیطرح کہتے رہے آخر ایکدن کہا کہ جسقدر سوچتا ہوں اسیقدر عاجز آتا ہوں یہی حال ہے یہ سمندر ایسا نہیں کہ اسکی تہاہ کا پتہ لگجاوے ممکن ہے ایسے بیان بھی ہوں کہ آپکی تشفی نہ ہووے۔ آپ خوش نہ ہوں۔ جہاں بڑے بڑے عالموں اور گرووں کی عقلیں حیران ہیں وہاں ہم تم کیا کر سکتے ہیں اسلیے آپ ایسی صورت میں ہمارے قصور معاف کر دینگے غرض یہ ہے کہ حل کر کے دکھا دیے جاویں۔ یہ سوالات پرمیشر کے متعلق سمندر سے بڑے ہیں اسلیے پروردگار کی نسبت سوچنا ہی بڑی بات ہے اگر ہم لوگوں سے آپکو قابل تشفی جواب نہ ملیں تو آپ سمجھ لیں کہ ہم اس جانور سے بڑے نہیں جو چونچ سے سمندر کو خالی کر دینا چاہتا تھا جو سوالات سب کے سامنے ہیں وہ سب دینوں کے سامنے رہے ہیں۔ بغیر لحاظ کسی خاص مذہب کے آپکو معلوم ہوگا کہ اس میں قریباً سب مذہب یکساں ہیں کسی کے پر کرتی ہیں فرق ہو اصل میں مادہ ایک ہی پایا جاتا ہے اسیطرح کون شخص ہے جس میں انسانیت ہو اور وہ تمام دنیا کی نسبت سیری ہوجانے پر بھی نہ سوچے کہ کدھر سے آیا ہوں اور کدھر جاؤں گا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ جن آدمیوں کو سیری ہوگئی ہے وہ خوب سوچتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کا کیا حال ہوگا آپ یہ جانیں کہ اگر ہم لوگوں میں اختلاف بھی آجاوے۔ اختلاف سے مراد بیجا حملہ نہیں بلکہ اختلاف رکھے ہے میں نے کہا کہ ہم لوگوں کی پرکرتیاں سبھاؤ اور سیرتیں علیحدہ علیحدہ ہیں ایک چیز کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اسکی نسبت مختلف بیان کرتے ہیں جب تک ضد کا تعلق نہ ہو جب تک انسان کی یہ حالت رہتی ہے بہت ہی خوب ہے اس موقع پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے کہتے ہیں ایک جگہہ پر لوگ تصویر دیکھنے آیا کرتے تھے اس تصویر کے دیکھنے سے حیرت اور دینداری حاصل کیا کرتے تھے چونکہ دیکھنے والے بہت تھے اسکی نسبت بات چیت ہونے لگی کسی نے کہا کہ یہ عمدگی لال رنگ کی ہے کسی نے کہا نہیں یہ عمدگی کالے رنگ کی ہے تیسرے نے کہا کہ میں تم دونو سے بہتر جانتا ہوں یہ عمدگی نہ کالے رنگ کی ہے نہ لال کی بلکہ سفیدی کی ہے جو چھپی ہے۔ تھوڑے دنوں تک یہ بات ہوتی رہی پھر ایک اور شخص نے کہا کہ یہ عمدگی ایک رنگ کی ہے جو ہرا ہے جو اس صورت میں دکھائی دیتی ہے کئی سال تک جھگڑا رہا کہتے ہیں کہ ایسا ہوتا رہا بہت سے آدمی جمع ہوگئے کئی ایک آدمی رحلت کر گئے اور زندگی کے اونچے ٹھہرے پر پہونچ گئے صاحبان جب انہوں نے کہا کہ اسکی عمدگی در اصل یہ ہے وہاں سے اگر آپ تصویر کو فلانی جگہہ سے دیکھیں گے چنانچہ جب دوسرے مخالف اس مینار پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ ہر ایک درست ہے غرضیکہ منشا مدعا یہ ہے کہ وہ تصویر حق کی تھی وہ تصویر تھی سچائی کی جب لوگوں نے غفلت کی نظروں سے دیکھا سچائی اسی طرح موجود ہے جیسے آسمان پر سورج مثل آسمان کے سچائی بھی دل میں محصور ہے اگر میری زبان ہوتی میں اسکو بیان کر سکتا جس طرح بیان

Marfat.com

ں نقص آجاتا ہے اسیطرح دماغ کے نقص پر جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے ہماری کتابیں جوگیان کا مخزن ہے اگر ہم ان کو نہیں سمجھ سکتے اور سچائی کو دیکھ نہیں سکتے تو ایسا کوئی موقعہ ہونا چاہیے کہ کوئی ہمیں دکھائے اور سمجھائے اسیلیے یہ ایک جلسہ ہے جس سے آدمی کو بہت لابھ ہونیوالا ہے کیونکہ جو صاحبان اعلیٰ کتابوں تک نہیں پہونچ سکتے وہ اعلیٰ آدمیوں کی زبان سے نہیں سیطرح ہر ایک آدمی کے دل میں شوق ہے کہ سچائی کو دیکھے اور سچائی ظاہر ہو میں نے لما کہ اسکا لب لباب دیکھنا چاہیے نتیجہ دیکھیے کہ سچائی کس طرف ہے۔ ابھی ایک سورج گرہن پڑنے والا ہے جسمیں سورج ساری کا ساری تاریک ہو جائیگا۔ اس میں تمام دنیا کے نجومی جمع ہونگے اور دیکھنے کو آئیں گے اسیطرح اگرچہ ہم لوگ دین کی نسبت جانتے ہیں اور ہم میں اعلیٰ انسان اور ہادی ہیں جو ہمیشہ کوشش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پیشیر بہت ہی خوبیوں کا مخزن ہے کہ ہم اگر بیان نہیں کر سکتے ہمکو کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اعلیٰ ہو جائیں۔ اس جلسہ میں مختلف مذاہب کے فاضل آئے ہیں جو ہمکو سمجھائیں گے۔ اعتراض کرنے کی کسیکو گنجایش نہ ہوگی میں پہلے یہ بیان کر چکا ہوں کہ اس جلسہ سے بڑے بڑے صاحبان کو ہمدردی ہے چنانچہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ میر مجلس صاحبان کس قدر معزز آدمی ہیں جو بیٹھے ہیں مختلف مذاہب کے لوگ موجود ہیں میں یہی کہہ آیا ہوں کہ یہ جلسہ نیا نہیں ایسے جلسے پہلی بھی ہوتے آئے ہیں اگرچہ شکاگو کا جلسہ بڑا بھاری جلسہ تھا مگر یہ بھی کم نہیں آپ لوگ علم۔ اتفاق وغیرہ کسی چیز میں یوروپینوں سے کم نہیں میں امید کرتا ہوں کہ آپ نہایت شوق سے سب تقریریں سنیں گے۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

ماسٹر درگا پرشاد صاحب تقریر کے ختم ہونے پر کمیٹی منتظمہ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ بولنے کے لیے پھر کھڑے ہوئے۔

صاحبان! مجھے کمیٹی کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپکو اطلاع دوں کہ جناب سردار دیال سنگھ صاحب اس سبب سے کہ انکے اقارب میں ایک ناگہانی موت ہو گئی ہے تشریف نہیں لا سکتے اور اپنی جگہ انہوں نے بھائی جواہر سنگھ سکرٹری خالصہ کالج کمیٹی کو نامزد فرمایا ہے۔ جو ہر طرح سے اچھا انتخاب ہے"۔

ایسا ہی جناب بابو پرتول چندر صاحب مسٹر جی جج چیف کورٹ پنجاب بھی تشریف نہیں لا سکے کیونکہ انکے لڑکے یعنے سمندہی مسٹر بنرجی جج ہائی کورٹ الہ آباد ابھی تشریف لائے ہیں۔ البتہ دوسرے وقت پر دونوں صاحبان تشریف لاکر مشکور کرینگے۔ اب بھائی جواہر سنگھ صاحب جلسہ کو افتتاح کریں گے۔

اسپر سردار جواہر سنگھ صاحب اپنی کرسی صدارت سے اٹھکر سپیکر کے منبر پر آئے اور ذیل کی تقریر افتتاحی فرمائی

افتتاحی تقریر جناب سردار جواہر سنگھ صاحب موڈریٹر

برادران! اس جلسہ کو فارملی طور پر اوپن کرنے کے واسطے یعنے اس جلسہ کی کارروائی شروع کرنے کیلیے ضابطہ کے طور پر اس جلسہ کے پروموٹرز نے مجھے یہ عزت بخشی ہے کہ میں فارملی اوپننگ ڈیکلیر کروں میں اسوقت کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنے کے لیے نہیں کھڑا ہوا ہوں۔ بلکہ یہہ بتلانے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ کہ ہر مذہب و ملت کے لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ انکی خدمت میں التماس کروں۔ کہ اُن سب کو یہ بات جاننی ضروری۔ بلکہ بہت ضروری ہے کہ جس مذہب کے ساتھ وہ تعلق رکھتے ہیں۔ اوسکی خوبیاں بیان کریں یعنے اپنے مذہب کے رو سے سوالات مقررہ کا جواب دیں۔ اور کبھی دوسرے مذہب پر کنایۃً یا صراحۃً حملہ نہ کریں۔ ہم جو ایک جگہہ اکٹھے ہوئے ہیں اس سے ہماری غرض بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ باہم اتحاد اور ارتباط بڑہے اور آسان سے آسان طریق پر ایک سچے مذہب کی خوبیوں پر اطلاع پائیں اگر تعصب اور حسد ایسے جلسوں سے بڑہے تو پہر کچھ فائدہ نہیں اسلیے تعصب اور ضد جیسی بری چیزوں کو دور کرنے کے لیے یہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ کیونکہ تعصب ایک ایسی چیز ہے کہ جسکو مذہب کے نزدیک بہی نہ آنے دیا جاوے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے۔ تو اسپر پیرو تعصب کیوں کرسکتا ہے کیونکہ سچا مذہب ہمیشہ تعصب سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔

آپ جانتے ہیں۔ کہ مذہب کوئی چیز نہیں۔ کہ بازار سے خرید اجاسکے یا تبادلہ پر مل سکے مذہب کا تعلق ہمیشہ کی زندگی سے ہے پہر آپ خیال فرماویں کہ مذہب جیسے معاملہ میں کسیکی رو رعایت کی کیا وجہ پس معاملات مذہبی پر تعصب اور ضد نہ ہونی چاہیے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جب آدمی ایک پیسہ کا مٹی کا برتن مول لیتا ہے تو اسے کئی دفعہ ٹھکور لیتا ہے۔ تو پہر لیتا ہے۔ پہر مذہب ایسی شے کو بلا دیکھے بہالے قبول کرلینا کیا مطلب رکھتا ہے مذہب جس کا تعلق روح کے ساتھ ہے اور جسکا اثر جاودانی زندگی پر پڑتا ہے۔ اس میں بہی اگر انسان تعصب کو کام میں لادے تو سخت غلطی ہوگی۔ اور اسکا نتیجہ کبہی بہی اچھا اور مفید نہیں ہوسکتا بلکہ بیہودہ ساری کوشش لاحاصل اور بیہودہ ہوگی۔ اور میری رائے میں جب کہ مذہب کوئی زرخرید چیز نہیں تو میں نہیں سمجھتا اس میں تعصب آئے ہی کیوں؟

اسکے علاوہ خدا ایک ہے۔ اور اسکے بندے سب ایک ہیں اور سب کو اس نے روح دی ہے ناک۔ کان۔ سب اعضا یکساں دیے ہیں۔ پہر میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ انسان کسلیے اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ مذہب قائم کیے

Marfat.com

حالانکہ جبکہ سب آدمیوں کی ضروریات جسمانی ایک ہی قسم کی ہیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ مذہب جو روح کی سیری کا ایک ذریعہ ہے بہت سے ہوں۔ لیکن اب چونکہ بہت سے مذاہب ہیں اور جو حق کے طالب ہیں وہ نہیں کرتے۔ اسلیے یہ جلسہ منعقد کیا گیا ہے تاکہ عام طور پر تہذیب اور متانت کی پیرایہ میں یہ بتلایا جاوے کہ حق کیا ہے؟

حق کے پانے کے ذریعہ پروفیسر ہیں اور یہ ہم ہر ایک مذہب کے لائق اور فاضل پروفیسر کے منہ سے سنینگے۔ جو اس پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر بیان کرینگے۔ اگر تقریر کرنے والے صاحبان کو بالکل کھلا چھوڑ دیا جاتا تو پھر کوئی حد و حساب نہ رہتا۔ اور اصل مقصد پورا نہ ہو سکتا۔ بلکہ ہر ایک مذہب کا پروفیسر جو چاہتا بولتا۔ اسلیے اس مقصد کو پورا کرنے اور اس قباحت اور نقص کے رفع دفع کے لیے پانچ مضامین مقرر کر دیے گئے ہیں۔ جنپر جس مذہب کے پروفیسر جس طرح چاہیں بولیں مگر جلسہ میں کسی دوسرے مذہب پر اپنی دوران تقریر میں صراحتاً یا کنایتاً حملہ نہ کرے اور حملہ کرنا بھی کیوں چاہیے؟

جبکہ ایک شخص یہ سمجھے کہ میں حق بیان کرتا ہوں پھر دوسرے مذہب پر حملہ کرنے کے کیا معنے؟ اسلیے اس جلسہ کے بانیوں نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ قید لگا دی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے مذہب پر کسی قسم کا خفیف سے خفیف حملہ کا اشارہ بھی نہ کرے میں بہت ہی خوش ہوں۔ کہ ہمکو یہ بہت ہی اچھا موقعہ ہر ایک مذہب کی خوبیوں کے سننے اور سوچنے کے لیے ملا ہے پیشتر اسکے کہ میں بیٹھ جاؤں **انجمن حمایت اسلام** کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ایسے اچھے کام کے لیے اپنا مکان دھرم مہوتسو کے لیے دیا ہے۔ بہت لوگ کہتے ہیں کہ ایک بڑی بھاری مسٹیک ہے جنہوں نے ایک خاص فرقہ کے مکان میں جلسہ کیا جن لوگوں کا یہ حال ہے۔ ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ بیشک بات کو چھوڑ کر دوسرے کی بات سنیں اسکے علاوہ اگر یہ جلسہ اگر کسی اور مذہب کے معتقدوں کے مکان میں ہوتا تو بھی یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ ایک عقلمند کو اگر ایک دکان سے اچھا سودا نہیں ملسکتا تو کیوں دوسری دکان سے نہ لے جو کام انجمن حمایت اسلام نے کیا ہے وہ بہت قابل تعریف اور شکر گذاری کے لائق ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ بجائے شکر گذاری کے اوپر نکتہ چینی کی جاتی ہے۔ میں ان لوگوں سے مخاطب نہیں جو انصاف نہیں کر سکتے یا نہیں کرنا چاہتے میں اپنے دل کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ یہ لوگ تنگدل نہیں ہیں کوئی آدمی خواہ وہ کسی ہی مذہب کا کیوں نہ ہو اس پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اپنے خیالات آزادی کے ساتھ ظاہر کر سکتا ہے اسلیے میں اس جلسہ کا فارملی اوپننگ ڈکلئر کرتا ہوں۔

Marfat.com

سردار صاحب ممدوح کی اس تقریر کا ایک خاص اثر حاضرین جلسہ پر تھا کیونکہ اونھوں نے اس خفیف اختلاف کی جو سکان جلسہ کے متعلق تھا جڑ کاٹ کر اتفاق کا بیج بو دیا۔ سردار صاحب کے بیٹھ جانے پر خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب اپنی کرسی سے اوٹھے حسب قرارداد کمیٹی۔ آپ آج کے دن کیلیے موڈریٹروں میں سے پریسیڈنٹ جلسہ قرار پائے تھے۔ شیخ صاحب نے ظاہر کیا کہ پروگرام کے بموجب یہ وقت پنڈت امراو سنگہ صاحب کا ہے۔ جو جین دہرم کے وکیل ہیں۔ لیکن وہ تشریف نہیں لائے۔ اسلیے یہ وقت جناب میر ناصر نواب صاحب نبیرہ خواجہ میر درد کو دیا جاتا ہے۔ جنہون نے کمیٹی کی تحریک پر اغراض جلسہ کو مد نظر رکھکر نظم لکھی ہے امید ہے کہ آپ صاحبان بہت محظوظ ہونگے۔

نظم جناب میر ناصر نواب صاحب نبیرہ حضرت خواجہ میر درد صاحب دہلوی قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب حمد خدا کو ہے مسلم — ہے ذات میں سب سے جو مقدم
ہر چیز کو جو کہ پالتا ہے — اجسام میں جان ڈالتا ہے
رحمن و رحیم جسکے ہیں نام — روشن ہیں جہاں پہ جسکے سب کام
خالق ہے وہی وہی ہے مالک — وہ باقی ہے اور سب ہیں ہالک
دنیا کو اوسی نے ہے بسایا — یہ باغ اسی نے ہے لگایا
اجسام کو اس نے ہے بنایا — روحوں کو وجود میں وہ لایا
ہر ذرہ کیا ہے اوس نے پیدا — اس نے کیا کل جہان ہویدا
خود مخفی ہے شان اسکی ظاہر — ہیں اسکے ہزارہا مظاہر
آنکھوں سے نظر نہیں وہ آتا — یہ قدرتیں سب کو ہے دکھاتا
پوشیدہ ہے گو جمال اُس کا — ہر سو ہے عیاں جلال اسکا

Marfat.com

پوشیدہ نہیں ہے اسکی صنعت ہے سب پہ محیط اسکی قدرت
دنیا و تمام اہل دنیا قدرت کا ہے اسکے اک نمونا
اور اس سے کروڑ چند بڑھ کر گلزار کھلا ہے آسمان پر
یہ سورج و چاند اور یہ افلاک یہ آب و ہوا و آتش و خاک
یہ کوہ و درخت اور تارے قدرت کے ہیں اسکے سب نظارے
ہے سب کا وہی بنانے والا پھر انکو اسی نے ہے سنبھالا
ہے ارض و سما کا وہی بانی اور کرتا ہے وہ ہی پاسبانی
رزاق وہی وہی ہے قیوم ہو جائے جہان ورنہ معدوم
ہے وہ ہی مصوّر زمانہ اور وہ ہی منوّر زمانہ
وہ چاہے جسے نہال کردے چاہے جسے پائمال کردے
پر عدل سے ہے وہ کام کرتا انصاف ہے صبح و شام کرتا
ہیں ظلم سے پاک اسکے سب کام بیوجہ نہ قہر ہے نہ انعام
تدبیر ہر ایک وہ ہے کرتا بے وقت نہیں ہے کوئی مرتا
انداز سے کام ہو رہے ہیں سب اسکے غلام ہو رہے ہیں
منکر بھی ہیں اسجگہہ یہ قائل جاتے نہیں پیش کچھ دلائل
کر سکتے نہیں وہ کچھ بچارے ہے ورد زبان بلے و آرے
تقدیر ہے جبکہ پیش آتی تدبیر نہیں ہے پیش جاتی
رستم کا نہ زور پیش جاوے قاروں کا نہ مال کام آوے
آتے نہیں کام کچھ بھی اسباب جب آتا ہے حکم رب الارباب
آتے نہیں کام فوج و لشکر ہو جاتے ہیں پست شاہ کشور
جب آتی ہے سر پہ موت کی فوج اسوقت دکھاتی ہے عجب موج
جسوقت گلے میں جان آئی کام آتے نہیں ہیں باپ بھائی
سر پیٹتے ہیں طبیب اپنا منہ نوچتے ہیں غریب اپنا

Marfat.com

کوئی نہیں وقت ٹال سکتا — اک دم بھی نہیں سنبھال سکتا
انسان ہے اس جگہہ پہ ناچار — ہتیار ہیں اس جگہہ پہ بیکار
اوسان نہ عقل کام آوے — دم نکلے کو کون موڑ لاوے
علت کے لیے ہر کوئی معلول — یہ بات ہے کل جہاں میں مقبول
اللہ ہی علت العلل ہے — قبضے میں اسی کے سب کی کل ہے
بننے کو بنا رہا وہی ہے — مٹنے کو مٹا رہا وہی ہے
ازخود نہیں گردش زمانہ — ہے پھیرتا اس کو وہ یگانہ
ہے واحد و لاشریک و قادر — ہر جا ہے وہ حاضر اور ناظر
گر ہوتے خدا جہاں میں دو تین — دنیا میں نہ رہتی کچھ بھی تزئین
عالم میں بڑا فساد ہوتا — جب ان میں عیاں عناد ہوتا
جب ہوتی خداؤں میں لڑائی — ہو جاتی جہان کی صفائی
ہیں اسکے وجود پر دلائل — اوہام اگر نہ ہوویں حائل
ایجاد کا چاہئے ہے موجد — ہٹ دھرمی نہیں نہ اسمیں ہے ضد
کل چلتی نہیں بجز چلائے — کچھ ہلتا نہیں بجز ہلائے
خود کیونکہ ہے گردش زمانہ — دو سوچ کے رائے عاقلانہ
ازخود نہیں کوئی چیز بنتی — بگڑی بھی ہے اپنا جا نہ تنتی
دنیا کا ہے بوجھ کس کے اوپر؟ — اور دیتا ہے کون اس کو چکر؟
اس گولے کو کس نے یوں بنایا؟ — رفتار یہ کس نے یوں لگایا؟
کس طور بنا نظام عالم؟ — دن رات جڑے ہیں کیونکہ باہم؟
عالم میں جو دیکھتے ہو ترکیب — صانع کے بغیر ہے یہ ترتیب؟
ارواح کو ہے تلاش اسکی — ہر دل میں ہے بود و باش اسکی
گذرے ہیں کروڑ اسکے عاشق — مانا ہے جہاں نے جن کو صادق
جو راہ میں اسکے مر گئے ہیں — دنیا میں وہ نام کر گئے ہیں

Marfat.com

سبھوں کی گواہیاں ہیں مقبول — بے شبہ دلیل ہے یہ معقول
مانے کوئی اسکو یا نہ مانے — اس ایسے کے ہم تو ہیں دیوانے
مٹی سے ہمیں بنایا اس نے — قدرت سے ہمیں جلایا اُس نے
اللہ نے ہمکو عقل بخشی — اور علم کی روشنی عطا کی
اس نے دیے ہم کو ناک اور کان — بخشے ہیں اسی نے ہم کو اوسان
انسان کی زبان اس نے کھولی — کیا خوب سکھائی اس نے بولی
بخشے ہیں دل و دماغ اس نے — دو ہمکو دیے چراغ اُس نے
تقریر کی اس نے دی ہے طاقت — تحریر کی اسنے بخشی قدرت
جب ہوش و حواس اسنے بخشے — تب ہم یہ کھلے ہزار عقدے
صورت میں ہمیں عجب بنایا — اور خوب لباس سے سجایا
کھانے کی عجیب نعمتیں دیں — القصہ بہت عنایتیں کیں
رحمت کا کیا جب اس نے سایہ — حیوان سے آدمی بنایا
ہے پشت و پناہ وہ ہمارا — انسان کا ہے وہی سہارا
گر فضل نہ ہووے اسکا شامل — ناقص سے بنے یہ کیوں کہ کامل؟
کیڑے سے بنایا اسکو انساں — سب کو کیا اس کا زیر فرماں
کی اسنے عطا اسے حکومت — دی اس نے عجیب شان و شوکت
حکمت میں اسے کیا فلاطوں — دولت میں بنایا اسکو قاروں
اس درجہ بنایا اس کو شہ زور — ہاتھی کو بھی جانتا ہے یہ مور
حملہ میں ہے شیر سے بڑھ کر — اس جیسا کوئی نہیں دلاور
شہ زوری میں ہے اگر یہ رستم — ہے داد و دہش کے وقت حاتم
شوکت میں سکندر و سلیماں — ہیبت سے ہے اسکی دیو لرزاں
ایجاد میں اسکو دسترس دی — حاصل کرے تا کہ یہ ترقی
تم دیکھ رہے ہو حال دنیا — ایجاد ہوا ہے آج کیا کیا

Marfat.com

ہے علم و کمال اس کو حاصل — ہر جاہ و جلال اوس کو حاصل
ہر علم سے کر دیا خبردار — ہر گر دیا اس کو اس نے مختار
سچ جھوٹ کی راہ بھی دکھادی — اور اسکی جزا سزا سنادی
قدرت کے دکھا دیئے دلائل — ہر طور کے دیدئیے وسائل
عرفان کا اپنے نور بخشا — سب سے دیا اسکو بڑھکے رتبہ
سب اسکو سکھائے اپنے احکام — غالب نہ ہوں تاکہ اسپہ اوہام
افراط کی شر سے اسکو روکا — تفریط کی بے خودی سے ٹوکا
خوب اسکو بنایا واقف کار — تا اسکو نہ ہو کسیجگہہ ھار
جو حکم دیئے وہ فائدے کے — باہر نہ ہو تا یہ قاعدے کے
غافل نہ ہو تاکہ صبح اور شام — آخر کو ہو جس سے اسکو آرام
ہر حکم میں اسکے ہے بھلائی — تا دور ہو اس سے کل بُرائی
بیجا کا نہیں ہے کچھ بھی حکم — احکام کو اسکے جانچ لو تم
جلدی سے نہ اعتراض کرنا — آخر کو ہے ایک روز مرنا
جو اس نے سکھائی ہیں عبادات — فی الاصل ہیں وہ ہی نیک عادات
رہتا ہے جو اسکی بندگی میں — ہرگز نہیں بہتا گندگی میں
احکام خدا اگر نہ ہوتے — انسان شرف کو اپنے کھوتے
کچھ ان میں کمال ہی نہ ہوتا — یہ جاہ و جلال ہی نہ ہوتا
تدبیر و ہنر نہ اوس کو آتا — جنگل ہی کے گھاس پات کھاتا
یہ کارروائیاں نہ ہوتیں — یہ اسکی صفائیاں نہ ہوتیں
یہ عمدہ لباس ہی نہ ہوتا — جو اب ہے وہ پاس ہی نہ ہوتا
ان آدمیوں پہ ہائے افسوس — جو بھاگتے ہیں خدا سے سو کوس
کرتے نہیں جو کہ اسکی اطاعت — لائق ... نہیں جو بجا عبادت
اللہ ہے مہربان اسپر — کرتا ہے فدا یہ جان کسپر؟

Marfat.com

کیوں اسکی طرف نہیں یہ آتا — وہ مہر سے اسکو ہے بلاتا
کرتا نہیں وہ تو سخت گیری — کرتا ہے ہمیشہ دستگیری
جب بھول ہوئی معاف کردے — تھوڑی سی سزا بھی دی اگر دی
پر اس نے نہ چھوڑی اپنی غفلت — کرنے لگا یہ غرور و نخوت
احکام کو توڑنے لگا یہ — اغیار سے جوڑنے لگا یہ
پیغامبروں کو اس نے بھیجا — برباد نہ ہووے تاکہ دنیا
کی خلق کی اپنی رہنمائی — بھولوں کو دوبارہ راہ دکھائی
ظلمت کا جہاں میں جب ہوا زور — جب شرک سے خلق ہوگئی کور
فی الفور ہی نور کو اوتارا — پرنور کیا جہان سارا
ہر قوم میں اس نے بھیجے مرسل — ظاہر کریں تاکہ حق و باطل
دنیا کو سبق پڑھائیں حق کا — باطل کا مٹائیں شور و غوغا
آدم سے لگا کے تا ایں دم — جھگڑے رہے اس جہاں میں باہم
تھا **نوح** کا سب سے پہلے جھگڑا — طوفان نے آکے جو مٹایا
پھر ہوتے رہے ہزاروں قضیے — مشہور جہاں میں جنکے قصے
تاریخیں ہی جنکی ہوگئیں گم — اب گویا کہ ہوگئے وہ گم صم
اک معرکہ آکے پھر پڑا سخت — آزار رساں تھا ایک کمبخت
دشمن تھا خدا کا اور شقی تھا — رب ہونے کا آپ مدعی تھا
فرعون ہے جسکا نام مشہور — تھا مصر کا بادشاہ مغرور
موسی ہوئے اسکی سمت مامور — لڑنے لگے آکے ظلمت و نور
ہوتی رہی دیر تک لڑائی — مدت ہوئی ان میں ہاتا پائی
انجام کو نور آیا غالب — ظلمت میں گئے بدی کے طالب
موسی کو دیا خدا نے غلبہ — قلزم نے مٹایا خوب جھگڑا
پھر ہوتے رہے بہت تماشے — دنیا میں ہوئے ہزاروں قضیے

Marfat.com

ہر جا پہ ہوا ظہور حق کا
جھوٹوں کو کیا خدا نے جھوٹا

سچوں کی ہی آبرو بنائی
جھوٹوں پہ پڑی بری تباہی

بے باک ہوئے خراب ہر جا
ناپاک ہوئے ذلیل و رسوا

اس ہند میں بھی ہوئے کئی پاک
تاریخ ہے جنکی بس خطرناک

تھے رام و کرشن جنہیں سرتاج
تھے وقت میں اپنے جو مہاراج

تھے مصلح قوم یہ بھی دونو
تاریخ میں انکا حال دیکھو

پھر انکے بھی تھے عدو برابر
آخر کو ہوئے مگر وہ ابتر

انجام کو ہو گئے جو برباد
دنیا سے گئے ذلیل و ناشاد

ہے رام و کرشن کی سدا جے
انکے لیے مدحت و ثنا ہے

ہر قوم میں نیک لوگ آئے
خلقت کے لیے بھلائی لائے

پر خلق نے کی نہ ان کی عزت
دیتے رہے انکو سخت ذلت

کرتے رہے ان کو یونہی بدنام
پھیلائے جہان میں انپر اوہام

لیتے رہے کام افترا سے
ہرگز نہ ڈرے ذرا خدا سے

ہوتے رہے انبیا پہ حملے
پہونچائے گئے وہ سخت صدمے

کتنوں کو کیا جہاں سے ناپید
بہتیروں کو جیل میں کیا قید

بعضوں کو کیا ہلاک سم سے
بعضے رہے ہمکنار غم سے

آتش میں جلا دیا کسی کو
سولی پہ چڑھا دیا کسی کو

گردن سے کسیکا سر اوتارا
لب تشنہ کسیکو جاں سے مارا

ہے ناصحوں کا جہان دشمن
ہوتی ہے ہمیشہ ان سے ان بن

ہر ایک نہیں مگر برابر
ہے کوئی مطیع کوئی خودسر

پھر ایک زمانہ سخت آیا
پلٹی گئی کل جہاں کی کایا

دنیا پہ بڑی اندھیری آئی
اندھیرے سے بھر گئی خدائی

بیخوف ہوئے تمام انسان
ظلمت کا اٹھا جہاں میں طوفان

Marfat.com

فاسد ہوئے جبکہ بحر اور بر	جب حد سے بڑھی جہاں میں شر
جب چھا گیا کل جہاں پہ اندھیر	ظلمت نے لیا زمانے کو گھیر
اک مصلح خاص بہر تو آیا	اور حق کا کلام ساتھ لایا
پیدا ہوا کل جہاں کا ہادی	کرنے لگا خلق میں منادی
اور آیا بھی ملک میں عرب کے	رہتا نہ تھا جو کسی سے دبکے
مرکز جو تھا سب شرارتوں کا	کہتا تھا جو تھا مال غارتوں کا
غارتگر و بیحیا و سفاک	تھے لوگ وہاں کے سخت بیباک
ڈر ان کو نہ تھا ذرا خدا کا	اصنام کی ہو رہی تھی پوجا
تھا بغض و نفاق انکے دلمیں	تھی پھوٹ تو ان کی آب و گل میں
وحشت کا نہ تھا کوئی ٹھکانا	عادات تھے انکے جاہلانہ
تھا سر میں غرور دل میں نخوت	مردہ تھے تمدن و محبت
قانون کے بے لگام تھے وہ	انسان برائے نام تھے وہ
جب آیا وہاں ڈرانے والا	پیغام خدا سنانے والا
سوتے ہوئے نیند سے جو چونکے	کتوں کیطرح سے اسپہ بھونکے
لڑنے لگے نور اور ظلمت	برپا ہوئی ملک میں قیامت
مصلح نے اٹھائے سخت صدمے	سب ہو گئے برخلاف اسکے
جو اس سے ملا ہوا وہ ناچار	جاری ہوئی اک عجیب پیکار
اک سمت سے ہو رہی تھی نرمی	اور دوسری سمت سے تھی گرمی
وہ حق کی طرف بلا رہا تھا	احکام خدا سنا رہا تھا
اور ملک تھا مبتلائے اوہام	گھٹی میں پڑے ہوئے تھے بدکام
دل پر تھی چڑھی ہوئی سیاہی	اور سر پہ سوار تھی تباہی
سب ہو گئے دین حق کے دشمن	مانع ہوئے اسکے مثل رہزن

Marfat.com

لاتے تھے نبی پہ جو کہ ایماں
ہر وقت تھا ان کو خطرہ جاں

ایذائیں بہت اوٹھا رہے تھے
کفار انہیں ستا رہے تھے

بنتا نہ تھا کوئی ان کا حامی
کرتے تھے سب ان سے بد کلامی

بے قاعدہ انکو تھے ستاتے
ہر وقت تھے انکا دل جلاتے

ہر وقت تھی مار دھاڑ ان پر
دکھوں کے گرے پہاڑ ان پر

جب نوبت اضطرار آئے
دشمن ہوئی انکی کل خدائی

کرنی پڑی ان کو گھر سے ہجرت
ناچار کیا وطن کو رخصت

اللہ نے انکو یوں بچایا
مکے سے مدینے لا بسایا

نقصان اٹھائی حد سے زیادہ
پر ہوگئی راہ دیں کشادہ

ہر طور کی زحمتیں اٹھائیں
ایذائیں بہت اونہوں نے پائیں

نیکی کو کیا جہاں میں قائم
چن چن کے مٹا دیے ذمائم

سر بیچ کے دین کو خریدا
تب لوگ بنے خدا رسیدہ

وہ وقت تھا سخت ابتلا کا
اور آج تو ہے کرم خدا کا

آزادی کا آگیا زمانہ
بھاگے وہ خیال جاہلانہ

شائستہ بنے ہیں آجکل لوگ
اور دور ہوئے ہزار ہا روگ

تحقیق کی کھل گئی ہیں راہیں
دنیا کو ملی بہت پناہیں

ہے ہند میں آج فضل باری
پہلی سی نہیں ہے بیقراری

انگریز ہیں ہمیہ حکمراں اب
دنیا کا نصیب ہے جوان اب

ہر سمت خوشی کے قہقہے ہیں
بلبل کی طرح سے چہچہے ہیں

کافور ہوئے ہیں جہل و اوہام
تحقیق سے لے رہے ہیں سب کام

اظہار کا حق کے وقت آیا
ہے جوش میں اپنا اور پرایا

ہر فرقہ کے آدمی اکٹھے
کس شوق سے ایک جا ہیں بیٹھے

سب اپنے ہنر کریں گے اظہار
ہر دین کے آئینگے مددگار

Marfat.com

مذہب کے کھلیں گے آج دفتر
تہذیب سے ہوگی گفتگو یاں
اخلاق سے بات چیت ہوگی
آساں نہیں یاں زباں ہلانا
دعوی پہ دلیل لانی ہوگی
جو بولے کتاب سے وہ بولے
دے اپنی کتاب کا حوالا
کچھ اس سے نہ بیش و کم کرے وہ
ہر بات پہ حکم لاتا جاوے
ہو اصل کتاب کی عبارت
پھر اردو میں اسکی ہووے تفصیل
ہو وید و پران یا کوئی اور
رکھتا نہ ہو جو کتاب کوئی
نہ اپنے بیاں کرے دلائل
پر بات کرے وہ عاقلانہ
تہذیب سے خُلق سے بیاں ہو
عالم کی ہو جس میں خیر خواہی
مخلوق کو جس سے فائدہ ہو
تقریر میں امن و عافیت ہو
ہے وقت عجب بہار کا آج
ویدوں کے کھلیں گے آج جوہر
ہاں شاستروں کی بات ہوگی
ویدانتی وید کو پڑھیں گے

ہر فرقے کے یہاں کھلیں گے جوہر
ہر دین کی ہوگی جستجو یاں
تہذیب سے بات چیت ہوگی
کچھ کھیل نہیں یہاں پہ آنا
ورنہ وہ فقط کہانی ہوگی
کچھ اپنی طرف سے لب نہ کھولے
سمجھے جسے حکم وہ خدا کا
باہر نہ قدم ذرا دھرے وہ
ہر حکم یہاں سناتا جاوے
حاصل ہو ہر اک کو تا بصارت
قرآں ہو یا کہ ہو وہ انجیل
ہر ایک کا ہو یہاں یہی طور
اس سے نہیں یہ خطاب کوئی
اسکو نہیں یہ حجاب حائل
تقریر نہ ہووے جاہلانہ
ہر ایک کا حال تا عیاں ہو
ہووے نہ وہ باعث تباہی
القصہ کہ نیک قاعدہ ہو
تحریر میں کچھ صلاحیت ہو
آویگا نظر یہاں خدا آج
تقریر کے یہاں لٹیں گے گوہر
کچھ بات نہ واہیات ہوگی
تقریر کے واسطے پڑھیں گے

Marfat.com

آئیں گے دہرم سبھا کے ممبر — سب لوگ سنیں گے انکا لیکچر
انجیل کے آئے ہیں جو سناد — ہیں اپنے کمال میں جو استاد
تثلیث کی شرح وہ کریں گے — کل جلسہ کے روبرو دہرینگے
سچ جھوٹ کا ہوگا یہاں نتارا — اللہ کا سب کو ہے سہارا
اسلام کا حال یاں کھلے گا — قرآن کا جلال یاں کھلیگا
ہوجائیں گے راز آشکارا — جلدی نہ کرے کوئی خدارا
اس جلسہ میں جو کوئی نہ آیا — اور اپنا بیان کچھ نہ لایا
فرقے کو کیا ذلیل اس نے — جبکوئی نہ دی دلیل اس نے
اسوقت کو ہاتھہ سے جو دیگا — خود اپنے لیے وبال لے گا
گلیوں میں جو پھرتے ہیں سناتی — کسواسطے یاں نہیں وہ آتی
جو شہر و نہیں جو کرتے ہیں منادی — یاں آتے نہیں وہ کیون فسادی
سیلوں میں لگاتے ہیں جو ڈیرے — دیہات میں کرتے ہیں جو پھیرے
یاں آکے سنائیں اپنا لیکچر — کچھ شور نہیں نہ یاں کوئی شر
یاں جہل نہیں نہ کچھ لڑائی — ہوتی ہے مزے سے یاں صفائی
عزت سے یہاں مقابلہ ہے — کوئی نہیں یاں کسیکے درپے
موجود ہیں سارے اہل عزت — یاں آنے میں کچھ نہیں ہے ذلت
گالی نہ یہاں فضول گوئی — پھر کس لیے یہاں نہ آئے کوئی
یہ خاص نہیں کسیکا جلسہ — مل جل کے کیا ہے سب نے میلہ
یہاں طالب حق ہوئے ہیں سب جمع — پھر دیکھیے یار ہوویں کب جمع
عبرت کا نظارہ ہے عزیزو — پر لطف تماشا آکے دیکھو
حواس سے ہٹا وہ حق سے بہاگا — منظور نہ ہوگا عذر اسکا
ای ناصر دلفگار خاموش — کر بند زبان کہول اب گوش

میر صاحب کی نظم کے بعد پنڈت اشیری پرشاد صاحب بلائے گئے آپ ایک مشہور اور نامور مقرر اور معزز عہدہ دار سناتن دہرم کے ہیں سناتن دہرم سبھا پنجاب میں اپنی مذہبی و تصنیفی کی باعث نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

جناب پنڈت ایشری پرشاد صاحب سناتن دہرم

دنیا مین انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا ہے
اور وہ غرض کسطرح حاصل ہو سکتی ہے

معزز صاحب میر مجلس و اصحاب حاضرین جلسہ

بہ تعلق اس ہدایت کے جو اس موقعہ پر تقریر کرنے والون کے لیے کی گئی ہے کہ کسی دوسرے مذہب والے کے دل دکھانے والے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں میں شروع میں اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی دوسرے مذہب کے پیرو صاحب کو ان الفاظ سے ناراضی ہو (جو میں نے ایک دو موقعہ پر استعمال کیے ہیں کہ ہندو دہرم دوسرے مذاہب سے افضل ہے) تو از راہ عنایت مجھے معاف فرما دیں۔

منجملہ ان مضامین کے جو اس موقعہ عظیم پر غور کے لیے تجویز کیے گئے ہیں میں اس وقت چند خیالات صرف درباب اس سوال کے پیش کروں گا کہ دنیا مین انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا اور وہ غرض کس طرح حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ باقی ہر چہار مضمون در اصل اسیکی جزو ہیں اور مضمون ہذا کے مفصل طریق پر بیان کرنے میں خود انکا ذکر بھی ہونا لازمی ہے۔ قبل شروع کرنے کے مجھے اسی امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ جو کچھ میں آپ صاحبان کے روبرو کروں گا وہ تا حد علم و یقین میرے سب کے بتابعت اس ہندو جماعت کے عقیدہ کے ہوگا جسے سناتن دہرمی یا پورانک یا برہمنک وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا ہے تاہم خاص اس موقعہ میں اس جماعت کے کسی حصہ کی طرف سے باضابطہ وکیل کی طرح منتخب ہو کر کھڑا نہیں ہوں اسلیے جن خیالات کا میں اظہار کروں گا وہ خاص میرے ذاتی بطور ایک سناتن دہرمی ہندو کے تصور کیے جائیں اور انمیں سے کوئی خیال مستند مذہبی کتب سناتن ہندو دہرم کے نقیض پایا جائے تو وہ بالکل غلط متصور ہونا چاہیے اس امر کا اظہار بلحاظ خیالات اصحاب سناتن دہرم کے اور نیز بلحاظ [illegible] کے ضروری معلوم ہوا ہے کیونکہ بہت از اصحاب سناتن دہرم۔ اس مہوتسو کی کارروائی کو تا حال بدنیتی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جسکے لیے انکے پاس کسیقدر معقول وجہ موجود ہے اور بہت سے مخالفان سناتن دہرم کا دستور ہے کہ نکتہ چینی کرنے کے وقت پورا لحاظ انصاف کا نہیں رکھتے اور اکثر اوقات سناتن دہرم کو ایسے امور

Marfat.com

کے لیے مطعون کرتے ہیں جنکے لیے انسانی سناتن دہرم ہرگز ذمہ وار نہیں ٹہر سکتا۔

اسی موقع پر میں محرکان اس جلسہ کی توجہ اس امر کی طرف نہایت ادب سے دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی کوشش کو واقعی منزل مقصود پر پہونچانا چاہتے ہیں اور جو کچھ سناتن دہرم میں دنیا کو فائدہ پہونچانے کے قابل ہے اُس سے دنیا کو واقف کرانے کی آرزو رکھتے ہیں۔ تو اس امر کے لیے خاص تردد کریں کہ واقعی اور سچے سناتن دہرمی پیشیرووں ([illegible] کے شبہات (جو وہ رکھتے ہوں) معلوم کرکے انکو اپنے ارادوں سے پورا واقف کریں اور اپنی کارروائی کا شریک بنائیں۔

جن الفاظ میں سوال زیر غور کے اول حصہ کو مرتب کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ سے مختلف مرادیں لی جائیں اسلیے جو مرادیں سنے ان الفاظ سے سمجہی ہے اوسکو شروع مین بیان کردینا مناسب ہے۔ میں ان الفاظ سے مقصود یہہ سمجہتا ہوں کہ انسان کو موجودہ حالت ہستی میں کیا غرض اپنے سامنے رکہنی چاہیے یا یوں کہو کہ انسان کو زندگی بہر میں کس مقصد اعلے کے حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیئے ضرورت اس تشریح کی اس وجہ سے محسوس ہوئی کہ عبارت موجودہ سے یہہ مراد سمجہی بہی ممکن ہے کہ کس غرض سے انسان پیدا کیا گیا ہے یعنے خالق نے کیوں (یا کس مطلب کے لیے) انسان کو بنایا اور غور کرنے پر ظاہر ہوگا کہ جو کچہ خالق کائنات کے لیے کائنات کو پیدا کرنے کے واسطے تحریک دہ ہوا ہوگا اس کی بابت تحقیقات طاقت انسانی سے باہر ہے۔

اس امر کے یقین دلانے کے لیے کہ جو سوالاتؑ انسان کے لیے قابل غور ہوسکتے ہیں ان سب میں سے بڑہکر توجہ طلب یہ سوال ہونا چاہیئے بہت کچہہ دلیل بازی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ بات جس کی وجہ سے انسان دیگر تمام وجودوں سے (جو اسکے حد قوائے کے اندر واقعہ ہیں) اپنے آپ کو بزرگ تر ماننے کا دعوی رکہتا ہے عقل ہے کہ اعلے استعمال کے قابلیت ہے۔ کہانے۔ پینے۔ سونے۔ اولاد پیدا کرنے۔ دکہہ سکہہ محسوس کرنے وغیرہ میں بے شمار دیگر حیوانات اسکے برابر اور بعض صفتوں میں کوئی کوئی بلا شبہ اس سے بڑہکر ہیں۔ محض مجسم صفات میں ہتیرے ان وجودوں میں سے جنکو حیوانی اور نباتی جان سے محروم تصور کیا جاتا ہے انسان سے بدرجہا افضل ہیں۔ الا عقل کا اعلے استعمال ہی وہ ایک صفت ہے جس میں انسان اون تمام وجودوں سے جو اسکے چار طرف موجود ہیں سبقت لیجانے کے قابل ہے۔ لیکن اسکا ذی عقل ہونا کس مصرف کا ہوگا اگر اس ایک سوال کی بابت وہ کچہ پختہ اور یقینی رائے نہ رکہتا ہو کہ زندگی کے دوران مین اوسے کونسا مدعا

Marfat.com

پیش نظر رکھنا چاہیے - کیونکہ بجز اسکے اس کی حالت اس مسافر کی طرح ہوگی جو ایک وسیع میدان میں چل رہا ہے مگر نہیں جانتا کہ کدہر کو اس نے جانا ہے

اگرچہ اس سوال کی بابت اطمینان بخش جواب معلوم کرنا ہر ذی عقل کے لیے واجب معلوم ہوتا ہے تاہم ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے اشخاص موجودہ حالت دنیا میں ایسے ہیں کہ یا تو انہوں نے کبھی اس سوال کو سوچا ہی نہیں یا صرف سرسری قسم کا خیال اس کی بابت کبھی کیا ہوگا - زیادہ تر حیرانی کے قابل یہ بات ہے کہ ان لوگوں میں سے جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ خیال کرتے ہیں اور جو اور معاملات میں بعض دفعہ بال کی کھال اتارنے کی کوشش کرتے ہیں بقدر ایک بھاری فیصدی کے ایسے ہیں کہ اس میدان دنیا میں اس سوال کے متعلق محض اندہا دُہند طریق پر چل رہے ہیں - بہتیرے اشخاص بیوپار میں نہایت ہوشیار ہیں لاکھوں کے سودے کرتے ہیں - کروڑوں کے منافعات حاصل کرتے ہیں - بڑے مدبران سلطنت ہیں - کروڑوں انسانوں کے معاملات کو چلاتے ہیں - صدہا انتظامی کارروائیاں طے کرتے ہیں - بڑے پایہ کے جج اور وکلا مسائل قانون کی موشگافی سے دنیا کو حیران کر دیتے ہیں مشہور طبیب ڈاکٹر موت کے موہنہ میں سے مریضوں کو کھینچ لیتے ہیں - بڑے بڑے فلاسفر اور مقنن اور فاضل اجل وغیرہ ہیں - لیکن اس سوال ضروری کی بابت کبھی انہوں نے بالکل یا کافی غور نہیں کیا کبھی انہوں نے غور عمیق سے خیال نہیں کیا کہ اس زندگی سے گذر کر ہمارا کیا حال ہوگا اور جو کچھ حالت بعد زندگی کے ہے کیا وہ حالت اس قابل ہے یا نہیں کہ ہماری صحیح کوشش سے بہ نسبت نہ کوشش کرنے کے بہتر ہو سکے میں آج اس مختصر وقت میں اس عظیم الشان سوال کے جواب کا کوئی حصہ بہ تشریح بیان نہیں کر سکونگا بلکہ اس کے متعلق صرف چند ضروری رموز کا محض حوالہ دے سکوں گا - جن اصحاب کو شوق ہو کہ سناتن دہرم کے گرنتھوں میں کیا کچھ اس بارہ میں لکھا ہے انکو مفصل حال دریافت کرنے کے لیے خود کوشش کرنی پڑے گی -

یہ امر تو اب دنیا کے بہت سے عالموں نے تسلیم کر لیا ہے اور جوں جوں حکیمانہ غور اس بہا رے سوال پر مبذول ہوتا جاتا ہے یہ ثابت ہوتا جاتا ہے کہ نہایت پرانے زمانے میں ہندوستان کے رشیوں نے اس سوال کی بابت غور کیا اور ان کتابوں میں (جنکو سناتن دہرمی ہندو لوگ الہامی کتب مذہبی میں شمار کرتے ہیں) اپنے غور کا مکمل نتیجہ منلاشیان راستی کے واسطے درج کر دیا - جن کتابوں میں

Marfat.com

بالخصوصیت اس سوال کا ذکر درج ہے ان کا نام درشن ہے جو تعداد میں چھہ ہیں۔ بعض وقت ہیں ان کو چھہ شاستر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اصل گرنتھوں میں عالمانہ طریق پر اصول درج ہیں۔ جن پر بعد دیگر فاضلوں نے بہاری شرحیں لکھکر مضمون کو زیادہ سہل کیا ہے۔ ان میں سے ایک گرنتھہ کی شروعی عبارت یہہ ہے۔

अथातो धर्म्म जिज्ञासा ॥

جسکی مراد یہ ہے کہ اس گرنتھہ میں تحقیقات کی گئی ہے کہ انسان کا دہرم (فرض) کیا ہے علاوہ ان درشنوں کے اُپ نشدوں اور کئی دیگر گرنتھوں میں بھی خاص خاص ٹکڑوں کا پاکل سوال کا ذکر کیا گیا ہے۔

جہانتک میری محدود واقفیت پہونچی ہے میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ جس محققانہ طریق سے ہمارے رشیوں نے اس سوال کے بارہ میں غوص کیا ہے کسی اور مذہب میں اوسکا نمونہ نہیں ملتا۔ اکثر صورتوں میں تو اس طریق پر صاف الفاظ میں سوال ہی نہیں اٹھایا گیا۔ اور اگر کبھی اس سوال کے متعلق کچھہ غور کیا گیا بھی ہوگا تو سرسری طور پر ہوگا۔

ہماری مقصد جسکو ہمارے رشیوں نے انسان کے واسطے زندگی میں مدنظر رکھنا ضروری سمجھا ہے وہ مختلف عبارتوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر آخیر مدعا سب کا ایک ہی ہے۔ عموماً اوسکو پرمانند یعنی غایت درجہ آنند (خوشی) جو ممکن ہے) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اونھوں نے نہایت عمدگی کے ساتھہ اس کی تشریح و توضیح کی ہے کہ وہ پرمانند کیا ہے اور کس طریق اور کن وسائل سے حاصل ہو سکتا ہے۔

مثلاً اصول سانکھیہ میں پہلا اصول ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے

अथ त्रिविधदुः खात्यन्त निवृत्ति रत्यन्त पुरषार्थः

جسکی مراد یہ ہے کہ نہایت بہاری کوشش تین قسم کے دکھوں کے غایت دفعیہ پر صرف کرنی چاہیے۔

سوال مذکور پر غور کرنے کے وقت ظاہر ہوگا کہ ایسے امر کے جانچنے کے لیے کہ جو کچھہ کسی مذہبی یا دیگر کتاب میں

ہمارے رشیوں نے تمام جاندار وجودوں کو سوا تین قسم کے دکھوں کا بیان کیا ہے یعنی جو وجود ہے ان تین قسموں میں سے کسی قسم میں مبتلا پایا جائیگا۔ انکے نام یہ ہیں۔ آدہی بہوتک۔ آدہی دیوک۔ ادہیاتمک اور تمام ایسے دکھوں اور تکلیفوں کا غائت دفعیہ (یعنے ایسا کہ ہر وجود کبھی ان میں مبتلا ہونے کا مستوجب نہ رہے) وہ مدعا ہے جس کے لیے نہایت کوشش کی جانی چاہیے۔

137232

Marfat.com

نسان کے واسطے بطور مقصد اعلیٰ پیش نظر رکھے جانے کے قابل بیان کیا گیا ہے فی الحقیقت وہ اس قابل ہے
نہیں) نہایت ضروری اس امر کا جاننا ہے کہ انسان کیا ہے ۔ کیونکہ جب تک اس امر کی بابت نہیں کچھ اول شبہ
قفیت نہ ہو اس وقت تک یہہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ اصلی سوال کا فلاں حل صحیح یا اطمینان بخش ہے یا نہیں
ے ۔ برعکس اسکے جب یہہ معلوم ہو جائے کہ انسان کیا ہے (جس میں یہہ بھی شامل ہے کہ موجودہ حالت کے شروع ہونے
لے سے پہلے وہ کس حالت میں تھا اور موجودہ حالت کے اختتام یعنے معمولی موت کے بعد کس حالت میں ہوگا) تو
وال مذکور پر غور کرنے میں نہایت آسانی ہو جائے گی ۔ کیونکہ یہہ تو ظاہر ہے کہ جو کچھ جواب اس آخر الذکر سوال
ہو انسان کی ہستی کا مدعا ضرور یہہ ہوگا کہ اس کی حالت بہتر ہو اور اس امر کا فیصلہ کہ انسان کے لیے بہتری
سبت حالت موجودہ کے ممکن ہے یا نہیں ۔ یا یہہ کہ بہتری کی صورت کیا ہے اس امر پر کُلاً منحصر ہے کہ انسان کیا
ہے ۔ اسی امر کے تصفیہ پر کہ انسان کیا ہے اس امر کا فیصلہ کُلاً منحصر ہے کہ جو کچھ بطور پر اس کے بیان کیا
جاتا ہے وہ فی الواقع اس نام سے موسوم کیے جانے کے قابل ہے یا نہیں کیونکہ جیسا آگے اشارہ کیا جائے گا
موجودہ حالت میں مختلف جاندار وجود مختلف حالتوں کو اپنے لیے باعث خوشی کا مانتے ہیں ۔

میں نے ابھی ذکر کیا تھا بقدر ایک بھاری فیصدی کے ان لوگوں میں سے جو دیگر معاملات میں فہیم ذ
ی لائق اور تجربہ کار اور ہوشیار مانے جاتے ہیں اہم سوال زیر غور کے بارہ میں نہایت افسوس سے قابل
لیق پر اوقات بسری کرتے ہیں ۔ اسکی وجہ صرف یا زیادہ تر یہی ہے کہ ان کو کبھی خیال اس امر کا نہیں آیا
ہم کیا ہیں ۔ کیا محض مادی اجزا کا مجموعہ اور حالت موجودہ کے اختتام پر قطعاً نابود ہو جانے والے ہیں
جو کچھ ہمارے اندر ہیں ۔ اور تو اور وہ کا فرق کرنے والا ہے مادی اجزا سے علیحدہ اور بعد حالت موت کے
قائم رہنے والا ہے اور اگر باقی رہنے والا ہے تو اسکی صفات وغیرہ کیا ہیں

اس سوال پر ہمارے رشیوں نے (جیسا کہ امید کیا جا سکتا ہے) نہایت پر تجلی شعاعیں اپنے الہامی
صحیفوں میں ڈالی ہیں جن کی بے مثال عظمت کو مغربی دنیا کے بہت سے فاضلوں نے محسوس کیا اور اکثروں
نے ان میں سے مسائل سناتن دھرم کی راستی کو تسلیم کیا ہے ۔ اس موقع پر سوائے اسقدر اشارہ کے اور
زیادہ ذکر کرنا ناممکن ہے میکس مولر صاحب نے جنکا نام اب اکثر تعلیم یافتہ ہندوستان کے باشندوں کے
کانوں تک کبھی نہ کبھی ضرور پہونچا ہوگا) ایک تذکرہ میں (جو دربارہ ہندوؤں کے علم و ہدایت کے انہوں نے
شائع کیا ہے) بیان کیا ہے کہ ہندوؤں کا یہہ علم وہ ہے جو دنیا بھر کی تمام حالتوں کے لوگوں کے لیے کی راہ

Marfat.com

ہوسکتا ہے۔ اسی طرح پر دیگر عالمان نے خیال ظاہر کیے ہیں۔ سناتن دھرمی آستک رشیوں اور دیگر مذہب کے آستک رشیوں محققوں اور بانیان مذاہب اور عام ناستکوں کے درمیان بڑا بھاری فرق یہ ہے کہ علاوہ اس جزو انسانی وجود کے جسے مادوی جسم اور مجموعۂ قوائے عقلی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جن دو کی موجودگی کی بابت (جزوی فرق کو چھوڑکر) عموماً اتفاق ہے۔ ہمارے رشی لوگ انسان کے اندر ایک تیسرا جزو ملتے ہیں جسے آتما کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ دیگر زبانوں میں بھی اس لفظ کے مقابلہ کا ایک لفظ یعنے روح یا Soul وغیرہ موجود ہے لیکن کسی اور جگہ نہ تشریح اوسکی اطمینان کے لائق طریق سے کی ہوئی پائی نہیں جاتی اور میری ناقص عقل میں یہی وجہ ہے کہ اس قدر اختلافات باہمی اور مدعای اصلی کی بابت تاریکی دنیا میں موجود ہے۔

ہماری مذہبی کتب کی روسے معلوم ہوتا ہے کہ آتما انسان کا وہ حصہ ہے جو مادوی جسم اور قوائے عقلی ہر دو سے بالکل علیحدہ ہے۔ اور اگرچہ معمولی حالت میں وہ مادوی جسم اور قوائے عقلی کو ہی اپنا آپ مانا ہوا معلوم ہوتا ہے (اور حالت انسانی میں بےشمار مثالیں اسکی ملتی ہیں۔ کہ اون کا آتما مادوی جسم اور قوائے عقلی کی حالت سے پورا اثر یاب ہوجاتا اور اسکے بالکل مطیع ہوکر رہتا ہے) تاہم ہمارے رشیوں نے اس بارہ میں حتے الامکان وضاحت کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ آتما کیا ہے اور کن باتوں میں وہ باقی حیوانی ہستی سے علیحدہ ہے۔ اور جس عمدگی کے ساتھ اونہوں نے اس نہایت دقیق معاملہ کو نبایا ہے اوسی کی خوبی اسیوقت محسوس ہوسکتی ہے کہ جب غور سے ان گرنتھوں کو پڑھا جائے یا اونکے مضمون کو توجہ سے سنا جائے۔ بطور نمونہ اس امر کی کہ کہانتک مغربی عالم لوگوں کی واقفیت اس بارہ میں ناقص ہے میں اس موقعہ پر لاطینی زبان کے ایک مقولہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں یعنے Mens Sano in Corpore Sano جس سے مراد یہ ہے کہ مضبوط دل مضبوط جسم کے اندر۔

اون تمام فاضلوں کا پاس ادب ملحوظ رکھکر (جو اس مقولہ کے قائل ہیں اور اکثر اسکا حوالہ دیتے ہیں مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آتما اور دل اور جسم کے مابین جو فرق ہے اور جو جو انکی خصوصیتیں ہیں اونکی کامل واقفیت نہ ہونے کے باعث سے اس مقولہ کا رواج مغربی دنیا میں ہوا اور اب تک ہے ورنہ اصلیت یہ ہے کہ اگرچہ کسی درجہ تک جسم کی صحت قوائے عقلی کے درست رہنے کے لیئے ضروری ہے اور کسی درجہ تک صحیح عملدرامد قوائے عقلی کا دار ومدار جسمی صحت پر ہے اور اگرچہ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ مختلف جسمی بواعث وعوارض

Marfat.com

و حوادث قوائے عقلی پر ایسی تاثیر ڈالتے ہیں جو مطابق انکی نوعیت کے کسیقدر درجہ تک مفید یا نقصان مند ہوتی ہے الا یہہ بات بالکل صحیح نہیں ہے کہ جسقدر توانا اور مضبوط اور صحیح جسم ہوگا اوسیقدر توانا اور مضبوط اور صحیح قوائے عقلی ہونگے۔ بلکہ برخلاف اسکے ایسی نظیریں (جن میں دیکھا جاتا ہے کہ لاغر اندام اور ضعیف جسم اور پستہ قد و کم خوراک کھانے والا وغیرہ شخص بہ نسبت دوسرے شخص کے جو ان باتوں میں جو اوس سے ترجیح رکھتا ہو زیادہ تر عقلمند اور مضبوط رائے والا اور دقیق غور کرنے والا وغیرہ ہوتا ہے) اس قدر کثرت کے ساتھہ ملتی ہیں کہ یہہ خیال بالکل قابل تسلیم نہیں رہتا کہ مضبوط عقل اور رائے کے لیے مضبوط جسم درکار یا لازمی ہو۔

جسمی مضبوطی اور عقلی مضبوطی کے باہمی تعلق کو چھوڑکر جب آتمک حالت پر غور کیا جائے تو صورت اور ہی عجیب نظر آتی ہے۔ کسیقدر درجہ تک تو ضرور قوائے عقلی و جسمی کی درستی آتمک حالت کی درستی قائم رہنے کے لیے ضروری معلوم ہوتی ہے مگر اُس حد سے آگے چلکر تو مضبوطی جسم اور تیزی و چالاکی قوائے عقلی سے آتمک حالت پر صاف صاف حارج اثر پڑتا ہوا ظاہر ہوتا ہے۔ صرف ایک مثال بطور تشریح کے دینی کافی ہوگی۔ مثلاً ایسے آدمی شاذ و نادر ملینگے جو جسم میں نہایت مضبوط اور قوائے میں خوب تیز اور جلد اثر پذیر ہوں اور انکے روبروے کوئی شخص کوئی بات برانگیختہ کرنے والی کرے اور وہ برانگیختہ نہ ہوں۔ حالانکہ اس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا کہ برانگیختہ کرنے والی بات سنکر برانگیختہ نہ ہونا یہہ آتمک خوبی ہے اور برانگیختہ ہونا آتمک نقص ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوا کہ جسمی اور عقلی مضبوطی اور تیزی کی موجودگی سے آتمک نقص کا ظاہر ہونا زیادہ قرین قیاس تجربہ سے ثابت ہوتا ہے۔

علاوہ اور کئی امور مندرجہ شاستر ہاے کے ایک ذکر اپنے موقعہ پر خاص توجہ دلائے جانے کے قابل ہے جس کا اس اخیری امر کے ساتھہ بہت بھاری لگاؤ ہے۔ ذکر مذکور وہ ہے جس میں یہہ تین جملہ ہائے الفاظ یعنے ستوگن و رجوگن و تموگن بیان کیے گئے اور جن میں ان تینوں کی اسم صفت۔ ساتکی و رجسی و تامسی کا بیان ہے مجھے افسوس ہے کہ اس موقعہ پر میں ان الفاظ کی بابت مفصل طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن تمام متلاشیان راستی اور شائقان واقفیت اسرار ہستی کی خدمت میں نہایت ادب سے اصرار کے ساتھہ عرض کرتا ہوں

نوٹ ستوگن کی کامل حالت مین برہم (خدا) بالذات ہے اور خالق کائنات ہونے میں رجوگن کی حالت اور کائنات کے فنا کرنے کی صورت میں اوسکو تموگن کی حالت میں کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

کرنا وقتیکہ ان الفاظ کی بابت کما حقہ غور نہ کریں گے ان کو آتمک تحقیقات میں بہت کچھ دقت پیش آئیگی - اور اکثر اوقات ممکن ہے کہ غلطی میں مبتلا رہیں -

جو کچھ کائنات میں موجود ہے اور تمام وجود رکھنے والی اشیا یا ر کی حالتیں اور تمام افعال اور اقوال اور خیالات ان تین قسموں میں منقسم ہونے کے قابل ہیں -

عموماً مادی وجودوں میں تموگن کا زیادہ تر ظہور اور عقلی حالتوں میں رجوگن کا ظہور اور آتمک حالتوں میں ستوگن کے ظہور کا امکان پایا جاتا ہے - لیکن ہر ایک شے اور حالت وغیرہ تینوں گنوں سے مرکب ہے البتہ کوئی ایک گن ہر ایک میں غالب تر یا نمایاں تر یا زیادہ تر محسوس ہونے کے قابل معلوم ہوگا -

ہر ایک قسم کی اشیا اور وجود ہائے اور حالتہائے مختلفہ میں بھی تینوں گنوں کی مختلف مقداریں ظاہر ہوتی ہیں مثلاً بعض انسانوں کی آتمک حالت میں ستوگن کا زیادہ حصہ بہ نسبت دوسرے انسانوں کے یا آتمک حالت کے ستوگن کا غلبہ بہ نسبت مادی جسم کے تموگن یا عقلی حالت کے رجوگن کے - اور برخلاف اسکے بعض انسانوں میں قوائے عقلی کا رجوگن غالب تر اور بعض دیگران کی حالت میں محض جسم پروری کا خیال اور چارپایوں کے برابر تمام اوصاف تموگن کا اظہار عیاں ہوگا -

مختلف اشیائے خوردنی و نوشیدنی میں بھی اختلاف پایا جائیگا - یعنے اگرچہ بمقابلہ عقلی اور ذہنی حالت و آتمک حالت کے تمام مادی جسموں میں تموگن کا غلبہ متصور ہونے کے قابل ہے - اور مختلف اشیاء میں تموگن کی موجودگی کم یا زیادہ صاف طور پر دکھائی دیگی مثلاً پیاز و لہسن اور سیب و ناسپاتی وغیرہ میں یا دودھ اور گندم میں یا جو اور چاول اور گوشت میں یا مولی اور شلغم میں تموگن کا اندازہ یکساں نہیں ہے -

اسیطرح پر انسان جب کہ سوتا ہے اور جبکہ اپنی نیند سے اٹھتا ہے یا جبکہ نیند سے اٹھکر کاروبار میں مصروف ہو ان حالتوں میں اور صبح کے وقت جب ایک شخص اشنان (غسل) کرکے پوجا (یا دِ خدا) کے لیے تیار ہو اور اس حالت میں اور اس حالت میں جبکہ دو تین پہر تک کاروبار میں مصروف رہکر تھکا ماندہ ہو گیا ہو - جبکہ بھوک سے سخت لاچار ہو اس حالت میں اور اس حالت میں کہ خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ہو - جبکہ کسی سنسان جگہ میں تنہا بیٹھا ہو یا جبکہ ایک آباد قصبہ کے اندر کاروبار میں مصروف یا ایک دھوم دھام کے جال میں شریک ہو - صریح فرق معلوم ہوگا -

Marfat.com

اس موقع پر مجھے ان الفاظ کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت صرف اس وجہ سے محسوس ہوئی ہے کہ موجودہ زندگی میں انسان بلحاظ آتمک قابلیت کے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ انکی دانست میں انسان محض مادہ اور قوائے عقلی کا مجموعہ ہے اور حالت موجودہ کے اختتام پر بالکل نابود ہوجانے والا ہے۔ بعض اسکو باقی رہنے والا تو مانتے ہیں۔ لیکن آتما یعنے روح کے بارہ میں انکے خیالات صاف نہیں ہیں۔ بعض آتما کی ہستی کو مادہ اور قوائے عقلی سے علیحدہ مانتے ہیں لیکن پھر بھی خواہشات اور خطرات مادوی وعقلی کی پابندی میں پھنسے پڑے ہیں۔ اور کسی وقت ان خواہشات سے اعلیٰ تر درجہ کا خیال بھی ان کو نہیں آتا۔ بعض دیگر (جنکی تعداد نسبتاً بہت کم ہے) وہ ہیں جو خواہ کسی حالت مادوی میں ہوں آتمک بہتری کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اسکے لیئے فکر مند اور کوشاں رہتے ہیں۔ اس قسم کے فرقوں کے لحاظ سے انسان بھی تین عام قسموں یعنے ساتکی۔ رجسی۔ تامسی۔ میں منقسم ہونے کے قابل ہیں۔

جس کی سرسری تشریح اس طریق پر کر سکتے ہیں کہ وہ جنکی خواہشات محض مادوی جسم تک محدود ہیں جو جسمی خوشی و آرام کے سامان کے حصول میں ہر وقت مصروف اور اسکے حصول سے خوش اور نا حصول سے متردد اور دور ہوجانے سے غمناک پائے جائیں وہ تامسی میں داخل ہونگے۔

جو لوگ علاوہ جسم کی خواہشوں کے قوائے عقلی کے حظوں کو ویسا ہی یا اس سے بڑھکر ضروری تصور کرتے اور انکے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں وہ رجسی کے نام سے موسوم کیے جانے کے قابل ہونگے اور جو لوگ آتمک خوبی کے بڑھانے اور آتمک آرام کے متلاشی ہونگے وہ ساتکی کہلائیں گے۔ واضح رہے کہ یہہ نہایت سرسری قسم کا بیان ہے مگر اس موقعہ پر نفس مضمون کی طرف توجہ دلانے کے لیے میری سمجھ میں کافی ہے

ان تین گنون کی اصلیت اور وسعت اور تعلقات پر غور کرنے اور انکی واقفیت حاصل کرنے سے کئی قسم کے ضروری معاملات (جو سوائے اس غور کے نہایت پیچیدہ معلوم ہوتے ہیں) نہایت آسان ہوجائیں گے اور بہت سے امور جن پر معمولی حالت میں نظر کرنے پر ان میں کوئی خوبی یا عظمت یا دلچسپی یا توجہ کشی خیال نہ کی جاوے نہایت ضروری اور اہم معلوم ہونے لگینگے

اس واقفیت کے ذریعہ سے یہہ معلوم ہوگا کہ انسان کے جسم اور قوائے عقلی اور آتمک (روحی) حالت کا باہم کیا تعلق ہے اور ان میں سے ہر ایک کا بمقابلہ باقی دو کے کیا درجہ ہے۔ جب یہہ باتیں انسان کو معلوم ہونگی اس وقت وہ اس قابل ہوسکیگا کہ سوال زیر غور کے صحیح جواب کو ڈھونڈ سکے

برخلاف اسکے جب تک ان امور کی بابت معقول واقفیت حاصل نہ ہو انسان ہرگز اس قابل نہ ہوگا کہ اس شاندار مضمون کی تہ کو پہونچ سکے۔

اون مختلف انسانی حالتوں کو جنکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے اسطرح پر بھی عبارت میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ مختلف انسان بہ لحاظ آتمک ترقی کے مختلف درجوں میں ہیں۔ سب کے نیچے درجہ پر وہ سکھے جاتے ہیں جو صرف مادی جسم کی ضرورتوں میں ہی غلطان و پیچان ہیں۔ ان سے اوپر وہ جو علاوہ انکے عقلی ضرورتوں پر بھی توجہ کرتے ہیں۔ اور ان سے اوپر وہ جو آتمک ضرورتوں کو بھی محسوس کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک درجہ کی جاندار وجود پر باہمی مقابلہ میں کم و بیش درجہ پر تصور کیے جانے کے قابل ہیں۔

ہماری ہادیاں نے یہ بھی دکھایا ہے اور روزمرہ کے تجربہ سے اسکی کامل صحت ثابت ہوتی ہی کہ جس جس شخص میں جس گن کا غلبہ ہوگا مطابق اسکے اوس شخص کے لیے آخری مدعا کے حصول کے واسطے کسقدر مختلف قسم کا تردد کرنا ضروری ہوگا۔ چنانچہ ہماری مذہبی کتابوں میں مختلف لوگوں کے لیے انکی آتمک ترقی کے درجہ کے لحاظ سے اس زندگی کے لیے مختلف طریق اوقات بسری کے بیان کیے گئے ہیں جن تمام کا اخیری اور سب سے اعلے مدعا ایک ہے۔ لیکن جس جس درجہ کا کوئی شخص ہو بلحاظ اوسکے اسکے لیے اس آخری مدعا کے حاصل کرنے تک درمیان میں ادنی تر درجہ کی مدعا کا حاصل ہونا بھی ملحوظ رکھا گیا ہے مگر ان تمام سے علت غائی خالص اوس آخری مدعا کے حاصل کرنے کے لیے تیار کرنا ہے۔

مختلف درجہ کی آتمک حالتوں والے انسانوں کے لیے آخری مدعائے عظیم تدریج حاصل کرنے کی غرض سے ہمارے رشیوں نے جو ہماری نظام تجویز کیا ہے جس پر نہایت سخت حملہ جات مخالفان کی طرف سے ہوتے رہے ہیں لیکن جسکی بے حد خوبی صرف اسوقت معلوم ہوتی ہے جب اوسپر وہ شخص (جو امور دقیق پر غور کرنے کا عادی ہو اور فی الواقعہ جانتا ہو کہ کس طریق سے کسی اہم معاملہ کی بابت رائے بنائی جاتی ہے) کامل غور کرے میری غرض ورن بیوستھا یعنے برہمن۔ کھتری۔ وغیرہ ذاتوں کا نظام اور اسکے متعلق آشرم دھرموں سے ہے۔ اہل انصاف کو غور کرنے پر واضح ہوگا کہ جس طریق پر مختلف ورنوں اور آشرموں کے واسطے یہ فرائض بیان کیے گئے ہیں اگر ان پر پورا عملدرآمد کیا جائے تو جو بے انتظامی اسوقت دنیا میں موجود ہے اور جو ہماری تفاوت مابین مختلف

رجات کے لوگوں کے نہایت مہذب اقوام مغرب میں پائے جاتے ہیں ہرگز پیدا نہ ہونگے۔ مثلاً انگلینڈ اور موبہ ہائی متحدہ امریکہ میں (جو اسوقت دنیا میں نہایت مہذب اور متمول تصور رہیں) یہ حالت ہے کہ جبکہ ایک طرف وہ آدمی بھی موجود ہیں جو نہیں جانتے کہ کس قدر انکی کل دولت ہے اور نہیں جانتے کہ کیا اس دولت سے کام لیا جائے دوسری طرف ایسے مفلس بھی موجود ہیں جو خوراک سے محتاج رہتے ہیں اور آتمک حالت ادنی درجہ کے لوگوں کی تو ناگفتہ بہ ہے۔

چونکہ انسان دنیاوی اور نیز آتمک حالتوں کے لحاظ سے مختلف درجات پر ہیں اسلیے ہمارے بزرگوں نے انکے واسطے آخری مدعا کے حاصل کرنے کے بہو وسائل بھی مختلف تجویز کیے ہیں۔ جن میں سے وہ جو نہایت اہم ہیں حسب ذیل ہیں۔

(۱) ۔ کرم کانڈ۔ جس میں سنسکاردن کی تکمیل اور گرہستھ دھرم (تعلیم و تربیت عقلی اور ورزش بدنی اور صحت جسمانی وغیرہ بہت سی ہدایات اس میں داخل ہیں) عام نیکوکاری خیرات وغیرہ۔ ایشور پوجن۔ دیوتا پوجن۔ جپ۔ تپ وغیرہ کے ناموں کی ذیل میں تجاویز بتائی گئی ہیں۔ اور ابتدا مراتب جن سے آتمک ترقی کی طرف میلان پیدا ہو عمل میں لائے جانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

(۲) ۔ اسی کے متعلق خاص جپ۔ پوجن۔ ہون وغیرہ خاص دنیاوی مدعاؤں کے حصول اور خاص تکالیف کے رفع کرنے کے لیے تجویز کی گئے ہیں۔

(۳) ۔ اس سے بعد جب انسان کو خواہش پیدا ہو جائے اور وہ ادہکاری (یعنے لائق) بن چکے تو آتم گیان یا آتم بودھ یعنے آتما کی اصلیت کی واقفیت اور اس طریق کی جس سے انسان اپنی آتما اور قوائے عقلی کے درمیان تمیز کر سکے اور آتما کو مادی اور عقلی حالت سے علیحدہ حالت میں معلوم کر سکے۔ اور آتما کی اس درجہ کی ترقی کو پہونچ سکے کہ آتما جسمی اور عقلی حادثات اور ضروریات اور احکامات کا مطیع نہ رہے بلکہ جسم اور عقل ہر دو پر قدرت حاصل کرے۔

(۴) ۔ حالت بالا کے ساتھ ساتھ اس بات کا علم حاصل ہونے کے طریق کہ کل کائنات کی اصلیت کیا ہے۔ اور ایشور کی بابت سچا علم کیا ہے۔ جسکو تتو گیان یا تتو بودھ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

(۵)۔ اس درجہ کے پہلو بہلو اس حالت کو پہونچنے کا موقعہ ہوتا ہے جسے سدہی (یعنی کمال) کہتے ہیں۔ سدہی کی حالت کی آٹھ مختلف قسم بیان کیے گئے ہیں جنکو اٹھہ سدہیاں بھی کہتے ہیں۔ انکے نام حسب ذیل ہیں۔

آنما (अणिमा-) ذرہ کے برابر ہو جانے کی طاقت۔

لگھما (लघिमा-) چھوٹا ہو جانے کی طاقت

مہما (महिमा-) بڑا ہو جانے کی طاقت

پراپتی (प्रापति-) ہر جگہہ پر پہونچنے کی طاقت حتی کہ دوسرے سیاروں تک بھی پہنچ سکے

پرکامیہ (प्रकास्य-) خواہش پوری کرنا

بھوما (भूमा-) زمین کے اندر گھس جانے اور حسب خواہش نکل آنیکی قوت

وشتو (वशित्व-) دوسری وجودوں کو اپنے اختیار اور بس میں کرلینا اور خود کسی دوسرے کے اختیار یا قابو میں نہ ہونا

ایشی تتو (ईशीतृत्व-) اشیاء مختلفہ کو پیدا اور معدوم کرنا وغیرہ

اور علاوہ ان سدہیوں کے چند دیگر طاقتیں بھی ہیں جو یوگ کے ذریعہ سے قابل حصول بیان کی گئی ہیں۔

(۶)۔ سب سے اہم اور سب سے آخری مدعا (جسے کیولیہ (कैवल्य) یا پرمانند وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے) حاصل کرنا ہے جس کے حاصل ہونے پر انسان جنم و مرن یا کسی قسم کے تغیر و تبدل یا رنج والم یا نقص وکمی وغیرہ حوادث کا مطیع نہ رہے۔

پنڈت جی کی تقریر کے ختم ہونے پر نصف گھنٹہ آرام کے لیے چھوڑا گیا جس میں مسلمان احباب تو نماز ظہر ادا کرنے کے لیے گئے۔ اور دیگر احباب تکان کو دور کرنے کے لیے ریفرشمنٹ کروں میں چلے گئے۔ جو مختلف مذاہب کے لیے اسلامیہ کالج کے مختلف کروں میں۔ بلحاظ ملت و قومیت تجویز کیے گئے تھے۔

بعد از دوپہر

Marfat.com

ڈیڑھ بجے ناظرین جوق بجوق جمع ہونے شروع ہوئے خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب نے اعلان کیا کہ اسوقت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اپنی تقریر فرماویں گے امید ہے کہ آپ صاحبان نہایت توجہ سے سنیں گے۔

تقریر جناب مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ

حضرات! شروع مطلب سے پہلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے یہہ عرض ہے اگر قبول ہو میری بڑی سرفرازی ہے اور وہ یہہ ہے کہ تالی نہ بجائی جاوے چیرز نہ دی جائیں۔ مرحبا نہ کہا جاوے۔ تحسین نہ کیا جاوی۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ تعریف ہو یا تحسین۔ حاضرین پر النفس ضرور ہے۔ جزاک اللہ و مرحبا نہ کہیں تاکہ ایسا نہ ہو وہ مغرور ہو جاوے۔ دوئم میں فہرست مضامین پیش کرتا ہوں تاکہ آپ گھبرا نہ جاویں۔ اول میں آیات پڑہوں گا۔ پہر تمہید کروں گا۔ پہر آیات کا ترجمہ کروں گا کہ یہہ سوالات جلسہ کے ہیں اور یہ انکی جوابات چونکہ قرآن جلسہ کی ترتیب پر نازل نہیں ہوا۔ اسلیے اسکا کوئی حصہ کسی آیت سے اور کوئی کسی آیت سے نکلتا ہے جسکو میں ترجمہ سے تبلاتا جاؤنگا۔ پہر میں عقلی دلائل بیان کرونگا کہ قرآن نے جو دلائل بیان کیے ہیں وہ انکے موافق ہیں اور انکا سارا حاصل یہہ ہے کہ مذہب کوئی چیز ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا۔ غرض میں مذہب پر بڑا زور دونگا۔ میرا زور دو حصہ میں ہوگا ایک عام یعنے یہودی ہو نصاری یا ہندوں کا غرض کوئی مذہب ہو دوم خاص اور میں یہہ بہی تبلاؤں گا کہ کوئی قوم آسمانی مذہب سے خالی نہیں گذری میرا ایک حصہ علم مذہب کی متعلق ہوگا اسکے بعد میں بیان کروں گا اسکے عقلی دلائل کہ کوئی نہ کوئی مذہب ضرور ہونا چاہیے پہر میں ایسے مذہب کا بیان کروں گا جسکا میں وکیل بنکر کھڑا ہوا ہوں۔ وہ کیا؟ اسلام کے ایسے دلائل بیان کروں گا جنکو سنکر کوئی رنج حاضرین کو نہیں ہوگا۔ حاضرین میرے عربی پڑہنے سے گھبرا نہ جاویں۔ کیونکہ میں اسکے بعد جلدی ترجمہ کرونگا۔

Marfat.com

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

(۱) تبارك الذي بيده الملك وهو على كل شيء قدير ○ الذي خلق الموت والحيوة ليبلوكم
أيكم أحسن عملا (۲) ولقد خلقنا الإنسان من سلالة من طين ثم جعلناه نطفة في قرار
مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا
العظام لحما ثم أنشأناه خلقا آخر فتبارك الله أحسن الخالقين ثم إنكم بعد ذلك
لميتون ثم إنكم يوم القيامة تبعثون (۳) لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم
ثم رددناه أسفل سافلين إلا الذين آمنوا وعملوا الصلحت فلهم أجر غير ممنون
(۴) ولقد كرمنا بني آدم وحملناهم في البر والبحر ورزقناهم من الطيبات و
فضلناهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا (۵) ولقد مكناكم في الأرض و
جعلنا لكم فيها معايش قليلا ما تشكرون (۶) ألم تروا أن الله سخر لكم ما في
السموت وما في الأرض وأسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة (۷) وإذ تأذن ربكم
لئن شكرتم لأزيدنكم ولئن كفرتم إن عذابي لشديد (۸) الله الذي خلق السموت
والأرض وأنزل من السماء ماء فأخرج به من الثمرات رزقا لكم وسخر لكم الفلك
لتجري في البحر بأمره وسخر لكم الأنهار وسخر لكم الشمس والقمر دائبين وسخر لكم
الليل والنهار وآتاكم من كل ما سألتموه وإن تعدوا نعمت الله لا تحصوها إن الإنسان
لظلوم كفار (۹) واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين إحسانا وبذي
القربى واليتمى والمسكين والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن
السبيل وما ملكت أيمانكم إن الله لا يحب من كان مختالا فخورا (۱۰) إن الله يأمر
بالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم
لعلكم تذكرون (۱۱) وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا
إما يبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل

Marfat.com

لهما قولا كريما واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني
صغيرا ربكم اعلم بما في نفوسكم ان تكونوا صالحين فانه كان للاوابين غفورا وات
ذا القربى حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان
الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا (۱۲) وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون
ما اريد منهم من رزق وما اريد ان يطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين
افحسبتم انما خلقنكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون فتعالى الله الملك الحق لا اله الا
هو رب العرش الكريم - كما بدانا اول خلق نعيده وعدا علينا انا كنا فاعلين
ما خلقكم ولا بعثكم الا كنفس واحدة ان الله سميع بصير قال من يحيي العظام
وهي رميم قل يحييها الذي انشاها اول مرة وهو بكل خلق عليم - الله يتوفى
الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت و
يرسل الاخرى الى اجل مسمى ان في ذلك لايت لقوم يتفكرون - فمن يعمل مثقال
ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره - لهم البشرى في الحيوة الدنيا و
في الاخرة - لهم عذاب في الحيوة الدنيا ولعذاب الاخرة اشق - وما اصابكم
من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفوا عن كثير ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل
الظالمون - انما يؤخرهم ليوم تشخص فيه الابصار - افنجعل المسلمين كالمجرمين
ما لكم كيف تحكمون - ما يبدل القول لدي وما انا بظلام للعبيد - انا عرضنا
الامانة على السموت والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها
الانسان انه كان ظلوما جهولا - وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة
سبحان الله وتعالى عما يشركون - واذا جاءتهم اية قالوا لن نؤمن حتى نؤتى مثل
ما اوتي رسل الله الله اعلم حيث يجعل رسالته سيصيب الذين اجرموا صغار
عند الله وعذاب شديد بما كانوا يمكرون - قالوا ان انتم الا بشر مثلنا تريدون
ان تصدونا عما كان يعبد اباؤنا فاتونا بسلطن مبين قالت لهم رسلهم ان
نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن على من يشاء من عباده وما كان لنا ان ناتيكم

Marfat.com

بِسُلْطَانٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا۔ وَرَحْمَتُ
رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ۔ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ
وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ
اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ اِنَّمَا
اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا
وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ
زَبُوْرًا وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ
مُوْسٰى تَكْلِيْمًا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ
يُّنِيْبُ۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ
لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا
الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ۔ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا
مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

Marfat.com

وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ـ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكُ اِفْتَرٰىهُ
وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ـ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ـ وَقَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ
اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ـ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ
الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ـ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ
فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ـ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَ
ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا
فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ـ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

اے حضرات جو کچھ میں نے پڑھا ہے یہ آیات قرآن مجید کی ہیں وہ قرآن مجید جسکو اہل اسلام تو مقدس سمجھتے ہیں میں انکا ترجمہ اور مضمون بیان کرنے سے پہلے یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ ناظرین کو اس امر کی اطلاع دوں کہ جن سوالات کا جواب یہ جلسہ چاہتا ہے ان سب کا رجوع ایک ہی چیز کی طرف ہے اور وہ مذہب ہے اوسکو خواہ اور طرف بھی لیجا دیں مگر وہ مذہب ہی میں آجاتا ہے جسکے لیے دلچسپی پیدا کرنا جلسہ کا اصل الاصول ہے ان آیات میں متفرق طور پر ہر ایک سوال کا جواب موجود ہے جسکی میں شرح کرتا ہوں مگر مجموعہ جس کا نام مذہب ہے اور جسکے جواب میں بہت جلد مذہب آسمانی کی طرف رغبت دلائی گئی ہے خواہ وہ عرب کے ہوں یورپ کے یا فارس کے خدا کی طرف سے یہ مذاہب ہیں تم سوال کروگے کہ ہندوستان میں مذہب آسمانی کہاں ہے۔ جواب دینے سے پہلے میں تبلادوں گا کہ مذہب کیا چیز ہے۔؟

اس لیے جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان سے ہر ایک مذہب والے کو فائدہ پہونچے گا۔ اور کوئی صاحب مذہب آسمانی کے فائدے سے محروم نہ رہیں گے۔

ما برائے وصل کردن آمدیم — نے برای فصل کردن آمدیم

یہ بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی فرد بشر نہیں جو مذہب نہ رکھتا ہو فری تھنکر یا آزاد خیال بھی مذہب رکھتے ہیں گو دوسرے لا مذہب ہی کہیں مگر لامذہبی بھی ایک مذہب ہے میں اسکی تائید کے لیے نہیں کھڑا

Marfat.com

ہوا۔ بلکہ اسکے لیے جو آسمانی ہے مگر اوسپر حملہ بھی نہ ہوگا ان آیات میں آسمانی مذہب کا ذکر ہے میں ابھی اسکی تشریح کروں گا اب ترجمہ بیان کرتا ہوں ۔

تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ اِلَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً برکت والی وہ ذات پاک ہے جسکے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے ساری دنیا کی جو آخرت کو نہیں پہچانتے انکے لیے دنیا کا نام لیتا ہوں جو کچھ دنیا میں خلق اور پیدائش ہوا ہے اوسکی طرف سے اس نے ایک زندگی مقرر کی اور ایک موت کی حالت دو حالتیں ہیں جانداروں پر بلکہ نباتات پر بھی تاکہ اللہ بتلاوے اور سب پر کھلجاوے کہ تم میں نیکو کار کون ہے ۔ اوس میں یہ بھی تبلادیا ہے کہ انسان پر حالتیں کیا کیا ہیں معانی اور جسمانی ۔ انکی طرف اشارہ ہے تشریح پھر کرونگا یہ سوال بھی آگیا کہ انسان کی ہستی سے کیا غرض ہے یعنی اچھے عمل کرو ۔ اور ساتھ ہی اشارہ ہوا عقبے کا جو آخرت میں ظاہر ہوگا ۔

پھر فرمایا انسان کو ایک چھنی ہوئی صاف کی ہوئی مٹی سے پیدا کیا پہلا آدم پہلا انسان تھا ۔ پھر سلسلہ شروع ہوا نطفہ تھوڑے سے قطرہ کو کہتے ہیں قطرہ منی کا پھر اوسکو نطفہ بنا کر مضبوط ٹھیراؤ کی جگہہ میں رکھا پھر چیچھڑا بن جاتا ہے خون کا جما ہوا پھر ٹکڑا گوشت کا پھر ہڈیاں بن جاتی ہیں یہ حالتیں ڈاکٹروں کو اسوقت محسوس ہوئی ہیں جبکہ بہت دنوں کے نطفے رکھہ کر دیکھے گئے ہیں پھر ہر ایک حالت اوسپر آتی ہے ۔ جوان ہوتا ہے ۔ بڈہا ہوتا ہے پھر موت آتی ہے پھر اوٹھایا جاوے گا بعض حالتیں سب میں ہیں بعض ایسی ہیں جو صرف حیوانات میں پائی جاتی ہیں بعض ایسی ہیں جو خاص انسان میں ہیں اسکی تشریح پھر بیان کروں گا ۔ قرآن کیوں نازل ہوا اخلاق کی اصلاح مطلوب ہے ۔ نیچر کی طرف زیادہ رغبت منظور نہیں زیادہ تشریح قرآن نے نہیں کی اور نہ کرنی چاہیے وہ اوس عظمت والا ہے کہ تمکو خدا نطفہ سے پیدا کیا پھر مارے جاوگے پھر اوٹھائے جاوگے جب پیدائش کی تو اسے بہائیو پیدائش ایسی ہی نہیں جو ہمارے بہائیوں کی ہے مثلاً ایک لوہار ہے وہ لوہا بھی پیدا کرے گا اور تھوڑا بھی لائیگا آدم کو بنایا کس چیز سے اسکی تشریح دوسرے حصہ میں کرونگا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیونکر تعلیم دی ۔ خدا نے تبلایا ہے کہ ہماری پیدائش ایسی نہیں ہے جیسے کہ تمہاری

اَمْ خُلِقُوْا وَلَمْ يَكُنْ شَيْئًا ۔

کبھی نہ سوچا کہ لوہار کی طرح ہمکو بنایا ہے ۔ اگر یہ سمجھو کہ کوئی شے پہلے تھی وہ تھوڑی سی لے لی تو خدا اکو خدا نہیں سمجھا قل ہو اللہ احد ۔ کہدی اللہ ایک ہے اور صمد ہے اور صمد کے معنے جب وحدت

Marfat.com

کی تعریف اور اثبات کی طرف آویگا تو بتلاؤں گا کہ وہ مادی یا ہتیاروں کا محتاج نہیں ہے تمہاری پیدائش اور
تمہارا اکھٹرا کرنا ایکجان کی مانند ہے اسکو کچھ ضرورت نہیں ہتیاروں کی خدا کی پیدائش تمہاری پیدائش جیسی نہیں
(ھوالذی یحیے ویمیت) پھر فرمایا میری پیدائش ایسی نہ سمجھنا ہتیاروں سے یا مصالح سے زندہ کرنا ایسا
ہے کہ کہا کن فیکون۔ ارادہ کیا اور ہوگیا اور جو خدا اپنے ارادے اور آپ سے کچھ نہ کریگا وہ خدا نہیں۔ پھر اللہ
فرماتا ہے ان لوگوں کو جو تعجب کریں کہ کیونکر اوٹھاتا ہے پیدائش تو دیکھ لی جب اسکا رب ہونا مانا اب دوسرا
عالم ہے اوٹھانا کھڑا کرنا اسکے واسطے فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ
فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی تم تعجب کروگے کہ
کیونکر اوٹھائیگا تعجب نہ کرو روز مارتا ہے اور روز اوٹھاتا ہے۔ فرمایا اللہ قبض کرتا ہے یعنے ایک قسم کی موت بھیجتا
ہے وقت سونے کے اور ایک تو مارتا ہے انکو جو مرے ہیں اور ایک قسم کی موت بھیجتا ہے وقت سونے کے
ان میں سے بہت ایسے ہوتے ہیں کہ سوئے اوٹھتے نہیں دوسری کو چھوڑ دیتا ہے ایک وقت تک تحقیق والے
عالموں کے دو قول ہیں کہ روح سونے کے وقت جدا ہوجاتی ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ شعور کی روح جدا ہوجاتی
ہے روح دو ہیں + وہ پروردگار ہے جس نے پہلے پیدا کیا دوبارہ بھی کرے گا اور یہ آسان ہے اوسپر جب
ہڈیاں سڑ اور خاک ہوجائیں گی کیونکر اوٹھائی جائیں گی کہدے کہ جس نے پہلے پیدا کیا اوسپر دوبارہ اٹھانا
کیا مشکل ہے ان آیات میں جواب ہر عقیدے کا کہ اہل اسلام کہتے ہیں کہ جسم کے ساتھ اوٹھائے جائیں گے یا
اور جسم میں انکی تشریح دوسرے حصہ میں بیان کروں گا۔ کہ جسم کے ساتھ اٹھایا جانا حضر روح کی نسبت بہت انسب
ہے فرمایا ہمنے انسان کو پیدا کیا اچھے انداز پر اگر اوروں سے مقابلہ کرو اونٹ سے گھوڑی سے جسمانی حالت
ایسی ہے روحانی صفات میں مقابلہ کرو تو اوس میں نہیں ہے افسوس یہ ہے کہ وہ اپنے آپکو گرا دیتا ہے وہ جانوروں
سے بھی بدتر ہوجاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ تمام بنی آدم کو ہمنے بزرگی دی اور مخلوقات میں ایسے اسباب پیدا کردیے جو انکی خدمت میں
لگے ہیں مثلاً گھوڑے ہاتھی نباتات بھی کہ انکی ٹیریاں بناتے ہیں جہاز بناتے ہیں بزرگی دی ہے خاصکر
انسانوں کو ایک دوسرے پر بزرگی دی ہے کوئی اچھا ہے کوئی برا کوئی دولتمند ہے کوئی فقیر ہے کوئی ظالم ہے
کوئی عادل ہے کوئی خوبصورت ہے کوئی بدصورت یہ اسواسطے کہ کون شکر گذار ہے اور کون ناشکر گذار یہ
جو سوال ہے ایک بڑا دولتمند ہے ایک غریب ہے ایک ظالم سفاک انکی نظیر حیوانات اور نباتات میں بھی

Marfat.com

ہے اسکی تشریح حیوانات نباتات کے بیان میں کردونگا جو نوع ۔ قسم و جنس میں خبیسر نہیں انگریزی والی کیا کہتے ہیں ۔ دیکھو شہد کی مکھی ایک نوع ہے انمیں ایک کوئین بی ہے خدا نے اوسے بزرگی دی ہے وہ کیا کیا سلطنت کرتی ہے اور دوسری مکھیاں اسکی عزت کرتی ہیں یہ قانون بتلاتا ہے کہ تمہاری قوائی مختلف ہیں جسمانی بھی روحانی بھی کوئی یہ سوال نہ کریگا ۔ میری دوسری تقریر میں کہ کیوں یہ نبی ہے کیوں یہ فضل ہے اسکا جواب ہے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے امتیاز بخشتا ہے خدا کے فعل پر ہرگز سوال نہیں ہوسکتا اگر ہم پر سوال کرو گے میں اسکا جواب دینے کو طیار ہوں تم اسپر کوئی سوال نہیں کر سکتے تم سے اللہ پوچھے گا ۔
پھر فرمایا ہمنے تمہیں دنیا میں قدرت اور مقدرت دی اور ایسے اسباب بنا دیے جن سے تم اپنی زندگی بسر کرو شکر گذار کم ہیں نہیں سوچتے کہ کیوں ایسے اسباب دیے اگر سوچیں تو فکر میں لگ جائیں کہ اللہ کن باتوں میں خوش ہے ۔

تم نے کیا سمجھ لیا ہے تمکو یونہی بیکار پیدا کیا ہے تم سے کچھ کام نہیں لینا یا ارادہ کیا ہے ؟ ٹکڑا لوہے کا بیکار پڑا ہو تم کہو گے گاڑی سے ٹوٹ گیا ۔ ایک گھڑی ہے اسکا چکر ہے سوئی دیکھکر کہدو گے ۔ کہ دیا کی کے واسطے ہے ۔ چکر چلانے کے لیئے سوہاں تو کہدو گے ۔ اور انسان جو روحانی اور جسمانی قوتوں کا مجموعہ ہے ۔ اس سے کچھ کام نہ لیا جاوے اور کوئی نتیجہ نہ ہو اور تم سے اسکا بدلہ نہ لیا جاوے ۔ اس خیال سے اللہ تعالی بہت بلند ہے کہ ہم سے کوئی کام نہیں لینا ۔ تم سے تمہاری قوتوں سے کام لینا ہے ۔ کیا کام ؟ ای لوگو سُن لو اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تمام بنی نوع انسان کو اور ایک اور مخلوقات کو جسکو جن کہتے ہیں عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جن کی تشریح میں اسی مجلس میں بیان کرونگا ۔ اور پیچھے بتلاؤنگا کہ اون کا وجود ممکن ہے ۔ میں اختلافی مسائل کے لیے نہیں کھڑا ہوا بلکہ اتفاقی مسائل کے لیے تاکہ مجھے ثواب ہو ۔ پھر کہا میں ہوں رازق رزق دینے والا اس سے کیا مقصود ہے کہ ہاتھ جوڑ کر مسجد یا ٹھاکر دوارہ میں بیٹھ جاؤ ۔ میں نے تمکو پیدا کیا ہے عبادت کے لیے یہ انکا ذریعہ ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ اسی میں لگ جاؤ ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کھائیں کہاں سے اللہ اکبر کماؤ لیکن اول فرض کو پورا کرو ۔ کہ بعد عبادات کے طلب حلال بھی فرض ہے ۔ یہ بھی ایک ڈیوٹی ہے ۔ ہماری ذمہ اگرچہ روزی کسب پر نہیں ۔

بناداں آنچناں روزی رساند که دانا اندر آں حیراں بماند

Marfat.com

میں کیا مثالیں پیش کروں۔ چنے بیچنے والے لکھ پتی ہوگئے۔ عبادت کو مقدم رکھو اور کسب کو پیچھے۔ تم کیوں پیدا کیے گئے ہو اللہ کو ایک امانت سپرد کرنی ہے۔ تم نوکر ہو وفادار نوکر بنو۔ دیکھو اور غور کرو اپنی فطرت میں۔ میں انگریزی لفظ بولتا ہوں اپنے لیکچر میں اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی امانت کو یعنے اخلاق کا حکم عبادت کا حکم نیک بد کام کرنے کا حکم پیش کیا۔ زمینوں اور آسمانوں پر عرض کیا اونہوں نے کہا کہ ہماری قوای ہی ایسے نہیں۔ ایک یہ معنے بھی ہیں (اللہ بہتر جانتا ہے کہ حالی گفتگو تھی) ۔ انکی حالت نے کہا کہ اے اللہ ہم میں مادہ ہی نہیں۔ فطرت انسان بولی کہ ہم اوٹھاتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر ظلم کی بھی طاقت ہے۔ اور جہل کی بھی طاقت ہے۔

کون چیز منع ہے کون اخلاق کو بگاڑنے ڈالی ہے۔ کیا جہل کی طاقت ہی۔ کیا عدل کی طاقت ہے ظلم کی طاقت ہے۔ جیسے سوئی جو سینے کے واسطے ہو چکر چلانے کے لیئے ہے۔ کل کام میں ترتیب کا خیال رکھو۔ کہ کون مقدم ڈیوٹی ہے کون دوسرے درجہ کی ڈیوٹی

اس امانت کو اوٹھانے والے ممتاز ہوگئے اور تم میں سے پورے درجہ کو ادا کرنیوالی بھی ہیں ایسے بھی ہیں جو قاصر ہیں وہ چور ہوگئے۔ اور ایسی جماعت بھی ہے جو پورے طور پر ادا کرنے والی ہے۔ اور وہ رسول ہیں خواہ یورپ کے ہوں یا افریقہ کے یا امریکہ کے ہوں انکی تشریح میں آگے چلکر بیان کروں گا۔ وہی یہہ امانت اٹھانیوالے تھے۔ اور جو نادان تھے وہ گھبرا گئے۔ اور کہنے لگے ارے میاں یہ تو ہمارے جیسا ہی کھاتا ہے اور پیتا ہے اور بولتا ہے اگر تم اسکا کہنا مانوگے تو گھاٹے میں رہوگے۔ اپنے جیسے انسان کی تابعداری کرتے ہو؟

اللہ جل شانہ نے انکو امتیاز بھی بخشا ہے۔ پھر بھی ان میں فروتنی ہے وہ آتی اسی لیے ہیں جب لوگوں نے کہا کہ تم بشر ہو اونہوں نے کہا کہ ہاں ہم کھاتے بھی ہیں مگر اللہ جسپر چاہے خاص فضل کرے۔ ہمکو ایک خاص خطاب ہوا ہے۔ ہم پر ایک انعام ہوا ہے۔ ہمکو دل ایسے دیے ہیں۔ اخلاق ایسے دیے ہیں۔ اور ان میں ایک اور بھی خاصیت تھی جسکو میں پیچھے بیان کرونگا یعنے معجزہ مگر پھر بھی انہوں نے کبھی دعوی کرنے کے لیے نہیں کہا۔ تم جو کہتے ہو نشانی لاؤ ظاہر تو کہتے ہیں ہمارا ذاتی اختیار کچھ نہیں ہے۔ جسوقت اللہ چاہتا ہے۔ بیشک نشان ہمکو دیے گئے ہیں۔ مگر ہمارے اختیار میں نہیں کہ جب چاہیں ہتھیلی میں سے دکھادیں۔ فرمایا اے رسول تم ہی امانت دار ہیں ہو جو اول درجہ کے

Marfat.com

امانت داروں میں ہیں۔ ان لوگوں کو جو آپ کے وقت مخالف تھے فرمایا انکو کہدے کہ تیری طرف ہم نے ایسی وحی بھیجی ہے جیسے نوح کی طرف نوح پہلے نبی تھے۔ آدم بھی نبی تھا۔ شیث بھی نبی تھے۔ مگر ان کو مخالفوں کی وجہ سے کہا۔ جیسا نوح۔ ابراہیم۔ اسمعیل۔ اسحاق۔ سلیمان۔ داؤد۔ اور انکی اولاد کو یعنے عرب کے لوگوں کو اونہیں کا نام بتایا جنکو وہ جانتے تھے۔ اگر انکو ہندوستان کے کسی نبی کا نام تلایا جاتا۔ کیونکر پہچانتے اسکی بابت کہدیا۔ بہت رسول ہیں ہمنے انکا ذکر تجہ سے کیا اور بہت ہیں جنکا ذکر نہیں کیا۔

فرمایا کہ رسول تو ایسا ہے جیسے وہ رسول تھے۔ اور دین تو ایسا لیکر آیا ہے جو ابراہیم۔ سب سے۔ انبیا علیہم السلام کو دیا تھا۔ پھوٹ نہ ڈالو خدا کو یہ ناگوار ہے۔ اللہ جسکو چاہے چن لے۔ جسکو چاہے دکھائے۔ جسکو چاہے چن لے دوسری آیت فرمائی اسی مضمون کی۔ بعض بعض امور ایسے ہیں کہ جن میں خاص خاص طریقے بھی ہیں۔ اور خاص خاص رہیں ہیں ایک وقت ضرورت تھی ایک حکم کی دوسرے وقت دوسرے کی پیغمبر صاحب فرماتے ہیں ساری نبی ایسے ہیں جیسے سوتیلے بھائی سب کا باپ ایک اسکی تشریح اپنے دوسرے بیان میں کرونگا انکو کہدے میں انکو کہا رسول نہیں۔ کیا معنے کہ کیا رسول پہلے نہیں ہوئے: پہلے بھی ہوئے اور ایک یہ کہ دین بھی پہلا ہے۔ اگر اختلاف ہے تو فروعات میں۔ اصول ایک ہی ہے ہم کسی قوم پر عذاب نہیں کرتے جب تک ان میں رسول نہ بھیجیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک قوم میں ڈرانے والے آئے تو یہ بھی ایک ڈرانے والا ہے۔ تو ایک اللہ کی طرف سے ڈرسنا نیوالا ہے جو نہ ملنے گا اسے عذاب ہوگا اور جسنے مانا اسکو بشارت ہے۔ میں ایک مثال بھی دیدوں میں یقینا نہیں کہہ سکتا۔ میںنے ایک کتاب دیکھی ہے مظہر جان جاناں کے معمولات کی۔ اس میں ایک خواب لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ رام اور کرشن نبی تھے

خواب بھی ایک علم ہے علم الٰہی میں سے خواب کے کئی قسم ہوتے ہیں ایک خواب ہوتا ہے خیالات جو کام دن کو کریں وہی نظر آتے ہیں۔ کہیں سو رہے ہیں۔ کہیں سیر کر رہے ہیں۔ ایک خواب ہوتا ہے اخلاط کی اثر صفرا وغیرہ کا اثر صفراوی آدمی آگ ہی دیکھتا ہے اسکو خلطی خواب کہتے ہیں۔ اخلاقی خواب جو انسان میں خلقی طاقتیں ہوتی ہیں جیسے غصہ۔ رحم آپنے دشمنوں کو پیار کرنا یا انپر رحم کرنا یہ طاقت ان میں ہوتی ہے جو امانت کی اول درجہ کے اوٹھانے والے ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ وہ انکو ماریں اور وہ مارنے والوں کے حق میں دعا کریں۔ وہ اور ہیں جنکے ایسے اخلاق ہیں غصہ والے کو تو شیر نظر آتے ہیں شیر کیا ہے حضرت آپ ہی ہیں جو درندگی کی صفت تھی وہ ہی ہے + انکی وہ کیا ہے اللہ تعالے بندے کے دلپر

القا کرتا ہے اوس میں نہ اخلاق کو دخل ہے نہ اخلاط کو۔ کوئی فرد بشر نہ ہوگا جس نے سچی خواب نہ دیکھی ہو کوئی ہو دہریہ ہو۔ لامذہب ہو سب کو سب بالضرور کوئی سچی خواب آجاتی ہے۔ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ایسے پنتالیس حصہ اور ہوں تو نبوت ہے۔

سنو اے مسلمانان میں تمکو کہتا ہوں کہ جو خواب نبی کا ہو وہ تو وحی ہے۔ کیونکہ شیطان ان پر قادر نہیں۔ نبیوں کے بعد جو اور لوگ انکی امانت دار نہیں انکی خواب سند نہیں ہے۔ مثلاً اگر کبھی ایسے خواب کسیکو آجاوے کہ نماز معاف ہوگئی ہے۔ اسکو نہ مانو تمکو جب خواب آوے قرآن کریم کی طرف دوڑو۔ اگر موافق ہے تو الحمدللہ مبشرات ہے شیطانی وسوسہ نہیں۔ شیطان بھی تو ایک چیز ہے۔ صاحبان خواب جو دیکھا رام یا کرشن انہیں سے کسیکو دیکھا کہ وہ آگ میں ہے معلوم ہوا کہ وہ معرفت الٰہی کی آگ تھی۔ چونکہ قرآن میں نہیں بتلایا گیا۔ اسیلیے یقین نہیں ہے۔ جو رسول نہیں بتلا گیا وہ ہمارا ایمان نہیں۔ اور یہ جو تم کہو کہ ویدوں اور شاستروں میں فرق ہے۔ ممکن ہے کہ کیسی اور کے ہوں۔ میں اپنے ہی گھر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں ایسی باتیں ہیں جو قرآن نے نہیں بتلائیں۔ ہمارا قرآن بتلاتا ہے کہ ہر قوم میں نذیر گذرا۔

اگرچہ میرا دعوی بڑا وسیع ہے میں نبیوں کی تائید میں کھڑا ہوں لیکن میں عملاً ایک نبی کا پیرو ہوں اُن کی تائید کروں گا۔ جو سچے ہونگے سب کی تائید ہوگی۔ نبوت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن نے یوں فرمایا ہے کہ کہدے ان سے اے میرے بہائیو میری حالت کو دیکھو۔ تم میں میئنے عمر کاٹی چالیس سال جب ہوئے اسوقت دعوی کیا کہ میں نبی ہوں مجھے اللہ نے پیغام بھیجا ہے یہ کام کرو یہ کام نہ کرو۔ عمر تم میں کاٹی کبھی قرآن پڑہا؟ اور کوئی امتیاز چاہا؟ جب عمر کاٹی اور امتیاز نہ چاہا تو کیا اب جھوٹ بولتا ہوں۔ ای رسول ہم جانتے ہیں کہ تجھے بڑا غم ہوتا ہے اس بات سی کہ جب کہتے ہیں جھوٹا ہے فریبی ہے ملے رسول ہم جانتے ہیں یہ تجھے جھوٹا نہیں کہتے یہ مجھے کہتے ہیں ایک شخص بڑا معاند اور سخت جاہل تھا اسیلیے اسے ابوجہل جہالت کا باپ کہا گیا۔ یہ ٹائیٹل اسے قیامت تک ملگیا۔ اسنے کہا اے محمد ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ تو جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے یہ جھوٹ کہتا ہے دلیل دیکھو کہ وہ ایک ساری دنیا کو کیونکر سنبھال لیگا۔ اے رسول تجھے جھوٹا نہیں کہتے مجھے کہتے ہیں۔ تو غم کیوں کرتا ہے فرمایا وہ کہتے ہیں جو منکر ہیں رسول کے یہ جھوٹ بولتا ہے کہ یہ کتاب لیکر آیا ہے کہا کہ یہ بناتا ہے اور

Marfat.com

دوسری قومیں اسکی مدد کرتی ہیں کو یہودی جو آپ کے زمانے میں تھے - وہ حکایتیں ثمود کی بتلاتے ہیں اور یہہ بناتا ہے - یہہ بہی کہتے ہیں کہ کچہ حکایتیں سُن لی ہیں - رات دن یاد کرکے سنادیتا ہے - کوئی جواب دی بشرطیکہ میری تفصیل سُن لے جو دوسرے حصہ کے متعلق ہے - یہ عام حصہ ہے سب بنوتوں کے لیے - غور تو کرو جو قرآن لایا ہے اس میں کیا صرف قصّے ہی ہیں - ای مسلمانان - اور ای ہماری غیر قوم کے برادران قرآن میں پانچ علوم ہیں (۱) علم توحید (۲) ایک حصہ احکام کا یہ کرنا اور یہہ نکرنا اخلاق کا معاملات کے متعلق برادری کے متعلق حکومت کے متعلق میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اب بیان کروں تو بہت ہی مشکل ہو - میرا رسالہ اشاعۃ السنۃ ہے اگر شوق رکہتے ہو تو دیکہہ لو (۳) وعدہ اور وعید - ابہی میری تقریر میں آئیگا کہ کرموں کا پہل کیوں لازم ہے (۴) امثال - مثالیں - کہاوتیں (۵) قصص - یہہ بیڈ ہیں -

فرمایا یہہ اُس نے قرآن بہیجا ہے اوس نے سکہایا ہے کہ جو سِر جانتا ہے اسکے دو معنے ہیں - ایک توموٹے معنے ہیں ایک فعل رات کو واقع ہوا - مثال دیتا ہوں کہ روزہ میں حکم تہا کہ رات کو صحبت نہ کرو - ایک شخص رات کو بیوی کے پاس چلا گیا حکم نازل ہوا - اور اُس کے سِر کو بتا یا اور نہیں تو وہ مان گیا جیسے کسی سے بتلایا گیا تہا یہ تو موٹے معنے ہیں - اور ایک باریک معنے ہیں جو تشریح طلب ہیں جو دیر میں سمجہ میں آئینگے اور وہ یہ کہ قرآن کا ہر ایک حکم سِر رکہتا ہے - میں نالائق ہوں پہر بہی میں سمجہتا ہوں یہ سوال کرتے ہیں کہ وضو کرنے میں منہ ہاتھ دہوتے ہیں ہوا نکل جاوے تو وضو کرتے ہیں پیشاب پاخانہ سے غسل نہیں - منی نکلنے سے غسل کرتے ہیں میں عاجز ہوں مجہہ سے پوچہو - میں بتلاؤنگا - میرے گہر آؤ اور میں یہہ بہی کہتا ہوں کہ اس جلسہ کے لیے نہ میری آرزو تہی اور نہ مجہے خبر تہی مجہے اپنے گہر ولو میں بلاو - اور میں جانے کو طیار ہوں سکہوں یا برہمنوں کے مندروں میں بہی - میری عمر اسیطرح گذری ہے - مجہے نوکری کی ضرورت نہیں پڑی - قرآن کے احکام میں اسرار میں باوجود نالائق ہونے کے بتلاؤنگا ایسے بعض احکام ہیں جیسے ہمنے نبیوں کو بہیجا ہے - جنکو عقل نہیں پہونچ سکتی مثلاً خدا کی ذات خدا کی ارادات مرضیات -

اس قرآن کو اس خدا نے بہیجا ہے جو اسرار کو جانتا ہے جسکو کوئی انسانی عقل نہیں پہونچ سکتی - یہودیوں نے نہیں سکہایا - یہ بڑا ظلم اور بناوٹ ہی - ای رسول ہم یہہ جانتے ہیں -

Marfat.com

آپ ایک نصرانی لوہار کے پاس جاتے تھے جب آپ نبی تھے اگر کہیں کہ قرآن اسنے سکھایا تو یہ وہ قرآن ہے کہ جو عربی ہے جسکی فصاحت ظاہر ظاہر ہے اور وہ تو عجمی ہے ۔ وہ تو جانتا ہی نہیں ۔ پھر تم کہو کہ خود بنا لیا مضمون سیکھ کر عربی کر لیا ۔ فرمایا تو تو کبھی لکھنا نہیں جانتا تھا الحمد للہ کہ مخالفوں کی شہادت بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمی ہونے پر ہے جو آپ پر اسپر پرخاش نہیں کی ۔ نہ تو آپنے کبھی لکھا نہ پڑھا ۔ نہ شعر پڑھا ۔ نہ لکچر دیا ایک دفعہ کمیٹی بیٹھی کہ رسول کے گرد سے لوگوں کو کیونکر ہٹائیں کوئی کہتا ہے کہ جادوگر ہے کوئی کہتا ہے پاگل ہے کوئی کہتا ہے شاعر ہے کہنے لگے ساری عمر میں جھوٹ نہیں کہی جادوگر کیونکر ہوا دیوانہ کیونکر ہوا کہ اس نے کسیکو کچھ نہیں کیا ۔ آپ کا نام امین تھا ۔ فیصلے نبوت سے پہلے لائے جاتے تھے اور لوگ تھا تھا کہتے تھے جو گالی نہ دے اور اُف نہ کہے وہ دیوانہ ہو ؟ شاعر کہدو ۔ شاعر کیونکر کہیں قرآن دیکھ لو آخرکار کمیٹی نے کہا کہ کوئی بات نہیں بنتی ایک بات بنے گی ۔ تاثیر جادو کی ہے ۔ ہاتھ میں ہاتھ رکھا گھر بار چھوٹ گیا ۔ خدا کی طرف سے اس قسم کی نظم اور عبارت نبی بنائی القا کی جاتی ہے اپنے پاس سے نہیں لاتا یہ تو شاعر بھی نہیں خطیب بھی نہیں ۔

فرمایا کہتے ہیں کہ بناوٹ ہے ۔ کہدو کہ سورتیں بنا کر دکھا دو ۔ سورت ٹکڑہ کو کہتے ہیں جیسے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ ... الخ دس سورتیں لاؤ دس نہ سہی ۔ ایک ہی لاؤ ۔ ای بھائیو تم ہو ہنود مسلمان جو ہیں وہ بھی کم مذاق رکھتے ہیں سمجھ ہیں کیونکر آوے تمام انسان ملجاویں بلکہ ایک اور مخلوقات یعنی جن تم نہیں جانتے پھر بھی اس بات پر اتفاق کریں کہ ملکر بنا دیں ۔ کیسے ہی جوش میں آجاویں نہ بنا سکیں ۔ ساری ملجاؤ ۔ نہ بنا سکوگے ۔

ایک موٹی بات کہتا ہوں ۔ ایک گھڑی ہے ۔ تم نہیں جانتے کہ اچھی ہے یا بری ۔ [illegible] قیمت کہدی جاوے ۔ تم جاؤگے واچ میکر کے پاس ۔ جوہری کے پاس اس گھڑی [illegible] عرب اور عجم یعنی گونگ وہ دوسروں کو سمجھتے تھے کہ بول ہی نہیں سکتے جب قرآن نے [illegible] چاہیے تھا کہ سب کے سب ملکر بنا دیتے اگرچہ چھاپے خانے نہ تھے مگر یہ ہی [illegible] عیسائی مخالف ہیں کوئی بھی نہیں جو یہ دکھلا دے کہ فلاں وقت قرآن بنایا گیا ۔

وہ رسول جسکی دوسرے حصہ میں بحث ہوگی ۔ جسکا اس حصہ سے تعلق ہے [illegible] لیکر آیا ہے جسکو عقل نہیں پہنچتی ۔ اللہ اکبر ۔

Marfat.com

کوئی سوال کرے ایسے آدمی جو اچھی باتیں سکھائیں وہ نبی ہوتے ہیں نہیں نبی نہیں ایسی باتیں بھی ہوتی
ہیں جو عام عقلمندوں کو نہیں آتیں مثلاً ان اسرار میں سے ایک خدا کی ہستی ہے۔ جہاں ہماری حواس نہیں پہونچتے
خدا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ اس کان نے کبھی اوسکی آواز نہیں سنی ایسے کاموں کے لیے اللہ تعالے نے نبی
پیدا کیے ہیں وہ اور طور پر اللہ کو دیکھتے اور اسکے ساتھ بولتے اور اسکی باتیں سنتے ہیں۔ اگر کوئی
عقلمند سمجھاتا تو تشبیہ سے سمجھاتا عام کس طرح سمجھتے ۔ اگر تشبیہ کے پیرایہ میں سمجھایا جاوے تو پھر بڑی
خرابی ہوئی۔ پھر ہمارے جیسا ہوا جیسا میں نے پہلے کہا کہ اگر اُسے ہمارے جیسا خالق کہا جاوے کہ مادہ اور
ہتیار کی ضرورت ہے۔ اوس ہادی اور رسول نے تو سمجھایا ہے اسی تشبیہ کے ساتھ جو انسان میں ہوتی
ہیں۔ الرحمن علے العرش استوٰی وہ آنکھ والا ہے اور کان والا ہے اسکے دونو ہاتھ کھلے ہیں لیکن کہا
اسکی مانند کوئی چیز نہیں۔ جو لفظ کہیں گے وہ تمہاری ضرورت کے موافق سمجھائیں گے۔ ہر چیز کے لیے
ایک ہوتی ہے حقیقت۔ اصلیت مبدا۔ ایک ہوتا ہے نتیجہ۔ مثلاً ہاتھ۔ ہاتھ کی اصلیت تو ہے پنجہ
گوشت وغیرہ۔ نتیجہ ہاتھ سے دینا پکڑنا وغیرہ۔ یہ فرمایا کہ اسکی نسبت یہ لفظ ہمنے بولے ہیں لیکن انکی
حقیقت مراد نہیں تمہارے ساتھ مشابہت حقائق اور اصلیت میں نہیں ہے جو تمہارے دل میں تصور
گذرے کہ خدا کا ہاتھ ایسا ہے اسکی حقیقت اوس سے بڑھکر ہے۔ خدا کا ہاتھ ایسا ہے جس نے آدم کو بنایا اسکی
بنائی ہوئی دنیا ہے۔ غرض فعلوں میں مشابہت رکھتا ہے حقائق میں نہیں دیکھو خدا کی ہستی کو کیونکر سمجھایا۔
لیس کمثلہ شئی یعنے اسکی مثل کوئی چیز نہیں۔ فعل میں ملتی ہے لیکن حقیقت میں نہیں ملتا۔ یہ اسکی ذات کا سمجھانا
ہے۔ پھر اسکی ہستی کا سمجھانا ہے یہ ماننا ہی ہمیں نہیں کہ خدا ہے بلکہ اسکی توحید کے ساتھ ماننا چاہیے اس
کا کوئی ہمرنگ نہیں۔ مکہ کے لوگ جو حضرت کے مخاطب اور مخالف تھے وہ ان اوہام میں مبتلا تھے انکو سمجھایا
ہے کہ خدا ایک ہے۔ سورج بھی ایک ہے۔ ایک کا مصداق ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ ایک ہے اسکا سا
وجود دوسرا نہیں۔ اس توحید کے بعد اسکی صفات کو ماننا ہے کہ وہ اپنی صفات میں بھی وحدہ لاشریک ہے
تیسرا وہ اپنی تعظیم کے استحقاق میں فرد ہے اسکو بولتے ہیں توحید ذات۔ توحید صفات۔ توحید
استحقاق عبادات۔

کہا کہ خدا کو ایک مانتے ہو گو یا ذات اسکی الگ ہے۔ سورج ایک ہے۔ تارا بھی ایک ہے۔ سورج جب چھپ جاتا
ہے تاری روشنی دیتے ہیں کمی بیشی کا فرق ہوا ہے اسکو رب مانو کہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ تک رہیگا۔ کبھی اسکی

Marfat.com

ابتدا نہیں ہے وہ سب کچھ کرتا ہے۔ مگر ہماری طرح نہیں۔ یہہ توحید ذات وصفات تیسرا ایک تعظیم بادشاہ کی ایک نائب کی اسی طرح درجہ بدرجہ اسکی تعظیم ایسی ہو جو کسیکی نہ ہو۔ یہ تین توحید سکھلائی ہیں۔ اسکے بعد اخلاق۔ اس قسم کے اخلاق سکھائے ہیں نمونہ بنکر جب تک خود آدمی آپ نہ کرے لوگ پیروی نہیں کرتے جن آدمیوں نے انکی خون بہا دیے ان کے لیے دعائیں کیں۔ اے اللہ انکو معاف کردے یہ مجھے جانتے نہیں۔

خدا تعالی قرآن میں حکم کرتا ہے عدل اور احسان کا عدل کے معنے ہیں برابر برابر کرنا ترازو کی دونو پلڑے برابر کرنا کسیکا کچھ نہ رکھنا۔ اسکے ساتھ احسان بھی کرو۔ دینا ہے ایک دیدو سو روپیہ مقرر کرکے دینا سود ہے یہہ جائز نہیں اسکے بعد قرابت داروں سے احسان کرو۔ ایک تو ساری قرابت دار ہیں دوسرے خاص قرابت داروں کے علاوہ ہمسایوں تک بھی احسان کرنے کا حکم دیا۔ کہا کہ پہلے توحید اللہ کی اختیار کرو۔ کوئی ایسا استحقاق تم نہیں رکھتا۔ پہر ماں باپ۔ پہر ہمسایہ۔ ایک مسلمان ہے اسکا ہمسایہ غیر مذہب ہے اوسکے ساتھ بھی احسان کرو۔ ایک حدیث میں ذکر ہے عبداللہ بن عمر فاروق کا۔ انکے گھر میں بکری ذبح ہوئی تو پوچھا کہ فلانے یہودی کے گھر گوشت بھیجا ہے؟ وہ انکا ہمسایہ تہا۔

ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ کنبہ کے معنے عربی زبان میں بیٹا بیٹی کے نہیں بلکہ جسکی پرورش کریں۔ اللہ کو وہ بہت پیارا ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے مسلمانوں پر خیال ہے کہ وہ مارنے کے لیے ہیں۔ جہاد ہے مگر وہ ڈیفنسو ہے جیسے کہ فرمایا وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ مارو اللہ کی راہ میں اونہیں جو تم سے لڑیں۔ اور زیادتی مت کرو جو تم سے نہ لڑیں ان سے مت لڑو۔ ایسا ہی حکم ہے کہ جو بوڑہے ہوں یا جو راہب صومعوں میں رہتے ہوں اونہیں نہ مارو جب پادری اور لیڈر چھوڑ دیے گئے پہر اور کسیکو کیوں ماریں نمازی مسلمان جبراً بنانا مقصود نہ تھا۔ کیا تو جبر کرنے والا ہے۔ یہ آپ کو فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین دین زبردستی نہیں منوانا۔ گمراہی بھی ظاہر ہوگئی ہدایت بھی ظاہر ہوگئی۔ کیا واقعہ تہا بنی اسرائیل میں دستور تہا کہ جس عورت کا بچہ مرجاتا وہ منت مانتی تہی کہ وہ اگر جیتا رہے تو اسے یہودی سائیں لوگ بنادیں گے۔ یہودی کہتے تہے کہ ہمارے ساتھ جائیگا اور والدین نہیں جانے دیتے تہے لیکن یہاں جبراً کسیکو نہیں روکا۔ اسلام جبر اور قتل کے لیے نہیں رحم کے لیئے ہے۔ رسول اللہ فرماتے ہیں زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ مسافر ہندو ہو عیسائی ہو میں اسکی خدمت کرونگا۔ جو جائز ہو مجھسے طلب کرے میں دونگا

Marfat.com

بشرطیکہ مذہب کے خلاف نہ ہو ایک نقل ہے مسلمان فائدہ اوٹھائیں گے جب آپ طائف میں گئے۔ لوگوں نے مار ادیوار میں دھکیل دیا۔ ہوش آیا تو فرشتہ نظر آیا۔ اوسنے کہا اللہ نے سلام بھیجا ہے کہ اگر حکم دو تو میں پہاڑ دولو کو ہٹا کر مکہ پر رکھدوں۔ اگر دوسرا وقت ملا تو یہہ بتلادوں گا کہ یہ ہونہار امر ہے اور ممکن ہے۔ فرشتہ بھی ہوتا ہے۔ پہاڑ بھی اوٹھہ سکتا ہے اور یہہ بھی ثابت کروں گا کہ یہ نیچر کے خلاف نہیں۔ دلکا امتحان کروکہ دل کیسا ہے فرشتہ کہتا ہے کہ کچل دوں آپ کہتے ہیں نہیں نہیں۔ یہ اخلاق اور رحم ہے

دیکھو روز حشر کیسے سمجہا یار وز حشر ہے روز جزا ہے روز موت ہے۔ بدلہ چار قسم کا ہے دو تو ایسے ہیں کہ سب مان جائیں گے اور ایک ایسا ہے جسکو مذاہب والے مانتے ہیں اور جو تھا ماننا پڑے گا۔ انسان کی فطرت اسکے قوای اور نیچر بتلاتی ہے کہ انسان زہر کہاے تو مرجاتا ہے پرند گہاس کہاے مرجائیگا اس کو جانتے ہیں اور سب مانتے ہیں کہ جب نیچر کے خلاف کریگا مریگا۔ بہت کہائیگا درد ہوگا۔ یہہ پہلا بدلہ ہے انسان میں دو قوتیں ہیں ایک جسمانی اور ایک قوت روحانی ہے جسکو ملکیت بھی کہتے ہیں روحانی قوت کے اثر کا نام اخلاق ہے۔ پہلا نیچر طبعی ہے دوسرا اخلاقی ہے ہر ایک شخص مان لیگا کہ سچ ہے جب کوئی کام ہم خلاف اخلاق کرتے ہیں تو طبیعت میں انفعال پیدا ہوتا ہے اگر ایک معصوم بچہ کو ماردے تو خواہ مخواہ افسوس ہوگا یہہ دوسرا بدلہ ہے یہاں الحمدللہ ایسے آدمی نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ نیکی بدی کوئی چیز نہیں۔ مگر یہہ تو حیوانات میں بھی ہے۔ کتا اور گھوڑے بھی سونگھکر بری چیز چھوڑ دیتے ہیں جب حیوانی چیز میں اتنا موجود ہے تو کیا روحانی میں اتنا بھی نہیں۔ اگر یہ تعلیم کا ہی باعث ہو تو بہت ہی تعلیم دو۔ غرض کانشنس کا حکم بھی نہ مجسٹریٹ کے پیش ہو نہ گواہ گذرے مگر دل مانتا ہے ایک اور عالم ہے جو اس عالم سے دوسرا ہے تیسرے بدلہ کی مثال بھی اسی عالم میں ہے مثلاً ایکشخص کو ایک شخص برا کرتا ہے دنیا والے اُسے برا کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی اچھا کام کرتا ہے تو اللہ کہدیتا ہے کہ یہ ہمارا دوست ہے اسکو دوست رکھو اسطرح جب تین بدلے مان لیتے ہو تو پھر چوتھا بھی مان لو دعا کرو فقط

حضرت مولوی صاحب نے دعا کرنے کے بعد اپنی تقریر کو ختم کیا دوران تقریر میں جناب پرتول چندر صاحب چٹرجی ایم اے بی ایل جج چیف کورٹ پنجاب جو چہہ ہوڈرٹیروں میں سے ایک موڈریٹر تھے تشریف لائے۔ آپکے ہمراہ آپکے سمدھی مسٹر بنرجی صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد بھی تھے جو بطور شائقین شامل جلسہ ہوئے یہ دونو بزرگ صدارت کے سٹیج پر ہی کرسی نشیں ہوئے۔ مولوی صاحب کے بعد جناب رای بروداکنٹھ

صاحب لہری پلیڈر تھیوصوفیکل سوسائٹی کیطرف سے بلائے گئے۔ بابو صاحب کا حاضرین نے خوشی کے ساتھ استقبال کیا آپ کی تقریر انگریزی میں تھی لیکن بابو پرتول چندر صاحب کی فرمایش پر آپ کو زبان اردو میں کرنی پڑی جو بالکل انگریزی محاورے کا لفظی ترجمہ تھا۔ کیونکہ آپ کو اس زبان سے بہت محاورت نہ تھی پر تاہم آپکی تقریر ہر ایک فرقہ نے نہایت ہی دلچسپی اور ذوق شوق سے سنی۔

تھیوصوفیکل سوسائٹی

جناب رای برودا کنٹہ صاحب پلیڈر سکرٹری تھیوصوفیکل سوسائٹی پنجاب حال منسٹر ریاست فریدکوٹ

صاحبان مجلس آپنے ابھی بہت لیاقت کے ساتھ مولوی صاحب کے جو لکچر دیا سنا۔ اسلیے ہم یقین نہیں رکھتے ہیں کہ آپ ویسی ہی خوبی پائیں جیسے مولوی صاحب نے کیا۔ کیونکہ اس زبان میں ایسی فصاحت سے میں ادا نہیں کرسکتا جیسے مولوی صاحب نے بیان کیا ہے چونکہ یہ جگہہ زبان یا فصاحت دکھلانے کی نہیں ہے بلکہ اپنے مذہب او عقیدہ کے بیان کرنے کی ہے اسلیے جیسا کہ مجھے آتا ہے میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

بیشتر اسکے میں باز نہیں آسکتا ہوں سوای اسبات کے بیان کرنے کے کہ خداوند کریم کی ایسی مہربانی ہے کہ جسکا شکریہ زبان سے ادا نہیں ہوسکتا کہ ہم ایک عرصہ کے بعد ایک مکان میں بہت بھائی اکٹے ہیں کس غرض کے لیے ایک باغ میں کئی قسم کے گل ہیں اور درخت ہیں کون کونسے درخت ہیں کیا کیا گل ہرا ہوا ہے اور اپنے استعمال میں لانا ہے یہ ایک بات ہے اسکے لیے بہت ہی شکریہ ادا کرتا ہوں کون کیا ہے؟

بجائے اس بات کے کہ کون کیا ہے ہم اپنی طبیعت رجوع کریں اصلیت کی طرف اس جلسہ میں جو دو... جلسہ ہے جو ہمیشہ سال کے بعد ہندوستان میں کسی نہ کسی جگہہ ہوگا اسکا نتیجہ خداداد ہے ... ہم ... ہی اسکا پہل ہے یہی اسکا نتیجہ ہے کہ ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھ کر اسکی مدد کریں۔ اتحاد کریں۔

اب میں اس وشتہ کو شروع کرتا ہوں کہ جو اس پراکٹیکس میں جو اس کانفرنس کی طرف سے چھپا ہوا

Marfat.com

ہے تیسرا ہے ہُمنش (انسان) کی زندگی کا کیا ادیش ہے اور کیونکر حاصل ہوتا ہے میں اس وقت جس طور سے اس وشے میں - اس بارہ میں ذکر کروں گا وہ میں تھیوسوفیکل پائنٹس اف ویو سے گفتگو کرونگا کیونکہ میں اس جلسہ میں پنجاب تھیوسوفیکل سوسائٹی کے اغراض ریپریزنٹ کرنے آیا اور کھڑا ہوں بہت بھائیوں نے یہ نام نہیں سنا - اسلیئے مختصر طور پر ذکر کرتا ہوں کہ تھیوسوفیکل سائٹی وہ مدرسہ تعلیم حاصل کرنے کا ہے جس میں ہر ایک فرقہ کا آدمی اپنے مذہب کی خوبیاں اور اسکی اصلیت دریافت کرنے اور مذہب کی اصلیت کو اسکے ساتھ موافق کرنے کے لیے شامل ہیں - اس میں عیسائی - مسلمان - ہندو ہر ایک قسم کے لوگ شامل ہیں تھیاصوفی ایک یونانی لفظ ہے سنسکرت میں برہم ودیا کہتے ہیں - اور فارسی میں یقیناً نہیں مگر سنا ہے علم حقیقت کہتے ہیں - اس علم کے رو سے کوشش کرونگا اسکے اغراض کے پورا کرنے کی اور جیسا کہ اس علم کے ذریعہ ظاہر کروں مجھے یقین ہے کہ ہر ایک مذہب کے آدمی جو یہاں موجود ہیں سمجھینگے اگرچہ میں اسکو بطور ہندو وتھیوسوفسٹ کے ثابت کروں گا اور سناتن دہرم میں کیا کیا فلاسفی ہے بیان کرونگا پر آپ لوگ سب سمجھ سکیں گے کہ یہ تمام مذہبوں پر حاوی ہے یا ایک ہُمنش کی زندگی یعنے پران کا ادیش یعنے مقصود کیا ہے - اسکا ادیش عالموں اور حکیموں نے یہ لکھا ہے **جوگیہ** اور **اجوگیہ** اسکی اچھیا کو اپنی شانتی سے سادھن کرنے کے لیئے جوگیہ لبتو سے دور کرنا اور جو جوگیہ لبتو ہو اسکو حاصل کرنے کے واسطے جائز تہ سے تین کرنا - اسکو کہتے ہیں اغراض زندگی - اس میں بہت سا سنسکرت لفظ آگیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کی جو خواہش ہے - جب تک خواہش ہے زندگی ہے خواہش دو قسم کی ہوتی ہے ایک بُری ایک بھلی - جو اچھی خواہشیں ہیں انکو خراب خواہشوں سے علیحدہ کرنا اور جس میں اچھی خواہش پوری ہوں انکو پورا کرنا اور بری خواہشوں کو جائز تا سے دور کرنا - اب آپ اسکو خیال کریں کہ جو ہُمنش ہے وہ یہی سمجھیگا کہ خواہش کے سوا کچھ نہیں کبھی اچھی کبھی بُری - کبھی چاہتا ہے کہ راجہ بن جائیں غرض کبھی بھلا کبھی برا کرنے کی خواہش زندگی کا مقصد کیا ہے - خواہش کو پورا کرنا - پورا کرنے کا نام سکھ ہے اور نہ کرنے کا دکھ - اب دیکھنا یہ ہے کہ کون پورا کرنے کے لائق ہے اور کون نہیں - اگر انسان بلا تمیز ہر ایک خواہش پوری کرنے لگے تو اس میں اور حیوان میں کچھ فرق نہیں یہ کہا جائیگا کہ وہ خواہش کا کیڑا ہے - اسی سے پیدا ہوتا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سی خواہش کو پورا کرنا ضرور ہے کیونکہ اسکو پورا کرنا ہی اوسکی زندگی کا منشا ہے -

حکیموں نے یہ کہا کہ مُنش (آدمی) کا یہہ کام ہے کہ اپنی بری خواہشوں کو اچھی خواہشوں سے علیحدہ کرے۔ ایک دوسرے سے بالکل جدا کرے جبتک اوسے یہ تمیز نہ ہوگی کونسی پورا کرنے کے قابل ہے اور کونسی چھوڑنے کے لیے ہمارے شاستروں میں لکہا ہے معلوم کرنے کے لیے کہ کونسی خواہش رکھنے کے قابل ہے اور کونسی نہ رکھنی کے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ جدا گانہ ہر ایک خواہش کا ذکر ہو۔ اسلیے ایک عام اصول دیدیا ہے جسپر ہر ایک مذہب کا آدمی غور کر سکتا ہے اس قسم کی خواہش کو انسان کی بھلائی اور اسکی نیکی کے لیے سمجھا گیا ہے جس میں آتما اور دیو دونوں پرشاد ہوں آتما کیا جسکو ایشر یا خدا کہتے ہیں جس میں خدا کی خوشی ہو۔ جسکو خدا قبول کرلیوے۔ اور دیو پرشاد کیا ہوتا ہے۔ ہماری شاستروں میں دیوتا اُسے کہتے ہیں جسے دوسرے مذاہب میں فرشتہ یا شکتی بولتے ہیں خاصکر ہمارے نوجوان اور انگریزی تعلیم یافتہ کہیں گے کہ کونسا سٹنڈرڈ ایسا ہے کون گُر ہے جس سے ہم یہہ اندازہ کرسکیں کہ خدا کا فرشتہ خوش ہوا۔ اسکے لیے یہ گُر اور اندازہ ہے کہ اگر تم یہہ دیکھنا چاہو کہ خدا خوش ہوا یا نہیں۔ اوسکی شہادت ایک طرح سے پیدا ہوگی اسکا نتیجہ تمہیں دینگے وہ یہی نہیں کہ تمہارا روح تمہیں شاباش دیگا بلکہ عقل کا دروازہ کھل جائے گا کہ تم اپنے مذہب کی کتاب سے وہ موتی نکالوگے جو اور کوئی نہ نکال سکے گا۔ اسکا نتیجہ کیا ہے! ۔ ایشر کی طرف سے جب مہربانی ہوتی ہے تو اسکی بدھی یعنے عقل معمولی الفاظ میں کہتے ہیں۔ اسکا رنگ بدل جاتا ہے۔ اوسکی کلام کا اثر اوسپر ہوتا ہے۔ اسکے کلام کے معنوں کی اوسکے دل میں جیسے لوہے کے ہتوڑی کی چوٹ لگتی ہے کچھ پرواہ نہیں کس منہ سے نکلتا ہے یا کون کہتا ہے۔ چوٹ لگتی ہے سو یہ پیمانہ اور گُر ہے دیو پرساد کا۔ پرساد کہتے ہیں جو چیز منظور ہو جاوے۔ اس بارے میں یہانتک ہے کہ رامائن میں جس وقت رام چندر جی کو حکم دیا اوسکے باپ نے۔ کہ تم جنگل میں چلے جاؤ۔ تو اسکی ماں سوتیلی نے جسکے کہنے سے ایسا ہوا۔ تو اونہوں نے دوسری ماں سے کہا "کیکئی کو سراپ دیا" اور یہہ سنسکرت میں دستور ہے کہ سب سے زیادہ جو سخت ہوتا ہے اوسی اخیر لکھا جاتا ہے چنانچہ کہا کہ جس کسی کے ہاتھ سے رامچندر کا یہ حال ہوا۔ اوسکے لیے میں دعا مانگتا ہوں کہ وہ اپنے مذہب کی کتاب کے معنے نہ سمجھے اوسکی عقل بھرشٹ ہو اوسکی بُدھی۔ بید کے معنی سمجھ سکے یہ گویا ایک مثال ہے کہ جب خدا کی مہربانی ہوتی ہے ایسے عمل سے جو اوسکو پسند ہو وے تو اوسکی بدھی کیا ہوتا ہے۔ اوسکی اصلیت کو سمجھ لے۔ اور جتنی خوبیاں ہوسکتی ہیں انکو جان لے۔ وہ کیا ہیں۔ تیاگ۔ اور نیای۔ اسکے پلیٹ فارم پر کھڑا ہو جاوے اور نہ ہلے۔

Marfat.com

ایک تو اصلیت کی برخلاف نہ کرنا ایک سچ ہے دوسرا پاک رہنا یہہ نہیں کہ اشنان کرنا۔ بلکہ اندر سے پاک رہے جسم سے پاک ہے اسیطرح سچائی زبان اور دل سے لائے۔ اور ایسا ہی تیاگ۔ یہہ نہیں کہ ہزار روپیہ پاس ہے اس میں سے دو پیسہ دیدیا بلکہ گناہوں اور بُرے عملوں کو چھوڑ دینا خواہ خیالات سے ہوں یا آنکھ سے ہوں اور زبان کو بند کرنا۔ ایسا ہی پیشر کیا ہے کہ محنت سے کمانا نہ دغا اور فریب سے کمانا۔ جیسے جسمانی تیاگ ہے ویسے ہی دل سے وہ کیا یہہ کہ کسیکو برے رستہ کی طرف ہدایت نہ کرنا اس سے جو آگ نکلتا ہے وہ پوتر کرتا ہے لکھا ہے یہ جو اچھا ہے وہ نیک خواہش ہے۔ جو کھوٹا ہے وہ خراب خواہش ہے۔ اور یہہ ایک بھاری مسئلہ ہے جو غور سے سننے کے قابل ہے۔ ایک لفظ ہے چاترتہ جسکے معنے ہیں چترائی سے ہماری بہائی جانتے ہونگے یہ لفظ جسکی ہندی چترائی ہے کہاں سے نکلا ہے یہہ ایک ایسی گہری جگہہ سے نکلا ہے جو بہت مفید ہے چار چیزوں کی خواہش انسان کرتا ہے۔ ودیا۔ دھن۔ بل۔ دھرم۔ پانچویں چیز کوئی چیز نہیں جو انسان کی خواہش سے باہر ہو۔ یہہ علم نہیں جو بیڈ (بُرا) اور ایول (بدی) سے شروع ہو کر نارستک اور دھریہ پن تک ختم ہوتا ہے بلکہ مذہبی علم ہے جسکے ذریعہ سے وہ خدا کے ساتھ جا سکے۔ یہہ وہ علم ہے جسکا نام ودیا ہے۔ دوسرا کیا ہے بل ایک تو اس علم کی طرف رجوع ہونا ایک کی تو یہہ خواہش ہے کہ وہ علم کی طرف بہت مائل ہیں اور عالم فاضل بننے کی طرف وقت صرف کرتے ہیں دوسرے اپنے بل کو بڑہاتے ہیں یعنے اپنی جسمانی یا قومی طاقت بڑہاتے ہیں۔ جیسے بعض کا خیال ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم میں علمی طاقت بڑہے ایسے ہی ہمارے دوسرے اپنی جسمانی یا قومی طاقت کو بڑہانا چاہتے ہیں تیسرا دھن یعنے اگر وہ خود بہوکا نہ رہے تو قوم بھی نہ رہے اگر زیادہ عالی خیال ہے تو یہہ کہ مخلوق خدا بہوکی نہ رہے۔ چوتھا ہے دھرم جسکے ذریعہ انسان اپنے آپکو ایسے درجہ میں پہونچا دے کہ خدا کی حقیقت اسپر کہل جاوے۔ اور ایسا رستہ جاری کہ کوئی تکلیف اسے نہ ہو مگر ہمارے حکیموں نے یہہ چار مانے ہیں انکے علاوہ اور بہی مان رکہے ہیں وہ سننے کے قابل ہیں اصل جو فلاسفی ہے یعنے ارتھ۔ ارتھ کا کیا مطلب روپیہ اور اشرفی نہیں۔ بلکہ دنیا میں ہر ایک خواہش کے پورا کرنے کا نام ارتھ ہے اور دہرم اسے کہتے ہیں جس میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ایسی کونسی چیز ہے جس میں تغیر و تبدل نہ ہو۔

کسی بد ارتھ کے بدلنے کا جو خواہش ہے اور کشش تمام وستوؤں کی خواہش سے طبیعت کا ہٹ

جاتا ہے۔ چار قسم کے دستو دن۔ اور چیز کا نام جسکے ہر ایک جزو کو انسان چاہتا ہے اسکا نام سادھن چنشت ہے دوسرے یہ لکھا ہے کہ چاروں چیز تو حاصل کرنے کے قابل ہے مگر حاصل کیونکر ہو اسکا نام سادہ چنشت۔ دہرم ارتھ۔ دہن۔ پورشن۔ دہرم کے ذریعہ سے ارتھ اور رتھ کے ذریعہ سے دھن پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں چاروں چیزیں ہیں جسکی لوگ آرزو کرتے ہیں۔ ایک تو وستو کی پورشن کی خواہش کرتے ہیں دوسرے انکو رکھنی کی خواہش ہے تیسرے تغیر و تبدل کی خواہش کرتے ہیں۔ چوتھے وہ یہ کہ نہ تو اوسکی تبدیلی کو پسند کرتے ہیں نہ کوئی اور خواہش رکھتا ہے جیسے صوفی لوگ ہوتے ہیں اب آپ خیال کریں کہ دنیا کے ساتھ ہے دہرم اور دہرم کے ساتھ ارتھ اور ارتھ کے ساتھ دھن کام کے ساتھ ارتھ کو کیوں لگایا کہ کوئی کام موشن (حرکت) بغیر نہیں ہوسکتا۔ کام کے معنے کیا ہے تبدیلی۔ کوئی تبدیلی موشن بغیر نہیں ہوسکتی۔ طاقت کا نام ہے حرکت ایسی ہے یہ چاروں چیزیں دنیا سے دہرم۔ بل سے دہن اور دہرم سے موکش یہ تقسیم کی ہے۔ اسطرح پر آپ دیکھیں کہ اگر اسپر چلیں تو اسکی ہی تقسیم ہوتی ہے کیسے ہی ہربرٹ سپنسر لا کیسے ہی ڈارون لا کیسی ہی ٹنڈیل لا و ہر ایک آخر مذہب پر ہی آجاتا ہے۔

ہماری پراچین شاستروں میں لکھا ہے کہ کونسے چار قسم کی چیزیں ہیں جنکی خواہش انسان رکھتا ہے اسے ہی چار قسم کے سادہن ہوتے ہیں۔

ادہی کرتا۔ کرتا (کرنیوالا) یعنے جہان کرنے والا کھڑا ہو + انو کرتا جو کرنے والوں کے پیچھے پیچھے چلنے والا ہو + کرتا جو خود اپنے عمل سے ہی کرتا ہے + اپر کاتا جو کرنے والیکی مدد کرتا ہے +

ادھی کرتا کون ہے یعنے کونسا میدان ہے جس جگہہ کھڑا ہو کر کرنے والا کچھ کام کرے وہ ہر شاستر مذہب ایک چیز ہے مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ جس زمین پر کھڑا ہو کر کرنے والا کچھ کر سکتا ہے۔ اگر اوسکو چھوڑ کر وہ کچھ کرنا چاہے نکر سکیگا۔ شاستر ایک لفظ ہے جسکے معنے ہیں مذہبی کتابیں جسکے رو سے جزا یا سزا ہوتا ہے اور جسکو اپنے اصولوں کے رو سے کلام الٰہی اور الہام کہتے ہیں۔ تو ان باتوں کو کرنے کے لئے شاستر پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جو آدمی روحانی ترقی چاہے۔ دین کی ترقی چاہے جو نیک کام کرنا چاہے اسکے لئے اپنے مذہب کے بنا ؤ پر کھڑا رہنا ہوگا۔

دوسرا پیچھے چلنے والے یعنے انو کرتا جسکو اردو میں مرید کہتے ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ہر ایک شخص خود سر ہوکر کہدے کہ میں جس رستہ پر چلتا ہوں یہی ٹھیک ہے اوسیکو ثواب اور رحمت ہوگی جو گرو یعنی

Marfat.com

مرشد کی پیچھے چلنے والے ہیں کسی معاملہ میں ہو روپیہ پیدا کرنے میں ہو یا روحانی ترقی میں ہو بغیر گرو کے ممکن نہیں اگر کوئی سر خود ہو کر چلے گا اوسکا وہی حال ہوگا جو سعدی نے بوستاں میں لکھا ہے۔

دریں راہ جز مرد راعی نرفت گماں شد کہ دنبال داعی نرفت
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند برفتند و بسیار سرگشتہ اند
خلاف پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

ہاتھ جوڑ کے اور ماتھا ٹیک کے چلنا ہوگا۔ دو حروف انگریزی کے سیکھ کرکے ہم اپنے بزرگوں کو بے وقوف سمجھتے اور اپنے آپ کو عقل مند جانتے ہیں بیٹے! یاد رکھو تمہاری اولاد بھی ایسا ہی سمجھیگی۔

تیسرا ایکرتا یعنے جو کرنی والیکی مدد کرتا ہے وہ کیا وہ عمل ہے بدون عمل کچھ نہ ہوگا اگر مذہب پڑھا بھی ہوا ہاتھ جوڑ کر صدق دل اور سنت سے چلا اور رہنا بھی اچھا ہوا لیکن وہ منزل مقصود پر نہ پہونچیگا۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل

وہ کمبخت اگر عمل نہ کریگا تو اسے کون لیجائیگا۔ عمل جسمانی ہو یا زبانی جو فعل ہم کریں وہ نیک ہوں۔ جو لفظ منہ سے نکالیں۔ ہم دیکھیں کہ خدا ہمارے اندر ہے اور یہ اسکا تخت ہے۔ کس کی طاقت ہے کہ بادشاہ کی ڈیوڑھی میں کھڑا ہو کر فحش لفظ نکالے۔ اسی طرح سمجھ لو ہمارے اس جسم میں خدا کا نور ہے ویسے ہی یہ بڑی نالائق بات ہے کہ ہم منہ سے برا لفظ نکالیں جس میں اپنی برائی ہو یا دوسرے کی گناہ کا خیال کبھی دل میں نہ لادیں جب ایسا خیال آئے تو فوراً دعا مانگیں کہ کبھی خواب میں بھی ایسا بدفعل نہ کریں۔ اپنے خیالات اور الفاظ کو درست کرو اور یہ سمجھو کہ ہر وقت خدا ہمارے اندر بیٹھا ہے۔ خدا نے زبان جو دی اسلیے نہیں کہ وہ سخت لفظ استعمال کرے بلکہ ہر ایک سے پریم سے بولیں۔ کسیکو ہم سالا کہیں وہ مارنے پڑیگا۔ بھائی کہیں گلے لگا دے گا۔ جب ہم ان تینوں باتوں کو خیال کر کے بندگی نہ کریں جب فائدہ کیا ہے کہ خدا خدا کہتے ہیں یہ انکا مکار پنا ہے۔ انکا دل سخت ہے جب تک وہ عمل کو درست نہیں کرتا ہے۔

اسلیے میرے بھائیو کیا معلوم ہوتا ہے جو حکیموں نے تحقیق کیا ہے جو باتیں کہیں ہر ایک مذہب میں ہیں۔ سورج کی روشنی ہندوؤں کے گھر یا انگریزوں کی کوٹھی میں مخصوص نہیں بادشاہوں کے محل میں خاص نہیں یہ عام ہے خواہ کسی جگہہ رہا کرو۔ یہ باتیں ایسی ہیں کہ خدا کی مرضی سے ہیں اپنے

Marfat.com

غلوں سے جہاں وہ پیدا ہوا ہے۔ وہی رستہ اسکے لیے ٹھیک ہے جیسا سے بدلتا ہے تو اسے دکھ ہوتا ہے اور کس کو ٹھیک سمجھے اپنے پلیٹ فارم سے ہر ایک کو رستہ نزدیک ہوتا ہے۔ پانی دیکھو کسے خاص جگہ کھڑا نہ ہوگا۔ کہیں تھوڑا ہوگا کہیں زیادہ کوی ایسی جگہ نہیں جہاں پانی نہیں۔ ریگستاں میں بھی ہے اگرچہ گہرا کھودنا پڑے۔ ایسا ہی ہوا۔ اگر قیمت سے بکتا تو ہندوستانیوں کی قسمت میں بہت تھوڑا آتا اسی طرح یہہ جو دھرتی ہے نشیب ہو جنگل ہو۔ بادشاہوں کے لیے اونچی جگہہ غریبوں کے لیے نیچے۔ جگہہ سے وہ علیحدہ نہیں ہے اسیطرح خدا کی عام سچائی سب کا مال ہے۔ ہمنے ایک دیوار بنا کر سب محدود کر لی ہے اور کسیکو گھسنے نہیں دیتے۔ بیشک ہمنے قلعبندی کر لی اپنی قوم یا ملک کے لحاظ سے۔ یہ کن کن لوگوں کو دیا جاویگا؟ جو نبی ہوتے ہیں جو ولی ہوتے ہیں جو ایشر نے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنی قلعبندی کر گئے۔ وہ جیسے مناسب سمجھ کر گئے۔ لیکن کیا یہ دھرتی اسکے باہر نہیں یا روشنی اسکے باہر نہیں؟ آپکا مکان ایک عالیشان ہو سکتا ہے ہماری جھونپڑی ہی سہی۔ وہاں بھی موجود ہے۔ میں مختصر کرتا ہوں کہ جو اصل الاصول ہے وہ تمام مذاہب میں پھیلا ہوا ہے۔ صرف انسان اپنے مذہب کے موتیوں اور جواہرات پر نظر نہیں کرتا اور انکے ساتھ جھگڑا کرنے کو کھڑا ہو جاتا ہے۔

ستوگن اچھا ہے تموگن ہے اجوگن ہے جسکے وشئہ میں اگر ہم ورنن کریں تو دیر ہو جاوے صرف اسکو ورنن کرتا ہوں جسکا نام یوگہ اچھا ہے۔ اسکا ایک نام ہے دھرم اسکا ایک نام ہے شانتی اسکا ایکنام ہے بہشت ایک نام ہے سکھ ایک نام ہے نروان ایک نام ہے ہارمنی آف نیچر۔

ایوگیہ اسکا ایک نام ہے دوزخ اسکا ایک نام ہے دکھ۔ اوسکا نام ڈسہارمنی اب نیچر یا اشانتی ہے۔ اسی سے دکھ ہوتا ہے ادھرم ہوتا ہے اور دوزخ نصیب ہوتا ہے۔ تو ہماری حکیموں نے جو بنیاد رکھا ہے کہ ایک کا نام گناہ ہے اور ایک کا نام ثواب ہے۔ اوسکی بنیاد ہارمنی اف نیچر اور ڈسہارمنی اف نیچر ہے جسکے برخلاف کرنے سے نرگ اور دکھ اور ادھرم ہوتا ہے۔

اسی طرح اپنے جسم پر دیکھیں طبیعت چاہتی ہے کہ ٹھنڈے پانی سے نہائیں جبرا دو چار گھڑے ڈال لیں تو نقصان ہوگا طبیعت چاہتی ہے کہ برا لفظ نہ بولیں۔ بولیں تو لڑائی جسکا نتیجہ سب جانتے ہیں اسیطرح اگر شراب پینے سے خیال کریں تو ایک دن شرابی کی دوکان پر لیجائیں گے۔ الغرض قدرت نے انکا کام رکھا ہے لا آف ری ایکشن اینڈ لا آف لو۔

Marfat.com

اسکا نام حوکشش ہے وہ محبت اور دوسرے کا نام نفرت ہے جب ہی ٹھیک رہتا ہے کہ دونوں اپنی طرف سے کھینچیں اگر نفرت ہوتی تو محبت نہ ہوتی۔ اگر ری ایکشن ہوتی تو ایکشن نہوتا ایسے جیسے اندھیرا اور روشنی اور سکھ اور دکھ اصل میں ایک ہیں ایک کا نام رکھا لو (محبت) تو دوسرے کا نام رکھا ھیٹرڈ

اسلیے ہم آپ سے کہتے ہیں کہ ہماری تو زبان ایسی نہیں کہ جس علم کو نبیوں اور ولیوں اور حکیموں نے ساری عمر میں بیان کیا ہمارے جیسا ناچیز آدمی بیان کرے تو اثر ہو۔ یہ تو تب ہی ہوگا جب خدا کا فضل ہو اسلیے ہم آپ سے محبت سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے مذہب کی تحقیقات کریں تن من دہن سے اوسپر ثابت قدم رہیں۔ خدا آپ کو برکت دے اور آپ اوسپر عمل کریں ۔ فقط

بابو صاحب موصوف کے دوران تقریر میں ایک خاص قسم کا اثر حاضرین پر رہتا۔ اور کوئی بھی فرد بشر حاضرین میں سے نہ ہوگا جس نے اس سے حظ نہ اوٹھایا ہو۔ بابو صاحب کی ختم تقریر پر آجکے دن کی کارروائی کا خاتمہ تہا۔ چنانچہ خان بہادر خدابخش صاحب نے پہلے تو دن کے سپیکروں کا اور بعد میں نہایت محبت سے ساتھ حاضرین جلسہ کا اُس صبر و استقلال کے لیے شکریہ ادا کیا جسکے ساتھ انہوں نے سارا دن مختلف تقریریں سنیں خان بہادر موصوف کی یہ التجا تھی کہ جس امن و آرام اور آہستگی کے ساتھ آجکا دن ختم ہوا ویسے بقیہ دُو دن بھی ہوں بعد میں آپنے کل کا پروگرام سنایا جس میں اگزکٹو کمیٹی نے کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔ پہلے پروگرام کے رو سے اتوار کے دن کا ابتدائی وقت پنڈت سیتانند اگنی ہوتری صاحب (دیو دھرم) کو انکی خواہش کے مطابق دیا گیا تہا لیکن انکے ایک شاگرد خاص کی تحریر سے معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب موصوف کو خاص قسم کی روحانی محنتوں اور مشقتوں نے جو انہیں آج سے دو دن پہلے متواتر برداشت کرنی پڑیں اس قابل نہیں رکھا کہ وہ کچھ بول سکیں اسیطرح دو ایک احباب بھی خاص وجوہ سے نہ آسکے مقابل میں ایسے ایسے اصحاب مذاہب مختلفہ کے کثرت سے تہے جنکا پروگرام میں تو ذکر نہ تہا لیکن وہ اس جلسہ کے عظمت اور شان و شکوہ کو دیکھکر اسپر مصر تہے کہ انہیں کوئی موقعہ دیا جاوے ان میں سے حسب گنجائش وقت بعض کی درخواستیں نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کی گئیں۔ کل کے لیے جو پروگرام مجوزہ اگزکٹو کمیٹی خان بہادر نے سنایا وہ یہ ہے ½۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک جناب مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری ۱۱ سے ۱۲ بجے تک بابو بیجا رام صاحب پریسیڈنٹ آریہ سماج سکھر

Marfat.com

۱۱ بجے سے ایک بجے تک پنڈت گوردہن داس صاحب فری تھنکر ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک وقفہ ڈیڑھ بجے سے ساڑھے تین بجے تک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ساڑھے تین سے ساڑھے چار بجے تک ابو یوسف مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی ۔ اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔

دوسرا اجلاس

بوقت صبح

بروز اتوار بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء

گزشتہ روز کی کامیابی اور خصوصاً اتوار کے پروگرام نے کل پنجاب کے ذی علم احباب اور عمائد کو جلسہ میں آج آ جمع کیا ۔ مختلف علاقوں سے نہ صرف ہمدردی کے تار آئے بلکہ اکثر خطوط اور تاریں ایسی بھی موصول ہوئیں جن میں بعض بزرگوں نے صرف آج کے دن کے لیے شامل جلسہ ہونے کا ارادہ ظاہر کیا ۔ زمین پر فرش نشست کو وسعت دینے کے علاوہ کئی درجن کرسیاں اور بنچیں بچھوائی گئیں ٹھیک دس بجے اگزیکٹو کمیٹی کے ممبروں نے اپنی معمولی کارروائی شروع کی اور ماسٹر درگا پرشاد صاحب کی خاص تحریک اور باقی ممبروں کے بالاتفاق تائید سے آج کے دن کی صدارت کے لیے مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی موڈریٹر صاحبان میں سے انتخاب کیے گئے ۔ اس فیصلہ کے اظہار کے لیے ٹھیک سوا دس بجے کے قریب ماسٹر صاحب موصوف نے ذیل کے الفاظ بیان فرمائے ۔

"معزز صاحبان ۔ پرمیشر کا خاص شکریہ ہے اس کامیابی کے لئے جو ہمکو کل نصیب ہوئی جس امن اور محبت کے ساتھ اور صبر کے ساتھ آپنے کل کی تقریروں کو سنا امید ہے کہ آج بھی آپ اسی طرح کرینگے آج کے دن کی کارروائی کے لیے میں کمیٹی کا فیصلہ آپ کو سنانے آیا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آج ہمارے کارروائی کے لیے حکیم نورالدین صاحب پریسیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں ۔ جو یہاں بیٹھے ہیں اور جنکو

Marfat.com

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کیسے عالم فاضل اور دیندار ہیں۔ میں انکی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ آج کے دن کی کارروائی شروع کریں۔

ماسٹر صاحب کے بیٹھنے پر حکیم صاحب نے ذیل کے مختصر اور پُر معنے الفاظ میں کارروائی کو شروع کیا

تقریر حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی میر مجلس

خدا تعالیٰ کی مہربانی اور اُسکا فضل اور اسکی ربوبیت عامہ اور اسکا وہ فضل جو خاص خاص بندوں پر ہوتا ہے اگر انسان کے شامل حال نہ رہے تو اوسکا وجود کب رہ سکتا ہے۔ منجملہ اوسکی مہربانیوں کے جو ہمپر آجکل عطا فرمائی ہیں علم کے حاصل کرنے کے ذریعے اور اسکے مخازن ہیں جو عطا کیے ہیں۔ کاغذ کا افراط سے بننا مطبعوں کا جاری ہونا۔ پوسٹ آفسوں کی وہ ترقی کہ نہایت ہی کم خرچ پر ہم اپنے خیالات کو دور دراز ممالک میں پہونچا سکتے ہیں۔ بہر تار کا عمدہ انتظام۔ ریل اور جہاز کی ذریعہ سفر میں آسانی یہ تمام انعام الٰہی ہیں اگر انسان اسکا شکر ادا نہیں کرتا تو وہ ضرور عذاب میں گرفتار ہوگا۔ لیکن جو شکر کرتا ہے خدا اوس میں بڑھتی کرتا ہے۔ مینے اپنے ابتدائی زمانہ میں دیکھا ہے جو کتابیں ہمیں مشکل سے ملتی تہیں بلکہ جن کے دکہانے میں تامل اور مضائقہ ہوتا تہا۔ تہوڑے زمانہ سے دیکھتے ہیں کہ قسطنطنیہ کی عمدہ عمدہ کتابیں۔ اور ایسا ہی الجزائر مراکش ٹیونس طرابلس اور مصر سے آسانی کے ساتھ گہر بیٹھے پہونچتی ہیں ہر ایک شخصکو واجب ہے کہ اس امن کے زمانہ میں اس نعمت الٰہی سے بڑا فائدہ حاصل کرے + مذہب میرے نزدیک ایسی چیز ہے کہ کوئی آدمی دنیا میں بغیر قانون کے زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ گورنمنٹ کے قانون کی منشا حقوق کی حفاظت ہی لیکن ان قانونوں پر عمل درآمد کرنے کے لیے جو جو حدود باندہے گئے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اون سے ممکن ہے جرائم کا انسداد ہو لیکن محرکات جرائم کو روکنا انکے احاطہ سے باہر ہے مثلاً یہ تو ممکن ہے کہ اگر کوئی شخص زنا بالجبر کا مرتکب ہو تو گورنمنٹ اوسے سزا دی لیکن بدنظری سے بد صحبتوں سے بدخواہشوں سے جو انسان میں پیدا ہوکر اوس سے طرح طرح کے جرائم کراتی ہیں اسکا انسداد قانون گورنمنٹ سی باہر ہے۔ گورنمنٹ کا قانون ادنہیں نہیں روک سکتا۔ ایسا قانون مذہب ہے۔ جو ان امور سے ہمکو روکتا ہے ہمارے بعض افعال سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ یعنے مومن اور فاسق ایک جیسے نہیں اپنے معتقدات اور اعمال کے لحاظ سے وہ ایک دوسرے کے مساوی نہیں ایسے ہی انکے اعمال یکساں نتائج مرتب نہیں کرتے یہ ایک مذہب کا ہی قانون ہے جس نے فاسق کی

Marfat.com

ادن امور کے لیے بھی مجرم ٹھہرا کر اسے اونکے ارتکاب سے روکتا ہے جنکا انسداد گورنمنٹ کے قانون سے باہر ہے چنانچہ بعض ایسی سیہ کاریاں بھی ہیں جو اگرچہ عقلاً نقلاً بُری نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں اور اہالیان گورنمنٹ اور ایسے ہی سوسائٹی کے دوسرے افراد اوسی کال بداخلاقی سمجھتے ہیں لیکن نہ تو بذات خود گورنمنٹ بحیثیت گورنمنٹ اور نہ افراد سوسائٹی کوئی حکمی انسداد اوسکی بند کرنے کا اپنے پاس رکھتے ہیں مثلاً شراب خواری یا عیاشی جس میں فریقین رضی ہوں ایسے جرائم اور سیہ کاریوں کی انسداد کے لیے اگر کوئی قانون مفید ہوسکتا ہے تو وہ صرف مذہب کا ہی قانون ہے جو نہ صرف ایسے جرائم کو ہی روکتا ہے۔ بلکہ اُن خیالات اور خطرات نفس پر بھی اپنی حکومت ہی جو ان جرائم اور کج اخلاقیوں کے محرک ہوتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب انسان مدنی بالطبع ہونیکی صورت میں ایک قانون کا طبعًا اور مجبورًا محتاج ہے تو وہ قانون صرف شریعت الٰہی ہے جس میں سیاست مدن کی تکمیل کماحقہ ہوسکتی ہے اور یہی شریعت اصلاح انسانی کے لیے اپنے اندر وہ طاقت رکھتی ہے اور اسی شریعت کو انسانی طبیعت پر اسقدر غلبہ ہے جو کسے گورنمنٹ کی قانون کو خواہ اسمیں کیسی ہی جابرانہ طاقت کیوں نہ ہو نصیب نہیں۔ لہذا مذہب ہی انسان کو دلچسپی پیدا کرتا گورنمنٹ کے قوانین امن کی حفاظت کی ضرورت سی ہے نہیں بلکہ صدمات سے محفوظ رکھنے کا پہلا باعث ہے۔ اس ضروری چیز کے لیے فکر چاہیے فکر ہے تو ضرورتوں کے موافق سامان بنجاتا ہے۔ اسوقت جب ہمیں طرح طرح کے سامان خدا تعالی نے مہیا کردیے ہیں تو یہ گویا خدا تعالےٰ کی ناشکری ہوگی اگر ہم ان خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اُن قوانین پر غور نہ کریں جو خدا کی طرف سے مذہب نے مرتب کرکے ہماری اعمال اور افعال کو انکے ماتحت کیا اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم مذہب کی لگہبانی کریں اور یہ جلسہ اسیلئے قائم کیا گیا ہے۔ اسیلئے میرے دل سے یہی دعا ہے کہ جس طرح کل کا دن امن و آرام سے گذرا ویسے ہی آجکا دن بھی گذرے اور غالبا مولوی ثناء اللہ صاحب جواہرت سر کے ایک ہونہار نوجوان ہیں۔ اپنے ابتدائی خیالات سے آپ کو خوش کریں گے۔

مولوی صاحب اپنی اس مختصر تقریر کے بعد بیٹھ گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے سٹیج پر آکر حاضرین کو مخاطب کیا۔

Marfat.com

جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مدرس مدرسہ تائید الاسلام امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علے النبی واصحابہٖ

صاحبان میر مجلس ودیگر حاضرین السلام علیکم ونمستے! اس میں شک نہیں کہ جن جن صاحبوں نے اس مقام کھڑے ہوکر اپنے اپنے بیانات سے پبلک کو فائدہ پہونچایا ہے انکا دلی منشا صرف یہہ ہے کہ جن باتوں کو وہ صحیح سمجھتے ہیں انہیں لوگوں تک پہونچائیں نہ صرف پہونچائیں بلکہ حتے المقدور اُن سے منوائیں اور اگر بغور دیکھا جائے تو ہر ایک وعظ اور لکچرار یا دوسرے لفظوں میں رفارمر اور مصلح بلکہ ہر ایک دنیا کے باشندی کا یہی خیال مناسب بلکہ فرض ہے کہ جن باتوں کو وہ صحیح جانتا ہو اُن کو دوسروں تک پہونچائے بلکہ انکے منوانے کے ذرائع بھی سوچے اور انکو عمل میں لاوے۔ چونکہ میں بھی اسلام کو سچا مذہب بلکہ خدائی مذہب جانتا ہوں اور بحیثیت اسلامی ہی یہاں کھڑا ہوا ہوں اسلیے اگر میں اس فرض منصبی کے پورا کرنے کو اپنے کسیقدر خیالات سناؤں اور انکے پہلچانے کو زبان سے دعا کروں کہ ؎

ہند کو سطح اسلام سے بھردے شاہا　　کہ نہ آوے کوئی آواز جز اللہ اللہ

تو اس دعا کرنے میں میں کسیقدر معذور بلکہ بحیثیت فرض منصبی مجبور سمجھا جانیکی امید رکھتا ہوں۔ ہاں یہ بات بلا شبہ ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں جسمیں ہر مذہب کے علماء و فضلاء کے علاوہ دنیا کے فلاسفر اور معزز سے معزز رؤساء موجود ہوں مجھ جیسے کا کچھ بیان کرنا غالباً نادانی کا اظہار ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ خدا کی دی ہوئی زبان سے کام نہ لینا گویا ایک قسم کی ناشکری ہے اسلیے مافی الضمیر کا ظاہر کردینا شاید اس نادانی کی تلافی کرسکے۔

میں نے ان سوالات کے جوابات متصل تقریریں دیے ہیں اگر یہہ اتصال مناسب اور مرغوب نہ ہو تو میری ذاتی رائے سے قطع نظر اصل مضمون کو افتخار قبولیت بخشیں۔

Marfat.com

نظام عالم میں غور کرنے سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ دنیا کی تمام اشیاء میں ایک سلسلہ ضرور ہے وہ علاوہ اور سلسلوں کے بڑا مضبوط سلسلہ استعمال ہے یعنے یہ کہ دنیا میں بعض اشیاء بعض استعمال میں لانیوالی ہیں اور ایسا ہی اس میں شبہ نہیں کہ کل نظام عالم میں عامل اور سب دوسری چیزوں کو کام میں لانیوالا فقط انسان ہی ہے۔ کسیکو جسم کے متعلق استعمال کرتا ہے کسیکو روحانی طرز سے کام میں لاتا ہے سچ ہے خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا (قرآن) غرض تمام عالم میں غور سے دیکھا جائے تو انسان ہی ایک چیز ضروری اور قابل قدر معلوم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے انسان کو جسمانی زینتوں سے مزین ہونا منع نہیں کیا بلکہ صاف لفظوں میں فرمایا کہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ (قرآن) تو اے محمد دنیا سے علیحدہ ہوکر اپنے اجسام کو تکلیف میں ڈالنے والوں اور نعمت خداوندی سے محروم رہنے والوں سے کہدے کہ خدا کی اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہوئی نعمتوں سے کس نے روکا ہے۔ ایک حدیث نبوی میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ ایک شخص جناب پیغمبر خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسکے سر کے بال بہت بکھرے ہوئے تھے آپ نے اسے بڑے زور سے صفائی جسم کی ہدایت فرمائی اور آیندہ کو ایسی حالت میں اپنے سامنے آنے سے منع فرما دیا قرآن شریف نے ایسے لوگوں پر جو مخلوق سے علیحدگی کرکے ایک طرح جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں خفگی فرمائی ہے ایک حدیث نبوی میں صریح ارشاد ہے وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ (قرآن) لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ (حدیث) کہ رہبانیت اور علیحدگی اسلام کا کام نہیں اسلیے کہ قانون فطرت کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے تمہید میں کہہ آئے ہیں کہ فطرت نے تمام چیزیں انسان کے استعمال کو پیدا کی ہیں ہاں اسمیں شک نہیں کہ اسلام نے اس امر کو بھی ملحوظ رکھا ہے کہ جسمانی آسائش میں کہیں اخلاقی اور روحانی ترقی مسدود نہ ہوجائے عام طور پر جسمانی زیب و زینت چاہنے والوں سے کسی دوسرے پر جبر زیادتی ظلم و ستم بھی کچھ دور نہ تھے اسلیے اس فساد اور بداخلاقی کی جڑ کاٹنے کو صاف لفظوں میں فرمایا کہ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (قرآن) خدا اگر کسیکو فضیلت اور بزرگی عنایت کرے تو اسکی آرزو مت کیا کرو۔ اور جن کو ہمنے زیب و زینت دی رکھی ہے انکی آنکھیں دراز مت کرو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر تسلی دینے والا اور بداخلاقی کی جڑ کاٹنے والا وہ فرمان عالی شان ہے جس میں ارشاد ہے کہ ہم ہی بانٹتے ہیں دنیا میں انکی روزی اور گذارے۔

انسان مخدوم عالم ہے

[illegible]

Marfat.com

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (قرآن) اس مضمون کی تائید اور ایک حدیث نبوی میں بھی بصراحت آئی ہے جس میں فرمایا کہ تم دنیاوی حالت کے اعتبار سے اپنے سے بدتر حالت والے کو دیکھا کرو اس سے تم بداخلاق نہ ہوگے اور خدا تعالیٰ کی نعمت کی بےقدری نہ کروگے اسلیے کہ دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جس سے بدتر کوئی دوسرا نہ ہو۔ قرآن شریف نے ان لوگوں پر بھی خفگی کی ہے اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (قرآن) جو کسی کی نعمت خداداد سے جلتے ہیں۔ ایک جگہ قرآن میں مختصر مگر معانی سے بھرے ہوئے الفاظ میں اخلاق انسانی کا بیان کیا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کہ سب لوگوں سے بھلی بات کہا کرو دوسرے مقام میں ارشاد ہے قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (قرآن) کہ تو اے محمد میرے بندوں سے کہدے کہ بھلی بات کہنے کے خوگیر ہوں۔

ایک حدیث میں صاف ارشاد ہے خَيْرُكُمْ مَنْ يُّرْجٰى خَيْرُهٗ (حدیث) کہ بہتر تم میں سے وہی ہوگا جس سے لوگوں کو نفع کی امید ہو۔

ایک حدیث نبوی میں صاف ارشاد ہے اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ اَقْرَبُهُمْ اِلَى اللّٰهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ (حدیث) کہ دنیا کی ساری مخلوق گویا خدا کا گھرانا ہے مقرب الٰہی وہی ہوگا جو اسکے گھرانے کو زیادہ نفع پہونچائے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر جاندار کے نفع پہونچانے میں فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبٍ اَجْرٌ (حدیث) اسلام نے بداخلاقیوں کی جڑ کاٹنے کو ثواب عذاب اخروی کے بیان کرنے پر بھی بس نہیں کی بلکہ حسب حال انکے لیے قوانین مقرر فرمائے اور ایکٹ جاری کیے زانیوں شرابیوں اور چوروں کے لیے حدود مقرر کیں۔ قرآن میں صاف ارشاد ہے اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۔ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (قرآن) کہ زانی مرد اور عورت کو سو سو درہ لگاؤ۔ اور چور (مرد ہو یا عورت) کے ہاتھ کاٹ ڈالو اسی طرح شرابی وغیرہ کے لیے بھی عملی نمونے موجود ہیں۔ ایک جگہ جامع کلمات پسندیدہ میں قرآن شریف نے صاف ارشاد کیا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ کہ معافی کو اپنا شیوہ بنا اور لوگوں کو بھلے کام بتلا اور جاہلوں اور نااہلوں سے منہ پھیر۔ اسی آیت کی شرح جناب رسالت مآب سید الانبیا فخر عالم افتخار بنی آدم فداہ روحی کی زبان الہام ترجمان سے یوں ہو چکی ہے اَنْ تَصِلَ اِلٰى مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِيْ مَنْ حَرَمَكَ وَتَعْفُوْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ (حدیث) جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑ اور جو تجھے

مذہی اور سکودی اور جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر ہاں اسلام نے اخلاق پھیلانے میں قانون قدرت اور نظام عالم۔ اور انسانی تقاضائی طبیعت تینوں کو ملحوظ رکھا ہے ان تینوں کا بیان اس آیت قرآنی میں ہے جس میں ارشاد ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (قرآن) کہ برائی کا بدلہ اوسی جتنا لے لینا جائز ہے اور اگر معاف ہی کر دو تو بہتر ہے۔ اسلیے کہ ہمیشہ کے لیے معافی کا فرض کر دینا طبیعت انسانی سے بالا تر اور نظام کے مخل ہے۔ اور اس آیت قرآنی نے ہی قانون فطرت کو ملحوظ رکھا ہے جس میں ارشاد ہے كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا (قرآن) کہ دنیا کی سب حلال چیزیں کھاؤ اور خدا کا شکر بجا لاؤ اس امر کو ہم پہلے تمہید میں بیان کر آئے ہیں کہ نظام عالم میں سلسلہ استعمال ٹرا ضروری سلسلہ ہے اور اس سلسلہ میں استعمال کرنے والا فقط انسان ہی ہے اس مضمون کی شاخ دور تک جانیوالی ہے اہل الرائے اس میں غور کریں اور نتیجہ پاویں۔

مختصر یہ ہے کہ اخلاق انسانی کی بھی مثل اور چیزوں کے ایک حد ہے جسے اسلام نے خوب ہی ملحوظ رکھا ہے چنانچہ اس وجہ سے کہ بعض کوتہ اندیشوں کو یہ خیال ہی نہ ہو جائے کہ مخلوق کی کسی حالت میں دل شکنی اچھی نہیں جس سے وہ لوگوں کے ہر ایک بری بھلے کام میں شریک ہو جائیں جس کی وجہ سے انکی اخلاقی حالت گو ایک درجہ بڑھ جائے مگر حقیقتاً نہیں ٹرہی بلکہ روحانی طاقت میں سخت ضعف آنیکا خطرہ ہے اس لیے صاف لفظوں میں فرمایا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا (قرآن) کہ اگر تیرے ماں باپ بھی تجھ سے چاہیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے تو انکی بھی نہ مان۔

کیونکہ اس قسم کے اخلاق روحانی طاقت کو مضر ہیں۔ ایک حدیث نبوی میں صاف ارشاد ہے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ کہ خدا کی معصیت اور نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت اور فرمانبرداری ہرگز جائز نہیں غرض روحانی ترقی کا دارمدار صرف اسپر ہے کہ روح خدا کی مرضی پر چلے۔ قرآن شریف نے ایک جگہ اشارہ کیا ہے کہ انسان کی روحانی حالت جب درست ہوتی ہے أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (قرآن) کہ ذکر الٰہی سے اسکو چین اور راحت ہو ایک مقام میں فرمایا کہ خدا کے نیک بندے وہ ہیں اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو انکے دل کانپ جائیں اور خدا کے آگے گڑگڑائیں۔ ایک حدیث نبوی میں یہ مذکور ہے کہ روحانی کمالیت والے لوگ ہیں کہ انکو دیکھنے سے خدا یاد آوے روح کی بڑی ترقی اور اعلیٰ درجہ کی کمالیت اسی میں ہے کہ وہ معرفت الٰہی اور اسکی صفات کاملہ میں غور کرے اور انکے اقتضا پر

Marfat.com

قرآن شریف نے اصل اصول کو بھولجانے والوں پر سخت خفگی فرمائی ہے اور لوگوں کو تنبیہ کی ہے کہ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (قرآن) کہ تم بھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے خدا کو بھلا دیا جسکی سزا انکو یہ ملی کہ خدا نے انکو اپنی فکر سے غافل کر دیا یعنے روحانی ترقی انکی مسدود کر دی اور یہی لوگ فاسق اور بدکار ہیں اس میں کیا شک ہے کہ جب انسان کی روح مادہ سے مجرد ہے تو خدا کی طرف اسکا میلان ہونا اور جھکنا ایک طرح سے اقتضا طبعی ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ہر چیز کا کمال اسکے اقتضا طبعی کے تمام ہونے پر ہے پس روح کی کمال ترقی اس میں ہے کہ وہ خدا کی مرضی کی ہر وقت مشتاق ہو۔ اسلیے کہ اسی شق پر اسکی ہمیشہ کی زندگی موقوف ہے جسکو عرف شرع میں قیامت کہو یا عقبی اسلام نے جس قدر مفصل ذکر عقبی کا کیا ہے اور کسی چیز کا شاید ہی کیا ہو۔ کیونکہ ابتدا اسلام کی سخت مخالف قریش عرب تھے جو بالکل عقبے سے منکر اور سخت ضدی تھے۔

انکے سمجھانے کو قرآن شریف نے متعدد مقامات میں متعدد طریق سے بیان کیا ہے۔ وہ لوگ اسلام کے اس کہنے سے کہ تم مرکر پھر زندہ ہوگے اور اپنے نیک و بد کی جزا سزا دیکھوگے رنجیدہ ہو کر کہتے تھے ءَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ (قرآن) کہ کیا ہم مرکر پھر زندہ ہونگے بلکہ اور لوگوں کو تعجب سے کہتے تھے هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ (قرآن) کہ آؤ ہم تمہیں ایسا شخص بتلاویں جو کہتا ہے کہ مرکر پھر زندہ ہوگے اس جزا سزا کی ضرورت کو ذہن نشین کرنے کو قرآن شریف نے مختلف طریق اختیار کیئے ہیں۔ کہیں عظمت خداوندی بتلائی گئی ہے کہیں انسان کی بے ثباتی اور احتیاج دکھلائی گئی ہے کہیں یہ کہکر کہ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (قرآن) کہ کیا ہم نیکوں کو مثل بدوں کے کر دینگے ایک جگہ فرمایا ہے أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَن يُتْرَكَ سُدًى (قرآن) انسان سمجھتا ہے کہ میں شتر بے مہار ہی رہونگا اس امر کی بھی قرآن شریف نے خوب ہی تفصیل کی ہے کہ عقبے میں جزا سزا کیا ہوگی نیک لوگوں کے لیے دائمی عیش ہمیشہ کی رحمت جسے جنت کہو یا بہشت ایسی نعمت کہ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبِ بَشَرٍ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل پر اسکا خیال گذرا وہ رحمت کیا ہوگی سراسر رحمت جس میں کسیطرح کا رنج اور کدورت نہ ہو۔ اسلیے کہ قانون فطرت ہمیں بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز ایک حد تک اپنا کام دیکر ہمیشہ کے لیے اس سے سبکدوش ہوجاتا

کرتی ہے خواہ اس سبکدوشی کو اپنے محاورہ میں پنشن کہو یا کچھ اور۔ اسیطرح کسی سخت جرم کی پاداش میں ہمیشہ کی بے عزلی یہی دستور عام ہے ایسا ہی قانون اسلام نے نیکوں اور بدوں سے معاملہ کیا ہے اور صاف لفظوں میں کہدیا ہے تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ (قرآن) کہ جنت اور نعمت ان لوگوں کے لیے ہے جو احکام خداوندی کو جو سچے رسول کی معرفت انکو پہونچے ہیں عزت کرتے ہیں اور اسکی بُری بتلائے ہووں سے بچتے ہیں اور جو لوگ اون حکموں سے منکر اور انکے خلاف پر ہیں انکا انجام عذاب نار ہے پس آخرت میں تو نیک و بد کا یہی اثر ہے جو مذکور ہوا دنیا میں بھی نیک و بد اعمال اپنا اثر دکھلا دیتے ہیں اسلام میں بعد اقرار توحید رب العالمین۔ اور اقرار رسالت فخر عالم (فداہ روحی) یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہنے کے بعد سب سے مقدم نماز ہے جو ہر غریب امیر۔ تندرست بیمار۔ حاکم رعایا۔ نبی اور امتی سب پر فرض ہے جس میں کسیطرح سے تفاوت نہیں کیا گیا۔ اس نماز کی بابت صاف ارشاد ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (قرآن) کہ یہ نماز بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکدیتی ہے یہی وجہ ہے کہ جس کی نماز میں بوجہ کسی نقصان کے یہ خوبی نہ ہو محققین اسلام کے نزدیک اوسکی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہونچتی اس مضمون کی احادیث بھی بکثرت ہیں کہ انسان کی نیکی کا اثر بھی دنیا میں نمایاں ہوجاتا ہے ایک حدیث میں ارشاد ہے مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَيْسَ مِنَّا (حدیث) کہ جو شخص قرآن کو پڑہکر مخلوق سے بے پرواہ نہ ہوا اور اسکے دل میں مخلوق کی طرف سے نظر بند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں۔ تو گویا اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ قرآن کے پڑہنے اور سیکھنے کا (جو اسلام میں سب سے نیک کام ہے) یہ اثر ہے کہ وہ صرف خدا پر بھروسہ رکھے۔ ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِىْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِىْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ (حدیث) کہ جس شخص کو اپنے رزق میں فراخی اور بعد مرنے کے مدت دراز تک نیکی سے یاد رہنا پسند ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (قرآن) کہ جو لوگ خدا کو مان کر اسکے احکام کی پابندی کرتے اور مناہی سے بچتے ہیں ان کے لیئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے یہی لوگ خدا کے دوست ہیں نہ انکو خوف ہے نہ غم۔ آیت قرآنی میں اعمال بد کے بُرے اثر کی طرف بھی اشارہ ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ (قرآن) کہ تمام

انسان کی ہستی کی غرض

جہان میں انسانوں کی بداعمالی سے خرابی پھیل جاتی ہے۔ ایک جگہ فرمایا لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (قرآن) اگر خدا ظالموں کو دفع نہ کرے تو تمام زینت بگڑ جائے واقعی اگر غور کیا جائے تو گناہ کرنے والا گویا اپنی ہستی کی غرض سے ناواقف ہے یا باوجود واقفیت کے اسکے خلاف کرتا ہے۔ قرآن شریف میں اس مضمون کو کہ انسان کی ہستی سے غرض کیا ہے صاف لفظوں میں بیان کیا ہے مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ وَالْجِنَّ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں (خدا) نے جنوں اور انسانوں کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری توحید کو پہچانیں اور میری عبادت کریں۔ نظام عالم بھی اسیکا راہ نما ہے جیسا کہ ہم پہلے تمہید میں کہہ آئے ہیں کہ تمام اشیاء دنیوی انسان کے لیے مستعمل ہیں تو انسان کا بھی کسیکام میں مستعمل ہونا ضروری ہے سچ ہے اور بالکل سچ ہے۔ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند ۔۔۔ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ایں ہمہ بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ۔۔۔ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

انسان کی ہستی کا ذریعہ حصول

اس قول میں سعدی مرحوم نے تمام دنیا کی فلاسفی کوٹ کر بھر دی ہے۔ قرآن شریف میں خدا نے ایک جگہہ انسان کی ترقی تنزل کا ذکر عجیب ہی پیرایہ میں کیا ہے جہاں تلایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (قرآن) کہ ہمنے انسان کو عجیب صورت اور پیدایش میں پیدا کیا (تمام جہان پر اسکو فوقیت دی) پھر (اسکی بدکاریوں کی وجہ سے) اسکو سب سے نیچے گرا دیا۔ لیکن اون لوگوں کو نہیں گرایا جو خدا کی خدائی اور اسکی ربوبیت حکومت کو مانیں اور نیک کام کریں انکے لیے دائمی اجر ہے۔

اس امر کو شاید بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ ہم خدا کے بندے اور اسکے ماتحت ہیں مگر افسوس کہ عملی پہلو میں اکثر معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے سو اسکا علاج اور اس بے ثباتی کا تدارک قرآن شریف نے نہایت ہی مختصر مگر شستہ اور معانی کے بھرے ہوئے الفاظ میں بیان فرمایا ہے جہاں ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ کہ جن لوگوں نے خدا کو اپنا مالک سمجھا پھر اسی پر مضبوط رہے (یعنے گاہ بگاہ جی کو یہ سمجھاتے رہے کہ ہماری ناچیز ہستی کسی زبردست ہستی کے تابع ہے) ان پر خدا کی طرف سے فرشتے آتے ہیں اور انکو تسلی دیتے ہیں کہ تم کسی طرح کا خوف اور غم نہ کرو بلکہ جنت کی

Marfat.com

خوشی سنکر خوش ہو جسکا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ایک مقام میں فرمایا وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ
نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (قرآن) کہ جو کوئی خدا کے محکمہ میں کھڑا ہونے سے
ڈرجائے اور اپنے نفس کو بری باتوں سے روکے اسکے لیے جنت ہے۔ ایک حدیث نبوی میں ارشاد ہے کہ
اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ تو خدا کے حقوق محفوظ رکھ خدا تجھے محفوظ رکھے گا
خدا کی مرضی کا سب کاموں میں لحاظ رکھ خدا کو تو اپنے سامنے پاویگا ایک حدیث نبوی میں ارشاد ہے کہ
اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ جہاں کہیں تو ہووے خدا سے ڈرتا رہ اس غرض کے پورا کرنے کو
اس سے بڑھ کر کوئی عمدہ اصول نہیں کہ انسان اپنی ہستی کو کسی زبر
دست سرب شکیتمان کے تابع جانے اسی امر کی طرف قرآن شریف رہنما ہے جہاں فرمایا اَفَرَءَيْتُمْ مَّا
تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ
عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا
تَذَكَّرُوْنَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ
حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ
ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (قرآن)
بتلاؤ تم جو عورتوں کے رحموں میں منی ڈالتے ہو اسکو ہم پیدا کرتے ہیں یا تم کرتے ہو حالانکہ تم پیدایش اول
کو جان چکے ہو پھر سمجھتے نہیں ہو۔ بتلاؤ جو کچھ تم کھیت وغیرہ کرتے ہو اسکو تم پیدا کرتے ہو یا ہم اگر
ہم چاہیں تو اُس سب کو خشک ایندہن بنا دیں پس تم باتیں ہی بناتے رہجاؤ کہ ہائے ہم قرضدار ہوگئے
ہائے ہم بے نصیب ہوگئے بتلاؤ جو پانی تم پیتے ہو کیا تم اسے اتارتے ہو یا ہم اگر ہم چاہیں تو اسے
کڑوا کردیں پس شکر کیوں نہیں کرتے ایک جگہہ فرمایا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ
بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ کہ اگر تمہارا پانی خشک ہوجائے تو سوائے خدا کے کون تمہیں پانی دے۔ ایک جگہہ فرمایا کہ
اگر خدا تمپر دن قیامت تک دراز کردے تو سوای خدا کے کون تمکو رات لادے جس میں تم آرام کرو غرض
جسقدر اس مضمون کی آیات قرآن شریف نے بیان کی ہیں ان میں خدا کی با اختیار حکومت دکھا کر بنی آدم
کو خدا کی طرف جھکانا اور ہر وقت اسی کی طرف لگا رہنا سکھایا ہے تاکہ انسان اپنی ہستی کو ایک بڑی زبردست
سرو شکیتمان کے محتاج جانے اور اسکی خلاف ورزی کو اپنے لیئے مضر سمجھے جب اس اصول کو ملحوظ رکھیگا

Marfat.com

توسبدر فیاض کر اسکے لیے ہر طرح کے فیضان ہونگے یہی حواس خمسہ ظاہری (آنکھہ۔ ناک۔ کان۔ زبان لمس) جو اسکے لیے ذرائع علم ہیں اور بوجہ عدم استعمال مناسب ناکارہ ہوگئے ہیں اپنے اپنے مطالب ادا کرنے کو ہمہ تن حیست ہو جائیں گے۔

قرآن شریف نے علم حاصل ہونے کے چار ذریعے بتلائے ہیں ایک تو حواس خمسہ دوم تجربہ عام صلحا کی سوم خبر نبی اور رسول کی چہارم عقل۔ قرآن شریف نے ان لوگوں پر بہی خفگی کی ہے جو حواس ظاہری سے کام نہیں لیتے فرمایا صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (قرآن) یہ لوگ گونگے ہیں بہرے اندہے ہیں پس حق کی طرف نہیں پہرتے ایک جگہہ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا (قرآن) اگر تمہارے پاس کوئی بدکار آدمی خبر لاوے تو اُس سے دریافت کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ غلطی سے تم ایسا کام کر گذرو جس سے تمہیں بعد میں ندامت ہو۔ خبر رسول کی بابت تو اسقدر تاکید ہے کہ صاف لفظوں میں فرمایا لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا (قرآن) کہ رسول کی پکار کو اپنی پکار کی طرح مت سمجھو۔ ایک جگہہ عقل سے کام لینے کی طرف توجہ دلاتے ہیں چنانچہ فرمایا قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ (قرآن) تو اے محمد اپنے مخالفوں سے کہدے کہ آؤ میں تمہیں ایک بات تبلاؤں (جس سے تمہاری اور میرے سب جھگڑے حل ہو جائیں گے) وہ یہ کہ تم جمع جمع اور اکیلے اکیلے ہو کر سوچو کہ (میں جو تمہاری ہر بری بات میں مخالفت کرتا ہوں) مجھے جنوں تو نہیں پس بعد سوچ اس امر کے نسبت معلوم ہو جائیگا کہ نہیں پس میری مخالفت کو ایسا سرسری نہ جانو گے عقل والے لوگوں کو قرآن نے کئی جگہہ مخاطب کیا ہے اور بار بار فرمایا ہے کہ عقل والے ہمارے آیتوں میں غور کریں۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ؁

سپیکر کے بیٹھنے پر پریسیڈنٹ مجلس (جناب حکیم صاحب) نے کہا کہ

"مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے محبت بھرے الفاظ آپ کو بہت پسند آگئے ہونگے میں اپنی طرف سے اور آپ صاحبان کی طرف سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اب بابو بیجارام چیٹرجی صاحب کی خدمت میں التماس ہے کہ آپ اپنے خیالات سے ہمیں خوشوقت کریں"

بابو بیجارام صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور سب سے پہلے سرجھکا کر آپنے ایشر کی پرارتھنا وید شرتیوں میں کی حمدیہ الفاظ کے بعد آپنے جو تقریر کی چونکہ اس میں کثرت سے سنسکرت کے الفاظ تھے اور بعض تو فقرہ کے فقرہ

Marfat.com

ہندی بھاشا تھے اسلیئے ہمارا رپورٹر انکی تقریر کا متعاقب نہ ہوسکا۔ اور نہ بابو صاحب موصوف نے ہی اپنی تقریر آجتک ہم کو بھیجی ہے جسکی بابت ان سے کئی دفعہ درخواست تقریری اور تحریری طور سے کی گئی علاوہ ازیں اسوقت جبکہ رپورٹ زیر طبع ہے۔ بابو صاحب موصوف لاہور سے چلے گئے ہیں۔ اسلیئے مجبورًا ہم اس جگہہ آپکی تقریر کے اوس خلاصہ کو درج کرتے ہیں جو ہمارے خلاصہ نویس رپورٹر نے دقت تقریر کیا تھا۔ ہم اپنے ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ اس خلاصہ میں وہ تمام باتیں آگئیں جو بالتفصیل بابو صاحب نے تقریر میں بیان کیں۔ اس موقعہ پر یہ افسوس ظاہر کرنا کوئی امر بیجا نہ ہوگا۔ کہ بعض احباب نے باوجود بار بار خطوط لکھنے کے تقریر بھیجنے کی طرف توجہ نہیں کی حتے کہ بعض کی خدمت میں رجسٹری خطوط گئے۔ بعض کے پاس کچھ ممبران اگزکٹو کمیٹی دہرم مہوتسو بھی گئے۔ لیکن نہ معلوم کونسی وجوہ ان بزرگوں کو مانع ہوئی کہ اونہوں نے ہرطرح اپنی تقریر کو رپورٹ میں درج کرانے سے پہلوتہی کیا۔ امروز فردا کے وعدہ میں یہ وقت آگیا۔

جناب بابو بیچارام صاحب چٹرجی سابق پریزیڈنٹ آریہ سماج سکھر

(خلاصہ تقریر)

اوس خدا کی جو اشجار۔ انہار۔ زمین آسمان۔ سورج۔ آگ میں ہے میں حمد کرتا ہوں + مذہب کے معنے اور کچھ نہیں صرف میل و محبت ہی۔ مذہب کا ارتھ ایک لفظ میں گویا محبت ہی۔ لوہا آگ میں دھونکے جانے کے باعث آگ ہوجاتا ہے ایسا ہی ایشور کے پریم کی اگنی سے دل پگھل جاتا ہے۔ اور باوجود انسان ہونے کے ہم ایشور سے اتحاد کرسکتے ہیں دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب خدا کے لیے ہی جیسے سورج کی روشنی ایک ہے لیکن وہ مختلف روشنیوں کی مرکب ہے ایسا ہی مختلف طبیعتیں مختلف رنگوں کو پسند کرتی ہیں مگر یہ سب رنگ ملکر بھی ایک سورج کی روشنی میں ختم ہوتے ہیں۔ اسیطرح ساری دنیا میں ایشر کی یہ قدرت ہی کہ مختلف قسم کے مذہب اور خیالات سب ایک ہی میں سے ہی ہیں اور اس میں ختم ہیں۔ یہ ضروری تھا کہ اختلاف ہو اگرچہ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے کہ میرے باغیچہ میں ہر ایک قسم کا پھول ہو۔ عام لوگوں کا منہ اور کپڑا نہیں ملتا۔ سب کے منہ آپس میں اگر ملتے تو وقت پر ان کی شناخت نہ ہوسکتے۔ مجھے کیوں ڈاڑھی دی اور عورت کو نہیں دی۔ اس میں ہماری خواہش نہیں بلکہ خدا کی خواہش پوری ہوتی ہے۔ اور ہم سب کو نیچر کے موافق ہونا چاہیئے۔

انسان کی ہستی کا مقصد کیا ہے۔ اور کس ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ میں اسپر بحث کروں گا مذہب

Marfat.com

کے ذریعہ سے ہے انسان کی زندگی کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا میں ایک سو ساٹھ کروڑ آدمی کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہیں۔ بدھ ۶۰ کروڑ۔ عیسائی ۴۸ کروڑ۔ مسلمان تیس۳۰ کروڑ۔ ہندو ۲۵ کروڑ۔ مختلف مذہب ۵ کروڑ۔ ہر آدمی کی آرزو ہے کہ سکھ ملے۔ دہرم سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ شہد سے بڑھکر اور کوئی میٹھی چیز نہیں ہے مگر اب اس میں تلخی ہو گئی ہے جسطرح تلی اور جگر کے اچھا رہنے سے صحت انسان ہے اور انکا خراب ہونا عوارض کا موجب ہے۔ ایسے ہی مذہب کے عوارض بھی نقصان پیدا کرتے ہیں۔ جسکے دل میں محبت نہیں وہ روحانی بیمار ہے۔

خوشی کے حصول کے لیے جو مقصد زندگی کا ہے۔ میں وہ بیان کروں گا جو آریہ دہرم میں سکھلایا گیا ہے آریہ ازم سب کو فائدہ پہونچاتا ہے۔ افسوس لوگ لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں خدا کا شکریہ ادا نہیں کرتے بلکہ ہنسی اڑاتے ہیں۔ سوسائٹیوں میں پہلا اصول یہ ہے کہ مباحث مذہبی کو بالکل چھیڑا نہ جاوے آجکل کی تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ بابو بنجاویں اور خدا کا خیال نہ کریں حقیقی رشتہ دار جسقدر ہیں وہ ناجائز اور بیوی کی طرف کے جو رشتہ دار ہیں وہ جائز۔ اسی طرح مختلف قسم کی ہدایاں کرتے ہیں اس تعلیم نے اچھے آدمی نہیں پیدا کیے بلکہ گناہ کے لیے عمدہ طریق سوجھتی ہے۔ دفتروں میں ہڈ کلرک رشوتیں لیتے ہیں تو اس تعلیم کے ذریعہ اسطرح کہ کسیکو معلوم نہ ہو۔

برہم چرج حصول ودیا کا نام ہے۔ ابتدا میں یہ زمانہ پچیس سال تھا اور عمر سو سال ہوتی تھی۔ آج کل اسکا عمر ۴۰ سال ہے اب اگر ۲ سال میں شادی کریں تو ناجائز طور استمنا کرتے ہیں۔

مذہب کی طرف توجہ نہیں گروون سے تمسخر کرتے ہیں۔ طالب علمی میں ایشر کی طرف سو سکشا دینا اور آتمک سکشا دینا ضرور تھا۔ آپ مسلمان لوگ قرآن پڑھاتے ہو میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں جب ایام طالب علمی میں مذہبی دلچسپی پیدا نہ ہو کچھ نہیں مذہب کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ ہم اہل اسلام کو یہ خاص مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اگر ہندوستان میں چندے یہی حال رہا تو دہریت پھیل جائیگی۔ مذہبی تعلیم جب تک نہ ہو۔ قوم نہ بنے گی۔

شادی کرنا زندگی کا دوسرا اصول ہے۔ شادی کرنے سے پہلے ہی نوجوان ناول مخرب اخلاق ناول اور ناٹک پڑھتے ہیں جنکے نام سے گندہ مذاق پیدا ہوجاتا ہے خدا پرستی اصل میں اصل گھر ہے۔ اسلیے خانہ دار کو خدا پرست ہونا لازم ہے۔

درمیانی کی ضرورت نہیں - خدا اور انسان کے درمیان تیسرا کوئی نہیں - آپ لوگ جو قربانی دیتے ہیں - جانوروں کی قربانی کی بجای اپنے نفس کی قربانی کرو - خدا پرست اگر نہیں تو کچھ نہیں -

بابو بیچا رام صاحب کی تقریر کے مذاقیہ حصے نے لوگوں کو بہت ہی ہنسایا - بابو صاحب موصوف کے بعد جناب حکیم صاحب (پریسیڈنٹ) نے پنڈت گوردہن داس صاحب کو بلایا جو فری تہاٹ (آزاد خیال) کی طرف سے وکیل تھے آپ کی تقریر انگریزی میں تھی - آپ سے آرگنائزنگ کمیٹی نے التجا کی - کہ آپ اپنی تقریر اردو میں بیان فرماویں - لیکن اونہوں نے انگریزی میں ہی تقریر کی - اور آخر میں خلاصہ کے طور پر کچھ بیان اردو میں کیا ہم ذیل میں اس انگریزی تقریر کا ترجمہ درج کرتے ہیں جو آرگنائزنگ کمیٹی نے ایک لائق مترجم سے اپنے خرچ پر کرایا

جناب پنڈت گوردہن داس صاحب فری تھنکر

انگریزی تقریر کا ترجمہ

جناب میر مجلس صاحب اور دیگر معزز صاحبان -

جو مضمون کارکن کمیٹی دہرم مہوتسو نے ان اجلاس میں زیر بحث ٹہرای ہیں وہ کچھ اس قدر مفید اور اہم ہیں - اور ساتھ ہی اپنے اپنے انداز میں اسطرح ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں کہ ایک شخص اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے نعل در آتش ہو رہا ہے - کہ کس مضمون کو انتخاب کرے اور کس کو چھوڑ دے - تاہم اس اضطراب و کشمکش سے بچنے کے لیے مجھے اور کوئی صورت اسکے سوا نظر نہیں آتی - کہ میں اس محدود وقت کو - جو مجھے دیا گیا ہے زیر نظر رکھکر برعایت اختصار تمام مضامین مجوزہ پر کچھ بیان کروں - لیکن اپنے خیالات کے اظہار سے پہلے پہلے میں ایک ضروری امر کی طرف آپکی توجہ منعطف کرنا چاہتا ہوں جسکی طرف امریکہ کا مشہور و معروف فاضل - اور فری تہاٹ کا معزز وکیل (ایڈوکیٹ) کرنل انگارسال اشارہ کیا کرتا ہے - اور جس امر کی طرف کل ہی تہیوسوفیکل سوسائٹی کے ممبر سٹر بردا کھنٹہ صاحب لہری نے آپ کو متوجہ کیا تہا اور وہ یہ ہے کہ ہمکو نئے خیالات اور جدید آرائی کا محاسبہ اور محاکمہ کرنے کے لیے - اور خصوصاً ایسے خیالات کو جو ہمارے خیالات کے مخالف اور نقیض ہوں نہ صرف صبر و تحمل اور ایک ٹھنڈے دل کے ساتھ ہی سننا چاہیے بلکہ ہمیں کچھ وقت کے لیے بھول ہی جانا چاہیے کہ ہم ہندو ہیں یا مسلمان یا عیسائی بلکہ ہمکو صرف یہ خیال کرنا چاہیے - کہ ہم انسان ہیں - ہاں معزز صاحبان - انسان صاحب عقل و فراست اور وہ انسان

Marfat.com

جو سوچ بچار رکھتے ہیں ۔ اور معقول پسند ہیں ۔ اور حق تو یہ ہے کہ اس سے بہتر اور کونسا خطاب یا عزلقب ہماری لیے ہوسکتا ہے جو صحیفہ فطرت کے مخلوق میں سب سے افضل اور اشرف ترنمونہ ہے ۔ اب میں اپنے مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں انسان کی مختلف حالتیں ۔ اسکی زندگی کے اغراض ۔ ان اغراض کے حصول کے ذرائع ۔ انسان کی معرفت اور گیان کا سرچشمہ اوسکے اعمال کا اثر ۔ اوس کی گذشتہ اور آئندہ زندگی ۔

یہ تمام کے تمام امور صرف اس سیدہی سادھے ایک سوال میں آسکتے ہیں کہ انسان کی وراثت کیا ہے ۔ اس معاملہ میں تاریخ ایک قیمتی اور بیش بہا چیز ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام ماضی میں انسان کے کیا کچھ افعال یا خیالات یا اوسکے احساس تھے اور یہہ بات ہمکو اسوقت کام دیگی جب ہم اپنے گذشتہ نسلوں کی تجارب سے اپنے خیالات کی اصلاح کریں ۔ اور اپنے لیے ایک ٹرک طیار کریں ۔ ہر ایک انسان کی زندگی گویا ۔ کل بنی نوع کی زندگی کی ایک مختصر سی تاریخ ہے جسطرح ایک قطرہ کل سمندر کے لیے آئینہ ہوجاتا ہے اسیطرح ہماری خیالات ہمارے تفکرات اور ہمارے افعال ۔ کل بنی آدم کی زندگی کو منعکس کرتے ہیں ۔ لہذا تمام سلطنتیں تمام قومی ۔ اخلاقی ۔ تمدنی اور معاشرت کے اصول ۔ تمام علوم وفنون ۔ غرضکہ جو کچھ کہتے ۔ کرتے سوچتے ۔ اور سمجھتے ہیں اور یہ تمام کی تمام انسانی وراثت کا اجزا ہیں جس شخص نے حتے الامکان انہیں لے لیا ۔ وہ ایام گذشتہ کے تمام خزانوں کا وارث ہوگیا ۔ آہ یہہ خیال کیسا ہی ۔ عالی ۔ دلکشا ۔ اور حوصلہ افزا ہے میرے دوستو ۔ کہ میرے اور آپکے لیے ہی ۔ تمام مصلحوں نے کوشش کی ۔ تمام شہیدوں کا خون بہا ۔ تمام بہادروں نے مصائب سہی ۔ تمام ولی اور سنت لوگ دست بدعا رہے ۔ تمام باپ کوشش کرتے رہے ۔ اور تمام مائیں شفقت دکھاتی رہیں ۔ تمام شاعر مختلف حالات کی نقشے کھینچتے رہے اور ایسے ہی تمام اصحاب فکر جو کچھ زمانہ میں تھا جو کچھ عمدہ مفید اور خوبصورت تھا حوالہ قلم کر گئے ۔

لہذا اب یہ سوال ہے کہ ہماری یہ وراثت کیا چیز ہے ۔ بالفرض اگر آپ کو کل کوئی خبر دے کہ دولت رام یا امیر علی مرگیا ہے اور وراثت میں آپکے لیے ایک جائداد چھوڑ گیا ہے ۔ تو آپ ایک عجیب انبساط کی حالت میں ہوجاویں گے ۔ آپ کی زندگی اب کچھ اور ہی معنے رکھے گی ۔ اور اسکی ذمہ واریاں بہی جدید نظر آویگی ۔ کیسے ہی جوش بہرے دل کے ساتھ آپ یہ دریافت کریں گے ۔ کہ وہ وراثت کونسی ہے اور وہ کس طرح حاصل ہوسکتی ہے ۔ اسی کیا کیا جاوے گا ۔ لیکن میں ۔ اے دوستو ۔ آپکے لیے اور اپنا ہی اپنے

لیے اس سے بھی زیادہ مفید امر کی خبر دیتا ہوں۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسانی نسلیں۔ جو
راہی عدم ہوئیں۔ ہمارے لیے اپنی محنتوں کے مشاہدات کر اور تجارب کے ثمرات چھوڑ گئیں۔ اور ایسا ہی جو
کچھ اونھوں نے۔ خوشی میں غمی میں۔ زندگی میں یا موت میں اکتساب کیا۔ آپ جیسے معقول پسند بزرگوں سے
مجھے یقین ہے۔ کہ آپ کو میرے اس بیان کے قبول کرنے میں ہرگز ایسا شک یا تامل نہ ہوگا۔ جیسے کہ آپ کسی مذہب
کی بات سنکر کریں۔ جبکہ وہ اپنے خیال کے مطابق آیندہ زندگی کے پیش آنے والی باتوں کا آپ سے ذکر کرے لیکن
میری دوستو آیندہ جہان کی زندگی کے متعلق خواہ آپ کو یقین ہو یا آپ شبہ میں ہوں آپ ان بیش بہا خزانوں
حقارت سے نہ دیکھیں جو انسانی زندگی ہمکو دی گئی ہے۔ بلکہ ہمکو نہایت خوشی اور سرگرمی کے ساتھ اپنے
اس وراثت کو جمع کرلینا چاہیے۔ تاکہ ہم اپنی ذمہ واری اور اپنی طاقت کی حد کمال کا اندازہ کرسکیں۔
اور بڑی دلچسپی کے ساتھ آنیوالی نسلوں کے لیے وہ باتیں چھوڑ جائیں۔ جو ہمکو گذشتہ بزرگوں سے ملیں
اب انسانی زندگی یا تو جسمانی ہے یا عقلیہ۔ یا اخلاقی۔ جہاں کہیں جسمی طاقت۔ یا علم۔ یا عمدگی اخلاق کی کمی
ہے۔ وہاں لازمی طور سے موت ہے اور بدقسمتی سے لیکن یہ ضروری ہے کہ بہت سے لوگ اپنے آباو اجداد سے
بجای زندگی کے موت وراثت میں پاتے ہیں۔ کیا ہمکو اپنی زندگی کی روزمرہ کاروبار میں بےشمار نمونے ناقص
انسانیت کی نہیں ملتی۔ جنکے حصہ میں اسقدر زیادہ موت اور اتنی کم زندگی آئی ہے۔ کہ وہ زیست اور عدم
زیست کی سوال کو عدم زیست کے ساتھ ہی طی کرتے ہیں۔ یہ وہی غریب فلاکت کیش مخلوق ہیں۔ جن سے
محلے معمور اور قیدخانے بھرے ہوئے ہیں۔ جو ہمیں گلیوں اور دروازوں میں کثرت سے نظر آتی ہیں۔
جن کا ذہن اسقدر بدعملیوں اور سیہ کاریوں سے ملوث ہو رہا ہے۔ کہ اونکے لیے موت کا اندھیرا زندگی کی
روشنی سے زیادہ موزون ہے۔ اونکی ساخت اور بناوٹ ہی کچھ ایسے واقعہ ہوئی ہے کہ وہ اپنی موجودہ
حالت سے کچھ اور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایک تو انکی نشو نما حالت ہی ناقص ہے دوسرا سوسائٹی کی اغراض اور
مقاصد بھی انہیں زندگی کی بہ نسبت موت کے لیے زیادہ طیار کرتے ہیں۔ بجای اسکی کہ ہم اس انسانیت
کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑیں۔ ہماری کوشش اور کامل توجہ اسی میں ہوگی کہ یہ رشتہ قطع ہو۔ اب ہم ایک نگاہ
اپنی جسمانی وراثت پر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں۔ کہ اہل سلف کو کیسے جسمانی طاقت اور جسمانی تکلیف کی
برداشت کی ہمت تھی جسمانی قوت اور خوبصورتی کی وہ کیسے کامل نمونے تھے جیسے کہ ہمیں اپنے قومی علم
ادب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے یہ کیوں صرف اسی لیے کہ ادنھیں ہر روز اپنے جسم کی احتیاط تھی

Marfat.com

نہیں اپنے ہر ایک عضو۔ نہیں نہیں بلکہ ہر ایک عضلہ اور شریان یا رگ و پٹھے پر نگاہ تھی اور وہ ہر قسم کی ورزش کر لیتے تھے جس سے انکے تمام نظام جسم میں زور، طاقت، خوبصورتی اور ایک طرح کی جان پیدا ہو جاوے جمناسٹک کی ورزشیں۔ اور روزانہ غسل گویا انکا معمول تھا۔ اور ہر ایک اپنے ہمسایہ یا ساتھی کی خوبصورتی اور اسکی ورزشی کرتبوں میں نہ صرف دلچسپی ہی لیتا تھا۔ بلکہ ویسے ہی جسمانی عمدگی اور ویسی ورزش کی حالت حاصل کرنے کے لیے اسکے پاس جاتا تھا لہذا ہماری وراثت کا ابتدائی اور پہلا حصہ ہی عجیب و غریب باتیں ہیں۔ اور وہی خوشیاں ہیں جو ہمارے بزرگوں کو جسمانی طاقت و خوبصورتی میں حاصل تھیں اور ہمیں اپنی زندگی کے جسمانی حصہ کو قائم رکھنے اور بہتر بنانے کے لیے اپنے تجربہ میں۔ وہ تمام چیزیں لانی چاہییں جو اس امر کے حاصل کرنے میں مفید ہو سکیں۔ ہماری بدقسمتی سے ہمارے خیالی قیاسوں اور نظری باتوں نے بہت حد تک ہمیں اپنی وراثت کے اس پہلے حصہ سے محروم کر دیا ہے اونکا حکم یہ ہے کہ ہم اپنے جسم کو دبائے رکھیں۔ نفسانی خواہشوں کو ماریں اور لذات اور اشتہاؤں کو روکیں جس سے کہ زندگی بہو گنے کی استعداد اگر بالکل مر نہیں جاتی۔ تو بالکل دب جاتی ہے۔ غسل کرنا ایک رسم ہو گئی ہے اور جمناسٹک ایک ناتعلیم یافتوں کی کھیل ہے جو ہفتہ میں ایک دفعہ ہو گی۔

خیالی قیاسات اور مذہبی امور ہی نہیں بلکہ آجکل کی تہذیب بھی اس معاملہ میں قابل الزام ہے۔ بڑا ہماری نقص جو موجودہ تہذیب میں ہے وہ یہ ہے کہ جسمانی قوتوں کی پرورش کرنے کو بہت ہی کم وقعت سے دیکھا گیا ہے۔ بلکہ میلان اسیطرف ہے۔ کہ جسمانی تعلیم و تربیت کی ضرورت کو بھلا دیا جاوے یا کم سمجھا جاوے۔ صاحبان اس امر کو جتا دینا میں کوئی ضروری نہیں سمجھتا۔ کہ یہ حالت ہمارے لیے بطور ایک قوم کی کیسے خطرناک ہی اور کہانتک یہ آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر ہماری قوم کی جسمانی حالت کو برباد کریگی

بعض سکولوں اور کالجوں کے بچے جسمانی ورزشوں اور کھیلوں میں شریک ہونے لگے ہیں لیکن یہ اسطرح پر نہیں کہ یہ باقاعدہ تعلیم و تربیت کا ایک حصہ ہو جاوے۔ اور ہمارے نوجوان جب سکول یا کالج چھوڑ کر زندگی کے کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو ساتھ ہی ان تمام ورزشوں کو چھوڑ دیتے ہیں صحت اور طاقت بلاشک وشبہ ان پہلی ضروریات میں سے ہیں۔ کہ جن پر عمدہ زندگی ہوگنا منحصر ہے چونکہ ہماری زندگی کا لازمی سرمایہ ہیں آہ ہماری زندگی کیسی ہی بیش قیمت ہو جاوے۔ اگر ہمارے ہر ایک عضلات ہر ایک رگ سے جانداری کے آثار نظر آئیں۔ زندگی کی یہ خوشنما حالت کبھی بھی نظر انداز

Marfat.com

نہ ہونی چاہیے اور ہم سے جو کچھ ہو سکے اسی کوشش میں رہنا چاہیے کہ کوئی چیز اس خوبصورت زمین پر دنیا کو راہ سے ذراہ کر کے اسکے ہاتھ سے شاندار جسمانی زندگی کی وراثت کو ضائع نہ کر دے۔ جسمانی حالت کے بعد انسان کی ذہنی یا عقلی حالت ہے۔ ایک عمدہ جسم میں ہی عمدہ دل و دماغ ہوتا ہے۔ عمدہ صحت سے صحت والے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر ہمارے خیالات اور غور و فکر پر ہی چیزوں کا اچھا یا برا ہونا منحصر ہے۔ یہ کس قدر ضروری ہے کہ ہمارا فکر اور ہماری خیالات صحیح ہوں۔ بڑی دقت تو یہ ہے کہ عوام الناس نہ غور و فکر کرتے ہیں اور نہ کریں ہی گے۔ نہ اسلیے کہ وہ قوت نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ ایک طریق سے اس قوت کو استعمال کرنے سے روکے گئے ہیں۔ "ایمان لاؤ۔ ورنہ تم ہلاکت اور جہنم کا منہ دیکھو گے"۔ یہ ایک ڈرانے کا کلمہ ہے۔ اور یہی ایک نغمہ ہے۔ جو اون تمام فرقوں سے ہماری کانوں میں آ رہا ہے۔ جنکی ہستی خیالی قیاسات پر ہے۔ اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ یہ لفظوں پر ایمان لانے والی کثیر التعداد خلقت ایسی ہی رہی۔ جیسے کہ اتفاقاً اسے میسر آئیں۔ یہ لوگ بالکل نقل تصویر انکی ہوں جن میں اتفاق زمانہ نے انہیں رکھا۔ اور ایسی ہی مضبوطی سے اور ایسی ہی آسانی سے وہ کسی اور فرقہ اور عقاید کے پابند ہوں۔ جیسے وہ اب اپنے اختیار کردہ فرقہ یا عقاید کے پابند ہیں۔ خواہ انکے باپ۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی۔ اس یا اوس فرقہ کے ہوں یہ لوگ بلا سوچے سمجھے ویسے ہی ہوں جیسے کہ ایک بڑی مقدار کا کوئی حصہ ہوتا ہے۔ ویسے ہی یہ لوگ کسی نہ کسی فرقہ کا ایک حصہ ہیں اور اس امر سے مطلق بے خبر اور لاپرواہ ہیں۔ کہ اوس فرقہ کا نام یا اصول کیا ہیں کوئی چیز ہو انہیں ایمان لانا ہے۔ کوئی امر ہو۔ انہیں اسکی تائید کرنی ہے اور ایسی ہی کوئی بات ہو انہیں زور اور تاکید کے ساتھ اوسکی قسم یاد کرنی ہے۔ انکی زندگی کیسی ہی سست اور تیلی کر بیل کی طرح ایک ہی احاطہ میں محدود ہے۔ جو ایک آزاد۔ اور بے قید خیال کی خوشی اور اس کے عجائبات سے مطلق ناواقف ہیں۔ جنہوں نے کبھی اپنے آپ کو اس امر کا مستحق نہیں سمجھا کہ وہ مختلف امور کے متعلق خود کوئی رای قائم کریں۔ جن میں ان خیالات کا کوئی لحاظ نہ ہو۔ جو لوریوں کی طرح ماں کی آغوش میں مختلف فرقوں کے بانی والوں نے تعلیم کر دیے ہیں۔ بڑی بھاری سد راہ جس سے انسانی عقل کو نہایت نقصان ہو پہنچا اور جس نے اسکے نشو و نما کو روک رکھا وہ خالصۃً وہ وہمی اور قیاسی باتیں ہیں۔ جو نوجوان کے تمام دل و دماغ پر مرتسم کیے گئے ہیں۔ اس طرح کی تربیت نے جس قدر نقصان پہنچائے ہیں وہ لاتعداد ہیں۔ ان سب میں سے بڑھکر ضرر رساں جو امور ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اولاً۔ ایسے

Marfat.com

اصول جو محض دعوے ہی دعوے ہوں۔ اون کو بطور یقینی صداقتوں کے تعلیم کرنا ثانیاً اس کے نتیجہ میں نظری خیالات (تھیوریوں) پر مبالغے کے ساتھ زور دینا۔ اور زندگی کے عملی فرائض کو بالکل گھٹا دینا۔ ثالثاً دنیوی بہتری اور بہبودی کی طرف انسان کی توجہ کو گھٹا کر۔ آیندہ زندگی کی خوش حالی کی طرف جس کا ہمیں کچھ بھی علم نہیں اور نہ ہمارے پاس جس کی شہادت ہے۔ خیال لگانا اس بات کے کہنے میں کسی قسم کے معقول اعتراض کا خطرہ نہیں۔ کہ جو لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ایسا وہ ضرور کریں گے۔ اگر انہیں اوائل میں مذہبی تعلیم ہوئی ہے۔ کہ انکا مذہب خدا کی طرف سے الہام کیا گیا ہے۔ تو وہ لازمی طور پر اپنے مذہب کی اشاعت کو جہاں تک اون کا امکان وطاقت ہے فرض عین سمجھتے ہیں۔ اگر یہہ لوگ صاحب اختیار وحکومت ہیں تو ہر طرح دوسروں کو ان عقاید میں اپنا ہم عقاید خیال کرنے کے لیے ترہیب وتحریص کو کام میں لادیں گے جن کی وہ خود عزت کرتے ہیں ایسا کرنے کی خواہش روکی نہیں جاسکتی اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے۔ میرے دوستو۔ میں اس امر کا یقین کرلیتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک جو میرے خیال کے متعاقب ہو رہا ہے۔ اون دل کو پارہ پارہ کردینے والے تاریخی مظالم سے واقف ہے جو ان قیاسی اعتقادات کے باعث ہر زمانہ اور ہر جگہہ واقع ہوئے ہیں۔ اور اون لوگوں کے ہاتھ سے سرزد ہوئے جن میں ان قیاسات سے ایک روح پیدا ہوگئی تھی۔ لہذا میں یہی پسند کرتا ہوں کہ ان واقعات کو ایسے عمدہ خوشی کے موقع پر یاد نہ دلاؤں۔ میں صرف یہ کہنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں کہ وہ خوفناک قتل عام۔ مردوں۔ عورتوں۔ ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کا جس نے تاریخ کی صفحوں کو اپنے وحشیانہ واقعات سے سیاہ کر رکھا ہے ہمیشہ اونہیں احکام کی خاطر ہوا۔ جو بیان کیا گیا ہے۔ کہ آسمان سے نازل ہوئے۔ اگرچہ زمانہ حال کے عذر تجویز کرنے والوں نے یہ امر پیش کیا ہے کہ یہ سب ظلم وتکالیف انسان کی رفاہیت اور فائدہ کے لیے ہوئے۔ لیکن ایک عام دوستانہ طریق پر کہتا ہوں کیا ہمیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ ہم ان اعتقادات کا اندازہ انہیں ثمرات سے لگائیں جو ان سے پیدا ہوئے۔ یہ امر غور طلب نہیں کہ ان سے کیا کچھ فائدہ ہوگا۔ بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ انکی طفیل کیا کچھ واقعہ ہوا۔ ایک انسان اپنے ہم جنسوں کے برخلاف سفاکانہ جرائم کا مرتکب ہو۔ اوسکی وجہ اور کوئی نہیں۔ مگر یہہ کہ اون کے تمام دماغی قوائے دبائے گئے ہیں۔

Marfat.com

اور انکی تمام ذہنی قوتیں۔ انکے نشو و نما کرنے کے بجائے ایک ہی قسم کے جذبات کی تعلیم میں پیدائش سے مرگ تک لگائی گئے ہیں۔ جیسے کہ اور ذہنی حالت حاصل کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں۔ کہ ہم انکی طرح کھائیں پئیں پہنیں اسی طرح یہ بھی ضرور نہیں کہ ان جیسے خوشی پانے کے لیے ہم اندھوں کی طرح انکے خیالات کی پیروی کریں۔ یہ بالکل درست ہے کہ تمام دل کے آزاد ایک ہی طرح خیال کرتے ہیں۔ خیالات میں زیادہ تر جمہوری صورت انہیں اندر رکھتے ہیں بہ نسبت اسکے کہ ہم خیال کیے ہوئے ہیں۔ کپلر صاحب نے ایک ہیئت کے مسئلہ پر بحث کرتی ہوئی اظہار کیا۔ کہ "اے بزرگ خدا۔ میں تیرے ہی عقب میں تیرے متعلق خیال رکھتا ہوں" لیکن اندھوں کی طرح عظیم خیالات قبول کر لینے سے خود ان کو دریافت کرنا زیادہ خوشی بخشتا ہے جب آپ اپنے آپ سوچنے کی جرأت کرینگے۔ تو آپ اس عظیم الشان دنیا کی بڑی بڑی دلوں کے مطالعہ کر کے نہایت ہی حیران ہونگے کہ کس طرح ان میں آپکے ہی خیالات منعکس ہو رہے ہیں ان بنائے ہوئے عقیدوں کی قید کو ایک دفعہ آپ ترک کریں جس سے آپکے دماغی قوای بالکل جکڑے ہوئے ہیں۔ تو پھر آپ کل دنیا کا اندازہ لگانے کے قابل ہو جاویں گے۔ سچائی کی حقیقی محبت سے دل کو بھر لو۔ تحقیق کرنے اور ثابت قدمی کی روح پیدا کر لو۔ تو پھر آپ اس چھوٹے سے چاند کو ہی زمین پر نہ صرف لا سکیں گے بلکہ یہ تمام کا تمام آسمان نیچے آجائیگا۔ وہ دل فریب اعجاز جو سنا جاتا ہے کہ ان نام کی روحانی طاقتوں کے ذریعہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ابھی صرف قصہ دکھائی ہیں۔ لیکن حقیقی کارنامے جو عمدہ مشاہدہ۔ با احتیاط تجربہ اور مستقل کوششوں سے ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ یہ صرف ویسی حیرت افزا ہی نہیں بلکہ واقعی اور قابل یقین بھی ہیں ایک صاف اور روشن عقل کے ذریعہ انسان نے سمندروں کو عمیق تہ دیکھ لی ہے آسمان کے سربستہ رازوں کو منکشف کر دیا ہے۔ حتے کہ انسان نے اپنی زندگی کے ابتداء۔ انتہا۔ اور اسکی مقدرات کو بھی بیان کر دیا ہے اور تسبیر ان خیالات کو کسی تک محدود نہیں کیا گیا۔ جیسے کہ صحت و طاقت کہیں محدود نہیں۔ ویسے عقل کی سلطنت ایک جمہوری سلطنت ہے جیسے کہ میں نے پہلے کہا ہے۔ آپ ذرا اپنے آپ کو مفروضہ اور متوہم خیالات سے آزاد کر لیں۔ اور اس دنیا کے حالات کی تشریح آپ صفا اپنے لیے کریں۔ تو پھر آپ بیشک سلف کے عظیم الشان آدمیوں کے قدم بقدم ہو جاویں گے۔ انسانی خیالات جمہوری سلطنت سے آپ رشتہ جوڑ لیں تو پھر ان شخصوں پر ہنسیں گے۔ جو اس فریب اور معصوم وقت کو ضائع کرنے والے کی طرح کہتے ہیں کہ زندگی کی غرض حاصل نہیں ہوئی جسے جہالت پر ناز کرنے نے گمراہ کر رکھا ہے

Marfat.com

اب میں اس وراثت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو اخلاقی دنیا میں ہمکو حاصل ہوئی ہے - مسئلہ اخلاق جیساکہ آپ بیتقدر جسمانی صحت اور ذہنی خیالات کے مسئلہ سے مختلف ہے اور اسی لیے اوس پر قابو پالینا بھی مشکل ہے پھولوں کی تیز خوشبو کی طرح اسکی تشریح یا تعریف کرنی بہت ہی اشکال رکھتی ہے - یہ انسانی زندگی کے لیے تیز خوشبو یا طبیعت کے ہے جو کہ انسان کے تندرست نشو ونما کے ساتھ نشوونما پاتی رہی ہیں بعض خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک عطیہ ہے جو کسیوقت اوپر سے سب کے لیے نازل ہوا - اور یہ بعض اخلاقی اصول سے جکڑا جاسکتا ہے - لیکن آپ بیشک سلف کے کل اخلاقی اصولوں کو ازبر کرلیں - لیکن تو بھی آپ ذمیمہ اخلاق سے متصف ہونگے - اور ایسا ہی آپکے ذہن میں خواہ وہ ایک اصول بھی نہ ہو - اور آپ عمدہ اخلاق والے ہو سکتے ہیں بات یہ ہے کہ ہم اخلاقی تاثیرات سے آغوش مادر سے ہی متاثر ہوتے چلے آئے ہیں - اس ہوا سے جو ہم تنفس کرتے ہیں اس جگہ سے جہاں ہم گذرتے ہیں - الغرض شروع سے اخیر تک ہماری صحت جسم یا عقل سے کہیں زیادہ یہ اخلاقی وراثت ہے جو ہمیں سلف سے ملی ہے برخلاف ہماری ہر ایک روکنے والی کوشش کے یہ وراثت گذشتہ نسلوں سے ہمیں ملتی ہے - اس میں تمام پدری صبر وتحمل - مادری شفقت - دوستانہ محبت مہربان دلوں کی ہمدردی - غرضیکہ ہر ایک نیک چیز جو سورج کے نیچے خیال میں یا فعل میں آئی شامل ہے اسلیے اور چیزوں کی بہ نسبت علی الخصوص دنیا میں اس وراثت سے الگ ہونا نہایت مشکل ہے - لیکن یہ اثر بھی خود قرار دادہ حکومتوں کے ماتحت میں ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی اور نیکی ماسوا ان قابل اعتراض مجموعہ اصولوں کی نہیں جو اونہوں نے بنا رکھے ہیں اور جو ادراک انسانی سے بالا ہیں - اسی قسم کا خیال ایک قسم کا دباؤ ہے - میرے معزز دوست مجھے اس فقرہ کے استعمال کرنے سے معاف فرمادیں یہ ایک خشک باد خزان ہے - جو اور تمام چیزوں سے کہیں زیادہ انسانی اخلاق کی طبعی شادابی کو تباہ کردیتی ہے - اور مرجھادیتی ہے ہمکو بتلایا جاتا ہے - کہ یہی خیال اخلاق کا سرچشمہ ہے اسیطرح یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری صحت کا یہی منبع ہے ان مفروضہ قیاسی اور نظری اصولوں نے ہمیشہ طبعی اخلاق کی مخالفت کی ہے تمام عمدہ - نیک اور خوبصورت اصول اونکی نگاہ میں بےسود ہیں - جب تک انکی جماعت میں کوئی مشہور مقبول عقیدہ نہ ہو اس بات کی تعلیم دینا یا اس پر جھگڑنا کہ کوئی انسان اپنے ہی کوششوں سے متصف باخلاق حمیدہ نہیں ہوسکتا - جبتک کہ کسی بعید از ادراک چیز پر ایمان نہیں رکھتا - یہ گویا اسے اپنی جائز طاقتوں کی استعمال سے روکنا اور اسکی امنگوں کا خون کرنا ہے - اس قسم کا عقیدہ - میں نہایت ادب سے گذارش

Marfat.com

کرتا ہوں۔ انسان کے ازالہ حیثیت عرفی ہے۔ بلکہ اوس پروردگار کی مہربانی کا کفران نعمت ہی جس نے کہ
جیسا کہ لوگ مانتے ہیں۔ انسان کو بنایا یا پیدا کیا۔ حق بات یہی ہے اور اسکو ہم بڑی راستی اور زور کے
ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انسان بذات خود نیک ہی۔ وہ راست۔ مفید۔ اور نیک چیزوں کے ساتھ انکی اپنی
ہی خاطر محبت کرتا ہے۔ اور نیک رستہ کی وہ زیادہ تر پیروی کرے گا۔ اور جوں جوں اسے تجربہ اور علم
واقعات کا ہوگا جن سے بنی نوع کی بہبودی مقصود ہے یا اوسکی اپنی ترقی۔ خوشی اور آرام حاصل ہوتا ہے۔
اتنہ زیادہ استقامت سی قائم رہے گا۔ اور جوں جوں اسے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اتحاد کے اصول سے
واقفیت ہوگی ویسے ہی وہ زیادہ نیکی کرے گا اسے ایسا کرنے کے لیے نہ تو کسی جلاد کے کوڑے کی ضرورت
ہوگی اور نہ اسے کسی ایسے وہمی تاثیرات کے اوبہانے کی احتیاج جو کسی نامعلوم اور مشکوک طرف سی آئی ہوں
"اوروں سے وہی کرو جو تم چاہتے ہو کہ تم سے کیا جاوے" کا طلائی اصول کسی تاریک دور دراز طرف سے
القا نہیں ہوا۔ بلکہ انسانی خیالات کا نتیجہ ہے اور یہ ایسا ہی ہمیشہ انسانی اخلاق کے لیے بطور رہنما کر
رہیگا۔ یہ نافانی اصول لاریب تمام قیاسی یا حکومت تھیوریوں سے سبقت لے گیا ہے۔ کیونکہ یہ ہماری
ہستی کی ساخت میں لکھا ہوا موجود ہے اور اگر کوئی واقعی خالق اور پروردگار ہے۔ اور اگر انسان اسی
کی مخلوق ہیں تو جو اخلاقی اصول جو انسانی مشاہدات و تجارب اور تاریخ سے مستخرج ہوئے ہیں اور وہ
عام عقل کے مطابق بھی ہیں۔ وہی اسکی رضی کا یقینی اور دوامی انکشاف ہے جو ہماری فطرت پر منقش ہوا
ہوا ہے۔ بہانتک صاحبان بینے انسانی زندگی کی جسمانی عقل اور اخلاقی حالتوں کے دکھانے میں
کوشش کی ہے اور جو کچھ ان بیانات سی نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری زندگی کی غرض بس یہی ہے کہ
ہم اپنی ہستی کے تمام اجزا اور قوائے کا ہم آہنگی کے ساتھ نشو نما کریں اگر انتخاب کی نگاہ سے وہ تمام
چیزیں دریافت کر کے اختیار کر لیں۔ جس سی نسل انسان کی بہتری اور فائدہ ہو۔ ایسا ہی اون باتوں کو
ترک کریں۔ جو اسکے برخلاف ہوں۔ تو بیشک ہم زندگی کے تھیوری پر قابض ہو جائیں گے۔ اور ایک
ایسے اصولوں کا ضابطہ طیار کر لیں گے۔ جو انسانی تاریخ میں سب سے پہلے مرتبہ ایک مذہبی ضابطہ اپنے
لفظی معنوں میں ہوگا یہ ایک سلسلہ ہوگا کہ اسکے پیرو ایسی کامل صداقتوں کے مطابق رہکر اپنے آپ
کو مبارک باد کہیں گے۔ جو انکی علم عقل اور سمجھ ادراک اور خیال بلا شرط تسلیم کرے گا۔ دنیا کی تمام
سلسلوں میں جو کچھ خوبصورت اور مفید ہے وہ ہمارا ہی۔ انکی غلطیوں سے ہمیں انحراف ہے اور

Marfat.com

اور اونکی ناقابل تعمیل احکام سے ہم کو نہایت ادب سے انکار۔ انکی نہ ثابت اور تصدیق ہونے والے قیاس کو ہم نہایت دلیری سے اجازت نہ دیں گے۔ کہ وہ ہماری زندگی اور نجات کے عملی کاروبار میں دخل دیں یہاں میں تھوڑا سا بیان اوس حالت کا بھی کر دیتا ہوں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ موت کے بعد پیش آتی ہے صاحبان آپ گھبرا نہ جاویں اگر آپ شروع میں ہی مجھہ سے سنیں کہ برخلاف اون تمام باتوں کی جو کہی گئی۔ یا لکھی گئیں۔ یا تعلیم و وعظ کی گئیں۔ یہہ تمام کی تمام قیاسی حالت (بعد از موت) محض ہوائی محل ہے۔ جہانتک ایک انسان کی عقل کام کر سکتی ہے۔ یا ہم قابل تصدیق پہلوؤں سے غور کر سکتے ہیں۔ یہ حالت دوسری ہستی والی چیزوں کی حالت سی کچھہ جدا نہیں۔ یہ حالت کوئی اُس حالت سی الگ نہیں جو ان گلدستوں کی جو میری سامنے منبر پر موجود ہیں مُرجھانے کے بعد ہو جائے گی۔ جب یہہ خاک میں خاک ہو جاوینگے۔ یا اوس حالت سے جو ان حیوانوں کی بعد از فنا ہوگی۔ یا اس حالت سی جو یہہ اجرام فلکیہ بعد از انحلال اختیار کر لیں گے مادہ یا نفس خواہ آخر کار ان کا کچھہ ہی جوہر ہے (اگر وہ کچھہ جوہر رکھتے ہیں) یہ امر بالکل صاف اور بیّن ہے کہ اس امر کی کوئی بھی شہادت نہیں کہ ہمارا نفس (روح) ہمارے جسم سے الگ رہ سکتا ہے۔ روح کا جسم سے الگ ہونا۔ ایسی ہی داستان ہے جیسے کہ کوئی کہدے کہ حرکت متحرک چیز سے کوئی الگ چیز ہے۔ ایک شخص یہ سچائی کا قول کہتے ہوئے شاید شرمندہ نہ ہوتا ہو۔ کہ ذہنی قوائے جسم کے ساتھہ ہی ہیں وہ اسکے ساتھہ نشو نما پاتے ہیں اور اوسی کے ساتھہ انحطاط میں آجاتے ہیں۔ اور جہانتک ہمارا تجربہ ہے۔ اسکے خاتمہ کے ساتھہ ہی انکا خاتمہ ہے یہ امر ثابت کرنے کے لیے کوئی بھی شہادت ہے۔ کہ ہمارا نفس جسکا نام روح رکھہ چھوڑا ہے ہمارے جسم سے پہلے بھی تھا تو پھر کیوں موت کے بعد اسکی بقا ہو۔ وہ ابدی حالت جو ہماری پہلی تھی ہمارے بعد کیوں اس میں اختلاف ہو۔ ایک جماعت ہمکو یہہ بھی کہتی ہے۔ کہ ہماری روح نا فانی ہی ہم بعد از موت بھی باقی رہیں گے جیسے کہ ہم سابقہ زندگی میں (پیش از پیدائش) موجود تھے۔ اگرچہ ہمیں اس پہلی زندگی کے متعلق کوئی امر یاد نہیں۔ لیکن ہم ان دوستوں سے متانت کے ساتھہ دریافت کرتے ہیں کہ اگر ہمیں سابقہ زندگی مطلق مطلق یاد نہیں تو اس بات کا ہی کیا ثبوت ہے کہ ہماری موجودہ زندگی ہمیں آیندہ زندگی میں یاد رہیگی حق یہ ہے کہ اگر ہمارے سابقہ۔ موجودہ اور آیندہ زندگیاں بالکل ایک دوسرے سے بے تعلق ہیں۔ تو یہہ ایک انسان نہیں۔ بلکہ تین جدا جدا انسان ہیں۔ اس قسم

Marfat.com

کی نافانی حالت فانی حالت سے کچھ جدا نہیں۔ مثلاً دو آدمی ہیں نتیا نند اور اودی بہان۔ نتیا نند مرگیا اور پھر زندہ ہوگیا۔ لیکن اسے پہلی زندگی مطلقاً یاد نہیں۔ اودی بہان بھی مرگیا۔ اور ایک اور شخص مثلاً اسکا بیٹا آتما رام اوس کا جانشین ہوگیا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ کس طور پر۔ اودی بہان کی قسمت نیتا نند سے بری واقع ہوئی۔ دونوں نے اس حالت میں جو موت کے نام سے موسوم ہے۔ کل یاد اور علم گنوا دیا پہلی حالت میں تو ظاہر ہی ہے وہ دونوں برابر ہیں۔ دوسری حالت میں کوئی وجہ اختلاف نظر نہیں آتی۔ آتما رام پسر اودی بہان بیشک اپنے باپ سے جدا آدمی ہے۔ اور نیتا نند معنوی طور پر۔ وہی پہلا انسان ہے لیکن کوئی زیادہ اپنے آپ کو پُرانا نیتا نند نہیں سمجھے ہوا۔ جیسے کہ آتما رام اپنے آپ کو اودے بہان سمجھ لے لہذا نتیا نند کی پہلی زندگی ویسے ہی اوسکے لیے تاریک ہے جیسے اودے بہان کے بیٹے آتما رام کی۔ الغرض اودے بہان کی فانی حالت اور نیتا نند کی نافانی حالت دونو ہی یکساں ہیں۔ لہذا روح کو نافانی سمجھ کا قیاس محض ایک سایہ کی طرح ہے جو خیالات کی صاف روشنی کے سامنے بھجنے ہوجاتا ہے۔

پنڈت گوردہن داس صاحب کی تقریر کے بعد نصف گھنٹہ کا وقفہ تہا۔ لیکن چونکہ بعد از وقفہ ایک نامی وکیل اسلام کی طرف سے تقریر کا پیش ہونا تہا۔ اس لیے اکثر شائقین نے اپنی اپنی جگہہ کو نہ چھوڑا ڈیڑہ بجے میں ابہی بہت سا وقت رہتا تہا کہ اسلامیہ کالج کا وسیع مکان جلد جلد بہرنے لگا اور چند ہی منٹوں میں تمام مکان پُر ہوگیا۔ اسوقت کوئی سات اور آٹھ ہزار کے درمیان مجمع تہا۔ مختلف مذہب و ملل۔ اور مختلف سوسائٹیوں کے معتمد اور ذی علم آدمی موجود تہے اگرچہ کرسیاں اور میزیں اور فرش نہایت ہی وسعت کے ساتہ مہیا کیا گیا لیکن صدہا آدمیوں کو کھڑا ہونے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا۔ اور ان کھڑے ہوئے شائقینوں میں بڑے بڑے روسا عمائد پنجاب علما۔ فضلا۔ بیرسٹر۔ وکیل۔ پروفیسر۔ اکسٹرا اسسٹنٹ۔ ڈاکٹر۔ غرض کہ اعلے طبقہ کے مختلف برانچوں کے ہر قسم کے آدمی موجود تہے۔ ان لوگوں کا اس طرح جمع ہوجانے اور نہایت صبر و تحمل کے ساتہ جوش سے برابر پانچ چار گھنٹہ اُس وقت ایک ٹانگ پر کہڑا رہنے سے صاف ظاہر ہوتا تہا کہ ان ذی جاہ لوگوں کو کہانتک اس مقدس تحریک سے ہمدردی تھی مصنف تقریر اصالتًا تو شریک جلسہ نہ تہے لیکن خود اونہوں نے اپنے ایک شاگرد خاص جناب **مولوی عبدالکریم**

Marfat.com

صاحب سیالکوٹی مضمون پڑھنے کے لیے بھیجے ہوئے تھے اس مضمون کے لیے اگرچہ کمیٹی کی طرف سے صرف دو گھنٹے ہی تھے۔ لیکن حاضرین جلسہ کو عام طور پر اس سے کچھ ایسی دلچسپی پیدا ہوگئی کہ موڈریٹر صاحبان نے نہایت جوش اور خوشی کے ساتھ اجازت دی کہ جب تک یہ مضمون نہ ختم ہو تب تک کارروائی جلسہ کو ختم نہ کیا جاوے۔ انکا ایسا فرمانا عین اہل جلسہ اور حاضرین جلسہ کی منشا کے مطابق تھا کیونکہ جب وقت مقررہ کے گذرنے پر مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے اپنا وقت بھی اس مضمون کے ختم ہونے کے لیے دیدیا تو حاضرین اور موڈریٹر صاحبان نے ایک نعرہ خوشی سے مولوی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے چار بجے ختم ہو جانی تھی۔ لیکن عام خواہش کو دیکھکر کارروائی جلسہ ساڑھے پانچ بجے کے بعد تک جاری رکھنی پڑی۔ کیونکہ یہ مضمون قریباً چار گھنٹہ میں ختم ہوا۔ اور شروع سے اخیر تک یکساں دلچسپی و مقبولیت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

آج اور کل کے اجلاس نے جو اپنی شان و شوکت اور کثرت ہجوم میں شکاگو کے پارلیمنٹ آف ریلجن سے کسی حیثیت میں کم نہ تھا اس بات کا بھی کافی ثبوت دیدیا کہ وہی وجہ جنہوں نے ہندو اور سلمانوں جیسی عزیز ہندوستان کی جماعتوں کو ایک دوسرے کے سخت مخالف کر رکھا ہے وہی انکو برادرانہ اخلاص کے ساتھ ایک جگہہ جمع کر سکتے ہیں۔ ایک وقت یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ صرف پولیٹیکل سے ان دو متفرد اور متضاد جماعتوں کو باہم لا سکتے ہیں۔ لیکن نیشنل کانگریس کی ہسٹری اس خیال کے مؤید نہیں ہاں آج دہرم مہوتسو کے اجلاسوں نے یہ امر پایہ ثبوت تک پہونچا دیا کہ نیٹیوز (دیسی) جو ہر طرح اتفاق اور قومی معاملات میں حقارت کی ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں وہ اگر عمدہ اصولوں پر جمع ہو کر کچھ کرنا چاہیں تو ان سے بڑھکر کوئی اور آپس میں شیر و شکر نہیں ہو سکتا ہمیں امید ہے کہ یہ جلسہ مذاہب اس ضرورت کو بالضرور پورا کریگا جسکو کوئی اور تحریک ہندوستان میں نہ کر سکے اور امید کی جاتی ہے کہ بہی خواہان ملک اس مذہبی تحریک کی ترقی اور قیام میں اگر کسی اور وجہ سے نظر نہ دیں تو یہی خیال کافی ہے کہ صرف یہی ایک پلیٹ فارم ہے جو ہندو مسلمان اور دیگر فرقوں کو برادرانہ رنگ میں ایک جگہہ جمع کر سکتا ہے۔

Marfat.com

بعد از نماز ظہر

اسلام

عالیجناب حضرت میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی

رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

آج اس جلسہ مبارک میں جسکی غرض یہہ ہے کہ ہر ایک صاحب جو بلائے گئے ہیں سوالات مشتہرہ کی پابندی سے اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان فرماویں میں اسلام کی خوبیاں بیان کرونگا اور پہلے اس سے کہ میں اپنے مطلب کو شروع کروں اس قدر ظاہر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ جو کچھ بیان کروں خدا تعالیٰ کے پاک کلام **قرآن شریف** سے بیان کروں کیونکہ میرے نزدیک یہہ بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص جو کسی کتاب کا پابند ہو اور اس کتاب کو ربانی کتاب سمجھتا ہو وہ ایک بات میں اسی کتاب کے حوالہ سے جواب دے اور اپنی وکالت کے اختیارات کو ایسا وسیع نہ کرے گویا وہ ایک نئی کتاب بنا رہا ہے سو چونکہ آج ہمیں قرآن شریف کی خوبیوں کو ثابت کرنا ہے اور اسکے کمالات کو دکھلانا ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم کسی بات میں اُسکے اپنے بیان سے باہر نجائیں اور اسی کے اشارہ یا تصریح کے موافق اور اسی کی آیات کے حوالہ سے ہر ایک مقصد کو تحریر کریں تا ناظرین کو موازنہ اور مقابلہ کرنے کے لیے آسانی ہو اور چونکہ ہر ایک صاحب جو پابند کتاب ہیں اپنی اپنی الہامی کتاب کے بیان کے پابند رہیں گے اور اسی کتاب کے اقوال پیش کرینگے اس لیے ہمنے اسجگہہ احادیث کے بیان کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ تمام صحیح حدیثیں قرآن شریف سے ہی لی گئی ہیں اور وہ کامل کتاب ہے جس پر تمام کتابوں کا خاتمہ ہے غرض آج قرآن شریف کی شان ظاہر ہونے کا دن ہے اور ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ اس کام میں ہمارا مددگار ہو آمین۔ معزز ناظرین کو خیال رہے کہ اس مضمون کے

ابتدائی صفحوں میں بعض تمہیدی عبارتیں ہیں جو بظاہر غیر متعلق معلوم دیتی ہیں مگر اصل جواب کے سمجھنے کے لیے پہلے انکا سمجھنا نہایت ضروری ہے اسیلیے صفائی بیان کے لیے قبل از شروع مطلب اُن عبارتوں کو لکھا گیا کہ تا اصل مطلب سمجھنے میں دقت نہ ہو (۱) اب واضح ہو کہ **پہلا سوال** انسان کی طبعی اور اخلاقی اور روحانی حالتوں کے بارہ میں ہے سو جاننا چاہیے کہ خدا تعالےٰ کے پاک کلام **قرآن شریف** نے ان تین حالتوں کی اس طرح پر تقسیم کی ہے کہ ان تینوں کے لیے علیحدہ علیحدہ تین مبدء ٹہیرائے ہیں یا یوں کہو کہ تین سرچشمے قرار دیئے ہیں جنمیں سے جدا جدا یہ حالتیں نکلتی ہیں چنانچہ **پہلا چشمہ** جو تمام طبعی حالتوں کا مورد اور مصدر ہے اسکا نام **قرآن شریف** نے **نفس امّارہ** رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ یعنے نفس امارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اسکے کمال کے مخالف اور اسکی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد راہوں پر چلانا چاہتا ہے غرض بے اعتدالیوں اور بدیوں کیطرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اسپر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اسوقت تک طبعی حالت کہلاتی ہے جب تک کہ انسان عقل اور معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا بلکہ چارپایوں کیطرح کہانے پینے سونے جاگنے یا غصہ اور جوش دکہلانے وغیرہ امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے اور جب انسان عقل اور معرفت کے مشورہ سے طبعی حالتوں میں تصرف کرتا اور اعتدال مطلوب کی رعایت رکہتا ہے اُسوقت ان تین حالتوں کا نام طبعی حالتیں نہیں رہتا بلکہ اسوقت یہ حالتیں اخلاقی حالتیں کہلاتی ہیں جیسا کہ آگے بھی کچہ ذکر اسکا آئیگا اور **اخلاقی** حالتوں کے سرچشمہ کا نام **قرآن شریف** میں **نفس لوّامہ** ہے جیسا کہ وہ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ یعنے میں اس نفس کی قسم کہاتا ہوں جو بدی کے کام اور ہر ایک بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے یہہ نفس لوامہ انسانی حالتوں کا دوسرا سرچشمہ ہے جس سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس مرتبہ پر انسان دوسرے حیوانات کے مشابہت سے نجات پاتا ہے اور اسجگہ **نفس لوّامہ کی قسم** کہانا اسکو عزت دینے کے لیے ہے گویا وہ نفس امارہ سے نفس لوامہ بنکر بوجہ اس ترقی کے جناب الٰہی میں عزت پانے کے لائق ہو گیا اور اسکا نام لوامہ اسلیے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ انسان اپنے طبعی لوازم میں شتر بے مہار کیطرح چلے اور چارپایوں کیطرح زندگی بسر کرے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اس سے اچھی حالتیں اور اچھے اخلاق صادر ہوں اور انسانی زندگی کے تمام لوازم میں کوئی بے اعتدالی

ظہور میں نہ آوے اور طبعی جذبات اور طبعی خواہشیں عقل کے مشورہ سے ظہور پذیر ہوں پس چونکہ وہ بُری حرکت پر ملامت کرتا ہے اسلیے اسکا نام نفس لوّامہ ہے یعنے بہت ملامت کرنے والا اور نفس لوّامہ اگرچہ طبعی جذبات پسند نہیں کرتا بلکہ اپنے تئیں ملامت کرتا رہتا ہے لیکن نیکیوں کے بجالانے پر پورے طور سے قادر بھی نہیں ہو سکتا اور کبھی نہ کبھی طبعی جذبات اسپر غلبہ کرجاتے ہیں تب گر جاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا ہے گویا وہ ایک کمزور بچہ کی طرح ہوتا ہے جو گرنا نہیں چاہتا ہے مگر کمزوری کی وجہ سے گرتا ہے پھر اپنی کمزوری پر نادم ہوتا ہے غرض یہہ نفس کی وہ اخلاقی حالت ہے جب نفس اخلاق فاضلہ کو اپنے اندر جمع کرتا ہے اور سرکشی سے بیزار ہوتا ہے مگر پورے طور پر غالب نہیں آسکتا پھر ایک تیسرا سرچشمہ ہے جسکو روحانی حالتوں کا مبدء کہنا چاہیے اس سرچشمہ کا نام قران شریف نے **نفس مطمئنہ** رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنے اے نفس آرام یافتہ جو خدا سے آرام پاگیا اپنے خدا کی طرف واپس چلا آ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں ملجا اور میرے بہشت کے اندر آجا یہ **وہ مرتبہ** ہے جس میں نفس تمام کمزوریوں سے **نجات پاکر روحانی قوتوں سے** بھر جاتا ہے اور خدا تعالی سے ایسا پیوند کر لیتا ہے کہ بغیر اسکے جی بھی نہیں سکتا اور جسطرح پانی اوپر سے نیچے کی طرف بہتا اور بسبب اپنی کثرت اور نیز رکوں کے دور ہونے سے بڑے زور سے چلتا ہے اسیطرح وہ خدا کی طرف بہتا چلا جاتا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اے وہ نفس جو خدا سے آرام پاگیا اسکی طرف واپس چلا آ پس وہ اسی زندگی میں نہ موت کے بعد ایک عظیم الشان تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اسی دنیا میں نہ دوسری جگہہ ایک **بہشت** اسکو ملتا ہے اور جیسا کہ اس آیت میں لکھا ہے کہ تو اپنے رب کیطرف یعنی پرورش کرنے والے کی طرف واپس آ ایسا ہی اسوقت یہہ خدا سے پرورش پاتا ہے اور خدا کی محبت اسکی غذا ہوتی ہے اور اسی زندگی بخش چشمہ سے پانی پیتا ہے اسلیے **موت سے نجات** پاتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالے **قران شریف** میں فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا یعنے جس نے ارضی جذبات سے اپنے نفس کو پاک کیا وہ بچ گیا اور نہیں ہلاک ہوگا مگر جس نے ارضی جذبات میں جو طبعی جذبات ہیں اپنے تئیں چھپا دیا وہ زندگی سے نا امید ہوگیا غرض یہہ **تین حالتیں** ہیں جنکو دوسرے لفظوں میں **طبعی** اور **اخلاقی** اور **روحانی** حالتیں کہہ سکتے ہیں اور چونکہ **طبعی تقاضے** افراط کے وقت بہت خطرناک ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات اخلاق اور روحانیت **کا ستیاناس** کر

Marfat.com

کردیتے ہیں اسلیے خداتعالی کی پاک کتاب میں انکو نفس امارہ کی حالتوں سے موسوم کیا گیا اگر یہہ سوال ہو کہ انسان کی طبعی حالتوں پر قرآن شریف کا کیا اثر ہے اور وہ انکی نسبت کیا ہدایت دیتا ہے اور عملی طور پر کس حد تک انکو رکھنا چاہتا ہے تو واضح ہو کہ قرآن شریف کی رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اسکی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقعہ ہیں یہانتک کہ انسان کے کہانے پینے کے طریقے بہی انسان کے اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہین اور اگر ان طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایتوں کے موافق کام لیا جاوے تو جیسا کہ نمک کی کان میں پڑکر ہر ایک چیز نمک ہی ہو جاتی ہے ایسا ہی یہ تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں اور روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں اسیواسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکہا ہے اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے جیسا کہ ہم دیکہتے ہیں کہ ہمارے طبعی افعال گو بظاہر جسمانی ہیں مگر ہماری روحانی حالتوں پر ضرور انکا اثر ہے مثلاً جب ہماری آنکہیں رونا شروع کریں اور گو تکلف سے ہی روویں مگر فی الفور ان آنسوؤں کا ایک شعلہ اٹھکر دل کو جا پڑتا ہے تب دل بہی آنکہوں کی پیروی کرکے غمگین ہو جاتا ہے ایسا ہی جب ہم تکلف سے ہنسنا شروع کریں تو دل میں بہی ایک انبساط پیدا ہو جاتا ہے یہ بہی دیکہا جاتا ہے کہ جسمانی سجدہ بہی روح میں خشوع اور عاجزی کی حالت پیدا کرتا ہے اسکے مقابل پر ہم یہہ بہی دیکہتے ہیں کہ جب ہم گردن کو اونچی کہینچکر اور چہاتی کو ابہار کر چلیں تو یہ وضع رفتار ہم میں ایک قسم کا تکبر اور خود بینی پیدا کرتی ہے تو ان نمونوں سے پورے انکشاف کے ساتہہ کہلجاتا ہے کہ بیشک جسمانی اوضاع کا روحانی حالتوں پر اثر ہے ایسا ہی تجربہ ہمپر ظاہر کرتا ہے کہ طرح طرح کی غذاؤں کا بہی دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہے مثلاً ذرہ غور سے دیکہنا چاہیے کہ جو لوگ کبہی گوشت نہیں کہاتے رفتہ رفتہ انکی شجاعت کی قوت کم ہو جاتی ہے یہانتک کہ نہایت دل کے کمزور ہو جاتے ہیں اور ایک خداداد اور قابل تعریف قوت کو کہو بیٹہتے ہیں اسکی شہادت خدا کے قانون قدرت سے اس طرح پر بہی ملتی ہے کہ چارپایوں میں سے جسقدر گہاس خور جانور ہیں کوئی بہی ان میں سے وہ شجاعت نہیں رکہتا جو ایک گوشت خوار جانور رکہتا ہے پرندوں میں بہی یہی بات مشاہدہ ہوتی ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے ہاں جو

Marfat.com

لوگ دن رات گوشت خواری پر زور دیتے ہیں اور نباتی غذاؤں سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں وہ بھی حلم اور انکسار کے خلق میں کم ہو جاتے ہیں اور میانہ روش کو اختیار کرنے والے دونوں خُلق کے وارث ہوتے ہیں اسی حکمت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ **قرآن شریف** میں فرماتا ہے **کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا** یعنے گوشت بھی کھاؤ اور دوسری چیزیں بھی کھاؤ مگر کسی چیز کی حد سے زیادہ کثرت نہ کرو تا اسکا اخلاقی حالت پر بد اثر نہ پڑے اور تا یہ کثرت مُضِرِّ صحت بھی نہ ہو اور جیسا کہ جسمانی افعال اور اعمال کا روح پر اثر پڑتا ہے ایسا ہی کبھی روح کا اثر بھی جسم پر جا پڑتا ہے جس شخص کو کوئی غم پہونچے آخر وہ چشم پُر آب ہو جاتا ہے اور جسکو خوشی ہو آخر وہ تبسم کرتا ہے جس قدر ہمارا کھانا پینا سونا جاگنا حرکت کرنا آرام کرنا غسل کرنا وغیرہ افعال طبعیہ ہیں یہ تمام افعال ضروری ہماری روحانی حالات پر اثر کرتے ہیں ہماری جسمانی بناوٹ کا ہماری انسانیت سے بڑا تعلق ہے دماغ کے ایک مقام پر چوٹ لگنے سے یک لخت حافظہ جاتا رہتا ہے اور دوسری مقام پر چوٹ لگنے سے ہوش و حواس رخصت ہوتے ہیں وبا کی ایک زہریلی ہوا کس قدر جلدی سے جسم میں اثر کرکے پھر دل میں اثر کرتی ہے اور دیکھتے دیکھتے وہ اندرونی سلسلہ جسکے ساتھ تمام نظام اخلاق کا ہے درہم برہم ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ انسان دیوانہ سا ہو کر چند منٹ میں گذر جاتا ہے غرض جسمانی صدمات بھی عجیب نظارہ دکھاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ روح اور جسم کا ایک ایسا تعلق ہے کہ اس راز کو کھولنا انسان کا کام نہیں اس سے زیادہ اس تعلق کے ثبوت پر یہ دلیل ہے کہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی ماں جسم ہی ہے حاملہ عورتوں کے پیٹ میں روح کبھی اوپر سے نہیں گرتی بلکہ وہ ایک نور ہے جو نطفہ میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہوتا ہے اور جسم کی نشوونما کے ساتھ چمکتا جاتا ہے خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہمیں سمجھاتا ہے کہ روح اس قالب میں سے ہی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جو نطفہ سے رحم میں طیار ہوتا ہے جیسا کہ وہ **قرآن شریف** میں فرماتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ یعنے پھر ہم اس جسم کو جو رحم میں طیار ہوا تھا ایک اور پیدائش کے رنگ میں لاتے ہیں اور ایک اور خلقت اسکے ظاہر کرتے ہیں جو روح کے نام سے موسوم ہے اور خدا بہت برکتوں والا ہے اور ایسا خالق ہے جو کوئی اسکے برابر نہیں۔

اور یہ جو فرمایا کہ ہم اسی جسم میں سے ایک اور پیدائش ظاہر کرتے ہیں یہ ایک گہرا راز ہے جو روح کی حقیقت کو دکھلا رہا ہے اور ان نہایت مستحکم تعلقات کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو روح اور جسم کے

Marfat.com

درمیان واقع ہیں اور یہ اشارہ ہمیں سبات کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ انسان کے جسمانی اعمال اور اقوال
تمام طبعی افعال جب خدا تعالی کے لیے اور اسکی راہ میں ظاہر ہونے شروع ہوں تو ان سے بھی یہی الٰہی
فلاسفی متعلق ہے یعنے ان مخلصانہ اعمال میں بھی ابتدا ہی سے ایک روح مخفی ہوتی ہے جیسا کہ نطفہ میں
مخفی تھی اور جیسے جیسے ان اعمال کا قالب طیار ہوتا جاتا ہے وہ روح چمکتی جاتی ہے اور جب وہ قالب پورا
طیار ہو چکتا ہے تو یکدفعہ وہ روح اپنی کامل تجلی کے ساتھ چمک اٹھتی ہے اور اپنی روحی حیثیت سے
اپنے وجود کو دکھا دیتی ہے اور زندگی کی صریح حرکت شروع ہو جاتی ہے جبھی کہ اعمال کا پورا قالب طیار
ہو جاتا ہے معاً بجلی کی طرح ایک چیز اندر سے اپنے کھلی کھلی چمک دکھلانا شروع کر دیتی ہے یہ وہی زمانہ
ہوتا ہے جسکی نسبت اللہ تعالے قرآن شریف میں مثالی طور سے فرماتا ہے **فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَ**
نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ یعنے یعنے اسکا قالب بنالیا اور
تجلیات کی تمام مظاہر درست کر لیے اور اپنی روح اس میں پھونک دی تو تم سب لوگ اسکے لیے زمین پر
سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ جب اعمال کا پورا قالب طیار ہو جاتا ہے تو اس
قالب میں وہ روح چمک اٹھتی ہے جسکو خدا تعالی اپنے ذات کی طرف منسوب کرتا ہے کیونکہ دنیوی زندگی
کی فنا کے بعد وہ قالب طیار ہوتا ہے اسلیے الٰہی روشنی جو پہلے دھیمی تھی یکدفعہ بھڑک اٹھتی ہے
اور واجب ہوتا ہے کہ خدا کی ایسی شان کو دیکھکر ہر ایک سجدہ کرے اور اسکی طرف کھینچا جائے سو
اس نور کو دیکھکر سجدہ کرتا ہے اور طبعاً اسطرف آتا ہے بجز ابلیس کے جو تاریکی سے دوستی رکھتا ہے
میں پہلی بات کی طرف رجوع کر کے بیان کرتا ہوں کہ یہ بات نہایت درست اور صحیح ہے کہ روح ایک لطیف
نور ہے جو اس جسم کی اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے پیدا ہونے سے مراد یہ ہے
کہ اول مخفی اور غیر محسوس ہوتا ہے پھر نمایاں ہو جاتا ہے اور ابتدای اسکا خمیر نطفہ میں موجود ہوتا ہے بیشک
وہ آسمانی خدا کے ارادہ سے اور اسکے اذن اور اسکی مشیت سے ایک مجہول الکنہ علاقہ کے ساتھ نطفہ
تعلق رکھتا ہے اور نطفہ کا وہ ایک روشن اور نورانی جوہر ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایسی جز
جیسا کہ جسم جسم کی جز ہوتا ہے مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نطفہ کے مادہ
آمیزش پاتا ہے بلکہ وہ ایسا نطفہ میں مخفی ہوتا ہے جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے **خدا کی کتاب**
یہ منشا نہیں ہے کہ **روح** الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر گرتی ہے اور پھر

تعلق سے نطفہ کے ساتھ ملکر رحم کے اندر چلی جاتی ہے بلکہ یہہ خیال کسیطرح صحیح نہیں ٹہیر سکتا اگر ہم ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل پر ٹہیراتا ہے ہم روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ گندے اور باسی کھانوں میں اور گندے زخموں میں ہزارہا کیڑے پڑ جاتے ہیں میلے کپڑوں میں صدہا جوئیں پڑ جاتی ہیں انسان کے پیٹ کے اندر بھی کدو دانے وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اب کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ باہر سے آتے ہیں یا آسمان سے اترتے کسی کو دکھائی دیتے ہیں سو صحیح یہی بات ہے کہ **روح جسم میں سے ہی نکلتی ہے** اور اسی دلیل سے اسکا **مخلوق ہونا بھی ثابت ہوتا ہے** اب اسوقت ہمارا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ جس قادر مطلق نے روح کو قدرت کاملہ کے ساتھ جسم میں سے ہی نکالا ہے اسکا یہی ارادہ معلوم ہوتا ہے کہ روح کی دوسری پیدایش کو بھی جسم کے ذریعہ سے ہی ظہور میں لاوے روح کی حرکتیں ہمارے جسم کی حرکتوں پر موقوف ہیں جس طرف ہم جسم کو کھینچتے ہیں روح بھی بالضرورت پیچھے پیچھے کھینچی چلی آتی ہے اسلیئے انسان کی طبعی حالتوں کی طرف متوجہ ہونا خداتعالیٰ کی سچی کتاب کا کام ہے یہی وجہ ہے کہ **قرآن شریف** نے انسان کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے لیئے بہت توجہ فرمائی ہے اور انسان کا ہنسنا رونا کھانا پینا پہننا سونا۔ بولنا چپ ہونا۔ بیوی کرنا مجرد رہنا۔ چلنا۔ ٹہیرنا۔ اور ظاہری پاکیزگی غسل وغیرہ کی شرائط بجا لانا اور بیماری کی حالت اور صحت کی حالت میں خاص خاص امور کا پابند ہونا ان سب باتوں پر ہدایتیں دی ہیں اور انسان کی جسمانی حالتوں کو روحانی حالتوں پر بہت ہی موثر قرار دیا ہے اگر ان ہدایتوں کو تفصیل سے لکھا جائے تو میں خیال نہیں کر سکتا کہ اس مضمون کے سنانے کے لیے کوئی وقت کافی ہو سکے۔

میں جب خدا کے **پاک کلام** پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیونکر اس نے اپنی **تعلیموں** میں انسان کو اسکی **طبعی** حالتوں کی اصلاح کے قواعد عطا فرما کر پھر آہستہ آہستہ اوپر کیطرف کھینچا ہے اور اعلےٰ درجہ کی روحانی حالت تک پہونچانا چاہا ہے تو مجھے یہہ **پرمعرفت قاعدہ** یوں معلوم ہوتا ہے کہ اول خدا نے یہہ چاہا ہے کہ انسان کو نشست برخاست اور کھانے پینے اور بات چیت اور تمام تمام معاشرت کے طریق سکھلا کر وحشیانہ طریقوں سے نجات دیوے اور حیوانات کی مشابہت سے تمیز دیکر ایک ادنیٰ درجہ کی اخلاقی حالت جسکو ادب اور شائستگی کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں سکھلا دے پھر انسان کی نیچرل عادات کو جنکو دوسرے لفظوں میں اخلاق رذیلہ کہہ سکتے ہیں اعتدال پر لاوے تاکہ وہ

Marfat.com

اعتدال پاکر اخلاق فاضلہ کے رنگ میں آجائیں مگر یہ دونوں طریقے درحقیقت ایک ہی ہیں کیونکہ طبعی حالتوں کی اصلاح کے متعلق ہیں صرف ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فرق نے انکو دو قسم بنا دیا ہے اور اس حکیم مطلق نے اخلاق کے نظام کو ایسے طور سے پیش کیا ہے کہ جس سے انسان ادنیٰ خلق سے اعلیٰ خلق تک ترقی کر سکے

اور پھر **تیسرا مرحلہ ترقیات** کا یہ رکھا ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے اور سب وجود اسکا خدا کے لیے ہو جائے یہ وہ مرتبہ ہے جسکو یاد دلانے کے لیے مسلمانوں کے دین کا نام **اسلام** رکھا گیا ہے کیونکہ اسلام اس بات کو کہتے ہیں کہ بکلی خدا کے لیے ہو جانا اور اپنا کچھ باقی نہ رہنا جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ **ترجمہ** یعنے نجات یافتہ وہ شخص ہے جو اپنے وجود کو خدا کے لیے اور خدا کی راہ میں قربانی کی طرح رکھدے اور نہ صرف نیت سے بلکہ نیک کاموں سے اپنے صدق کو دکھلاوے جو شخص ایسا کرے اسکا بدلہ خدا کے نزدیک مقرر ہو چکا اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غمگیں ہونگے ۔ کہہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا اس خدا کے لیے ہے جسکی ربوبیت تمام چیزوں پر محیط ہے کوئی چیز اور کوئی شخص اسکا شریک نہیں اور مخلوق کو کسی قسم کی شراکت اسکے ساتھ نہیں مجھے یہی حکم ہے کہ میں ایسا کروں اور اسلام کے مفہوم پر قائم ہونیوالا یعنے خدا کی راہ میں اپنے وجود کی قربانی دینے والا سب سے اول میں ہوں یہ میری راہ ہے سو آؤ میری راہ اختیار کرو اور اسکے مخالف کوئی راہ اختیار نہ کرو کہ خدا سے دور جا پڑو گے ان کو کہدے کہ اگر خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے ہو لو اور میری راہ پر چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور وہ تو بخشندہ اور رحیم ہے ۔

اب ہم انسان کے ان تین مرحلوں کا جدا جدا بیان کرینگے لیکن اول یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ طبعی حالتیں جنکا سرچشمہ اور منبع نفس امارہ ہے خدا تعالےٰ کے پاک کلام کے اشارات کے موافق اخلاقی حالتوں سے کوئی الگ چیز نہیں ہے کیونکہ خدا کے پاک کلام نے تمام نیچرل قوای اور جسمانی خواہشوں

Marfat.com

اور تقاضوں کو طبعی حالات کے مد میں رکھا ہے اور وہی طبعی حالتیں ہیں جو بالارادہ تربیت اور تعدیل اور موقعہ بینی اور محل پر استعمال کرنے کے بعد اخلاق کا رنگ پکڑ لیتے ہیں ایسا ہی اخلاقی حالتیں روحانی حالتوں سے کوئی الگ باتیں نہیں ہیں بلکہ وہی اخلاقی حالتیں ہیں جو پورے فنافی اللہ اور تزکیہ نفس اور پورے انقطاع الی اللہ اور پوری محبت اور پوری محویت اور پوری سکینت اور اطمینان اور پوری موافقت باللہ سے روحانیت کا رنگ پکڑ لیتے ہیں طبعی حالتیں جب تک اخلاقی رنگ میں نہ آویں کسی طرح انسان کو قابل تعریف نہیں بناتیں کیونکہ وہ دوسرے حیوانات بلکہ جمادات میں بھی پائی جاتی ہیں ایسا ہی مجرد اخلاق کا حاصل کرنا بھی انسان کو روحانی زندگی نہیں بخشتا بلکہ ایک شخص خدا تعالی کے وجود سے بھی منکر رہ کر اچھے اخلاق دکھلا سکتا ہے دل کا غریب ہونا یا دل کا حلیم ہونا یا صلح کار ہونا یا ترک شر کرنا اور شریر کے مقابلہ پر نہ آنا یہ تمام طبعی حالتیں ہیں اور ایسی باتیں ہیں جو ایک نااہل کو بھی حاصل ہو سکتی ہیں جو اصل سرچشمہ نجات سے بے نصیب اور ناآشنا محض ہے اور بہت سے چار پائے غریب بھی ہوتے ہیں اور پلنے اور خو پذیر ہونے سے صلح کاری بھی دکھلاتے ہیں سوٹے پر سوٹا مارنے سے کوئی مقابلہ نہیں کرتے مگر پھر بھی انکو انسان نہیں کہہ سکتے چہ جائیکہ ان خصلتوں سے وہ اعلے درجہ کے انسان بن سکیں ایسا ہی بد سے بد عقیدہ والا بلکہ بعض بدکاریوں کا مرتکب ان باتوں کا پابند ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ انسان رحم میں اس حد تک پہونچ جاوے کہ اگر اسکے اپنے ہی زخم میں کیڑے پڑیں انکو بھی قتل کرنا روا نہ رکھے اور جانداروں کی پاسداری اس قدر کرے کہ جوئیں جو سر میں پڑتی ہیں یا وہ کیڑے جو پیٹ اور انتڑیوں میں اور دماغ میں پیدا ہوتے ہیں انکو بھی آزار دینا نہ چاہئے بلکہ میں قبول کرسکتا ہوں کہ کسی کا رحم اس حد تک پہونچے کہ وہ شہد کھانا ترک کردے کیونکہ وہ بہت سی جانوں کے تلف ہونے اور غریب مکھیوں کو اُن کے استھان سے پراگندہ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور میں مانتا ہوں کہ کوئی مشک سے بھی پرہیز کرے کیونکہ وہ غریب ہرن کا خون ہے اور اس غریب کو قتل کرنے اور بچوں سے جدا کرنے کے بعد میسر آسکتا ہے ایسا ہی مجھے اس سے بھی انکار نہیں کہ کوئی موتیوں کے استعمال کو بھی چھوڑ دے اور ابریشم کو پہننا بھی ترک کرے کیونکہ یہ دونوں غریب کیڑوں کے ہلاک کرنے سے ملتے ہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ کوئی شخص دکھ کے وقت جونکوں کے لگانے سے بھی پرہیز کرے اور آپ دکھ اٹھالے اور غریب جونک کی موت کا خواہاں نہ ہو بالآخر اگر کوئی مانے یا نہ مانے مگر میں مانتا ہوں کہ کوئی شخص اس قدر رحم کو کمال کے نقطہ تک پہونچا دے

Marfat.com

کہ پانی پینا چھوڑ دے اور اس طرح پانی کے کیڑوں کے بچانے کے لیے اپنے تئیں ہلاک کرے ہیں یہ سب کچھ
قبول کرتا ہوں لیکن میں ہرگز قبول نہیں کرسکتا کہ یہ تمام طبعی حالتیں اخلاق کہلا سکتی ہیں یا صرف انہیں
سے وہ اندرونی گند دھوئے جا سکتے ہیں جنکا وجود خدا کے ملنے کی روک ہے میں کبھی باور نہیں کروں گا کہ
اسطرح کا غریب اور بے آزار بنا جس میں بعض چارپائیوں اور پرندوں کا کچھ نمبر زیادہ ہے اعلےٰ انسانیت کے
حصول کا موجب ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک یہہ قانون قدرت سے لڑائی ہے اور رضا کے بھاری خلق
کے برخلاف اور اس نعمت کو رد کرنا ہے جو قدرت نے ہمکو عطا کی ہے بلکہ وہ روحانیت ہر ایک خلق کو محل اور
موقعہ پر استعمال کرکے بعد اور پھر خدا کی راہوں میں وفاداری کے ساتھ قدم مارنے سے اور اسیکا ہو
جانے سے ملتی ہے جو اسکا ہو جاتا ہے اس کی یہی نشانی ہے کہ وہ اسکے بغیر جی ہی نہیں سکتا عارف
ایک مچھلی ہے جو خدا کے ہاتھ سے ذبح کی گئی اور اسکا پانی خدا کی محبت ہے۔

اب میں پہلے کلام کی طرف رجوع کرتا ہوں میں ابھی ذکر کرچکا ہوں کہ انسانی حالتوں کے سرچشمے
تین ہیں یعنے نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ اور طریق اصلاح کے بھی تین ہیں **اوّل** یہ کہ بے تمیز
وحشیوں کو اس ادنیٰ خلق پر قائم کیا جائے کہ وہ کھانے پینے اور شادی وغیرہ تمدنی امور میں انسانیت کے
طریقے پر چلیں نہ ننگے پھریں نہ کتوں کیطرح مردار خوار ہوں اور نہ کوئی اور بے تمیزی ظاہر کریں یہ طبعی
حالتوں کے اصلاحوں میں سے ادنیٰ درجہ کی اصلاح ہے یہ اس قسم کی اصلاح ہے کہ اگر مثلاً پورٹ بلیر کے
جنگلی آدمیوں میں سے کسی آدمی کو انسانیت کے لوازم سکھلانا ہو تو پہلے ادنیٰ ادنیٰ اخلاق انسانیت
کے اور طریق ادب انکو تعلیم دیجائیگی **دوسرا طریق اصلاح** کا یہ ہے کہ جب کوئی ظاہری آداب
انسانیت حاصل کرلیوے تو اس کو بڑے بڑے اخلاق انسانیت کے سکھائے جائیں اور انسانی قویٰ
میں جو کچھ بھرا پڑا ہے ان سب کو محل اور موقعہ پر استعمال کرنیکی تعلیم دیجائے **تیسرا طریق اصلاح** کا یہ ہے
کہ جو لوگ اخلاق فاضلہ سے متصف ہو گئے ہیں ایسے خشک زاہدوں کو شربت محبت اور وصل کا مزہ چکھایا
جائے یہ تین اصلاحیں ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں اور ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جبکہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی جیسا کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنے جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے
اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو اہل کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن

الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے پس قرآن شریف کا کام دراصل مردوں کو زندہ کرنا تھا جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا یعنے یہہ بات جان لو کہ اب اللہ تعالیٰ نئے سرے زمین کو بعد اسکے مرنے کے زندہ کرنے لگا ہے اس زمانہ میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہونچا ہوا تھا اور کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہیں رہا تھا اور تمام معاصی انکی نظر میں فخر کی جگہہ تہے ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا حرام کا کہانا انکے نزدیک ایک شکار تھا ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تہے اسیواسطے اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا کہ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھَاتُکُمْ یعنے آج مائیں تمہاری تم پر حرام ہو گئیں ایسا ہی وہ مردار کہاتے تہے آدم خور بھی تہے دنیا کا کوئی بھی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تہے اکثر معاد سے منکر تہے بہتیرے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہ تہے لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتے تہے یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کہاتے تہے بظاہر تو انسان تہے مگر عقلیں مسلوب تہیں نہ حیا تھی نہ شرم تھی نہ غیرت تھی شراب کو پانی کی طرح پیتے تہے جسکا زنا کاری میں اول نمبر ہوتا تھا وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا بے علمی اسقدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے انکا نام اُمّی رکھدیا تھا ایسے وقت میں اور ایسی قوموں کی اصلاح کے لیے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے پس وہ تین قسم کی اصلاحیں جنکا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں انکا درحقیقت یہی زمانہ تھا پس اسیوجہ سے قرآن شریف دنیا کی تمام ہدایتوں کی نسبت اکمل اور اتم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ دنیا کی اور کتابوں کو ان تینوں قسم کی اصلاحوں کا موقعہ نہیں ملا اور قرآن کو ملا قرآن کا یہہ مقصد تھا کہ حیوانوں سے انسان بنا دے اور انسان سے با اخلاق انسان بنا دے اور با اخلاق انسان سے خدا انسان بنا دے اسیواسطے ان تین امور پر قرآن شریف مشتمل ہے ۔

اور قبل اسکے جو ہم **اصلاحات ثلثہ** کا مفصل بیان کریں یہہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ **قرآن شریف** میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو زبردستی ماننی پڑے بلکہ تمام قرآن کا مقصد صرف اصلاحات ثلثہ ہیں اور اسکی تمام تعلیموں کا لب لباب یہی تین اصلاحیں ہیں اور باقی تمام احکام ان اصلاحوں کے لیے بطور وسائل کے ہیں اور جسطرح بعض وقت ڈاکٹر کو بھی صحت کے پیدا کرنے کے لیے کبھی چیرنے کبھی مرہم لگانیکی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی قرآن تعلیم نے بھی انسانی ہمدردی کے لیے ان لوازم کو اپنے اپنے محل پر استعمال کیا ہے اور اسکے تمام معارف یعنی گیان کی باتیں ۔ اور وصایا اور وسائل کا اصل مطلب یہہ ہے کہ انسانوں کو ان کی طبعی حالتوں سے جو وحشیانہ رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اخلاقی حالتوں تک پہونچانے

اور پھر اخلاقی حالتوں سے روحانیت کے ناپیدا کنار دریا تک پہونچائے اور پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ طبعی حالات اور
اخلاقی حالات سے کچھ الگ چیز نہیں ... بلکہ وہی حالات ہیں جو تعدیل اور موقعہ اور محل پر استعمال کرنے سے اور
عقل کی تجویز اور مشورہ سے کام میں لانے سے اخلاقی حالات کا رنگ پکڑ لیتے ہیں اور قبل اسکے کہ وہ عقل اور
معرفت کی صلاح اور مشورہ سے صادر ہوں گو وہ کیسی ہی اخلاق سے مشابہ ہوں درحقیقت اخلاق نہیں ہوتے
بلکہ طبیعت کی ایک بے اختیار رفتار ہوتی ہے جیسا کہ اگر ایک کتّے یا ایک بکری سے اپنے مالک کے ساتھ محبت
اور انکسار ظاہر ہو تو اس کتّے کو خلیق نہیں کہیں گے اور نہ اس بکری کا نام مہذب الاخلاق رکھیں گے اسی طرح
ہم ایک بھیڑیے یا شیر کو انکی درندگی کی وجہ سے بدخلق نہیں کہیں گے بلکہ جیسا کہ ذکر کیا تھا اخلاقی حالت محل اور
سوچ اور وقت شناسی کے بعد شروع ہوتی ہے اور ایک ایسا انسان جو عقل و تدبیر سے کام نہیں لیتا وہ ان
شیرخوار بچوں کی طرح ہے جنکے دل اور دماغ پر ہنوز قوت عقلیہ کا سایہ نہیں پڑا یا ان دیوانوں کی طرح جو جوہر عقل
اور دانش کو کھو بیٹھے ہیں ظاہر ہے کہ جو شخص بچہ شیرخوار اور دیوانہ ہو وہ ایسی حرکات بعض اوقات ظاہر کرتا ہے
کہ جو اخلاق کے ساتھ مشابہ ہوتی ہیں مگر کوئی عقلمند ان کا نام اخلاق نہیں رکھ سکتا کیونکہ وہ حرکتیں تمیز اور موقعہ
بینی کے چشمے سے نہیں نکلتیں بلکہ وہ طبعی طور پر تحریکوں کے پیش آنے کے وقت صادر ہوتی جاتی ہیں جیسا کہ
انسان کا بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتیوں کیطرف رخ کرتا ہے اور ایک مرغ کا بچہ پیدا ہوتے ہی دانہ چگنے
کے لیے دوڑتا ہے جوک کا بچہ جوک کی عادتیں اپنے اندر رکھتا ہے اور سانپ کا بچہ سانپ کی عادتیں ظاہر کرتا ہے
اور شیر کا بچہ شیر کی عادتیں دکھلاتا ہے۔ بالخصوص انسان کے بچہ کو غور سے دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسے پیدا ہوتے
ہی انسانی عادتیں دکھلانا شروع کر دیتا ہے اور پھر جب برس ڈیڑھ برس کا ہوا تو وہ عادات طبعیہ بہت نمایاں
ہو جاتی ہیں مثلاً پہلے جس طور سے روتا تھا اب رونا بہ نسبت پہلے کے کسیقدر بلند ہو جاتا ہے ایسا ہی ہنسنا
قہقہہ کی حد تک پہونچ جاتا ہے اور آنکھوں میں بھی عمداً دیکھنے کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور اس عمر میں
ایک اور امر طبعی پیدا ہو جاتا ہے کہ اپنی رضامندی یا نارضامندی حرکات سے ظاہر کرتا ہے اور کسیکو مارتا
اور کسیکو کچھ دینا چاہتا ہے مگر یہ تمام حرکات دراصل طبعی ہوتے ہیں پس ایسے بچہ کی مانند ایک وحشی آدمی
بھی ہے جو انسانی تمیز سے بہت ہی کم حصہ ملا ہے وہ بھی اپنے ہر ایک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں طبعی
حالات ہی دکھلاتا ہے اور اپنی طبیعت کے جذبات کا تابع رہتا ہے کوئی بات اسکے اندرونی قویٰ کے تدبر
اور تفکر سے نہیں نکلتی بلکہ جو کچھ طبعی طور پر اسکے اندر پیدا ہوتا ہے وہ خارجی تحریکوں کے مناسب حال

Marfat.com

چلا جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اسکی طبعی جذبات جو اسکے اندر سے کسی تحریک سے باہر آتے ہیں وہ سب کے سب بُری نہ ہوں بلکہ بعض انکے نیک اخلاق سے مشابہ ہوں لیکن عاقلانہ تدبر اور موقعہ شناسی کو ان میں دخل نہیں ہوتا اور اگر کسیقدر ہو بھی تو وہ بوجہ غلبہ جذبات طبعی کی قابل اعتبار نہیں ہوتا بلکہ جس طرف کثرت ہے اسی طرف کو معتبر سمجھا جائے گا غرض ایسے شخص کیطرف حقیقی اخلاق منسوب نہیں کر سکتے جسپر جذبات طبعیہ حیوانوں اور بچوں اور دیوانوں کی طرح غالب ہیں اور جو اپنی زندگی کو قریب قریب وحشیوں کے بسر کرتا ہے بلکہ حقیقی طور پر نیک یا بد اخلاق کا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے کہ جب انسان کی عقل خداداد پختہ ہو کر اس کے ذریعہ سے نیکی اور بدی یا دو بدیوں یا دو نیکیوں کے درجہ میں فرق کر سکے پھر اچھے راہ کے ترک کرنے سے اپنے دل میں ایک حسرت پاوے اور بُرے کام کے ارتکاب سے اپنے تئیں متندم اور پشیمان دیکھے یہ انسان کی زندگی کا دوسرا زمانہ ہے جس کو خدا کے پاک کلام قرآن شریف میں نفس لوّامہ کے نام سے تعبیر کیا ہے مگر یاد رہے کہ ایک وحشی کو کو نفس لوامہ کی حالت تک پہونچانے کے لیے صرف سرسری نصائح کافی نہیں ہوتی بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کو خدا شناسی کا اس قدر حصہ ملے جس سے وہ اپنی پیدایش بیہودہ اور عبث خیال نہ کرے تا معرفت الٰہی سے سچے اخلاق اس میں پیدا ہوں اسیوجہ سے خدا تعالیٰ نے ساتھ ساتھ سچے خدا کی معرفت کر لیے توجہ دلائی ہے اور یقین دلایا ہے کہ ہر یک عمل اور خلق ایک نتیجہ رکھتا ہے جو اس زندگی میں روحانی راحت یا روحانی عذاب کا موجب ہوتا ہے اور دوسری زندگی میں کھلے کھلے طور پر اپنا اثر دکھائے گا غرض نفس لوامہ کے درجہ پر انسان کو عقل اور معرفت اور پاک کانشنس سے اس قدر حصہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ بُرے کام پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے اور نیک کام کا خواہشمند اور حریص رہتا ہے یہ وہی درجہ ہے کہ جس میں انسان اخلاق فاضلہ حاصل کرتا ہے۔

اس جگہ بہتر ہوگا کہ میں **خُلق** کے لفظ کی بھی کسیقدر تعریف کر دوں۔ سو جاننا چاہیئے کہ **خَلق** خا کے فتح سے ظاہری پیدائش کا نام ہے اور **خُلق** خا کے ضمہ سے باطنی پیدایش کا نام ہے اور چونکہ باطنی پیدایش اخلاق سے ہی کمال کو پہونچتی ہے نہ صرف طبعی جذبات سے اسلیے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے طبعی جذبات پر نہیں بولا گیا۔ اور پھر یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں کہ خلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے۔ یہ انکی غلطی ہے بلکہ جو بمقابلہ ظاہری اعضا کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں ان سب کیفیتوں کا نام خُلق ہے مثلاً انسان آنکھ سے

Marfat.com

سے روتا ہے اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو تو وہ ایک خلق ہے ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو شجاعت کہتے ہیں پس جب انسان محل اور موقعہ کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اُسکا نام بھی خلق ہے اور ایسا ہی انسان کبھی ہاتھوں کے ذریعہ سے مظلوموں کو ظالموں سے بچانا چاہتا ہے یا ناداروں اور بھوکھوں کو کچھ دینا چاہتا ہے یا کسی اور طور سے بنی نوع کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو رحم بولتے ہیں اور کبھی انسان اپنے ہاتھوں کے ذریعہ سے ظالم کو سزا دیتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو انتقام کہتے ہیں اور کبھی انسان حملہ کے مقابل پر حملہ کرنا نہیں چاہتا اور ظالم کے ظلم سے درگذر کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جس کو عفو اور صبر کہتے ہیں اور کبھی انسان بنی نوع کو فائدہ پہونچانے کے لیئے اپنے ہاتھوں سے کام لیتا ہے یا پیروں سے یا دل اور دماغ سے اور انکی بہبودی کے لیے اپنا سرمایہ خرچ کرتا ہے تو اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے جسکو سخاوت کہتے ہیں پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقعہ اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے تو اسوقت ان کا نام خلق رکھا جاتا ہے اللہ جل شانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے **اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ** یعنے تو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے سو اسی تشریح کے مطابق اسکے معنے ہیں یعنے یہہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم۔ احسان۔ صدق۔ حوصلہ وغیرہ تجھہ میں جمع ہیں غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں جیساکہ۔ ادب۔ حیا۔ دیانت۔ مروت۔ غیرت۔ استقامت۔ عفت۔ زہادت۔ اعتدال۔ مواسات یعنے ہمدردی۔ ایسا ہی شجاعت۔ سخاوت۔ عفو۔ صبر۔ احسان۔ صدق۔ وفا۔ وغیرہ جب یہہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ظاہر کیئے جائیں گے تو سب کا نام اخلاق ہوگا اور یہہ تمام اخلاق درحقیقت انسان کی طبعی حالتیں اور طبعی جذبات ہیں اور صرف اسوقت اخلاق کے نام سے موسوم ہوتے ہیں کہ جب محل اور موقعہ کے لحاظ سے بالارادہ انکو استعمال کیا جائے چونکہ انسان کے طبعی خواص میں سے ایک یہی خاصہ ہے کہ وہ ترقی پذیر جاندار ہے اسلیے وہ سچے مذہب کی پیروی اور نیک صحبتوں اور نیک تعلیموں سے ایسے طبعی جذبات کو اخلاق کے رنگ میں لے آتا ہے اور یہہ امر کسی اور جاندار کے لیے نصیب نہیں۔

اب ہم منجملہ **قرآن شریف کی اصلاحات ثلثہ کے** پہلی اصلاح کو جو ادنے

حد درجہ کی طبعی حالتوں کے متعلق ہیں ذکر کرتے ہیں اور یہ اصلاح اخلاق کے شعبوں میں سے وہ شعبہ ہے جو ادب کے نام سے موسوم ہے یعنے وہ ادب جسکی پابندی وحشیوں کو انکی طبعی حالتوں کھانے پینے اور شادی کرنے وغیرہ تمدنی امور میں مرکز اعتدال پر لاتی ہے اور اس زندگی سے نجات بخشتی ہے جو وحشیانہ اور چارپایوں یا درندوں کیطرح ہو جیسا کہ ان تمام آداب کے بارے میں **اللہ جل شانہ قرآن شریف** میں فرماتا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ - لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۔ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ - أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ۔ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ ۔ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۔ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۔ وَإِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ تَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

Marfat.com

مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ
اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۭ وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ **ترجمہ** یعنے تم پر تمہاری مائیں حرام
کی گئیں اور ایسا ہی تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری
بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی
بہنیں اور تمہاری بی بیوں کی مائیں اور تمہاری بی بیوں کے پہلے خاوند سے لڑکیاں جنسے تم ہم صحبت
ہو چکے ہو اور اگر تم ان سے ہم صحبت نہیں ہو تو کوئی گناہ نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی عورتیں اور
ایسے ہی دو بہنیں ایک وقت میں یہ سب کام جو پہلے ہوتے تھے آج تم پر حرام کیے گئے یہ بھی تمہارے لیے
جائز نہ ہوگا کہ جبرا عورتوں کے وارث بنجاؤ یہ بھی جائز نہیں کہ تم ان عورتوں کو نکاح میں لاؤ جو تمہارے
باپوں کی بیویاں تھیں جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ پاک دامن عورتیں تم میں سے یا پہلے اہل کتاب میں
سے تمہارے لیے حلال ہیں کہ انسے شادی کرو لیکن جب مہر قرار پاکر نکاح ہو جائے بدکاری جائز نہیں
اور نہ چھپا ہوا یارانہ عرب کے جاہلوں میں جس شخص کے اولاد نہیں ہوتی تھی بعض میں یہ رسم تھی کہ انکی
بیوی اولاد کے لیے دوسرے سے آشنائی کرتی قرآن شریف نے اس صورت کو حرام کر دیا **ساخت**
اسی بدرسم کا نام ہے پھر فرمایا کہ تم خودکشی نہ کرو۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اور دوسرے گھروں میں وحشیوں
کی طرح خود بخود بے اجازت نہ چلے جاؤ اجازت لینا شرط ہے اور جب تم دوسروں کے گھروں میں جاؤ تو
داخل ہوتے ہی السلام علیکم کہو اور اگر ان گھروں میں کوئی نہ ہو تو جب تک کوئی مالک خانہ تمہیں اجازت
نہ دے ان گھروں میں مت جاؤ اور اگر مالک خانہ یہ کہے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے آؤ اور گھروں میں دیوار
پر سے کود کر نہ جایا کرو بلکہ گھروں میں ان گھروں کے دروازہ میں سے جاؤ اور اگر کوئی تمہیں **سلام** کہے
تو اس سے بہتر اور نیک تر اسکو سلام کہو شراب اور قمار بازی اور بت پرستی اور شگون لینا یہ سب پلید اور
شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ مردار مت کھاؤ خنزیر کا گوشت مت کھاؤ بتوں کے چڑھاوے مت کھاؤ
لاٹھی سے مارا ہوا مت کھاؤ گلے کے مرا ہوا مت کھاؤ سینگ لگنے سے مرا ہوا مت کھاؤ درندہ کا پھاڑا ہوا
مت کھاؤ۔ بت پر چڑھایا ہوا مت کھاؤ کیونکہ یہ سب مردار کا حکم رکھتے ہیں اور اگر یہ لوگ پوچھیں کہ پھر
کھائیں کیا تو جواب یہ دے کہ دنیا کی تمام پاک چیزیں کھاؤ صرف مردار اور مردار کے مشابہ اور پلید چیزیں مت
کھاؤ اور اگر مجلسوں میں تمہیں کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھو یعنے دوسروں کو جگہ دو تو جلد جگہ کشادہ کر دو تا

Marfat.com

دوسرے بیٹھیں اور اگر کہا جائے کہ تم اُٹھ جاؤ تو پھر بغیر چون و چرا کے اوٹھ جاؤ۔ گوشت دال وغیرہ سب چیزیں جو پاک ہوں بیشک کھاؤ مگر ایک ... طرف کی کثرت مت کرو اور اسراف اور زیادہ خوری سے اپنے تئیں بچاؤ لغو باتیں مت کیا کرو محل اور موقعہ کی بات کیا کرو اپنے کپڑے صاف رکھو بدن کو اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنے غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو۔ نہ بہت اونچا بولا کرو نہ بہت نیچا درمیان کو نگاہ رکھو یعنے باستثناء وقت ضرورت کے۔ چلنے میں بھی نہ بہت تیز چلو نہ بہت آہستہ درمیان کو نگاہ رکھو۔ جب سفر کرو تو ہر ایک طور پر سفر کا انتظام کر لیا کرو اور کافی زاد راہ لے لیا کرو تا گداگری سے بچو۔ جنابت کی حالت میں غسل کر لیا کرو۔ جب روٹی کھاؤ تو سائل کو بھی دو اور کتے کو بھی ڈالدیا کرو اور دوسرے پرند وغیرہ کو بھی اگر موقع ہو۔ یتیم لڑکیاں جنکی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شائد تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور انکا تمہیں خوف رہے ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اور اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے چار کی حد جو لگا دی گئی ہے وہ اس مصلحت سے ہے کہ تا تم پرانی عادت کے تقاضا سے افراط نہ کرو یعنے صدہا تک نوبت نہ پہونچاؤ یا یہ کہ حرام کاری کی طرف جھک جاؤ اور اپنی عورتوں کو مہر دو غرض یہہ قرآن شریف کی پہلی اصلاح ہے جس میں انسان کی طبعی حالتوں کو وحشیانہ طریقوں سے کھینچکر انسانیت کے لوازم اور تہذیب کی طرف توجہ دی گئی ہے اس تعلیم میں ابھی اعلے اخلاق کا کچھ ذکر نہیں صرف انسانیت کے آداب ہیں۔ اور ہم لکھ چکے ہیں کہ اس تعلیم کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس قوم کی اصلاح کے لیے آئے تھے وہ وحشیانہ حالت میں سب قوموں سے بڑھے ہوئے تھے کسی پہلو میں انسانیت کا طریق ان میں قائم نہیں رہا تھا پس ضرور تھا کہ سب سے پہلے انسانیت کے ظاہری ادب ان کو سکھلائے جاتے ایک **نکتہ** اس جگہہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ نکتہ یہہ ہے کہ **خنزیر** جو حرام کیا گیا ہے خدا نے ابتدا سے اس کے نام میں ہی حرمت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ خنزیر کا لفظ **خنز** اور **ار** سے مرکب ہے جسکے یہہ معنے ہیں کہ میں اسکو بہت فاسد اور خراب دیکھتا ہوں خنز کے معنے بہت فاسد اور ار کے معنے دیکھتا ہوں پس اس جانور کا نام جو ابتدا سے خدا تعالی کی طرف سے اسکو ملا ہے وہی اسکی پلیدی پر دلالت کرتا ہے اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ ہندی میں اس جانور کو **سور**

Marfat.com

کہتے ہیں یہ لفظ بھی **سوء** اور **اَر** سے مرکب ہے جسکے معنے یہہ ہیں کہ میں اسکو بہت بُرا دیکھتا ہوں۔ اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ سوء کا لفظ عربی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ہمنے اپنی کتاب **منن الرحمن** میں ثابت کیا ہے کہ تمام زبانوں کی ماں **عربی زبان** ہے اور عربی کے لفظ ہر ایک زبان میں نہ ایک نہ دو بلکہ ہزاروں ملے ہوئے ہیں سو سؤر عربی لفظ ہے اسی لیے ہندی میں سُور کا ترجمہ بَد ہے پس اس جانور کو بَد بھی کہتے ہیں اس میں کچھ بھی شک نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں جبکہ تمام دنیا کی زبان عربی تھی اس ملک میں یہ نام اس جانور کا عربی میں مشہور تھا جو خنزیر کے نام سے ہم معنے ہیں پھر اب تک یادگار باقی رہگیا۔ ہاں یہہ ممکن ہے کہ شاستری میں اسکے قریب قریب ہی لفظ متغیر ہو کر اور کچھ بنگیا ہو مگر صحیح لفظ یہی ہے کیونکہ اپنی **وجہ تسمیہ** ساتھ رکھتا ہے جسپر لفظ خنزیر گواہ ناطق ہے۔ اور یہہ معنے جو اسکے لفظ سے ہیں یعنے بہت فاسد اسکی تشریح کی حاجت نہیں اس بات کا کسکو علم نہیں کہ یہہ جانور اول درجہ کا نجاست خور اور نیز بے غیرت اور دیوث ہے اب اسکے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن اور روح پر پلید ہی ہو کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی پڑے گا جیسا کہ **یونانی طبیبوں** نے اسلام سے پہلے ہی یہہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔ اور مردار کا کھانا بھی اسی لیے اس شریعت میں منع ہے کہ مردار بھی کھانے والے کو اپنے رنگ میں لاتا ہے اور نیز ظاہری صحت کے لیے بھی مضر ہے اور جن جانوروں کا خون اندر ہی رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا یا لاٹھی سے مارا ہوا یہہ تمام جانور درحقیقت مردار کے حکم میں ہی ہیں۔ کیا مردہ کا خون اندر رہنے سے اپنی حالت پر رہ سکتا ہے نہیں بلکہ وہ بوجہ مرطوب ہونیکے بہت جلد گندہ ہوگا اور اپنی عفونت سے تمام گوشت کو خراب کرے گا اور نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئی ہیں مرکر ایک زہرناک عفونت بدن میں پھیلا دیں گے۔

دوسرا حصہ قرآنی اصلاح کا یہ ہے کہ طبعی حالتوں کو شرائط مناسبہ کے ساتھ مشروط کر کے اخلاق فاضلہ تک پہنچایا جائے۔ سو واضح ہو کہ یہ حصہ بہت بڑا ہے اگر ہم اس حصہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں یعنے تمام وہ اخلاق اس جگہہ لکھنا چاہیں جو **قرآن شریف** نے بیان کیے تو یہہ مضمون اس قدر لمبا ہو جائیگا کہ وقت اسکے دسویں حصہ تک بھی کفایت نہیں کریگا اسلیے چند **اخلاق فاضلہ**

Marfat.com

نمونہ کے طور پر بیان کیے جاتے ہیں اب جاننا چاہیے کہ اخلاق دو قسم کے ہیں **اوّل** وہ اخلاق جنکے ذریعہ سے انسان ترک شر پر قادر ہوتا ہے **دوسرے** وہ اخلاق جنکے ذریعہ سے انسان ایصال خیر پر قادر ہوتا ہے اور ترک شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جنکے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال یا عزت یا جان کو نقصان نہ پہونچا سکے یا نقصان رسانی اور کسرشان کا ارادہ نہ کر سکے اور ایصال خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جنکے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے مال یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دوسرے کے مال یا عزت کو فائدہ پہونچا سکے یا اسکے جلال یا عزت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے یا اگر کسی نے اسپر کوئی ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا اس سے درگذر کر سکے اور اس طرح اسکو دکھ اور عذاب بدنی اور تاوان مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہونچا سکے یا اسکو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اسکے لیے سراسر رحمت ہے - اب واضح ہو کہ وہ اخلاق جو ترک شر کے لیے صانع حقیقی نے مقرر فرمائے ہیں وہ **زبان عربی** میں جو تمام انسانی خیالات اور اوضاع اور اخلاق کے اظہار کے لیے ایک ایک **مفرد لفظ** اپنے اندر رکھتی ہے چار ناموں سے موسوم ہیں چنانچہ پہلا **خُلق** - **اِحصان** کے نام سے موسوم ہے اور اس لفظ سے مراد خاص وہ پاک دامنی ہے جو مرد اور عورت کی قوت تناسل سے علاقہ رکھتی ہے اور مُحصِن یا مُحصِنہ اس مرد یا اس عورت کو کہا جائے گا جو حرام کاری یا اس کے مقدمات سے مجتنب رہکر اس ناپاک بدکاری سے اپنے تئیں روکیں جسکا نتیجہ دونوں کے لیے اس عالم میں ذلت اور لعنت اور دوسرے جہان میں عذاب آخرت اور متعلقین کے لیے علاوہ بے آبروئی نقصان شدید ہے مثلاً جو شخص کسیکی بیوی سے اس ناجائز حرکت کا مرتکب ہو یا مثلاً زنا تو نہیں مگر اسکے مقدمات مرد اور عورت دونوں سے ظہور میں آویں تو کچھ شک نہیں کہ اس غیرت مند مظلوم کو ایسی بیوی کو جو زنا کرانے پر راضی ہو گئی تھی یا زنا بھی واقعہ ہو چکا تھا طلاق دینی پڑے گی اور بچوں پر بھی اگر اس عورت کے پیٹ سے ہونگے بڑا تفرقہ پڑے گا اور مالک خانہ یہ تمام نقصان اس بدذات کی وجہ سے اُٹھائیگا -

اس جگہ یاد رہے کہ یہ خلق جسکا نام اِحصان یا عِفّت ہے یعنے پاکدامنی یہ اسی حالت میں خلق کہلائیگا جبکہ ایسا شخص جو بدنظری یا بدکاری کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے یعنے قدرت نے وہ قویٰ اسکو دی رکھے ہیں جنکے ذریعہ سے اس جرم کا ارتکاب ہو سکتا ہے اس فعل شنیع سے اپنے تئیں بچائے

Marfat.com

اور اگر بباعث بچہ ہونے یا نامرد ہونے یا خوجہ ہونے یا پیر فرتوت ہو نیکے یہ قوت اس میں موجود نہ ہو تو اس صورت میں ہم اسکو اس خلق سے جسکا نام اِحْصَان یا عِفَّت ہے موسوم نہیں کر سکتے ہاں یہ ضرور ہے کہ عفت اور احصان کی اس میں ایک طبعی حالت ہے۔ مگر ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ طبعی حالتیں خلق کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتیں بلکہ اسوقت خلق کے مد میں داخل کی جائیں گی جب کہ عقل کے زیر سایہ ہو کر اپنے محل پر صادر ہوں یا صادر ہونے کے قابلیت پیدا کر لیں۔ لہذا جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ بچے اور نامرد اور ایسے لوگ جو کسی تدبیر سے اپنے تئیں نامرد کر لیں اس خلق کا مصداق نہیں ٹھیر سکتے گو بظاہر عفت اور احصان کے رنگ میں اپنی عمر بسر کریں بلکہ ان تمام صورتوں میں انکی عفت اور احصان کا نام طبعی حالت ہوگا نہ اور کچھ اور چونکہ یہ ناپاک حرکت اور اسکے مقدمات جیسے مرد سے صادر ہو سکتے ہیں ویسا ہی عورت سے بھی صادر ہو سکتے ہیں لہذا خدا کی پاک کتاب میں دونو مرد اور عورت کے لیے یہ تعلیم فرمائی گئی ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ط وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا۔ وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ ط فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۝ یعنے ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہدے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتے ہوں اور ایسے موقعوں پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہہ کو جسطرح ممکن ہو بچا ویں ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچا ویں یعنے بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں انکے حسن کے قصے نہ سنیں یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لیے عمدہ طریق ہے ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہدے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچا ویں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچا ویں یعنے انکی پرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہوں کو پردہ میں رکھیں اور اپنے زینت کے اعضا کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اسطرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنے گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے

ہیروں کو زمیں پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں یہ وہ تدبیر ہے کہ جسکی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے اور **دوسرا طریق** بچنے کے لیے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔ زنا کے قریب مت جاؤ یعنے ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہونچا دیتا ہے زنا کی راہ بہت بری راہ ہے یعنے منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کے لیے سخت خطرناک ہے اور جس کو نکاح میسر نہ آوے چاہیے کہ وہ اپنی عفت کو دوسرے طریقوں سے بچاوے مثلاً روزہ رکھے یا کم کھاوے یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لے اور لوگوں نے یہ بھی طریق نکالے ہیں کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح سے دست بردار رہیں یا خوجے بنیں اور کسی طریق سے رہبانیت اختیار کریں مگر ہمنے انسان پر یہ حکم فرض نہیں کیے اسی لیے وہ ان بدعتوں کو پوری طور پر نباہ نہ سکے خدا کا یہ فرمانا کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ خوجے بنیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس حکم پر عمل کرنے کے مجاز بنتے تو اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہو کر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو جاتا اور نیز اگر اس طرح پر عفت حاصل کرنا تھا کہ عضو مردی کو کاٹ دیں تو یہ در پردہ اس صانع پر اعتراض ہے جس نے وہ عضو بنایا اور نیز جبکہ ثواب کا تمام مدار اس بات میں ہے کہ ایک قوت موجود ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس قوت کے خراب جذبات کا مقابلہ کرتا ہے اور اسکے منافع سے فائدہ اٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے پس ظاہر ہے کہ ایسے عضو کے ضائع کر دینے میں دونوں ثوابوں سے محروم رہا ثواب تو جذبہ مخالفانہ کے وجود اور پھر اسکے مقابلہ سے ملتا ہے مگر جس میں بچہ کی طرح وہ قوت ہی نہیں رہی اسکو کیا ثواب ملیگا کیا بچہ کو اپنی عفت کا ثواب مل سکتا ہے؟۔

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنے عفت کے حاصل کرنے کے لیے صرف علمی تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے تئیں پاک دامن رکھنے کے لیے **پانچ علاج** بھی بتلا دیے ہیں یعنے یہ کہ اپنی آنکھوں[1] کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں[2] کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا نامحرموں[3] کے قصے نہ سننا دوسرے[4] تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر[5] نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا۔ وغیرہ۔

Marfat.com

اس جگہہ ہم بڑے دعوی سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ **اعلیٰ تعلیم** ان سب تدبیروں کے ساتھ جو **قرآن شریف** نے بیان فرمائی ہیں **صرف اسلام سے ہی خاص ہے** اور اس جگہہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا یہی ہے کہ اسکے جذبات شہوت محل اور موقعہ پاکر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں اسلیئے خدا تعالی نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلف دیکھہ تو لیا کریں اور انکی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں اور انکے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہہ تعلیم ہیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور انکے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور انکی زینت کی جگہہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور انکی خوش الحانی کی آوازیں اور انکے حسن کے قصے نہ سنیں نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہیئے کہ انکے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تاکہ ٹھوکر نہ کھاویں کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسیوقت ٹھوکریں پیش آویں سو چونکہ خدا تعالی چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اسلیئے اس نے یہ اعلےٰ درجہ کی تعلیم فرمائی اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھدیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں سو خدا تعالے نے چاہا کہ نفسانی قوی کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقعہ بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے خدا کی **کتاب** میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے یہ ان نادانوں کا خیال ہے جنکو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے بالآخر یہہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ آنکھہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں **غض بصر** کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اسکو نہیں چاہیئے کہ حیوانوں کی طرح جسطرف چاہے بے محابا نظر اوٹھا کر دیکھہ لیا کرے بلکہ اسکے لیے اس تمدنی زندگی میں

Marfat.com

غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس کی طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائیگی اور اسکی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا یہی وہ **خلق** ہے جسکو **احصان** اور **عفت** کہتے ہیں۔

دوسری قسم ترکِ شر کے اقسام میں سے وہ **خُلق** ہے جسکو عربی میں **امانت و دیانت** کہتے ہیں یعنے دوسرے کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کر کے اسکو ایذا پہنچانے پر راضی نہ ہونا سو واضح ہو کہ دیانت اور امانت انسان کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے اسیواسطے ایک بچہ شیر خوار بھی جو بوجہ کم سنی اپنی طبعی سادگی پر ہوتا ہے اور نیز بباعث صغر سنی ابھی بری عادتوں کا عادی نہیں ہوتا اسقدر غیر کی چیز سے نفرت رکھتا ہے کہ غیر عورت کا دودھ بھی مشکل سے پیتا ہے اور اگر بیہوشی کے زمانہ میں کوئی اور دایہ مقرر نہ ہو تو ہوش کے زمانہ میں اسکو دوسرے کا دودھ پلانا نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور اپنی جان پر بہت تکلیف اٹھاتا ہے اور ممکن ہے کہ اس تکلیف سے مرنے کے قریب ہو جائے مگر دوسری عورت کے دودھ سے طبعًا بیزار ہوتا ہے اسقدر نفرت کا کیا بھید ہے؟!! بس یہی کہ وہ والدہ کو چھوڑ کر غیر کی چیز کیطرف رجوع کرنے سے طبعًا متنفر ہے۔ اب ہم جب ایک گہری نظر سے بچہ کی اس عادت کو دیکھتے اور اس پر غور کرتے ہیں اور فکر کرتے کرتے اسکی اس عادت کی تہ تک چلے جاتے ہیں تو ہم پر صاف کھل جاتا ہے کہ یہ عادت جو غیر کی چیز سے اس قدر نفرت کرتا تا کہ اپنے اوپر مصیبت ڈال لیتا ہے یہی جڑ دیانت اور امانت کی ہے اور دیانت کے خلق میں کوئی شخص راستباز نہیں ٹھیر سکتا جب تک اسی بچہ کی طرح غیر کے مال کے بارے میں بھی سچی نفرت اور کراہت اسکے دل میں پیدا نہ ہو جائے۔ لیکن بچہ اس عادت کو اپنے محل پر استعمال نہیں کرتا اور اپنی بے وقوفی کے سبب سے بہت سی تکلیفیں اٹھا لیتا ہے لہذا اسکی یہ عادت صرف ایک حالت طبعی ہے جسکو وہ بے اختیار ظاہر کرتا ہے اسلیئے وہ حرکت اس کے خلق میں داخل نہیں ہو سکتی گو انسانی سرشت میں اصل جڑ خلق دیانت اور امانت کی یہی ہے جیسا کہ بچہ اس غیر معقول حرکت سے متدین اور امین نہیں کہلا سکتا ایسا ہی وہ شخص بھی اس خلق سے متصف نہیں ہو سکتا جو اس طبعی حالت کو محل پر استعمال نہیں کرتا۔ امین اور دیانت دار بننا بہت نازک امر ہے جب تک انسان اسکے تمام پہلو بجا نہ لاوے امین اور دیانت دار نہیں ہو سکتا۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے نمونہ کے طور پر **آیات** مفصلہ ذیل میں امانت کا طریق سمجھایا ہے اور وہ طریق امانت یہ ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا

Marfat.com

مَعۡرُوۡفًا ۝ وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا
اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ ۚ وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا
فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ فَاَشۡهِدُوۡا
عَلَيۡهِمۡ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ۝ وَلۡيَخۡشَ الَّذِيۡنَ لَوۡ تَرَكُوۡا مِنۡ خَلۡفِهِمۡ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوۡا
عَلَيۡهِمۡ ۖ فَلۡيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡيَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡيَتٰمٰى
ظُلۡمًا اِنَّمَا يَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ؕ وَسَيَصۡلَوۡنَ سَعِيۡرًا ۝ ترجمہ یعنے اگر کوئی ایسا تم میں مالدار
ہو جو صحیح العقل نہ ہو مثلاً یتیم یا نابالغ ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ اپنی حماقت سے اپنے مال کو ضائع کردے گا
تو تم (بطور کورٹ آف وارڈس کے) وہ تمام مال اسکا تکفل کے طور پر اپنے قبضہ میں لے لو اور وہ تمام مال جسپر
سلسلہ تجارت اور معیشت کا چلتا ہے ان بے وقوفوں کے حوالہ مت کرو اور اس مال میں سے بقدر ضرورت
انکے کہانے اور پہننے کے لیے دیدیا کرو اور انکو اچھی باتیں قول معروف کی کہتے رہو یعنے ایسی باتیں
جن سے انکی عقل اور تمیز بڑہے اور ایک طور سے انکو مناسب حال انکی تربیت ہوجاوے اور جاہل اور ناتجربہ کار
نہ رہیں اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے ان کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ
کے مناسب حال انکو پختہ کردو غرض ساتھ ساتھ ان کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان
بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا اونہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں پھر جب نکاح کے لائق ہوجائیں یعنے
عمر قریباً اٹھاراں برس تک پہونچ جاوے اور تم دیکھو کہ ان میں اپنے مال کے انتظام کی عقل پیدا ہوگئی ہے
تو ان کا مال انکے حوالہ کرو اور فضول خرچی کے طور پر انکا مال خرچ نہ کرو اور نہ اس خوف سے جلدی کرکے
کہ اگر یہ بڑے ہوجائیں گے تو اپنا مال لے لیں گے ان کے مال کا نقصان کرو جو شخص دولت مند ہو اسکو
نہیں چاہیے کہ انکے مال میں سے کچھ حق الخدمت لیوے لیکن ایک محتاج بطور معروف لے سکتا ہے عرب میں
مالی محافظوں کے لیے یہ طور معروف تھا کہ اگر یتیموں کے کارپرداز انکے مال میں سے لینا چاہتے تو
حتے الوسع یہ قاعدہ جاری رکھتے کہ جو کچھ یتیم کے مال کو تجارت سے فائدہ ہو اس میں سے آپ بھی لیتے راس
المال کو تباہ نہ کرتے سو یہ اسی عادت کی طرف اشارہ ہے کہ تم بھی ایسا کرو اور پھر فرمایا کہ جب تم یتیموں کو
مال واپس کرنے لگو تو گواہوں کے روبرو ان کو انکا مال دو اور جو شخص فوت ہونے لگے اور بچے اسکے ضعیف
اور صغیر السن ہوں تو اسکو نہیں چاہیے کہ کوئی ایسی وصیت کرے کہ جس میں بچوں کی حق تلفی ہو جو لوگ ایسے

Marfat.com

طور سے یتیم کا مال کھاتے ہیں جس سے یتیم پر ظلم ہو جائے وہ مال نہیں بلکہ آگ کھاتے ہیں اور آخر جلانیوالی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اب دیکھو خدا تعالیٰ نے دیانت اور امانت کے کس قدر پہلو بتلائے سو حقیقی دیانت اور امانت یہی ہے کہ ان تمام پہلوؤں کے لحاظ سے ہو۔ اور اگر پوری عقلمندی کو دخل دیکر امانت داری میں تمام پہلوؤں کا لحاظ نہ ہو تو ایسی دیانت اور امانت کئی طور سے چھپی ہوئی خیانتیں اپنے ہمراہ رکھے گی۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا
وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِينَ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ یعنے اس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر مت کھایا کرو اور نہ اپنے مال کو رشوت کے طور پر حکام تک پہونچایا کرو تا اس طرح پر حکام کی اعانت سے دوسرے کے مالوں کو دبا لو۔ امانتوں کو انکے حقداروں کو واپس دیدیا کرو۔ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جب تم ماپو تو پورا ماپو جب تم وزن کرو تو پوری اور بے خلل ترازو سے وزن کرو اور کسی طور سے لوگوں کو انکے مال کا نقصان نہ پہونچاؤ اور فساد کی نیت سے زمین پر مت پھرا کرو یعنے اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکا ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں۔ اور پھر فرمایا کہ تم اچھی چیزوں کے عوض میں بیہودہ اور ردی چیزیں نہ دیا کرو یعنے جسطرح دوسروں کا مال دبا لینا ناجائز ہے اسیطرح خراب چیزیں بیچنا یا اچھی کے عوض میں بُری دینا بھی ناجائز ہے۔ ان تمام آیات میں خدا تعالے نے تمام طریقے بددیانتی کے بیان فرمادیے اور ایسی کلام کلی کے طور پر فرمایا جس میں کسی بددیانتی کا ذکر باہر نہ رہجائے صرف یہی نہیں کہا کہ تو چوری نہ کرتا ایک ناداں یہ نہ سمجھ لے کہ چوری تو میرے لیے حرام ہے مگر دوسرے ناجائز طریقے سب حلال ہیں اس کلمۂ جامعہ کے ساتھ تمام ناجائز طریقوں کو حرام ٹھیرانا یہی حکمت بیانی ہے۔ غرض اگر کوئی اپنی بصیرت میں دیانت اور امانت کا خلق اپنے اندر نہیں رکھتا اور ایسے تمام پہلوؤں کی رعایت نہیں کرتا وہ اگر دیانت امانت کو بعض امور میں دکھلائے بھی تو یہ حرکت اسکی خلق دیانت میں داخل نہیں سمجھی جائیگی بلکہ ایک طبعی حالت ہوگی جو عقلی تمیز اور بصیرت سے خالی ہے۔

تیسری قسم ترک شر کے اخلاق میں سے وہ قسم ہے کہ جسکو عربی میں **هُدْنه** اور

ھُون کہتے ہیں یعنے دوسرے کو ظلم کے راہ سے بدنی آزار نہ پہونچانا اور بے شر انسان ہونا اور صلحکاری کے ساتھ زندگی بسر کرنا پس بلاشبہ صلحکاری اعلےٰ درجہ کا ایک خلق ہے اور انسانیت کے لیے از بس ضروری اور اس خلق کے مناسب حال طبعی قوت جو بچہ میں ہوتی ہے جسکی تعدیل سے یہ خلق بنتا ہے **اُلفت** ہے یعنے خوگرفتگی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان صرف اپنی طبعی حالت میں یعنے اس حالت میں کہ جب انسان عقل سے بے بہرہ ہو صلح کے مضمون کو سمجھ نہیں سکتا اور نہ جنگ جوئی کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے پس اسوقت جو ایک عادت موافقت کی اس میں پائی جاتی ہے وہی صلحکاری کی عادت کی ایک جڑ ہے لیکن چونکہ وہ عقل اور تدبر اور خاص ارادہ سے اختیار نہیں کی جاتی اسلیے خلق میں داخل نہیں بلکہ خلق میں تب داخل ہوگی کہ جب انسان بالارادہ اپنے تئیں بے شر بنا کر صلحکاری کے خلق کو اپنے محل پر استعمال کرے اور بے محل استعمال کرنے سے مجتنب ہے اس میں اللہ جل شانہ یہ **تعلیم** فرماتا ہے وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ اَلصُّلْحُ خَيْرٌ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا ۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ یعنے آپس میں صلحکاری اختیار کرو صلح میں خیر ہے۔ جب وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ خدا کے نیک بندے صلحکاری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں اور اگر کوئی لغو بات کسی سے سنیں جو جنگ کا مقدمہ اور لڑائی کی ایک تمہید ہو تو بزرگانہ طور پر طرح دیکر چلے جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر لڑنا شروع نہیں کر دیتے یعنی جب تک کوئی زیادہ تکلیف نہ پہونچے اسوقت تک ہنگامہ پردازی کو اچھا نہیں سمجھتے اور صلحکاری کے محل شناسی کا یہی اصول ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو خیال میں نہ لاویں اور معاف فرماویں اور لغو کا لفظ جو اس آیت میں آیا ہے سو واضح ہو کہ عربی زبان میں لغو اس حرکت کو کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص شرارت سے ایسی بکواس کرے یا بہ نیت ایذا ایسا فعل اس سے صادر ہو کہ درصل اس سے کچھ ایسا حرج اور نقصان نہیں پہونچتا سو صلحکاری کی یہ علامت ہے کہ ایسی بیہودہ ایذا سے چشم پوشی فرماویں اور بزرگانہ سیرت عمل میں لاویں لیکن اگر ایذا صرف لغو کی مد میں داخل نہ ہو بلکہ اس سے واقعی طور پر جان یا مال یا عزت کو ضرر پہونچے تو صلحکاری کے خلق کو اس سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اگر ایسے گناہ کو بخشا جائے تو اس خُلق کا نام **عفو** ہے جسکا انشاء اللہ تعالےٰ اسکے بعد بیان ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ جو شخص شرارت سے کچھ یاوہ گوئی کرے تو تم نیک طریق سے صلحکاری

کا اسکو جواب دو تب اس خصلت سے دشمن بھی دوست ہو جائیگا غرض صلحکاری کے طریق سے چشم پوشی کا محل صرف اس موقعہ کی بدی ہے جس سے کوئی واقعی نقصان نہ پہونچا ہو صرف دشمن کی بیہودہ گوئی ہو۔

چوتھی قسم ترک شر کے اخلاق میں سے **رفق** اور **قول حسن** ہے اور یہ خلق جس حالت طبعی سے پیدا ہوتا ہے اسکا نام **طلاقت** یعنے کشادہ روئی ہے۔ بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا بجائے رفق اور قول حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے طلاقت ہے۔ طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خلق ہے جو اس قوت کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس میں خدا تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۔ اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا **ترجمہ** یعنے لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھے ہوں۔ بعض عورتیں بعض عورتوں سے ٹھٹھا نہ کریں ہو سکتا ہے کہ جن سے ٹھٹھا کیا گیا ہے وہی اچھی ہوں۔ اور عیب مت لگاؤ۔ ان لوگوں کے برے برے نام مت رکھو بدگمانی کی باتیں مت کرو۔ اور نہ عیبوں کو کرید کرید کر پوچھو۔ ایک دوسرے کا گلہ مت کرو۔ کسی کی نسبت وہ بہتان یا الزام مت لگاؤ جسکا تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک عضو سے مواخذہ ہوگا اور کان۔ آنکھ۔ دل ہر ایک سے پوچھا جائیگا۔

اب ترک شر کے اقسام ختم ہو چکے اور اب ہم ایصال خیر کے اقسام بیان کرتے ہیں **دوسری** قسم ان اخلاق کی ہے جو ایصال خیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلا خلق ان میں سے **عفو** ہے یعنے کسی کے گناہ کو بخشدینا اس میں ایصال خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ ایک ضرر پہونچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اسکو بھی ضرر پہونچایا جائے سزا دلائی جائے قید کرایا جائے جرمانہ کرایا جائے یا آپ ہی اس پر ہاتھ اٹھایا جائے پس اسکو بخشدینا اگر بخشدینا مناسب ہو اس کے حق میں ایصال خیر ہے اس میں **قرآن شریف** کی **تعلیم** یہ ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۔ جَزَاءُ

Marfat.com

سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط یعنے نیک آدمی وہ ہیں جو غصہ کھانے کے محل پر اپنا غصہ کھا جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ بدی کی جزا اسیقدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص گناہ کو بخشدے اور ایسے موقع پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتی ہو یعنے عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اسکا وہ بدلا پائیگا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہہ نہیں کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دیجائے بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا ہے پس مجرم کے حق میں اور نیز عامہ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے توبہ کرتا ہے اور بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اور بھی دلیر ہو جاتا ہے پس خدا **تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھوں کیطرح صرف گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو بلکہ** غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے آیا بخشنے میں یا سزا دینے میں پس جو امر محل اور موقعہ کے مناسب ہو وہی کرو افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہیں یہانتک کہ دادوں پردادوں کے کینوں کو یاد رکھتے ہیں ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہونچا دیتے ہیں اور بسا اوقات اس عادت کے افراط سے دیوثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے اور ایسے قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہیں جو سراسر حمیت اور غیرت اور عفت کے برخلاف ہیں بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہیں اور ایسے عفو اور درگذر کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اٹھتے ہیں انہیں خرابیوں کے لحاظ سے قرآن شریف میں ہر ایک خلق کے لیے محل اور موقع کی شرط لگا دی ہے اور ایسے خلق کو منظور نہیں رکھا جو بے محل صادر ہو۔ یاد رہے کہ مجرد عفو کو خلق نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ ایک طبعی قوت ہے جو بچوں میں بھی پائی جاتی ہے بچہ کو جسکے ہاتھ سے چوٹ لگ جائے خواہ شرارت سے ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد اس قصہ کو بھلا دیتا ہے اور پھر اسکے پاس محبت سے جاتا ہے۔ اور اگر ایسے شخص نے اُس کے قتل کا بھی ارادہ کیا ہو تب بھی صرف میٹھی بات پر خوش ہو جاتا ہے پس ایسا عفو کسی طرح خُلق میں داخل نہیں ہوگا خلق میں اس صورت میں داخل ہوگا جب ہم اسکو محل اور موقعہ پر استعمال کرینگے ورنہ صرف ایک طبعی قوت ہوگی۔ دنیا میں بہت تھوڑے ایسے لوگ ہیں جو طبعی قوت اور خلق میں فرق کر سکتے ہوں ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ حقیقی خلق اور طبعی حالتوں میں یہہ فرق ہے کہ خلق ہمیشہ محل اور موقعہ کی پابندی اپنے

Marfat.com

ساتھ رکھتا ہے اور طبعی قوت بے محل ہی ظاہر ہو جاتی ہے ۔ یوں تو چارپاؤں میں گائے بھی بے شر ہے اور بکری بھی دل کی غریب ہے مگر ہم ان کو اسی سبب سے ان خلقوں سے متصف نہیں کہہ سکتے کہ ان کو محل اور موقعہ کی عقل نہیں دیکھیئے خدا کی حکمت اور خدا کی سچی اور کامل کتاب نے ہر ایک خلق کے ساتھ محل اور موقعہ کی شرط لگادی ہے ۔

دوسرا خلق اخلاق ایصال خیر میں سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاء ذی القربےٰ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہاں احسان کرو ۔ اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گذر جاؤ یا احسان کے بارے میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا محل احسان کرنے سے دریغ کرو یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربےٰ کے خلق میں کچھ کمی اختیار کرو ۔ یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو ۔ اس آیت کریمہ میں ایصال خیر کی تین درجوں کا بیان ہے اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جائے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرتا رہے ۔ دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداءً آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اسکو فائدہ پہونچانا ۔ اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے اکثر لوگ غریبوں پر احسان کرتے ہیں اور احسان میں یہ ایک عیب مخفی ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ میں نے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض میں شکر یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اسکا اُسکے مخالف ہو جائے تو اسکا نام احسان فراموش رکھتا ہے بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈالدیتا ہے اور اپنا احسان اسکو یاد دلاتا ہے جیسا کہ احسان کرنے والوں کو خدا تعالیٰ نے متنبہ کرنے کے لیے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ ۔ اے احسان کرنے والو اپنے صدقات کو جنکی صدق پر بنا چاہیئے احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو یعنے صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے غرض احسان کرنے والے میں یہ ایک خامی ہوتی

Marfat.com

ہے کہ کبھی غصہ میں آکر اپنا احسان یاد بھی دلا دیتا ہے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو ڈرایا تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور نہ شکر گذاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیسا کہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے یہ وہ آخری درجہ ایصال خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام ایصال خیر کی قسموں کو محل اور موقع سے وابستہ کر دیا ہے اور آیت موصوفہ میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہونگی تو پھر یہ بدیاں ہو جائیں گی بجای عدل فحشاء بنجائیگا یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہو جائے اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئیگی یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجای ایتاء ذی القربیٰ کے بغی بنجائیگا یعنے وہ بیمحل ہمدردی کا جوش ایک بُری صورت پیدا کرے گا اصل میں بغی اس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کر دے اور یا حق واجب میں کمی رکھنے کو بغی کہتے ہیں اور یا حق واجب سے افزوں کرنا بھی بغی ہے ۔ غرض ان تینوں میں سے جو محل پر صادر نہیں ہوگا وہی خراب سیرت ہو جائیگی اسی لیے ان تینوں کے ساتھہ موقعہ اور محل کی شرط لگا دی ہے ۔ اسجگہہ یاد رہے کہ مجرد عدل یا احسان یا ہمدردی ذی القربیٰ کو خلق نہیں کہہ سکتے بلکہ انسان میں یہ سب طبعی حالتیں اور طبعی قوتیں ہیں کہ جو بچوں میں بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہیں مگر خلق کے لیے عقل شرط ہے اور نیز یہہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو ۔

اور پھر احسان کے بارہ میں اور بھی ضروری ہدایتیں قرآن شریف میں ہیں اور سب کو الف لام کے ساتھہ جو خاص کرنے کے لیے آتا ہے استعمال فرما کر موقعہ اور محل کی رعایت کی طرف اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ ۔ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ ۔ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا ۔ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۔ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۔ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی

Marfat.com

فِي الرِّقَابِ - إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا - وَالَّذِينَ يَصِلُونَ
مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ - وَفِي أَمْوَالِهِمْ
حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ - الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ - وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
سِرًّا وَعَلَانِيَةً - إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
حَكِيمٌ - لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ - وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا - وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ
وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا - الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَ
يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ **ترجمہ** یہ ہے کہ ای ایمان

والو تم ان مالوں میں سے لوگوں کو بطریق سخاوت یا احسان یا صدقہ وغیرہ دو جو تمہارے پاک کمائی ہے یعنے جس میں چوری یا رشوت یا خیانت یا غبن... کا مال یا ظلم کے روپیہ کی آمیزش نہیں اور یہ قصد تمہاری دل سے دور رہے کہ ناپاک مال لوگوں کو دو۔ اور دوسری یہ بات ہے کہ اپنی خیرات اور مروت کو احسان رکھنے اور دکھ دینے کے ساتھ باطل مت کرو یعنے اپنے ممنون منت کو کبھی یہ نہ جتلاؤ کہ ہمنے تجھے یہ دیا تھا اور نہ اسکو دکھ دو کہ اسطرح تمہارا احسان باطل ہوگا۔ اور نہ ایسا طریق پکڑو کہ تم اپنے مالوں ریاکاری کے ساتھ خرچ کرو خدا کی مخلوق سے احسان کرو کہ خدا احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو لوگ حقیقی نیکی کرنے والے ہیں انکو وہ جام پلائے جائیں گے جنکی ملونی کافور ہوگی یعنے دنیا کی سوزشیں اور حسرتیں اور ناپاک خواہشیں انکے دل سے دور کردی جائیں گی۔ کافور کفر سے مشتق ہے اور کفر لغت عرب میں دبانے اور ڈھانکنے کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ انکی ناجائز جذبات دبائی جائیں گے اور وہ پاک باطن ہو جائیں گے اور معرفت کی خنکی اُن کو پہونچے گی۔ پھر فرماتا ہے کہ وہ لوگ قیامت کو اس چشمہ کا پانی پئیں گے جسکو وہ آج اپنے ہاتھ سے چیر رہے ہیں۔ اسجگہ **بہشت کی فلاسفی** کا ایک... گہرا راز بتلایا ہے جسکو سمجھنا ہو سمجھ لے اور پھر فرمایا کہ حقیقی نیکی کرنیوالوں کی یہ خصلت ہے کہ وہ محض خدا کی محبت کیلیے وہ کھانے جو آپ پسند کرتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے

Marfat.com

ہیں کہ ہم تمپر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ یہہ کام صرف اس بات کے لیے کرتے ہیں کہ خدا ہم سے راضی ہو اور اس کے منہ کے لیے - یہ خدمت ہی ہم تم سے نہ تو کوئی بدلا چاہتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکر کرتے پھرو یہہ اشارہ اسبات کی طرف ہی کہ ایصال خیر کی تیسری قسم جو محض ہمدردی کے جوش سے ہے وہ طریق بجالاتی ہیں سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضاجوئی کے لیے اپنے قریبوں کو اپنے مال سی مدد کرتے ہیں اور نیز اس مال میں سی یتیموں کی تعہد اور انکی پرورش اور تعلیم وغیرہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان مالوں کو غلاموں کے آزاد کرانے کے لیے اور قرضداروں کو سبکدوش کرنے کے لیے بھی دیتے ہیں اپنے خرچوں میں نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ تنگدلی کی عادت رکھتے ہیں اور میانہ روش چلتے ہیں - پیوند کرنے کی جگہہ پہ پیوند کرتے ہیں اور خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے مالوں میں سوالیوں اور بے زبانوں کا حق ہے بے زبانوں سے مراد کتے بلیاں چڑیاں - بیل - گدھے - بکریاں - اور دوسری چیزیں ہیں وہ تکلیفوں اور کم آمدنی کی حالت میں اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے دلتنگ نہیں ہوجاتے بلکہ تنگی کیحالت میں بھی اپنے مقدور کے موافق سخاوت کرتے رہتے ہیں وہ کبھی پوشیدہ خیرات کرتے رہتے ہیں اور کبھی ظاہر - پوشیدہ اسلیے کہ تا ریاکاری سے بچیں اور ظاہر اسلیے کہ تا دوسروں کو ترغیب دیں خیرات اور صدقات وغیرہ پر جو مال دیا جائے اس میں یہہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ پہلے جسقدر محتاج ہیں انکو دیا جائے ہاں جو خیرات کے مال کا تعہد کریں یا اس کے لیے انتظام اہتمام کریں انکو بھی خیرات کے مال سے کچھ ملسکتا ہے اور نیز کسیکو بدی سے بچانے کے لیے بھی اس مال میں سے دے سکتے ہیں ایسا ہی وہ مال غلاموں کے آزاد کرنے کے لیے اور محتاج اور قرضداروں اور آفت زدہ لوگوں کی مدد کے لیے بھی اور دوسرے راہوں میں جو محض خدا کے لیے ہوں وہ مال خرچ ہوگا - تم حقیقی نیکی کو ہرگز نہیں پاسکتے جب تک کہ بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے غریبوں کا حق ادا کرو مسکینوں کو مسافروں کی خدمت کرو اور فضولیوں سے اپنے تئیں بچاؤ یعنے جو بیاہوں شادیوں میں اور طرح طرح کے عیاشی کی جگہوں میں اور لڑکا پیدا ہونے میں ہوتے ہیں - جو اسراف سی مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے اپنے تئیں بچاؤ - تم ماں باپ سی نیکی کرو اور قریبوں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور ہمسایہ سے جو تمہارا قریبی ہے - اور ہمسایہ سے جو بیگانہ ہے اور مسافر سے اور نوکر اور غلام اور گھوڑے اور بکری اور بیل اور گائے سے اور حیوانات سے جو تمہارے

Marfat.com

قبضہ میں ہوں کیونکہ خدا کو جو تمہارا خدا ہے یہی عادتیں پسند ہیں وہ لاپروا ہوں اور خود غرضوں سے محبت نہیں کرتا اور ایسے لوگوں کو نہیں چاہتا جو بخیل ہیں اور لوگوں کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے مال کو چھپاتے ہیں یعنے محتاجوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔

اور منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے وہ حالت ہے جو **شجاعت** سے مشابہ ہوتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ بھی اسی قوت کی وجہ سے کبھی آگ میں ہاتھ ڈالنے لگتا ہے کیونکہ انسان کا بچہ بباعث فطرتی جوہر غلبہ انسانیت کے ڈرانے والے نمونوں سے پہلے کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتا اس حالت میں انسان نہایت بیباکی سے شیروں اور دوسرے جنگلی درندوں کا بھی مقابلہ کرتا ہے اور تن تنہا مقابلہ کے لیے آدمیوں کے لڑنے کے لیے نکلتا ہے اور لوگ جانتے ہیں کہ بڑا بہادر ہے لیکن یہ صرف ایک طبعی حالت ہے کہ جس طرح اور درندوں میں پیدا ہوتی ہے بلکہ کتوں میں بھی پائی جاتی ہے اور حقیقی شجاعت جو محل اور موقعہ کے ساتھ خاص ہے اور جو اخلاق فاضلہ میں سے ایک خلق ہے وہ ان محل اور موقعہ کے امور کا نام ہے جنکا ذکر خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں اس طرح پر آیا ہے وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ یعنے بہادر وہ ہیں کہ جب لڑائی کا موقعہ آپڑے یا ان پر کوئی مصیبت پڑے تو بھاگتے نہیں انکا صبر لڑائی اور سختیوں کے وقت میں خدا کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے اور اسکے چہرہ کے طالب ہوتے ہیں نہ کہ بہادری دکھلانے کے۔ اُنکو ڈرایا جاتا ہے کہ لوگ تمہیں سزا دینے کے لیے اتفاق کر گئے ہیں سو تم لوگوں سے ڈرو پس ڈرانے سے اور بھی انکا ایمان بڑھتا ہے اور کہتے ہیں کہ خدا ہمیں کافی ہے یعنے انکی شجاعت کتوں اور درندوں کیطرح نہیں ہوتی جو صرف طبعی جوش پر مبنی ہو جسکا ایک ہی پہلو پر میل ہو بلکہ انکی شجاعت دو پہلو رکھتی ہے کبھی تو وہ اپنی ذاتی شجاعت سے اپنے نفس کے جذبات کا مقابلہ کرتے ہیں اور اس پر غالب آتے ہیں اور کبھی جب دیکھتے ہیں کہ دشمن کا مقابلہ قرین مصلحت ہے تو نہ صرف جوش نفس سے بلکہ سچائی کی مدد کے لیے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں مگر نہ اپنے نفس پر بھروسا کر کے بلکہ خدا پر بھروسہ کر کے بہادری دکھاتے ہیں اور انکی شجاعت میں کوئی ریاکاری اور خود بینی نہیں ہوتی اور نہ نفس کی پیروی بلکہ ہر ایک پہلو سے خدا کی رضا مقدم ہوتی ہے

Marfat.com

ان آیات میں یہہ سمجھایا گیا ہے کہ حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور ثابت قدمی ہے اور ہر ایک جذبہ نفسانی یا بلا جو دشمنوں کی طرح حملہ کرے اسکے مقابلہ پر ثابت قدم رہنا اور بزدل ہوکر بھاگ نہ جانا یہی شجاعت ہے سو انسانی شجاعت اور ایک درندہ کی شجاعت میں بڑا فرق ہے درندہ ایک ہی پہلو پر جوش اور غضب سے کام لیتا ہے اور انسان جو حقیقی شجاعت رکھتا ہے وہ مقابلہ اور ترک مقابلہ میں جو کچھ قرین مصلحت ہو وہ اختیار کر لیتا ہے۔

اور منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اسکی فطرت کا خاصہ ہے **سچائی** ہے انسان جب تک کوئی غرض نفسانی اسکی محرک نہ ہو جھوٹھ بولنا نہیں چاہتا اور جھوٹ کے اختیار کرنے میں ایک طرح کی نفرت اور قبض اپنے دل میں پاتا ہے اسی وجہ سے جس شخص کا صریح جھوٹ ثابت ہو جائے اس سے ناخوش ہوتا ہے اور اسکو تحقیر کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن صرف یہی طبعی حالت اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ بچے اور دیوانے بھی اسکے پابند رہ سکتے ہیں سو اصل حقیقت یہہ ہے کہ جبتک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتے ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر انسان صرف ایسی باتوں میں سچ بولے جن میں اسکا چنداں حرج نہیں اور اپنی عزت یا مال یا جان کے نقصان کے وقت جھوٹ بول جائے اور سچ بولنے سے خاموش رہے تو اسکو دیوانوں اور بچوں پر کیا فوقیت ہے کیا پاگل اور نابالغ لڑکے بھی ایسا سچ نہیں بولتے دنیا میں ایسا کوئی بھی نہیں ہوگا کہ جو بغیر کسی تحریک کے خواہ نخواہ جھوٹ بولے پس ایسا سچ جو کسی نقصان کے وقت چھوڑا جائے حقیقی اخلاق میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقعہ وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو اس میں خدا کی یہہ تعلیم ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ۔ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ۔ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ۔ كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا۔ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ۔ **ترجمہ** بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو یعنے جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسا کرنے والا خدا کا بھروسا چھوڑ دیتا ہے سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے اور پھر فرمایا کہ جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے

Marfat.com

انکار مت کرو اور سچی گواہی کو مت چھپاؤ اور جو چھپائیگا اسکا دل گنہگار ہے۔ اور جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہو اگرچہ تم اپنے کسی قریبی پر گواہی دو حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہیئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لیئے ہو جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہونچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہونچے یا اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ اور چاہیئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے سچے مرد اور سچی عورتیں بڑے بڑے اجر پائیں گی انکی عادت ہے کہ اوروں کو بھی سچ کی نصیحت دیتے ہیں اور جھوٹوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔

منجملہ انسان کی طبعی امور کے ایک صبر ہے جو اسکو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے جو اسپر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں اور انسان بہت سے سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب کے رو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ ایک حالت ہے جو تھک جانیکے بعد ضرورتاً ظاہر ہو جاتی ہے یعنے انسان کی طبعی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہے کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے روتا چیختا سر پیٹتا ہے آخر بہت سا بخار نکالکر جوش تھم جاتا ہے اور انتہا تک پہونچکر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے پس یہ دونوں حرکتیں طبعی حالتیں ہیں انکو خلق سے کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ اسکے متعلق خلق یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے تو اس چیز کو خدا تعالیٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے اور یہ کہے کہ خدا کا تھا خدا نے لے لیا اور ہم اسکی رضا کے ساتھ راضی ہیں۔ اس خلق کے متعلق خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن شریف ہمیں تعلیم دیتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o یعنے اے مومنوں ہم تمہیں اس طرح پر آزماتے رہیں گے کہ کبھی کوئی خوفناک حالت تم پر طاری ہوگی اور کبھی فقر و فاقہ تمہارے شامل حال ہوگا اور کبھی تمہارا مالی نقصان ہوگا اور کبھی جانوں پر آفت آئیگی اور کبھی اپنی محنتوں میں ناکام رہوگے اور حسب المراد نتیجے کوششوں کے نہیں نکلینگے اور کبھی تمہاری پیاری اولاد مریگی۔ پس ان لوگوں کو خوشخبری ہو کہ جب انکو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی چیزیں اور اسکی امانتیں اور اسکے مملوک ہیں پس حق یہی ہے

Marfat.com

کہ جسکی امانت ہے اسکی طرف رجوع کرے یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہیں جو خدا کی راہ کو پا گئے۔ غرض اس خلق کا نام صبر اور رضا برضا الٰہی ہے اور ایک طور سے اس خلق کا نام عدل بھی ہے کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ انسان کی تمام زندگی میں اسکی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور ہزارہا باتیں اسکی مرضی کے موافق ظہور میں لاتا ہے اور انسان کی خواہش کے مطابق اسقدر نعمتیں اسکو دی رکھی ہیں کہ انسان شمار نہیں کرسکتا تو پھر یہہ شرط انصاف نہیں کہ اگر وہ کبھی اپنی مرضی بھی منوانا چاہے تو انسان منحرف ہو اور اسکی رضا کے ساتھ راضی نہ ہو اور چون وچرا کرے یا بیدین اور بے راہ ہوجائے۔

اور منجملہ انسان کے طبعی امور کے جو اسکی طبیعت کے لازم حال ہیں ہمدردی خلق کا ایک جوش ہے قومی حمایت کا جوش بالطبع ہر ایک مذہب کے لوگوں میں پایا جاتا ہے اور اکثر لوگ طبعی جوش سے اپنی قوم کی ہمدردی کے لیئے دوسروں پر ظلم کردیتے ہیں گویا انہیں انسان نہیں سمجھتے سو اس حالت کو خلق نہیں کہہ سکتے یہہ فقط ایک طبعی جوش ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ حالت طبعی کوؤں وغیرہ پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ ایک کوے کے مرنے پر ہزارہا کوے جمع ہوجاتے ہیں لیکن یہہ عادت انسانی اخلاق میں اسوقت داخل ہوگی جبکہ یہہ ہمدردی انصاف اور عدل کی رعایت سے محل اور موقعہ پر ہو اسوقت یہہ ایک عظیم الشان خلق ہوگا جس کا نام عربی میں مواسات اور فارسی میں ہمدردی ہے اسی کیطرف اللہ جل شانہ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝ وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا یعنے اپنی قوم کی ہمدردی اور اعانت فقط نیکی کے کاموں میں کرنی چاہیے اور ظلم اور زیادتی کے کاموں میں انکی اعانت ہرگز نہیں کرنی چاہیے اور قوم کی ہمدردی میں سرگرم رہو سستی مت کرو اور خیانت کرنے والوں کی طرف سے مت جھگڑو جو خیانت کرنے سے باز نہیں آتے خدا تعالیٰ خیانت پیشہ لوگوں کو دوست نہیں رکھتا ✢ منجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اسکی فطرۃ کو لازم ہوئی ہیں ایک اس برتر ہستی کی تلاش ہے جسکے لیئے اندر ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے اور اس تلاش کا اثر اسیوقت سے محسوس ہونے لگتا ہے جبکہ بچہ ماں کے رحم سے باہر آتا ہے کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت اپنی جو دکھاتا ہے وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے اور طبعاً اپنی ماں کی محبت رکھتا ہے اور پھر جیسے جیسے حواس اسکے کھلتے جاتے ہیں اور شگوفہ فطرۃ اسکا کھلتا

جاتا ہے کہ کشش محبت جو اسکے اندر چھپی ہوئی تھی اپنا رنگ و روپ نمایاں طور پر دکھاتی چلی جاتی ہے پھر تو یہ ہوتا ہے کہ بجز اپنی ماں کی گود کے کسی جگہ آرام نہیں پاتا اور پورا آرام اسکا اسکی کنار عاطفت میں ہوتا ہے اور اگر ماں سے علیحدہ کر دیا جائے اور دور ڈالدیا جائے تو تمام عیش اسکا تلخ ہو جاتا ہے اور اگرچہ اسکے آگے نعمتوں کا ایک ڈھیر ڈالدیا جائے تب بھی وہ اپنی سچی خوشحالی ماں کی گود میں ہی دیکھتا ہے اور اسکے بغیر کسیطرح آرام نہیں پاتا سو وہ کشش محبت جو اسکو اپنی ماں کی طرف پیدا ہوتی ہے وہ کیا چیز ہے ؟! درحقیقت یہ **وہی کشش** ہے جو **معبود حقیقی** کے لیے بچہ کی فطرۃ میں رکھی گئی ہے بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت پیدا کرتا ہے درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ **عاشقانہ جوش** دکھلاتا ہے درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے گویا دوسری چیزوں کو اٹھا اٹھا کر ایک گم شدہ چیز کو تلاش کر رہا ہے جسکا اب نام بھول گیا ہے سو انسان کا مال یا اولاد یا بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اسکی روح کا کھنچے جانا درحقیقت اسی **گم شدہ محبوب** کی تلاش ہے اور چونکہ انسان اوس دقیق در دقیق ہستی کو جو آگ کی طرح ہر ایک میں مخفی اور سب پر پوشیدہ ہے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا اور نہ اپنی ناتمام عقل سے اسکو پا سکتا ہے اسلیے اسکی معرفت کے بارہ میں انسان کو بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں اور سہو کاریوں سے اسکا حق دوسرے کو دیا گیا ہے خدا نے قرآن شریف میں یہ خوب مثال دی ہے۔ کہ دنیا ایک ایسی شیش محل کیطرح ہے جسکی زمین کا فرش نہایت صاف شیشوں سے کیا گیا اور پھر ان شیشوں کے نیچے پانی چھوڑ گیا جو نہایت تیزی سے چل رہا ہے اب ہر ایک نظر جو شیشوں پر پڑتی ہے وہ اپنی غلطی سے ان شیشوں کو بھی پانی سمجھ لیتی ہے اور پھر انسان ان شیشوں پر چلنے سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کہ پانی سے ڈرنا چاہیئے حالانکہ وہ درحقیقت شیشے ہیں مگر صاف اور شفاف سو یہ بڑے بڑے اجرام جو نظر آتے ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب وغیرہ یہ وہی صاف شیشے ہیں جنکی غلطی سے پرستش کی گئی اور انکے نیچے ایک **اعلیٰ طاقت** کام کر رہی ہے جو ان شیشوں کے پردہ میں پانی کی طرح بڑی تیزی سے چل رہی ہے اور مخلوق پرستوں کی نظر کی یہ غلطی ہے کہ انہیں شیشوں کیطرف اس کام کو منسوب کر رہے ہیں جو انکے **نیچے کی طاقت** دکھلا رہی ہے یہی تفسیر اس **آیت کریمہ** کی ہے جو اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ہے غرضکہ چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات باوجود نہایت روشن ہونے کے پھر بھی نہایت مخفی ہوئی ہے اسلیے اسکی شناخت کے لیے صرف یہ نظام جسمانی جو ہماری نظروں کے سامنے ہے کافی نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسے نظام پر مدار رکھنے والے باوجودیکہ اس ترتیب ابلغ اور محکم کو جو صدہا

Marfat.com

عجائبات پر مشتمل ہے نہایت غور کی نظر سے دیکھتے رہے بلکہ ہیئت اور طبعی اور فلسفہ میں وہ مہارتیں کیں کہ گویا آسمان و زمین کے اندر دھس گئے مگر پھر بھی شکوک اور شبہات کی تاریکی سے نجات نہ پا سکے اور اکثر انہیں طرح طرح کی خطاؤں میں مبتلا ہو گئے اور بیہودہ اوہام میں پڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے اور اگر انکو اس صانع کے وجود کی طرف کچھ خیال بھی آیا تو بس اسیقدر کہ اس اعلے اور عمدہ نظام کو دیکھکر یہ انکی دل میں پڑا کہ اس عظیم الشان سلسلہ کا جو پر حکمت نظام اپنے ساتھ رکھتا ہے کوئی پیدا کرنے والا ضرور چاہیے مگر ظاہر ہے کہ یہ خیال ناتمام اور یہہ معرفت ناقص ہے کیونکہ یہہ کہنا کہ اس سلسلہ کے لیے ایک خدا کی ضرورت ہو اس دوسرے کلام سے ہرگز مساوی نہیں کہ وہ خدا در حقیقت ہو بھی غرض یہہ انکی صرف قیاسی معرفت تھی جو دلکو اطمینان اور سکینت نہیں بخش سکتی اور نہ شکوک کو بکلی دل پر سے اٹھا سکتی ہے اور یہہ ایسا پیالہ ہے جس سے وہ پیاس معرفت تامہ کی بجھ سکے جو انسان کی فطرت کو لگائی گئی بلکہ ایسی معرفت ناقصہ نہایت پر خطر ہوتی ہے کیونکہ بہت شور ڈالنے کے بعد پھر آخر ہیچ اور نتیجہ ندارد ہے غرض جب تک خود خدا تعالی اپنے موجود ہونیکو اپنے کلام سے ظاہر نہ کرے جیسا کہ اس نے اپنے کام سے ظاہر کیا تب تک صرف کام کا ملاحظہ تسلی بخش نہیں ہے ۔ مثلاً اگر ہم ایک ایسی بند کوٹھری کو دیکھیں جس میں یہ بات عجیب ہو کہ اندر سے کنڈیاں لگائی گئی ہیں تو اس فعل سے ہم ضرور اول یہ خیال کرینگے کہ کوئی انسان اندر ہی جس نے اندر سے زنجیر کو لگایا ہے کیونکہ باہر سے اندر کی زنجیروں کو لگانا غیر ممکن ہے لیکن جب ایک مدت تک بلکہ برسوں تک باوجود بار بار آواز دینے کے اس انسان کی طرف سے کوئی آواز نہ آوے تو آخر یہ رائی ہماری کہ کوئی اندر ہے بدل جائیگی اور یہہ خیال کریں گے کہ اندر کوئی نہیں بلکہ کسی حکمت عملی سے اندر کی کنڈیاں لگائی گئی ہیں۔ یہی حال ان فلاسفروں کا ہے جنہوں نے صرف فعل کے مشاہدہ پر اپنی معرفت کو ختم کر دیا ہے یہہ بڑی غلطی ہے جو خدا کو ایک مردہ کی طرح سمجھا جائے جسکو قبر سے نکالنا صرف انسان کا کام ہے اگر خدا ایسا ہے جو صرف انسانی کوشش نے اسکا پتہ لگایا ہے تو ایسے خدا کی نسبت ہماری سب امیدیں عبث ہیں بلکہ **خدا تو وہی ہے** جو ہمیشہ سے اور **قدیم** سے آپ **انا الموجود** کہکر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا رہا ہے یہ بڑی گستاخی ہوگی کہ ہم ایسا خیال کریں کہ اسکی معرفت میں انسان کا احسان اُس پر ہے اور اگر فلاسفر نہ ہوتے تو گویا وہ گم کا گم ہی رہتا ۔ اور یہہ کہنا کہ خدا کیونکر بول سکتا ہے کیا اسکے زبان ہے یہہ بھی ایک بڑی بیباکی ہے کیا اس نے جسمانی ہاتھوں کے بغیر تمام آسمانی اجرام اور زمین کو نہیں بنایا کیا وہ جسمانی آنکھوں کے بغیر تمام دنیا کو نہیں دیکھتا کیا وہ جسمانی کانوں کے بغیر ہماری آوازیں نہیں سنتا پس کیا یہہ ضروری نہ تھا کہ اسیطرح

Marfat.com

وہ کلام بھی کرے یہ بات بھی ہرگز صحیح نہیں ہے کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے زعم اسکے
کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر لگاتی ہیں بیشک وہ اب بھی ڈھونڈنیوالوں کو الہامی چشمہ سے مالا مال
کرنیکو طیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اسکے فیضان کے لیے دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے تھے ہاں
ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئی اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر
جو ہمارے سید و مولی صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہونچ گئیں۔ اس آخری نور کا عرب ظاہر ہونا بھی
خالی حکمت سے نہ تھا عرب وہ بنی اسماعیل کی قوم تھی جو اسرائیل سے منقطع ہوکر حکمت الٰہی سے بیابان فاران
میں ڈالدی گئی تھی اور فاران کے معنے ہیں دو فرار کرنے والے یعنے بھاگنے والی پس جنکو خود حضرت ابراہیم
نے بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا تھا ان کا توریت کی شریعت میں کچھ حصہ نہیں رہا تھا جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ اسحاق
کے ساتھ حصہ نہیں پائیں گے پس تعلق والوں نے انہیں چھوڑ دیا اور کسی دوسرے سے انکا تعلق اور رشتہ نہ تھا اور
دوسرے تمام ملکوں میں کچھ کچھ رسوم عبادات اور احکام کے پائے جاتے تھے جن سے پتا لگتا ہے کہ کسیوقت انکو
نبیوں کی تعلیم پہونچی تھی پس صرف عرب کا ملک ہی ایک ایسا ملک تھا جو ان تعلیموں سے محض ناواقف تھا اور
تمام جہان سے پیچھے رہا ہوا تھا اسلیے آخر میں اسکی نوبت آئی اور اسکی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ
برکات کا حصہ دیوے اور جو غلطی پڑ گئی ہو اس کو نکالدے پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس
نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم سے واسطہ نہیں
رکھا بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے وحشیوں کو انسانیت کے
آداب سکھائے پھر انسانی صورت بنانیکے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا یہ قرآن نے ہی دنیا پر احسان کیا کہ
طبعی حالتوں اور اخلاق فاضلہ میں فرق کرکے دکھلایا اور جب طبعی حالتوں سے نکالکر اخلاق فاضلہ کے محل
عالی تک پہونچایا تو فقط اسی پر کفایت نہ کی بلکہ اور مرحلہ جو باقی تھا یعنے روحانی حالتوں کا مقام اس تک
پہونچنے کے لیے پاک معرفت کے دروازے کھولدیے اور نہ صرف کھولدیے بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس تک پہنچا
بھی دیا پس اس طرح پر تینوں قسم کی تعلیم جسکا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کمال خوبی سے بیان فرمائی پس
چونکہ وہ تمام تعلیموں کا جنپر دینی تربیت کی ضرورتوں کا مدار ہے کامل طور پر جامع ہے اسلیے یہ دعوے
اس نے کیا کہ میں نے ہی دائرہ دینی تعلیم کو کمال تک پہونچایا جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنے آج میں نے دین

تمہارا کامل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور میں تمہارا دین اسلام ٹھیرا کر خوش ہوا یعنے دین کا انتہائی مرتبہ وہ امر ہے جو اسلام کے مفہوم میں پایا جاتا ہے یعنے یہہ کہ محض خدا کے لیے ہو جانا اور اپنی نجات اپنے وجود کی قربانی سے چاہنا نہ اور طریق سے اور اس نیت اور اس ارادہ کو عملی طور پر دکھلا دینا یہہ وہ نقطہ ہے جسپر تمام کمالات ختم ہوتے ہیں پس خدا کو حکیموں نے شناخت نہ کیا **قرآن نے اس سچے خدا کا پتہ بتایا** قرآن نے خدا کی معرفت عطا کرنیکے لیے دو طریق رکھے ہیں اوّل وہ طریق جسکے رو سے انسانی عقل عقلی دلائل پیدا کرنے میں بہت قوی اور روشن ہو جاتی ہے اور غلطی کرنے سے بچ جاتی ہے اور دوسرا روحانی طریق جسکو ہم تیسرے سوال کے جواب میں عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ ذکر کرینگے۔ اب دیکھو کہ عقلی طور پر قرآن نے خدا کی ہستی پر کیا کیا عمدہ اور بے مثل دلائل دیے ہیں جیسا کہ ایک جگہہ فرماتا ہے رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی یعنے خدا وہ خدا ہے کہ جس نے ہر ایک شے کے مناسب حال اسکو پیدائش بخشی پھر اس شے کو اپنے کمالات مطلوبہ حاصل کرنے کے لیے راہ دکھلادی اب اگر اس آیت کے مفہوم پر نظر رکھکر انسان سے لیکر تمام بحری اور بری جانوروں اور پرندوں کی بناوٹ تک دیکھا جاوے تو خدا کی قدرت یاد آتی ہے کہ ہر ایک چیز کی بناوٹ اسکے مناسب حال معلوم ہوتی ہے پڑہنے والے خود سوچ لیں کیونکہ یہہ مضمون بہت وسیع ہے۔

دوسری **دلیل خدا تعالیٰ کی ہستی پر** قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا قرار دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی یعنے تمام سلسلہ علل و معلولات کا تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ نظر تعمیق سے معلوم ہوگا کہ یہہ تمام موجودات علل و معلول کے سلسلہ میں موجود ہے اور اسیوجہ سے دنیا میں طرح طرح کے علوم پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ کوئی حصہ مخلوقات کا نظام سے باہر نہیں بعض بعض کے لیے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں اور یہہ تو ظاہر ہے کہ علت یا تو خود اپنی ذات سے قائم ہوگی اور یا اسکا وجود کسی دوسرے علت کے وجود پر منحصر ہوگا اور پھر یہہ دوسری علت کسی اور علت پر وعلی ہذا القیاس اور یہہ تو جائز نہیں کہ اس محدود دنیا میں علل و معلول کا سلسلہ کہیں جاکر ختم نہ ہو اور غیر متناہی ہو تو بالضرورت ماننا پڑا کہ یہہ سلسلہ ضرور کسی اخیر علت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے پس جسپر اس تمام سلسلہ کا انتہا ہے وہی خدا ہے آنکھہ کھولکر دیکھ لو کہ آیت **وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَهٰی** اپنے مختصر لفظوں میں اسی دلیل مذکورہ بالا کو بیان

رہی ہے جسکے یہہ معنے ہیں کہ انتہا تمام سلسلہ کا تیرے رب تک ہے۔

پھر ایک اور دلیل اپنی **ہستی** پر یہہ دی جیساکہ فرماتا ہے لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ یعنے آفتاب چاند کو پکڑ نہیں سکتا اور نہ رات جو مظہر ماہتاب ہے دن پر جو مظہر آفتاب ہے کچھ تسلط کر سکتی ہے یعنے کوئی ان میں کا اپنی حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتا اگر ان کا در پردہ کوئی مدبر نہ ہو تو یہہ تمام سلسلہ درہم برہم ہو جائے یہہ دلیل ہیئت پر غور کرنے والوں کے لیے نہایت فائدہ بخش ہے کیونکہ اجرام فلکی کے اتنے بڑے عظیم الشان اور بے شمار گولے ہیں جنکے تھوڑے سے بگاڑ سے تمام دنیا تباہ ہو سکتی ہے یہہ کیسی قدرت حق ہے کہ وہ آپس میں نہ ٹکراتے ہیں نہ بال بھر رفتار بدلتے اور نہ اتنی مدت تک کام دینے سے کچھ گھسے اور نہ انکی کلوں پرزوں میں کچھ فرق آیا اگر سر پر کوئی محافظ نہیں تو کیونکر اتنا بڑا کارخانہ بے شمار برسوں سے خود بخود چل رہا ہے انہیں حکمتوں کی طرف اشارہ کر کے خدا تعالےٰ دوسرے مقام میں فرماتا ہے أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ یعنے کیا خدا کے وجود میں شک ہو سکتا ہے جس نے ایسے آسمان اور ایسی زمین بنائی۔

پھر ایک لطیف **دلیل** اپنی **ہستی** پر فرماتا ہے اور وہ یہہ ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یعنے ہر ایک چیز معرض زوال میں ہے اور جو باقی رہنے والا ہے وہ خدا ہے جو جلال والا اور بزرگی والا ہے۔ اب دیکھو کہ اگر ہم فرض کرلیں کہ ایسا ہو کہ زمین ذرہ ذرہ ہو جائے اور اجرام فلکی بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ان پر معدوم کرنے والی ایک ایسی ہوا چلے جو تمام نشان ان چیزوں کے مٹا دے مگر پھر بھی عقل اسبات کو مانتی اور قبول کرتی ہے بلکہ صحیح کانشنس اسکو ضروری سمجھتا ہے کہ اس تمام نیستی کے بعد بھی ایک چیز باقی رہجائے جسپر فنا طاری نہ ہو اور تبدل اور تغیر کو قبول نہ کرے اور اپنی پہلی حالت پر باقی رہے پس **وہی خدا ہے** جو تمام فانی صورتوں کو ظہور میں لایا۔

پھر ایک اور **دلیل** اپنی **ہستی** پر قرآن شریف میں پیش کرتا ہے أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ یعنے میں نے روحوں کو کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں اونہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اس آیت میں خدا تعالیٰ قصہ کے رنگ میں روحوں کی اس خاصیت کو بیان فرماتا ہے جو انکی فطرت میں اس نے رکھی ہوئی ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوئی روح فطرت کی رو سے خدا تعالےٰ کا انکار نہیں کر سکتے صرف منکروں کو اپنے خیال

Marfat.com

میں دلیل نہ ملنے کی وجہ سے انکار رہے مگر باوجود اس انکار کے وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ ہر ایک حادث کے واسطے ضرور ایک محدث ہے دنیا میں ایسا کوئی نادان نہیں کہ اگر مثلاً بدن میں کوئی بیماری ظاہر ہو تو وہ اس بات پر اصرار کرے کہ درپردہ اس بیماری کے ظہور کی کوئی علت نہیں اگر یہ سلسلہ دنیا کا علل اور معلول سے مربوط نہ ہوتا تو قبل از وقت یہ بتا دینا کہ فلاں تاریخ طوفان آئیگا یا آندھی یا خسوف ہوگا یا کسوف ہوگا یا فلاں وقت بیمار مرجائے گا یا فلاں وقت تک ایک بیماری کے ساتھ فلاں بیماری لاحق ہوجائیگی یہ تمام باتیں غیر ممکن ہوجاتیں پس ایسا محقق اگرچہ خدا کے وجود کا اقرار نہیں کرتا مگر ایک طور سے تو اس نے اقرار کر ہی دیا کہ وہ بھی ہماری طرح معلولات کے لیے علل کی تلاش میں ہے پس یہ بھی ایک قسم کا اقرار ہے اگرچہ کامل اقرار نہیں ماسوا اسکے اگر کسی ترکیب سے ایک منکر وجود باری کو ایسے طور سے بیہوش کیا جائے کہ وہ اس سفلی زندگی کے خیالات سے بالکل الگ ہوکر اور تمام ارادوں سے معطل رہ کر اعلیٰ ہستی کے قبضہ میں ہوجائے تو وہ اس صورت میں خدا کے وجود کا اقرار کرے گا انکار نہیں کرے گا جیسا کہ اس پر بڑے بڑے مجربین کا تجربہ ہے سو ایسی حالت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اور **مطلب آیت** یہ ہے کہ انکار وجود باری صرف سفلی زندگی تک ہی ہے ورنہ اصل فطرت میں اقرار بھرا ہوا ہے ۔

یہ دلائل وجود باری ہیں جو ہم نے بطور نمونہ کے لکھدیے ہیں بعد اسکے یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اسکی اس نے یہ صفات لکھی ہیں هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یعنے وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جسکے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں یہ اسلیے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اسکی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اسکے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جسکی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر

Marfat.com

موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلے سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلے جس سے بڑہکر کوئی اعلے نہیں ہو سکتا وہی خدا ہے جسکی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اسکی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھہ سکتا ہے مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادۃ ہے یعنے کوئی چیز اسکی نظر سے پردہ میں نہیں ہے یہہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیا سے غافل ہو وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھہ سکتا وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دیگا اور قیامت برپا کردیگا اور اسکے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے پھر فرمایا کہ هُوَ الرَّحْمٰنُ یعنے وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی کے عمل کے پاداش میں ان کے لیے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لیے بنا دیا اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ رحمٰن کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ الرَّحِیْمُ یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے اور پھر فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ یعنے وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھہ میں رکھتا ہے اسکا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آیندہ دینے والا ہو۔ اور پھر فرمایا اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ یعنے وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں اگر مثلاً تمام رعیت جلا وطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جائے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کردیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کونسی لیاقت اپنی ثابت کرے پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کرکے اور مخلوقات پیدا کرسکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اسکی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دیکر پھر دوسرے دنیا کہاں سے لاتا کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لیے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لیتا تو

Marfat.com

اس صورت میں اسکی خدائی میں فرق آتا اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح ایک دا غدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کی لیے قانون بناتے ہیں بات بات میں بگڑتے ہیں اور اپنے خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز بچانے کے لیے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈالدیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہئے پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کیطرح قدرت کی جگہہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بنکر خدائی کو ہی الوداع کہتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھہ سچے انصاف پر چل رہا ہے۔

پھر فرمایا اَلسَّلَامُ یعنے وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے اسکے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھہ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھکر کسطرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارہ میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ الجزو نمبر ۱۷ سورہ حج۔ جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب ملکر ایک مکھی پیدا کرنا چاہئیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ اگر مکھی کوئی انکی چیز چھین کر لیجائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں اُنکے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں۔ کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں۔ خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنیوالا ہے نہ اسکو کوئی پکڑ سکے نہ مار سکے ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کا قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہیے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوسکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اسکے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

Marfat.com

اور پھر فرمایا کہ اَلْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ یعنے وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئی کاموں کا بنانیوالا ہے اور اسکی ذات نہایت ہی مستغنی ہے .... اور فرمایا کہ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنےوہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا رحم میں تصویر کھینچنے والا تمام نیک نام جہانتک خیال میں آسکیں سب اسی کے نام ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنے آسمان کے لوگ بھی اسکے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں اور پھر فرمایا عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنے خدا بڑا قادر ہے یہ پرستاروں کے لیے تسلی ہے کیونکہ اگر خدا عاجز ہوا قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں اور پھر فرمایا کہ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنے وہی خدا ہے جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا رحمن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے اس اختیار کو کسیکے ہاتھ میں دیا ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنے دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ اور فرمایا اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ یعنے ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا یہ اسلیے کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اسکی زندگی کے بارہ میں بھی دھڑکا رہیگا کہ شاید ہم سے پہلے فوت نہ ہوجائے اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسیکا بیٹا اور نہ کوئی اسکا بیٹا اور نہ کوئی اسکے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔

اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو صحیح طور پر ماننا اور اس میں زیادت یا کمی نہ کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسان اپنے مالک حقیقی کے حق میں بجالاتا ہے۔ یہ تمام حصہ اخلاقی تعلیم کا ہے جو قرآن شریف کی تعلیم میں سے درج ہوا ہے اس میں اصول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام اخلاق کو افراط اور تفریط سے بچایا ہے اور ہر ایک خلق کو اس حالت میں خلق کے نام سے موسوم کیا ہے کہ جب اپنے واقعی اور واجبی حد سے کم و بیش نہ ہو۔ یہ تو ظاہر ہے کہ نیکی حقیقی وہی چیز ہے جو دو حدوں کے وسط میں ہوتی ہے یعنے زیادتی اور کمی یعنی افراط اور تفریط کے درمیان ہوتی ہے۔ ہر ایک عادت جو وسط کی طرف کھینچے اور وسط پر قائم کرے وہی خلق فاضل کو پیدا کرتی ہے محل اور موقعہ کا پہچاننا ایک وسط ہے مثلاً اگر زمیندار اپنا تخم وقت

Marfat.com

سے پہلے بودی یا وقت کے بعد دونوں صورتوں میں وہ وسط کو چھوڑتا ہے نیکی اور حق اور حکمت سب وسط میں ہے اور وسط موقعہ بینی میں یا یوں سمجھ لو کہ حق وہ چیز ہے کہ ہمیشہ دو متقابل باطلوں کے وسط میں ہوتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عین موقعہ کا التزام ہمیشہ انسان کو وسط میں رکھتا ہے اور خداشناسی کے بارہ میں وسط کی شناخت یہہ ہے کہ خدا کی صفات کے بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ اقرار دی یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالی میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہہ بھی فرماتا ہے کہ خدا دیکھتا سنتا جانتا بولتا کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لیے یہہ بھی فرماتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ یعنے خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اُسکا شریک نہیں اسکے لیے مخلوق سے مثالیں مت دو سو خدا کی ذات کو تشبیہ اور تنزیہ کے بین بین رکھنا یہی وسط ہے غرض اِسْلَام کی تعلیم تمام میانہ روی کی تعلیم ہے سورۂ فاتحہ بھی میانہ روی کی ہدایت فرماتی ہے کیوں کہ فرماتا ہے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو خدا تعالی کے مقابل پر قوت غضبی کو استعمال کر کے قوی سبعیہ کی پیروی کرتے ہیں اور ضالین سے وہ مراد ہیں جو قوی بہیمیہ کی پیروی کرتے ہیں اور میانہ طریق وہ ہے جسکو لفظ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے یاد فرمایا ہے غرض اس مبارک امت کے لیے قرآن شریف میں وسط کی ہدایت ہے توریت میں خدا تعالی نے انتقامی امور پر زور دیا تھا اور انجیل میں عفو اور درگذر پر زور دیا تھا اور اس امت کو موقعہ شناسی اور وسط کی تعلیم ملی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یعنے ہم نے تم کو وسط پر عمل کرنے والے بنایا اور وسط کی تعلیم تمہیں دی سو مبارک وہ جو وسط پر چلتے ہیں خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا۔

تیسرا سوال یعنے یہہ کہ روحانی حالتیں کیا ہیں

واضح رہے کہ ہم پہلے اس سے بیان کر چکے ہیں کہ بموجب ہدایت قرآن شریف کے روحانی حالتوں کا منبع اور سرچشمہ نفس مطمئنہ ہے جو انسان کو با اخلاق ہونے کے مرتبہ سے باخدا ہونیکے مرتبہ تک پہونچاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۚ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ یعنے اے نفس خدا کے ساتھ آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی پس میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میرے بہشت کے اندر آ۔ اس جگہہ بہتر ہے کہ

Marfat.com

ہم روحانی حالتوں کے بیان کرنے کے لیے اس **آیت کریمہ** کی تفسیر کسیقدر توضیح سے بیان کریں۔ پس یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ درجہ کی روحانی حالت انسان کی اس دنیوی زندگی میں یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آرام پا جائے اور تمام اطمینان اور سرور اور لذت اس کے خدا میں ہی ہو جائے یہی وہ حالت ہے جسکو دوسرے لفظوں میں **بہشتی زندگی** کہا جاتا ہے اس حالت میں انسان اپنے کامل صدق اور صفا اور وفا کے بدلہ میں ایک نقد بہشت پالیتا ہے اور دوسرے لوگوں کی **بہشت موعود** پر نظر ہوتی ہے اور یہ **بہشت موجود** میں داخل ہوتا ہے اسی درجہ پر پہونچکر انسان سمجھتا ہے کہ وہ عبادت جسکا بوجہ اسکے سر پر ڈالا گیا ہے در حقیقت وہی ایک ایسی غذا ہے جس سے اسکی روح نشوونما پاتی ہے اور جسپر اسکی روحانی زندگی کا بڑا بھاری مدار ہے۔ اور اسکے نتیجہ کا حصول کسی دوسرے جہان پر موقوف نہیں ہے اسی مقام پر یہہ بات حاصل ہوتی ہے کہ وہ ساری ملامتیں جو نفس لوامہ انسان کا اسکی ناپاک زندگی پر کرتا ہے اور پھر بھی نیک خواہشوں کو اچھی طرح ابھار نہیں سکتا اور بری خواہشوں سے حقیقی نفرت نہیں دلا سکتا اور نہ نیکی پر ٹھیرنے کی پوری قوت بخش سکتا ہے اب اس درجہ پر وقت آجاتا ہے کہ پوری کامیابی حاصل کرے اب تمام نفسانی جذبات خود بخود افسردہ ہونے لگتے ہیں اور روح پر ایک ایسی طاقت افزا ہوا چلنے لگتی ہے جس سے انسان پہلی کمزوریوں کو ندامت کی نظر سے دیکھتا ہے اسوقت انسانی سرشت پر ایک بھاری انقلاب آتا ہے جو عادات میں ایک تبدل عظیم پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنی پہلی حالتوں سے بہت ہی دور جا پڑتا ہے دھویا جاتا ہے اور صاف کیا جاتا ہے اور خدا نیکی کی محبت کو اپنے ہاتھ سے اسکے دل میں لکھدیتا ہے اور بدی کا گند اپنے ہاتھ سے اسکے دل سے باہر پھینک دیتا ہے سچائی کی فوج سب کی سب دل کے شہرستان میں آجاتی ہے اور فطرت کے تمام برجوں پر راستبازی کا قبضہ ہو جاتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے۔ اور باطل بھاگ جاتا ہے اور اپنے ہتھیار پھینک دیتا ہے۔ اس شخص کے دل پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور ہر ایک قدم خدا کے زیر سایہ چلتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ **آیات ذیل** میں انہیں امور کی طرف اشارہ فرماتا ہے أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۝ أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۝ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

یعنی خدا نے مومنوں کے دل میں ایمان کو اپنے ہاتھ سے لکھدیا ہے اور روح القدس کے ساتھ انکی مدد کی

Marfat.com

اس نے اے مومنو ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اسکا حسن وجمال تمہارے دل میں بٹھا دیا اور کفر اور بدکاری اور معصیت سے تمہارے دل کو نفرت دیدی اور بری راہوں کا مکروہ ہونا تمہارے دل میں جما دیا یہہ سب کچھ خدا کے فضل اور رحمت سے ہوا حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل کب حق کے مقابل ٹھیر سکتا تھا۔ غرض یہہ تمام اشارات اس روحانی حالت کی طرف ہیں جو تیسرے درجہ پر انسان کو حاصل ہوتی ہے اور سچی بینائی انسان کو کبھی نہیں مل سکتی جب تک یہ حالت اسکو حاصل نہ ہو۔ اور یہہ جو خدا تعالی فرماتا ہے کہ میں نے ایمان انکے دلمیں اپنے ہاتھ سے لکھا اور روح القدس سے انکی مدد کی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو سچی طہارت اور پاکیزگی کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جبتک آسمانی مدد اسکے شامل حال نہ ہو نفس لوامہ کے مرتبہ پر انسان کا یہ حال ہوتا ہے کہ بار بار توبہ کرتا اور بار بار گرتا ہے بلکہ بسا اوقات اپنی صلاحیت سے نا امید ہو جاتا ہے اور اپنی مرض کو ناقابل علاج سمجھ لیتا ہے اور ایک مدت تک ایسا ہی رہتا ہے اور پھر جب وقت مقدر پورا ہو جاتا ہے تو رات کو یا دن کو یکدفعہ ایک نور اسپر نازل ہوتا ہے اور اس نور میں الٰہی قوت ہوتی ہے اس نور کے نازل ہونے کے ساتھ ہی ایک عجیب تبدیلی اندر پیدا ہو جاتی ہے اور غیبی ہاتھ کا ایک قوی تصرف محسوس ہوتا ہے اور ایک عجیب عالم سامنے آجاتا ہے اسوقت انسان کو پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے اور آنکھوں میں وہ نور آجاتا ہے جو پہلے نہیں تھا لیکن اس راہ کو کیونکر حاصل کریں اور اس روشنی کو کیونکر پاویں سو جاننا چاہیے کہ اس دنیا میں جو دار الاسباب ہے ہر ایک معلول کے لیے ایک علت ہے اور ہر ایک حرکت کے لیے ایک محرک ہے اور ہر ایک علم حاصل کرنے کے لیے ایک راہ ہے جسکو صراط مستقیم کہتے ہیں دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو بغیر پابندی ان قواعد کے مل سکے جو قدرت نے ابتدا سے اسکے لیے مقرر کر رکھے ہیں قانون قدرت تبلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز کے حصول کے لیے ایک صراط مستقیم ہے اور اسکا حصول اسی پر قدرتاً موقوف ہے مثلاً اگر ہم ایک اندھیری کوٹھری میں بیٹھے ہوں اور آفتاب کی روشنی کی ضرورت ہو تو ہمارے لیے یہہ صراط مستقیم ہے کہ ہم اس کھڑکی کو کھولدیں جو آفتاب کی طرف ہے تب یکدفعہ آفتاب کی روشنی اندر آکر ہمیں منور کر دیگی سو ظاہر ہے کہ اسیطرح خدا کے سچے اور واقعی فیوض کے پانے کے لیے بھی کوئی کھڑکی ہوگی اور پاک روحانیت کے حاصل کرنیکے لیے کوئی خاص طریق ہوگا **اور وہ یہ** ہے کہ روحانی امور کے لیے صراط مستقیم کی تلاش کریں جیسا کہ ہم اپنی زندگی کے تمام امور میں اپنی کامیابیوں کے لیے صراط مستقیم کی تلاش کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں مگر کیا وہ یہ طریق ہے کہ ہم صرف اپنی ہی عقل کے زور سے اور اپنی ہی خود تراشیدہ باتوں سے خدا کے وصال کو ڈھونڈیں کیا محض ہماری ہی اپنی منطق اور فلسفہ سے اسکے وہ دروازے ہم پر کھلتے ہیں جن کا کھلنا اسکے قوی ہاتھ پر موقوف ہے یقیناً سمجھو کہ یہ بالکل صحیح نہیں ہم اس حی وقیوم کو محض اپنی ہی تدبیروں سے ہرگز پا نہیں سکتے بلکہ اس راہ میں صراط مستقیم صرف یہ ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی معہ اپنی تمام قوتوں کے خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر کے پھر خدا کے وصال کے لیے دعا میں لگے رہیں تا خدا کو خدا ہی کے ذریعہ سے پاویں اور سب سے زیادہ پیاری دعا جو عین محل اور موقعہ سوال کا ہمیں سکھاتی ہے اور فطرت کے روحانی جوش کا نقشہ ہمارے سامنے رکھتی ہے وہ دعا ہے جو خدائے کریم نے اپنی **پاک کتاب** قرآن شریف میں یعنے **سورۂ فاتحہ** میں ہمیں سکھائی ہے اور وہ یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تمام پاک تعریفیں جو ہو سکتی ہیں اس اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا... اور قائم رکھنے والا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وہی خدا جو ہمارے اعمال سے پہلے ہمارے لیے رحمت کا سامان میسر کرنیوالا ہے اور ہمارے اعمال کے بعد رحمت کے ساتھ جزا دینے والا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ خدا جو جزا کے دن کا وہی ایک مالک ہے کسی اور کو وہ دن نہیں سونپا گیا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اے وہ جو ان تعریفوں کا جامع ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور ہم ہر ایک کام میں توفیق تجھ ہی سے چاہتے ہیں اسجگہ ہم کے لفظ سے پرستش کا اقرار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے آستانہ پر جھکے ہوئے ہیں کیونکہ انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت اور ایک امت ہے اور اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا یہی وہ حالت ہے جسکو اسلام کہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اور اوس پر ثابت قدم کر کے ان لوگوں کی راہ دکھلا جن پر تیرا انعام واکرام ہے اور تیرے مورد فضل وکرم ہو گئے ہیں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن پر تیرا غضب ہے اور جو تجھ تک نہیں پہنچ سکے اور راہ کو بھول گئے ' اٰمِيْن اے خدا ایسا ہی کر یہ آیات سمجھا رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے انعامات جو دوسرے لفظوں میں فیوض کہلاتے ہیں انہیں پر نازل ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کی خدا کی راہ میں قربانی دیکر اور اپنا تمام وجود اسکی راہ میں وقف کر کے اور اسکی رضا میں محو ہو کر اسوجہ سے دعا میں لگے رہتے ہیں کہ تا جو کچھ انسان کو روحانی نعمتوں اور خدا کی

قرب اور وصال اور اسکے مکالمات اور مخاطبات میں سے مل سکتا ہے وہ سب انکو ملے اور اس دعا کے ساتھ اپنے تمام قویٰ سے عبادت بجا لاتے ہیں اور گناہ سے پرہیز کرتے اور آستانہ الٰہی پر پڑے رہتے ہیں اور جہاں تک انکے لیے ممکن ہے اپنے تئیں بدی سے بچاتے ہیں اور غضب الٰہی کی راہوں سے دور رہتے ہیں سو چونکہ وہ ایک اعلیٰ ہمت اور صدق کے ساتھ خدا کو ڈھونڈتے ہیں اسلیے اسکو پا لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی پاک معرفت کی پیالوں سے سیراب کیے جاتے ہیں اس آیت میں جو استقامت کا ذکر فرمایا یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ سچا اور کامل فیض جو روحانی عالم تک پہونچاتا ہے کامل استقامت سے وابستہ ہے اور کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے جسکو کوئی امتحان ضرر نہ پہونچا سکے یعنے ایسا پیوند ہو جسکو نہ تلوار کاٹ سکے نہ آگ جلا سکے اور نہ کوئی دوسری آفت نقصان پہونچا سکے عزیزوں کی موتیں اُس سے علیحدہ نہ کر سکیں پیاروں کی جدائی اُس میں خلل انداز نہ ہو سکے بے آبروئی کا خوف کچھ رعب نہ ڈال سکے ہولناک دکھوں سے مارا جانا ایک ذرہ دل کو نہ ڈرا سکے سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے اور یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے کس قدر مشکل ہے آہ صد آہ اسی کیطرف اللہ جل شانہ ان آیات میں اشارہ فرماتا ہے قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ یعنے انکو کہدے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہاری برادری اور تمہارے وہ مال جو تم نے محنت سے کمائے ہیں اور تمہاری سوداگری جسکے بند ہونیکا تمہیں خوف ہے اور تمہاری حویلیاں جو تمہارے دل پسند ہیں خدا سے اور اسکے رسول سے اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو لڑانے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم اسوقت تک منتظر رہو جب تک خدا اپنا حکم ظاہر کرے اور خدا بدکاروں کو کبھی اپنی راہ نہیں دکھائے گا۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں وہ ضرور ہلاک ہونگے کیونکہ اونہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا یہی وہ تیسرا مرتبہ ہے جس میں وہ شخص باخدا بنتا ہے جو اسکے لیے ہزاروں بلائیں خرید لے اور خدا کیطرف ایسے صدق اور اخلاص سے جھک جائے کہ خدا کے سوا کوئی اسکا نہ رہے گویا سب مر گئے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم خود نہ مریں زندہ خدا نظر نہیں آسکتا خدا کے ظہور کا وہی دن

ہوتا ہے کہ جب ہمارے جسمانی زندگی پر موت آوے ہم اندھے ہیں جب تک غیر کے دیکھنے سے اندھے نہ ہوجائیں ہم مردہ ہیں جب تک خدا کے ہاتھ میں مردہ کی طرح نہ ہوجائیں جب ہمارا منہ ٹھیک اسکی محاذات میں پڑیگا تب وہ واقعی استقامت جو تمام نفسانی جذبات پر غالب آتی ہے ہمیں حاصل ہوگی اس سے پہلے نہیں اور یہی وہ استقامت ہے جس سے نفسانی زندگی پر موت آجاتی ہے ہماری استقامت یہہ ہے کہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَهٗ لِلّٰهِ وَھُوَ مُحْسِنٌ یعنے یہہ کہ قربانی کی طرح میرے آگے گردن رکھدو ایسا ہی ہم اسوقت درجہ استقامت حاصل کرینگے کہ جب ہمارے وجود کے تمام ریزے اور ہماری نفس کی تمام قوتیں اسی کے کام میں لگ جائیں اور ہماری موت اور ہماری زندگی اسی کے لیے ہوجائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی کہہ کہ میری نماز اور قربانی اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لیے ہے اور جب انسان کی محبت خدا کے ساتھ اس درجہ تک پہونچ جائے کہ اسکا مرنا اور جینا اپنے لیے نہیں بلکہ خدا ہی کے لیے ہوجائے تب وہ خدا جو ہمیشہ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ پیار کرتا آیا ہے اپنی محبت کو اوسپر اوتارتا ہے اور ان دونوں محبتوں کے ملنے سے انسان کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے جسکو دنیا نہیں پہچانتی اور نہ سمجھ سکتی ہے اور ہزاروں صدیقوں اور برگزیدوں کا اسی لیے خون ہوا کہ دنیا نے ان کو نہیں پہچانا وہ اسی لئے مکار اور خود غرض کہلائے کہ دنیا انکے نورانی چہرہ کو دیکھ نہ سکے جیسا کہ فرماتا ہے یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ یعنے وہ جو منکر ہیں تیری طرف دیکھتے تو ہیں مگر تو انہیں نظر نہیں آتا۔ غرض جب وہ نور پیدا ہوتا ہے تو اس نور کی پیدائش کے دن سے ایک زمینی شخص آسمانی ہوجاتا ہے۔ وہ جو ہر ایک وجود کا مالک ہے اسکے اندر بولتا ہے اور اپنی الوہیت کی چمکیں دکھلاتا ہے اور اسکے دل کو کہ جو پاک محبت سے بھرا ہوا ہے اپنا تخت گاہ بناتا ہے اور جب ہی سے کہ یہ شخص ایک نورانی تبدیلی پاکر ایک نیا آدمی ہوجاتا ہے وہ اسکے لیے ایک نیا خدا ہوجاتا ہے اور نئی عادتیں اور نئی سنتیں ظہور میں لاتا ہے یہہ نہیں کہ وہ نیا خدا ہے یا عادتیں نئی ہیں مگر خدا کی عام عادتوں سے وہ الگ عادتیں ہوتی ہیں جو دنیا کا فلسفہ ان سے آشنا نہیں۔ اور یہہ شخص جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ یعنے انسانوں میں سے وہ اعلے درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنپر خدا کی رحمت ہے ایسا ہی وہ

Marfat.com

شخص جو روحانی حالت کے مرتبہ تک پہونچ گیا ہے خدا کی راہ میں فدا ہوجاتا ہے خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا
ہے کہ تمام دکھوں سے وہ شخص نجات پاتا ہے جو میری راہ میں اور میری رضا کی راہ میں جان کو بیچ دیتا ہے اور جاں
فشانی کے ساتھ اپنی اس حالت کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ خدا کا ہے اور اپنے تمام وجود کو ایک ایسی چیز سمجھتا
ہے جو طاعت خالق اور خدمت مخلوق کے لیے بنائی گئی ہے اور پھر حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق
ہیں ایسے ذوق و شوق و حضور دل سے بجالاتا ہے کہ گویا وہ اپنی فرماں برداری کے آئینہ میں اپنے محبوب
حقیقی کو دیکھ رہا ہے اور ارادہ اسکا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہمرنگ ہوجاتا ہے اور تمام لذت اسکی فرماں
برداری میں ٹھیر جاتی ہے اور تمام اعمال صالحہ نہ مشقت کی راہ سے بلکہ تلذذ اور احتظاظ کی کشش سے صادر
ہونے لگتے ہیں یہی وہ **نقد بہشت** ہے جو روحانی انسان کو ملتا ہے اور وہ بہشت جو آئندہ ملیگا وہ
درحقیقت اسی کی اظلال و آثار ہے جس کو دوسرے عالم میں قدرت خداوندی جسمانی طور پر متمثل کرکے دکھلائے
گی اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ۔ وَسَقَاهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔ عَيْنًا
يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا۔ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ عَيْنًا
فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاْ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا۔ وَمَنْ كَانَ
فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنے جو شخص خدا تعالیٰ سے خائف ہے اور اس
کی عظمت و جلال کے مرتبہ سے ہراساں ہے اسکے لیے دو بہشت ہیں ایک یہی دنیا اور دوسری آخرت
اور ایسے لوگ جو خدا میں محو ہیں خدا نے ان کو وہ شربت پلایا ہے جس نے انکے دل اور خیالات اور
ارادات کو پاک کردیا نیک بندے وہ شربت پی رہے ہیں جسکی ملونی کافور ہے وہ اس چشمہ سے پیتے ہیں
جسکو وہ آپ ہی چیرتے ہیں۔ اور میں پہلے بھی بیان کرچکا ہوں کہ کافور کا لفظ اسواسطے اس آیت میں اختیار
فرمایا گیا ہے کہ لغت عرب میں کَفْر دبانے اور ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ
انہوں نے ایسے خلوص سے انقطاع اور رجوع الی اللہ کا پیالہ پیا ہے کہ دنیا کی محبت بالکل ٹھنڈی ہوگئی
ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ تمام جذبات دل کے خیال سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور جب دل ان نالائق خیالات
سے بہت ہی دور چلا جائے اور کچھ تعلقات اُن سے باقی نہ رہیں تو وہ جذبات بھی آہستہ آہستہ کم ہونے لگتے
ہیں یہانتک کہ نابود ہوجاتے ہیں سو اسجگہ خدا تعالیٰ کی یہی غرض ہے اور وہ اس آیت میں یہی سمجھاتا ہے کہ

Marfat.com

وہ اسکی طرف کامل طور سے جھک گئے وہ نفسانی جذبات سے بہت ہی دور نکل گئے ہیں اور ایسے خدا کی طرف جھکے کہ دنیا کی سرگرمیوں سے انکے دل ٹھنڈے ہوگئے اور انکے جذبات ایسے دب گئے جیسا کہ کافور زہریلی مادوں کو دبا دیتا ہے اور پھر فرمایا کہ وہ لوگ اس کافوری پیالہ کے بعد وہ پیالے پیتے ہیں جنکی ملونی زنجبیل ہے اب جاننا چاہیے کہ زنجبیل دو لفظ سے مرکب ہے یعنے زنا اور جبل سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو اسکے ترکیبی معنے یہ ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ گیا اب جاننا چاہیے کہ انسان پر ایک زہریلی بیماری کے فرو ہونے کے بعد اعلے درجہ کی صحت تک دو حالتیں آتی ہیں ایک وہ حالت جبکہ زہریلے مواد کا جوش بکلی جاتا رہتا ہے اور خطرناک مادوں کا جوش رو باصلاح ہوجاتا ہے اور سمی کیفیات کا حملہ بخیر و عافیت گذر جاتا ہے اور ایک مہلک طوفان جو اٹھا تھا نیچے دب جاتا ہے لیکن ابھی اعضا میں کمزوری باقی ہوتی ہے کوئی طاقت کا کام نہیں ہوسکتا ابھی مردہ کی طرح افتان وخیزاں چلتا ہے۔ اور دوسری وہ حالت ہے کہ جب اصل صحت عود کر آتی ہے اور بدن میں طاقت بھر جاتی ہے اور قوت کے بحال ہونے سے یہ حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے کہ بلاتکلف پہاڑ کے اوپر چڑھ جائے اور نشاط خاطر سے اونچی گھاٹیوں پر دوڑتا چلا جائے سو سلوک کے تیسرے مرتبہ میں یہ حالت میسر آتی ہے ایسی حالت کی نسبت اللہ تعالیٰ آیت موصوفہ میں اشارہ فرماتا ہے کہ انتہائی درجہ کے باخدا لوگ وہ پیالے پیتے ہیں جن میں زنجبیل ملی ہوئی ہے یعنے وہ روحانی حالت کی پوری قوت پاکر بڑی بڑی گھاٹیوں پر چڑھ جاتے ہیں اور بڑے مشکل کام انکے ہاتھ سے انجام پذیر ہوتے ہیں اور خدا کی راہ میں حیرت ناک جانفشانیاں دکھلاتے ہیں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ علم طب کی رو سے زنجبیل وہ دوا ہے جسکو ہندی میں سونٹھ کہتے ہیں وہ حرارت غریزی کو بہت قوت دیتی ہے اور دستوں کو بند کرتی ہے اور اسکا زنجبیل اسی واسطے نام رکھا گیا ہے کہ گویا وہ کمزور کو ایسا قوی کرتی ہے اور ایسی گرمی پہونچاتی ہے جس سے وہ پہاڑوں پر چڑھ سکے ان متقابل آیتوں کے پیش کرنے سے جن میں ایک جگہ کافور کا ذکر ہے اور ایک جگہ زنجبیل کا خدا تعالیٰ کی یہ غرض ہے کہ تا اپنے بندوں کو سمجھائے کہ جب انسان جذبات نفسانی سے نیکی کی طرف حرکت کرتا ہے تو پہلے پہل اس حرکت کے بعد یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ اسکے زہریلے مواد نیچے دبائے جاتے ہیں اور نفسانی جذبات رو بکمی ہونے لگتے ہیں جیسا کہ کافور زہریلے مواد کو دبا دیتا [illegible] ہے وہ ہیضہ اور محرقہ تپوں میں مفید ہے اور پھر جب زہریلے مواد کا جوش بالکل جاتا رہیگا اور ایک کمزور صحت جو ضعف کے ساتھ

Marfat.com

ملی ہوئی ہوتی ہے حاصل ہوجاتی ہے تو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ وہ ضعیف بیمار زنجبیل کے شربت سے قوت پاتا
ہے اور زنجبیلی شربت خدا تعالیٰ کے حسن وجمال کی تجلی ہے جو روح کی غذا ہے جب اس تجلی سے انسان قوت
پکڑتا ہے تو پھر بلند اور اونچی گھاٹیوں پر چڑھنے کے لائق ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسی حیرت ناک
سختی کے کام دکھلاتا ہے کہ جب تک یہ عاشقانہ گرمی کسی کے دل میں نہ ہو ہرگز ایسے کام دکھلا نہیں سکتا
سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ان دو حالتوں کے سمجھانے کے لیے عربی زبان کے دو لفظوں سے کام لیا ہے
ایک کافور جو نیچے دبانے والے کو کہتے ہیں اور دوسرے زنجبیل جو اوپر چڑھنے والے کو کہتے ہیں اور اس راہ
میں یہی دو حالتیں سالکوں کے لیے واقعہ ہیں۔ باقی حصہ آیت کا یہ ہے اِنَّآ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ
سَلٰسِلَاۡ وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا یعنے ہم نے منکروں کے لیے جو سچائی کو قبول کرنا نہیں چاہتے
زنجیریں طیار کر دی ہیں اور طوق گردن اور ایک افروختہ آگ کی سوزش۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ
جو لوگ سچے دل سے خدا تعالیٰ کو نہیں ڈھونڈتے ان پر خدا کی طرف سے رجعت پڑتی ہے وہ دنیا کی گرفتاریوں
میں ایسے مبتلا رہتے ہیں کہ گویا پابزنجیر ہیں اور زمینی کاموں سے ایسے نگونسار ہوتے ہیں کہ گو
انکی گردن میں ایک طوق ہے جو ان کو آسمان کی طرف سر نہیں اٹھانے دیتا اور انکے دلوں میں حرص
دہوا کی ایک سوزش لگی ہوئی ہوتی ہے کہ یہ مال حاصل ہوجائے اور یہ جائداد مل جائے اور فلاں ملک
ہمارے قبضہ میں آجائے اور فلاں دشمن پر ہم فتح پا جائیں اسقدر روپیہ ہو اتنی دولت ہو سو چونکہ
خدا تعالیٰ ان کو نالائق دیکھتا ہے اور بُرے کاموں میں مشغول پاتا ہے اسلیے یہ تینوں بلائیں انکو لگا
دیتا ہے۔ اور اس جگہ اسباب کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب انسان سے کوئی فعل صادر ہوتا ہے تو اس
کے مطابق خدا بھی اپنی طرف سے ایک فعل صادر کرتا ہے مثلاً انسان جس وقت اپنی کوٹھری کے تمام
دروازوں کو بند کر دے تو انسان کے اس فعل کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ فعل ہوگا کہ وہ اس کوٹھری میں
اندھیرا پیدا کر دے گا کیونکہ جو امور خدای تعالے کے قانون قدرت میں ہمارے کاموں کے لیے بطور
ایک نتیجہ لازمی کے مقرر ہو چکے ہیں وہ سب خدا تعالے کے فعل ہیں وجہ یہ کہ وہی علت العلل ہے ایسا
ہی اگر مثلاً کوئی شخص زہر قاتل کھائے تو اسکے اس فعل کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ فعل صادر ہوگا کہ اسے
ہلاک کر دیگا ایسا ہی اگر کوئی ایسا بیجا فعل کرے جو کسی متعدی بیماری کا موجب ہو تو اسکے اس فعل
کے بعد خدا تعالے کا یہ فعل ہوگا کہ وہ متعدی بیماری اسکو پکڑ لے گی پس جس طرح ہماری دنیوی زندگی

Marfat.com

صریح نظر آتا ہے کہ ہماری ہر ایک فعل کے لیے ایک ضروری نتیجہ ہے اور وہ نتیجہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے ایسا
ہی دین کے متعلق بھی یہی قانون ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان دو مثالوں میں صاف فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ
جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔ فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۔ یعنے جو لوگ اس
فعل کو بجا لائے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی جستجو میں پوری پوری کوشش کی تو اس فعل کے لیئے لازمی طور پر یہ
ہمارا یہ فعل ہوگا کہ ہم ان کو اپنی راہ دکھا دینگے اور جن لوگوں نے کجی اختیار کی اور سیدھی راہ پر چلنا نہ
چاہا تو ہمارا فعل انکی نسبت یہ ہوگا کہ ہم انکے دلوں کو کج کر دینگے ۔ اور پھر اسی حالت کو زیادہ توضیح دینے
کے لیے فرمایا مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۔ یعنے جو شخص
اس جہان میں اندھا رہا وہ آنے والے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر ۔ یہ اس بات
کی طرف اشارہ ہے کہ نیک بندوں کو خدا کا دیدار اسی جہان میں ہو جاتا ہے اور وہ اسی جگہ میں اپنے
اس پیارے کا درشن پالیتے ہیں جسکے لیئے وہ سب کچھ کھوتے ہیں غرض مفہوم آیت کا یہی ہے کہ بہشتی
زندگی کی بنیاد اسی جہان سے پڑتی ہے اور جہنمی نابینائی کی جڑ بھی اسی جہان کی گندی اور کورانہ زیست
ہے ۔ اور پھر فرمایا کہ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔ یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجا لاتے ہیں وہ ان باغوں کے وارث ہیں جن
کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھ مشابہت دی جسکے نیچے نہریں
بہتی ہیں ۔ پس واضح رہے کہ اس جگہ ایک اعلیٰ درجہ کی فلاسفی کے رنگ میں بتلایا گیا ہے کہ جو رشتہ نہروں
کا باغ کے ساتھ ہے وہی رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہے پس جیسا کہ کوئی باغ بغیر پانی کے سرسبز نہیں رہ
سکتا ایسا ہی کوئی ایمان بغیر نیک کاموں کے زندہ ایمان نہیں کہلا سکتا اگر ایمان ہو اور اعمال نہ ہوں
تو وہ ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہوں اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہیں اسلامی بہشت کی یہی
حقیقت ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور عمل کا ایک ظل ہے وہ کوئی نئی چیز نہیں جو باہر سے آکر انسان کو
ملے گی بلکہ انسان کی بہشت انسان کے اندر سے ہی نکلتی ہے اور ہر ایک کی بہشت اسیکا ایمان اور اسکے
اعمال صالح ہیں جنکی اسی دنیا میں لذت شروع ہو جاتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے
باغ نظر آتے ہیں ۔ اور نہریں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن عالم آخرت میں یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہونگے
خدا کی پاک تعلیم ہمیں یہی بتلاتی ہے کہ سچا اور پاک اور مستحکم اور کامل ایمان جو خدا اور اسکی صفات اور

Marfat.com

اسکے ارادوں کے متعلق ہو وہ بہشت خوشنما اور باروردرخت ہو اور اعمال صالحہ اس بہشت کی نہریں ہیں جیساکہ وہ فرماتا ہے مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ یعنے وہ ایمانی کلمہ جو ہر ایک افراط تفریط اور نقص اور خلل اور کذب اور ہزل سے پاک اور من کل الوجوہ کامل ہو وہ اس درخت کے ساتھ مشابہ ہے جو ہر ایک عیب سے پاک ہو جسکی جڑ زمین میں قائم اور شاخیں آسمان میں ہوں اور اپنے پھل کو ہمیشہ دیتا ہو اور کوئی وقت اسپر نہیں آتا کہ اسکی شاخوں میں پھل نہ ہوں۔ اس بیان میں خدا تعالے نے ایمانی کلمہ کو ہمیشہ پھلدار درخت سے مشابہت دیکر تین علامتیں اسکی بیان فرمائیں (۱) اول یہ کہ جڑ اوسکی جو اصل مفہوم سے مراد ہے انسان کے دل کی زمین میں ثابت ہو یعنے انسانی فطرت اور انسانی کانشنس نے اسکی حقانیت اور اصلیت کو قبول کر لیا ہو (۲) دوسری علامت یہ کہ اس کلمہ کی شاخیں آسمان میں ہوں یعنے معقولیت اپنے ساتھ رکھتا ہو اور آسمانی قانون قدرت جو خدا کا فعل ہے اس فعل کے مطابق ہو مطلب یہ کہ اسکی صحت اور اصلیت کے دلائل قانون قدرت سے مستنبط ہو سکتے ہوں اور نیز یہ کہ وہ دلائل ایسے اعلی ہوں کہ گویا آسمان میں ہیں جن تک اعتراض کا ہاتھ نہیں پہونچ سکتا (۳) تیسری علامت یہ ہے کہ وہ پھل جو کھانے کے لائق ہے دائمی اور غیر منقطع ہو یعنے عملی مزاولت کے بعد اسکی برکات و تاثیرات ہمیشہ اور ہر زمانہ میں مشہود اور محسوس ہوتے ہوں یہ نہیں کہ کسی خاص زمانہ تک ظاہر ہو کر پھر آگے بند ہو جائیں اور پھر فرمایا وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ ۣاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَھَا مِنْ قَرَارٍ یعنے پلید کلمہ اس درخت کے ساتھ مشابہ ہے جو زمین سے اکھڑا ہوا ہو یعنے فطرت انسانی اسکو قبول نہیں کرتی اور کسی طور سے وہ قرار نہیں پکڑتا نہ دلائل عقلیہ کی رو سے نہ قانون قدرت کی رو سے نہ کانشنس کی رو سے صرف قصہ اور کہانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور جیساکہ قرآن شریف نے عالم آخرت میں ایمان کے پاک درختوں کو انگور اور انار اور عمدہ عمدہ میووں سے مشابہت دی ہے اور بیان فرمایا ہے کہ اس روز وہ ان میووں کی صورت میں متمثل ہونگے اور دکھائی دینگے ایسا ہی بے ایمانی کے خبیث درخت کا نام عالم آخرت میں زقوم رکھا ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے اَذٰلِکَ خَیْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَۃُ الزَّقُّوْمِ اِنَّا جَعَلْنٰھَا فِتْنَۃً لِّلظّٰلِمِیْنَ ۝ اِنَّھَا شَجَرَۃٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِیْمِ طَلْعُھَا کَاَنَّہٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ۝ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ یعنے تم بتلاؤ کہ
ہشت کے باغ اچھے ہیں یا زقوم کا درخت جو ظالموں کے لیے ایک بلا ہے وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ
اس سے نکلتا ہے یعنے تکبر اور خود بینی سے پیدا ہوتا ہے یہی دوزخ کی جڑ ہے اسکا شگوفہ ایسا ہے جیسا کہ شیطانوں
کے سر شیطان کے معنے ہیں ہلاک ہونے والا یہ لفظ شَيْط سے نکلا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ اسکا کہانا
ہلاک ہونا ہے۔ اور پہر فرمایا کہ زقوم کا درخت ان دوزخیوں کا کہانا ہے جو عمداً گناہ کو اختیار کر لیتے ہیں وہ
کہانا ایسا ہی جیسا کہ تانبا گلا ہوا کھولتے ہوئے پانی کی طرح پیٹ میں جوش مارنیوالا۔ پہر دوزخی کو
مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اس درخت کو چکہہ تو عزت والا اور بزرگ ہے یہ کلمہ نہایت غضب کا ہے اس کا
اصل یہ ہے کہ اگر تو تکبر نہ کرتا اور اپنی بزرگی اور عزت کا پاس کر کے حق سے منہ نہ پہیرتا تو آج یہ تلخیاں تجھے
اٹھانی نہ پڑتیں یہ آیت اس بات کی طرف بہی اشارہ ہے کہ دراصل یہ لفظ زقوم کا ذُق اور اُم سے مرکب ہے،
اور اُم انک انت العزیز الکریم کا ملخّص ہے جس میں ایک حرف پہلی کا اور ایک حرف آخر کا موجود ہے اور کثرت
استعمال نے ذال زا کے ساتہ بدلدیا ہے اب حاصل کلام یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا کے
ایمانی کلمات کو بہشت کے ساتہ مشابہت دی ایسا ہی اسی دنیا کے بے ایمانی کے کلمات کو زقوم کے ساتہ
مشابہت دی اور اسکو دوزخکا درخت ٹہیرایا اور ظاہر فرمادیا کہ بہشت اور دوزخ کی جڑ اسی دنیا سے شروع
ہوتی ہے جیسا کہ دوزخ کے باب میں ایک اور جگہہ فرماتا ہے نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى
الْأَفْئِدَةِ ۝ یعنے دوزخ وہ آگ ہے جو خدا کا غضب اسکا منبع ہے اور گناہ سے بہڑکتی ہے اور پہلے دل پر
غالب ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس آگ کی اصل جڑ وہ غم اور حسرتیں اور درد ہیں جو دل کو
پکڑتے ہیں کیونکہ تمام روحانی عذاب پہلے دل سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ اور پہر تمام بدن پر محیط ہوجاتے ہیں
اور پہر ایک جگہہ فرمایا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنے جہنم کی آگ کا ایندہن جس سے وہ آگ ہمیشہ افروختہ
رہتی ہے دو چیزیں ہیں ایک وہ انسان جو حقیقی خدا کو چہوڑ کر اور اور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں یا انکی
مرضی سے انکی پرستش کیجاتی ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ
یعنے تم اور تمہاری معبود باطل جو انسان ہو کر خدا کہلاتے رہے جہنم میں ڈالے جائیں گے (۲) دوسرا
ایندہن جہنم کا بُت ہیں مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا وجود نہ ہوتا تو جہنم بہی نہ ہوتا سو ان تمام آیات سے ظاہر ہے
کہ خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں بہشت اور دوزخ اس جسمانی دنیا کی طرح نہیں ہے بلکہ ان دونوں کا مبدء اور منبع

Marfat.com

روحانی امو ہیں ہاں وہ چیزیں دوسرے عالم میں جسمانی شکل پر نظر آئیں گی مگر اس جسمانی عالم سے نہیں ہونگی اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ خدا کے ساتھ روحانی اور کامل تعلق پیدا ہونے کا ذریعہ جو قرآن شریف نے ہمیں سکھلایا ہے **اسلام** اور **دعاء فاتحہ** ہے یعنے اول اپنی تمام زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دینا اور پھر اس دعا میں لگے رہنا جو سورۂ فاتحہ میں مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے تمام اسلام کا مغز یہ دونوں چیزیں ہیں اسلام اور دعاء فاتحہ دنیا میں خدا تک پہونچنے اور حقیقی نجات کا پانی پینے کے لیئے یہی ایک اعلے ذریعہ ہے بلکہ یہی ایک ذریعہ ہے جو قانون قدرت نے انسان کی اعلے ترقی اور وصال الٰہی کے لیے مقرر کیا ہے اور وہی خدا کو پاتے ہیں کہ جو اسلام کے مفہوم کی روحانی آگ میں داخل ہوں اور دعاء فاتحہ میں لگے رہیں اسلام کیا چیز ہے وہی جلتی ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی کو بھسم کر کے اور ہماری باطل معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک معبود کے آگے ہماری جان اور ہمارا مال اور ہماری آبرو کی قربانی پیش کرتی ہے ایسے چشمہ میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ دوسرے رشتہ سے پیوند کیا جاتا ہے بجلی کی آگ کی طرح ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی ہے اور ایک آگ اوپر سے ہم پر اترتی ہے ان دونو شعلوں کے ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی ہے اور ہم اپنی پہلی زندگی سے مر جاتے ہیں اس حالت کا نام قرآن شریف کی رو سے **اسلام** ہے اسلام سے ہماری نفسانی جذبات کو موت آتی ہے اور پھر دعا سے ہم از سر نو زندہ ہوتے ہیں اس دوسری زندگی کے لیے اِلْهَام اِلٰهِی ہونا ضروری ہے اسی مرتبہ پر پہونچنے کا نام لقاء الٰہی ہے یعنے خدا کا دیدار اور خدا کا درشن ہے اس درجہ پر پہونچکر انسان کو خدا سے وہ اتصال ہوتا ہے کہ گویا وہ اس کو آنکھ سے دیکھتا ہے اور اسکو قوت دیجاتی ہے اور اسکے تمام حواس اور تمام اندرونی قوتیں روشن کی جاتی ہیں اور پاک زندگی کی کشش بڑے زور سے شروع ہو جاتی ہے اسی درجہ پر آکر خدا انسان کی آنکھ ہو جاتا ہے جسکے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور زبان ہو جاتا ہے جسکے ساتھ وہ بولتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہے جسکے ساتھ وہ حملہ کرتا ہے اور کان ہو جاتا ہے جسکے ساتھ وہ سنتا ہے اور پیر ہو جاتا ہے جسکے ساتھ وہ چلتا ہے اسی درجہ کی طرف اشارہ ہے جو خدا فرماتا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ یہ اسکا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں پر ہے اور ایسا ہی فرماتا ہے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ

Marfat.com

دکھا بھی جو تونے چلایا تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا۔ غرض اس درجہ پر خدا کے ساتھ کمال اتحاد ہوجاتا ہے اور خداتعالیٰ کی پاک مرضی روح کے رگ و ریشہ میں سرایت کرجاتی ہے اور اخلاقی طاقتیں جو کمزور تھیں اس درجہ میں محکم پہاڑوں کی طرح نظر آتی ہیں عقل اور فراست نہایت لطافت پر آجاتی ہے۔ یہ معنے اس آیت کے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ اس مرتبہ میں محبت اور عشق کی نہریں ایسے طور سے جوش مارتی ہیں جو خدا کے لیئے مرنا اور خدا کے لیئے ہزاروں دکھ اٹھانا اور بے آبرو ہونا ایسا آسان ہوجاتا ہے کہ گویا ایک ہلکا سا تنکا توڑنا ہے خدا کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ کون کھینچ رہا ہے ایک غیبی ہاتھ اسکو اٹھائے پھرتا ہے اور خدا کی مرضیوں کا پورا کرنا اسکی زندگی کا اصل الاصول ٹھیر جاتا ہے اس مرتبہ میں خدا بہت ہی قریب دکھائی دیتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کہ ہم اس سے اسکی رگ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ایسی حالت میں اس مرتبہ کا آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جسطرح پھل پختہ ہوکر خود بخود درخت پر سے گر جاتا ہے اسیطرح اس مرتبہ کے آدمی کے تمام تعلقات سفلی کالعدم ہوجاتے ہیں اسکا اپنے خدا سے ایک گہرا تعلق ہوجاتا ہے اور وہ مخلوق سے دور چلا جاتا اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات سے شرف پاتا ہے اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لیے اب بھی دروازے کھلے ہیں جیسا کہ پہلے کھلے ہوئے تھے اور اب بھی خدا کا فضل یہ نعمت ڈھونڈنے والوں کو دیتا ہے جیسا کہ پہلے دیتا تھا مگر یہہ راہ محض زبان کی فضولیوں کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی اور فقط بےحقیقت باتوں اور لافوں سے یہہ دروازہ نہیں کھلتا ڈھونڈنے والے بہت ہیں مگر پانے والے کم۔ اسکا کیا سبب ہے یہی ہے کہ یہہ مرتبہ سچی سرگرمی سچی جانفشانی پر موقوف ہے۔ باتیں قیامت تک کیا کرو کیا ہوسکتا ہے صدق سے اس آگ پر قدم رکھنا جسکے خوف سے اور لوگ بھاگتے ہیں اس راہ کی پہلی شرط ہے۔ اگر عملی سرگرمی نہیں تو لاف زنی ہیچ ہے اسی بارہ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۔ یعنے اگر میرے بندے میری نسبت سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو ان کو کہہ کہ وہ تم سے بہت ہی قریب ہے میں دعا کرنیوالے کی دعا سنتا ہوں پس چاہیے کہ وہ دعاؤں سے میرا وصل ڈھونڈیں اور مجھ پر ایمان لاویں تا کامیاب ہوں

Marfat.com

اگرچہ اس مضمون کے ختم ہونے ہوتے شام کا وقت قریب آگیا لیکن یہ ابھی پہلے سوال کا جواب تھا۔ اس مضمون سے حاضرین جلسہ کو بلا استثنا احدی و دیگر ایسی دلچسپی ہوگئی کہ عام طور سے اگزکٹو کمیٹی سے استدعا کی گئی کہ کمیٹی اس جلسے کے چوتھے اجلاس کے لیے انتظام کرے جس میں باقی سوالات کا جواب سنایا جاوے کیونکہ حسب اعلان اگزکٹو کمیٹی جلسے کے تین ہی اجلاس ہونے تھے اور تیسرے اجلاس کے سپیکر پہلی ہی سے مقرر ہو چکے تھے جلسے کے دن بڑھانے کے لیے موڈریٹر صاحبان کی خاص رضامندی تھی علاوہ ازیں سناتن دہرم کی طرف سے اور آریہ سماج کی طرف سے بھی استدعا تھی کہ انکی طرف سے اور زیادہ ریپریزنٹیشن ہو اسلیے اگزکٹو کمیٹی نے انجمن حمایت اسلام کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ صاحب سے جو وہاں موجود تھے چوتھے دن کے لیے استعمال مکان کی اجازت لیکر میر مجلس صاحب کو اطلاع دی کہ وہ چوتھے دن کا اعلان کردیں۔ مضمون ساڑھے پانچ بجے ختم ہوا۔ جسپر ذیل کے الفاظ میں میر مجلس نے آجکے اجلاس کی کارروائی کو ختم کیا۔

"میرے دوستو آپنے پہلے سوال کا جواب جناب مرزا صاحب کی طرف سے سنا ہمیں خاصکر جناب مولوی عبد الکریم صاحب کا مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے ایسی قابلیت کے ساتھ اس مضمون کو پڑہا۔ میں آپ کو مژدہ دیتا ہوں کہ آپکے اس فرط شوق اور دلچسپی کو دیکھکر جو آپنے مضمون کے سننے میں ظاہر کی اور خصوصاً موڈریٹر صاحبان اور دیگر عمائد و رؤسا کی خاص فرمائش سے اگزکٹو کمیٹی نے منظور کرلیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بقیہ حصہ مضمون کے لیے وہ چوتھے دن اپنا آخری اجلاس کرے۔ اب نماز مغرب کا وقت قریب آگیا ہے اور میں زیادہ آپکا وقت لینا نہیں چاہتا۔ صرف میں آپ کو کل کا پروگرام سُناتا ہوں کل دس بجے کارروائی جلسہ شروع ہوگی دس بجے سے ½۱۱ بجے تک جناب مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ½۱۱ بجے سے ½۱۲ بجے تک جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سکرٹری خالصہ کالج کمیٹی۔ ½۱۲ بجے سے ½۱ بجے تک جناب پنڈت بھانودت صاحب ½۱ بجے سے ۲ بجے تک وقفہ۔ ۲ بجے سے ۳ بجے تک لالہ کانشی رام صاحب برہمو ۳ بجے سے ½۳ بجے تک سردار راجندر سنگھ صاحب ½۳ سے ½۴ بجے تک مسٹر جی مارس صاحب بہادر"۔

اصل میں یہ آجکی شان و شوکت جلسہ کی تھی جس سے مخالفین تحریک جلسہ مرعوب ہوگئے چنانچہ کُل کی غلط فہمیاں اب دور ہوگئیں۔ اور چوتھے دن کے اعلان پر عام خواہش مختلف سپیکروں کی طرف سے ہوئے کہ اونہیں بھی موقع بولنے کا دیا جاوے جناب مولوی محمد عبید اللہ صاحب کی طرف سے اطلاع پہونچی کہ اون کا وقت بڑہایا جاوے چنانچہ انکی وقت میں بھی نصف گھنٹہ ازاد کیا گیا۔

Marfat.com

تیسرا اجلاس

بروز پیر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء

آج کارروائی جلسہ دس بجے شروع ہو جانا تھا۔ لیکن ابھی ساڑھے آٹھ نہ بجنے پائے تھے کہ خان بہادر جناب شیخ خدا بخش صاحب موڈریٹر اور پہلے اجلاس کے پریسیڈنٹ تشریف فرما ہوئے انکے ہمراہ جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تھے خان بہادر موصوف نے چند ممبران اگزکٹو کمیٹی سے جو انتظام مکان کے لیے پہلے سے وہاں موجود تھے یہہ بیان کیا کہ جناب مفتی محمد عبد اللہ صاحب جن کا آج وقت ہے وہ چند اتفاقات کے باعث نہیں آسکتے ہیں سکے اور وہ چاہتے ہیں کہ اُن کا وقت مولوی صاحب (مولوی محمد حسین صاحب) کو دیدیا جاوے لیکن اس امر کا طے کرنا اگزکٹو کمیٹی کے اختیار میں تھا اور اسوقت صرف دو مسلمان ممبر کمیٹی موجود تھے بہرحال خان بہادر نے ان سے استدعا کی کہ وہ اس امر کو کمیٹی سے منظور کرا دیں۔ ساڑھے نو بجے کے قریب اگزکٹو کمیٹی نے اپنی کارروائی شروع کی حضرت مفتی موصوف صاحب کی زبانی پیغام سے ایک قسم کی مایوسی ہوئی کیونکہ یہہ کمیٹی کا فرض تھا کہ ہر مذہب کی طرف سے مختلف وکیل جلسہ میں پیش کرے چنانچہ سکرٹری اسلیے تبدیلی کے مخالف تھا لیکن جب مسلمان ممبروں نے اس بات پر زور دیا کہ یہ وقت ہماری قوم کے لیئے ہے اور جب ہمکو اس تبدیلی میں اعتراض نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ تبدیلی نہ ہو۔ بہرحال بہت بحث کے بعد فیصلہ ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کو جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب کا وقت دیا جاوے۔

مولوی صاحب کی تقریر آج دس بجے شروع ہونی تھی اور اسبات کا عام طور پر اعلان ہو گیا تھا لیکن وقت مقررہ پر آج لوگ بہت ہی کم آئے اسلیے ٹھیک وقت پر تقریر شروع نہ ہو سکی۔ ساڑھے دس بجنے میں ابھی کچھ منٹ باقی تھے کہ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج نے اعلان کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب مولوی عبد اللہ صاحب کی جگہہ بیان فرماویں گے اصل میں آج کے اجلاس کے پریسیڈنٹ جناب رائے بہادر رادھا کشن صاحب کول پلیڈر سابق گورنر جموں تھے لیکن وہ آج تشریف نہ لاسکے اسلیے انکا کام کرنا نہایت مہربانی سے شیخ صاحب نے قبول فرمایا۔ جسکے لیے کمیٹی انکی خاص مشکور ہوئی اب مولوی صاحب سٹیج پر آگئے اور انہوں نے تقریر شروع کی۔

Marfat.com

عالی جناب مولانا و بالفضل اولنا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَاِذَا جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ صاحبان جوابات میں پیچ ہوگا اور یہہ ہی آیت جو مینے پڑہی ہے اون میں سے کوئی آیت یا کوئی تشریح اون مطالب سے باہر نہیں جن مطالب کے واسطے جلسہ شائق ہے۔ پانچ سوالوں سے باہر کوئی آیت نہیں مینے بعض آیات کی تشریح میں نوٹ بہی کیے تہے مثلاً پیدائش وغیرہ کیونکہ دہاں انہیں کا بیان تہا۔ اور بہر اخلاق کا ذکر تہا مثلاً ہمدردی۔ بہت ساحصہ میرے بیان کا نبوت اور رسول کے متعلق تہا انکے معجزات اور نبوت اگر وہ خارج از بحث سمجہا گیا تو وہ خارج نہ تہا۔ وہ روحانی حالت کا پہلا درجہ ہے کیونکہ روحانیت کا پہلا درجہ نبوت ہی۔ نبوت کی بحث روحانیت کی بحث ہی۔ لہذا میرا کوئی لفظ باہر نہ تہا اب بہی میں وہی شروع کروں گا جس کا اس آیت میں ذکر ہے وَاِذَا جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ جسوقت کوئی نشانی لاتے ہیں۔ جو نشانی روحانیوں کی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ مانیں گے جب تک ہم میں وہ حالت نہو وہ کیوں ممتاز ہے اسکو کیا فوقیت ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اسکا جواب دیا کہ یہ سوال غلط ہے اللہ جانتا ہے کونسے لوگ رسالت کے قابل ہیں ہر شخص لائق رسالت نہیں اسی کے موافق فرمایا وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ۔ اللہ جسکو چاہتا ہے اسکو مخلوق میں سے چن لیتا ہے چنانچہ مینے مثال دی تہی۔ کہ اللہ نے مکھیوں میں سے ایک کو چنا۔ کوئی مکھی یہ نہیں کہتی کہ مجھے کیوں نہیں چنا اسیطرح انسان بہی ہیں۔ ؎

کلاہ خسروی و بادشاہی ہر کل کے رسد حاشا وکلا

اس قسم کا سوال کہ میں کیوں نبی نہیں بنا بالکل بے محل ہے۔ اس موقعہ پر مجھے تشریح انسان کرنی پڑی جسکے لیے ضرور ہے کہ میں انسان کے ہم جنسوں کا بیان کروں۔ اسیلیے نباتات حیوانات کا ذکر ضروری ہے میں نیچے سے اوپر کو درجہ بدرجہ بیان کروں گا۔

اے صاحبان۔ پہلے درختوں کی حالت دیکہو یعنے نباتات کی۔ اللہ تعالی نے درختوں کو وہ فعل ارادہ اور اختیار کا عطا نہیں کیا جو حیوانات میں ہے۔ اسواسطے انکی پیدائش اور بقا کے اسباب انکے اختیار میں نہیں کوئی بیج بوئے کوئی درخت لگائے۔ قائم ہوگئے۔ قائم ہونیکے بعد اونکا نشو ونما و ثمار انکے اختیار میں نہیں

Marfat.com

ر نر درخت مادہ درخت کی طرف توجہ کرے ملکہ انکے لیے مکھیوں کو مامور کیا کہ نر کا تخم مادہ درخت کی طرف لیجائیں۔
اس سے اس آیت کا سر پیدا ہوا سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ یہ قرآن وہ شخص لایا
جسکو لوگ امی کہتے تھے نہ لکھا نہ پڑھا۔ لیکن وہ وہ علوم بتاتا ہے جو زمانہ کو آج نصیب ہوئی وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ
خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ یعنے ہمنے ہر چیز میں جوڑے دو پیدا کیے۔ نر اور مادہ۔ یہ بات
س وقت سائنس نے بتائی پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھی۔ اب معلوم ہوا کہ کس طرح نباتات جفت ہوتے ہیں اس
ے پایا گیا کہ قرآن مجید خدا کی کتاب ہے۔ چونکہ نباتات کے اختیار میں نہ تہا۔ اسلیے اُنکے جفت کرنے کیلیے مکھیوں کو
سیلہ بنایا چونکہ ان میں ارادی فعل نہ تہا اسلیے مٹی اور پانی انکی جڑوں میں پہونچایا اور ریشوں کے ذریعہ ان کی
ورش کی یہ پیدائش ہے نباتات کی۔ حیوانات انسان کی جنس کے قریب ہیں ان میں پروردگار نے فعل کا ارادہ اور
ختیار حرکت کا مادہ رکھا ہے انکی بقا نوع اور جنس کے لیے انکو الہام ہوا کہ وہ اپنا رزق تلاش کریں اور چلے پہریں
مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا جو جاندار چیز ہے اسکا رزق اللہ کی طرف سے کہ وہ چلیں اور
یں اور فرمایا کہ اون کا رزق خود خدا نے پیدا کیا۔ خدا رزاق ہے اور وہ کوشش کرنے والے ہیں اللہ رازق ہر
كَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ بہتیرے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے
ں ہوئے انکو اور تم کو خدا روزی دیتا ہے ٭ گرمی کا بچاؤ انکو ضروری تہا درختوں کو آزاد کیا۔ انکے واسطے
رت نے جڑہ پیدا کیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ گہر بناؤ۔ وہ خود وہاں کھڑے ہوئے جہاں دہوپ نہیں سردی
و انہیں اُون اور ریشم کے ذریعہ بچایا چونکہ ان کا ادراک نہ تہا اسلیے انکو یہہ چیزیں عطا کیں۔ اور
ہمارے لیے بہی مفید ہوئیں۔ جیسے کہ فرمایا وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِیْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَ
مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ یہ جانور تمہارے لیے پیدا کیے ان میں تمہارے لیے گرمی ہے انکی پشم اور جلد سے اور
نس ان میں سے تم کہاتے بہی ہو۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا
وَاَشْعَارِهَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ دوسرا احسان یاد دلایا یہ جو تمہارے ہر جنس میں انکے بال اور
م اور چمڑے تمہارے فائدے کے لیے بنائے۔ تم انکے گھر بناتے ہو۔ انکی پشم اور صوف سے کپڑا بناتے ہو اور کا
س انکے اور تمہارے مفید ہوتا ہے ٭ چونکہ ان میں ارادی طاقت تہی۔ انکو درختوں کی طرح نہیں کیا کہ وہ
سیوں کے ذریعہ جفت کریں ملکہ ان کو الہام کیا اور میلان جفت کے لیے دیا۔ اس منت میں ان کو اپنی

Marfat.com

سے مشابہ کیا۔ انسان افضل رہے اسکا بیان ہوگا جیسے یہ آیات کہتی ہیں۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اللہ تعالیٰ انسانوں کو مخاطب کرتا ہے کہ انسان دیکھہ یہہ تمہارے لیے جوڑے اسلیئے پیدا کیئے ہیں کہ تمہاری وحشت دور ہو تم میں رحم پیدا ہو سودت ہو۔ اور اسیطرح جانوروں میں بھی رکھا کیونکہ وہ مشتمل تھے یہہ بھی ایک روحانی رحمت ہے سو حصوں میں سے ایک حصہ رحمت کا یہ ہے کہ حیوان رحمت بچوں کی طرف کرتا ہے۔ کل رحمت اللہ تعالیٰ قیامت کو دکھاوے گا۔ اسیطرح رحمت کا حصہ حیوان کو دیا تو وہ محبت اور اجتماع کرکے اولاد پیدا کرتے ہیں بعض حیوان پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگتے ہیں انکے لیے کوئی مقام نہیں رکھا اور جو جانور چاہتے ہیں کہ انکے بچون کی پرورش ہو۔ ان کو القا کیا کہ وہ گھر بناویں اور بچوں کی پرورش کریں چنانچہ ان میں سے ایک حیوان کا ذکر ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ تیرے پروردگار نے ایک وحی کی شہد کی مکھی کیطرف یعنے الہام طبعی کیا کہ گھر بنا درختوں میں چھتوں میں۔ پہاڑوں میں جیسے موقع ہو اور پھر نکل اور پہل کھا اور اللہ کی راہ میں چل جس میں تو نہ بہولیگی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ رستہ نہیں جانتے لیکن قدرت سے راہ نہیں بہولتی۔ انکے پیٹوں سے جو چیز نکلتی ہے انکے بچوں کی پرورش ہوتی ہے۔ مکھی ایسی ہی تھی اسکو اس طرح الہام ہوا۔ شیر دینے والوں کو شیر دینے کا القا ہوا جیسے گائے بکری۔ اس القا میں ہم بھی شریک ہیں ہم پر احسان ہے وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ فرمایا تمہارے لیے جانداروں میں عبرت ہے انکے پیٹوں میں گوبر اور خون کے بیچ سے ہم خالص خوشگوار دودہ تمکو پلاتے ہیں۔ دودہ کیا ہوتا ہے گوبر ہوتا ہے اوس گوبر سے چھانٹ کر کچہ حصہ جگر کو جاکر خون بنا۔ دیکھو وہ دودہ نہ گوبر نہ خون لیکن انسے مرکب وہ تم کھاتے اور پیتے ہو بچوں کو بھی حصہ ملا اور تم کو بھی ✢ جو دودہ پلانے والے جانور نہ تھے انکو طبعی الہام ہوا کہ وہ دانہ منہ میں رکھکر بچوں کو دیں تاکہ معدہ جلد ہضم کرلے انسان کے قریب یہہ حیوانات تھے انکو یہ القا ہوئے

انسان میں کل صفات جمادات نباتات اور حیوانات کے تھے علاوہ ازیں اس میں قوت ادراک اور عقل بھی ہے کہ اسکے اس فعل کا یہ نتیجہ ہوگا یا ایسا قانون وہ بنائے یا ایسا گھر بنے جسکی تشریح میں آگے چلکر کروں گا جونکہ

Marfat.com

اس میں قوت ارادی ہے اسلیے القا ہوا کہ گھر بنائے۔ شہر بنائے۔ مدنی بالطبع ہو۔ اسکی بعض حالتیں نباتاتی اور حیواناتی ہیں اور بعض حالتیں جو جسم کے لیے مختص ہیں کہ شہر میں رہے قانون بنائے۔ اس میں خاص حالت روح کی ہے جس میں یہہ کسیکا شریک نہیں۔

روح کی دو حالتیں ہیں اول ہم جنس سے پیار۔ وہ حیوان میں بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ طبعی ہے یہ بالارادہ ہے۔ بکری میں بھی ہے لیکن انسان میں بالارادہ۔ دوسرا حصہ ہے خالق کے ساتھہ تعلق قدرتًا ہر ایک کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ کوئی خدا ہے۔ یہ کوئی کہے کہ تعلیم سے ہے۔ میں آگے چلکر بیان کروں گا۔ لیکن تاہم یہہ روحانیت خاص اسکی ہے اگرچہ ہر ایک چیز تعلیم کا نتیجہ ہو۔

ہم انسان کو دیکھتے ہیں کہ اس میں مختلف صفات ہیں نباتاتی حیوانی وغیرہ تو ہم فکر کرتے ہیں کہ انسان کیا چیز ہے اگر اسکے خط و خال یا وضع قطع کو ہم انسانیت سمجھیں تو یہ خیال غلط ہے۔ قد یا خوبصورتی انسان نہیں بنا سکتی۔ پہاڑ۔ ہاتھی۔ پھول۔ زیادہ تر انسان کہلانے کے قابل ہیں یہ لازمہ انسانی نہیں اس خیال کو چھوڑ کر جب ہم دیکھتے ہیں کہ جزئی امور کلی امور ہوتے ہیں جزئی امور خاص خاص کام کرنا۔ کسیپر غصہ کرنا۔ رحم کرنا۔ ان صفات کو دیکھیں تو وہ حیوانات کے ساتھہ شریک ہے۔ پہلی صفت میں نباتات دوسری میں حیوانات بھی حیوان۔ پیار اور حملہ کرتے ہیں اگر شہوت کا خیال کیجاوے تو سب سے بڑھکر شہوت بندر میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ صفات انسانی نہیں۔ مثلًا غصہ پیار یہ سب صفات اوروں میں ہیں۔ اس سے بڑھکر ایک اور رای یہہ ہے کہ اس کا عجائب صنعتیں بنانا۔ مثلًا یہہ عمدہ عمدہ گھر بناتا ہے نقشے طیار کرتا ہے۔ لیکن غور کرو اسکی جنس بھی حیوان میں ہے جیسے بیا اور شہد کی مکھی۔ ایسا تو انسان بھی نہیں بنا سکتا۔ جیسے کہ شہد کی مکھی اپنا چھتہ بناتی ہے۔ جو گونہ یعنے مربع اگر ہوتا تو جگہہ ضائع ہوتی وہ داخل نہ ہو سکتی۔ گول میں بھی جگہہ ضائع ہوتی مثلث ملتے نہیں۔ اسلیے مسدس شکل کے بنائے جو کھلی ہی رہیں اور ملیں بھی انسان اپنی عجیب صنعتوں سے انسان نہیں اس میں حیوان شریک ہے۔ لیکن جو موٹی سمجھہ کے انسان ہیں وہ اسے ہی سمجھتے ہیں کہ وہ کاریگر ہیں انکے لیے یہہ آیت ہے یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ اونہوں نے انسانیت اور روحانیت کو نہیں پہچانا وہ اسیکو زندگی سمجھے ہیں حالانکہ آیندہ ایک گھر ہے وہ یہاں کی فکر میں ہیں۔ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ فرمایا اے رسول ہمارے روحانیوں کے علم اور کا خیال نہ کر انکی انہی کاریگریوں کی طرف مت جھک ان سے منہ پھیر جو ہمارے ذکر سے منہ پھیریں اور نیکی کی طرف متوجہ نہ ہوں جو بعثت

Marfat.com

وغیرہ میں پڑے ہیں انکو قرآن ایسی چیزوں سے ہٹاتا ہے۔ بلکہ انسانیت کچھ اور چیز ہے۔ غور کے بعد انسانیت معلوم ہوگی۔ انسان نہ جسم نہ مکان نہ صحت نہ جزئیات وہ کیا ہے۔ ایک بہادری سمجھ آتی ہے لیکن بہادری کا اصول بھی حیوان میں ہے کیونکہ شیر میں بہادری ہے مگر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ میں یہ تشریح کی گئی ہے کہ بعض حیوانات انسان سے بڑھ گئے ہیں جب یہ صفات نہیں تو وہ کیا ہیں وہ دو ہیں قوت عقلیہ اور قوت عملیہ جسکی بنا سوال متعلقہ کرم پر ہے

ان میں سے ہر ایک کی دو شاخیں ہیں عقل کی دو شاخیں عمل کی دو شاخیں۔ ایک کو نظام دنیا سے تعلق ہے وہ قوت عقلیہ جس سے قاعدے بنا کر نظام دنیا چلانا وہ ایک ہے جیسے نوکری کرنا قانون بنانا وغیرہ وغیرہ اس قوت عقلیہ کی شاخ جس میں دنیوی کام چلاتا ہے اس میں وہ تمدن اور قانون کا محتاج ہے دوسری شاخ قوت عقلیہ کی غیب الغیب سے تعلق ہے جس میں عقل کا دخل نہیں جیسے میں نے خواب کا بیان کیا تھا۔ خواب ایک ادنیٰ بات ہے اس سے بڑھکر الہام ہے وہ بھی قوت عقلی کی شاخ ہے + قوت عملیہ کی بھی دو شاخیں ہیں ایک ہر ایک فعل ارادہ سے کرنا اور سوچ سے کرنا حیوان گھر بلا سمجھے سوچے کے بناتے ہیں وہ ایک طبعی فعل ہے کیونکہ انکے فعلوں کا انپر کوئی اثر نہیں انسان پر فعل کا اثر ہوتا ہے جیسے ہمارے افعال ہماری کانشنس پر اثر کرتے ہیں لیکن حیوان پر نہیں ہے عملی قوت کی دوسری شاخ روحانی کام ہے ایک تو اپنے ہم جنسوں کے ساتھ۔ دوسرا اپنے رب کے ساتھ دونوں قوتوں سے یہ ممتاز ہے اور دونو کی دو شاخیں ہیں + ہم تجربہ انسان کا جب کرتے ہیں ہم دو نوع دیکھتے ہیں پہلا اپنی زندگی کا اسباب بنانا پھر اپنے ارادہ سے فعل کرنا انسان کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ جو فعل کرے گا اسکا نتیجہ ہوگا۔ حیوانات میں نہیں۔ انسان شائستگی کو مدنظر رکھتا ہے حیوان اپنی حاجت لاپرواہی سے کرتا ہے انسان ضرورتوں کو دیکھکر خوبصورتی اور مکان کا لحاظ کرتا اور قاعدے بناتا ہے + دوسری شاخ عقلی جس میں یہ علوم بلا ارادہ حاصل کرتا ہے جیسے الہام اور دوسری شاخ محبت کی اور وہ اس سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ اللہ کے ہوجاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی قوای کی ترتیب کے لیے ایک قانون کی ضرورت ہے یہ محتاج ہے اسباب کا کہ ایک تو لوگوں سے تعلق ہو دوسرا خدا سے یونانی لوگ بھی مانتے تھے کہ انسان مدنی بالطبع ہونے کے لیے قانون کا محتاج تھا۔ اسلیے واضع قانون کی ضرورت ہوئی اور وہی نبی تھے لیکن حکما اس معرفت کو نہیں پہونچتے اسلیے وہ اونہیں انبی تو نہیں کہتے۔ لیکن وہ مقنن کو چاہتے ہیں اور وہ انسان ہونا ہوا۔ چنانچہ یہ آیات ہیں لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اللہ نے فضل ہونے پر کیا کہ ان میں رسول انہیں میں سے بھیجا۔ وہ نادان کہتے تھے کہ فرشتہ کیوں نہ آیا فرمایا لَوْ جَعَلْنٰهُ

مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُوْنَ اگر ہم فرشتہ بھیجتے تو ہم تمہاری طرح کا انسان بناتے تمہاری طاقت نہیں کہ فرشتہ سے بات کرو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ بشکل انسان آیا تو وہ گھبرا اٹھتے میں فرشتہ کی یہاں بحث نہیں کرتا یہ میں بحث کروں گا اگر وقت ملا فرمایا یہ ہمارا احسان ہے کہ ہم نے انسان اور پھر انسانوں میں سے تم میں سے نبی بھیجا۔

یہاں سوال یہ ہوتا ہے۔ اگر انسان اور مقنن کی حاجت ہے تو سب لوگ عقلمند ہو جاویں۔ کیونکہ پارلیمنٹ بھی تو مقنن ہے۔ تو نبی کی کیا ضرورت ہے منکران نبوت بالکل یہی دلیل دیتے ہیں۔ لیکن اسلامی فلاسفروں نے اسی لیے یہ کہا ہے کہ نبی میں خاص بات ہوتی ہے جس سے وہ عزیز ہو جاتا ہے وہ ہی معجزہ۔ شیخ ابو علی سینا نے بھی شفا میں لکھا ہے کہ نبی کے جسم میں ایک چیز ہوتی ہے جس سے وہ فرشتوں سے متصل ہوتا ہے۔ وہ قائل ہے کہ جو فرشتوں کے علوم ہیں اوس میں آجاتے ہیں دوسرا اسمیں ایسی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اس سے دوسرے میں تاثیر کرتے ہیں فلسفیوں کا عقیدہ ہے کہ چار عناصر کا مادہ ایک ہی ہے اگرچہ مختلف صورتیں ہیں۔ جیسے بھیگا ہوا کپڑا ہوا۔ پانی۔ آگ ہو جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی جیسے کام آپ کرتا ہے ویسا ہی اوروں سے کراتا ہے تیسرا امر جو نبی میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ فرشتوں کو دیکھتے ہیں اسلیے لوگ انکے معتقد ہوتے ہیں وہ معجزہ دکھاتے ہیں لیکن یہ وہ وقت ہے کہ لوگ معجزہ سے ہنستے ہیں معجزہ مانگتے ہیں۔ لیکن انبیا فوت ہو چکے۔ امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے بیشک وارث انبیا ولی تھے وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیر زمین ہو گئے آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے اور ہمکو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم نہیں دکھا سکتے۔ اس لیے معجزہ جو ثابت ہوگا تو وہ تعلیم سے ہوگا۔

ہاں تو صاحبو اس سوال کا جواب کہ قانون تو بن رہے ہیں نبی کی کیا حاجت ہے اسکے دو جواب ہیں بقیہ وقت انکی جواب میں لگاؤنگا اگر غور سے سنوگے فائدہ اٹھاؤگے ایک شخص کو اپنے دین میں شک پڑا ہے۔ قرآن کی بندگی سے پہلے صاحب نبوت کو ثابت کرنا ہوگا لہذا میں پہلے نبوت عام میں تقریر کروں گا پھر خاص پر۔

ہر ایک مذہب میں تین جماعتیں ہیں+ اعلے وہ مطمئن ہیں وہ روحانی نور سے مطمئن ہوتے ہیں کچھ اہل عقل ہیں وہ عقلی دلائل سے مطمئن ہیں ادنی عوام الناس انکو شبہ نہیں پڑتا بلا سوچے ایمان رکھتے ہیں بیچ والے لٹکتے ہیں نہ عالم ہیں نہ جاہل انکے لیے ضروری ہے کہ وہ سمجھیں کہ نبوت ضروری ہے۔ پہلا جواب یہ ہے کہ جو لوگ عاقل کہلاتے ہیں مقنن کہلاتے ہیں انپر کوئی زمانہ ایسا نہ گزرا کہ ان سے پہلے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ میں

پرسوں بہی یہ آیت پڑھی تہی یعنے ہر قوم کے لیے ہادی ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا اور تیرا رب کسی بستی کو ہلاک نہیں کرے گا جبتک اسکے صدر میں رسول نہ بہیج لے جب یہ امر ثابت ہوا کہ ہمیشہ سے ہادی تہے تو سمجہو جو قوانین خواہ تمدن کے خواہ اخلاق کے ہیں انسانی عقل نے نہیں بنائی بلکہ وہ محتاج ہے تعلیم الہامی کی عقل کا ذاتی کام نہیں بلکہ سیکہنے سے سیکہی سب سے پہلے آدم نبی تہے جنانچہ فرمایا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا آدم کو سب چیزوں کا نام اور خواص سکہلائے۔ اونکے بعد انکی ذریات وقتاً فوقتاً آئی مذہب کو برطرف رکہکر کوئی عقل والا بلا سکہلائے نہیں سیکہہ سکتا بلا معلم کوئی کام نہیں کوئی انسان ایسا نہ ملیگا کہ بلا سکہائے کچہ سیکہی جب یہہ حال ہے تمام چیزوں کا تو اخلاقی علوم بلا سکہائے کیسے سیکہہ سکتا ہی امام غزالی اور دوسرے حکیم اس بات کے قائل ہیں کہ کل علوم لغت وغیرہ الہامی ہیں * غرضیکہ کل علوم اگرچہ عقل کے ذریعہ ہوں لیکن آسمانی تعلیم سے تہی ہاں شاگرد عقل نے اصل اصول سیکہکر تجربہ اور قیاس سے بہت کچہ اور بڑہایا۔ لیکن اس قیاس میں خطا ہوا اور خطا نکالنے کے لیے نبی بہیجے تاکہ ان غلطیوں کو دور کریں اسلیئے ثابت ہوا کہ کل تعلیمیں الہامی تعلیم کا نتیجہ ہیں باقی غلطی انسان کی ہے میرے جواب کے دو مقدمہ ہیں انسانی عقل خاطی ہے اور الہامی تعلیم یافتہ عقل خاطی نہیں۔ اگر مین ان دو مقدموں کو ثابت کردوں تو میرے دلیل لائق ماننے کے ہے پہلے امر میں سب متفق ہیں کہ انسان مرکب من الخطاء والنسیان ہے اور مثالوں سے پایا جاتا ہے کہ انسان فطرتاً خطا کرتے ہیں بہرحال تائید میں میں اسلام اور عیسائی مذہب کی شہادت پیش کرونگا کہ انسان خطا کرتا ہے * ہمارے ہاں حدیث میں ہے کہ آدم بہولا۔ اور دانہ کہایا ذریات بہی بہولتی ہے۔ عیسائیوں کی مقدس کتاب واعظ باب ۷ آیت ۲۰ میں کہا ہے کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے۔ خطا سے بڑہکر عیسائی گناہ کے بہی مقر ہیں۔ ایوب۔ یرمیاہ۔ یسعیا۔ رومیوں کا خط سب میں لکہا ہے کہ انسان گنہگار ہے یورپ اور یونان سب جانتے ہیں۔ نام سناتا ہوں۔ ارسطاطالیس۔ نکلیموس۔ اقلیدس جالینوس۔ بقراطس وغیرہ سب اس بات کے اقراری ہیں کہ انسان غلطی کرتا ہے اب ہم موجودہ عقول کو دیکہتے ہیں پارلیمنٹ کے ممبر اور کونسل کے ممبر قانون بناتے ہیں وہ قانون بناکر اپنی غلطی کے معترف ہوتے ہیں ایک آنریبل کہڑا ہوکر ایک امر طے کرتا ہے دوسرا اسکی غلطی نکال دیتا ہے۔ یونانی اقوال میرے رسالہ میں درج ہیں اور آج کل سائنس کہہ رہی ہے کہ پہلے نتائج غلط ہیں اسلیئے یہ مقدمہ بحث کے قابل نہیں۔

دوسرا مقدمہ یہہ ہے کہ انبیا علیہم السلام نے غلطی نہیں کی میرا دعویٰ ہے کہ انبیا کی قوانین بہی غلطی

Marfat.com

نہیں ہوئی۔ اونھوں نے کبھی کوئی غلطی نہیں کی۔ کوئی معترف غلطی کا نہیں ہوا۔ نہ ایک دوسرے کے مکذب ہیں بلکہ مصدق۔ اصول ایک ہے سب کا ایک۔ ہاں فروعات وقتاً فوقتاً بدلے گئے ایسی بات کو نسخ کہتے ہیں۔ جو نسخ کے مخالف ہیں وہ اعتراض کرتے ہیں یہ انکی غلطی ہے نبیوں کا احکام کا بدلنا ڈاکٹر کی مثال ہے۔ جو مختلف نسخے بدلتا ہے۔ مسہل۔ تبرید۔ تائید کے نسخے مختلف لکھتا ہے۔ گرم۔ سرد۔ مقوی۔ جیسے ضرورت ہو اسی طرح نبیوں کی مثال ہے۔ مثلاً آدم کے وقت احکام کچھ اور تھے اونکے لڑکے بالوں میں بھائی بہنوں کی شادی ہوتی تھی جب وسعت ہوئی تو قرابت کے بعد شادی ہوئی جس کا سر یہ ہے کہ زوجہ ایک قسم کی فراش ہے اور شوہر اسکا حاکم یا افسر جیسے یہ آیت ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ یعنے مرد افسر ہیں اور عورتیں ماتحت ہیں۔ قدرتاً انسان مائل ہے اگر سوال کریں کہ یورپین عورتیں غالب ہیں۔ تو یورپین مردوں کا مقابلہ کرو۔ میرا رسالہ شرح ہے مقابلہ رو یہ لوگ حاجت روائی میں پورے ہیں۔

میں اسوقت جملہ مذاہب کا وکیل نہیں ہوں وکیل اسلام کا ہوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دکھادونگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم خطا سے خالی ہے۔ مینے ایک رسالہ عصمت الانبیا لکھا ہے جس میں لکھا ہے کہ کسی نبی نے خطا نہیں کی۔ مینے ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے کہ جو خطا حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت کرے یہی خطا کہ جسپر آپ قائم رہے ہوں۔ میں ہزار روپیہ دونگا ہاں لغزش اس میں داخل نہیں ایسی خطا جسپر قائم ہوں ثابت کرے

ایک تو یہ جواب ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ جہاں کہیں قواعد اخلاق میں صحت ہے وہ الہامی باقی غلطی انسانی اس انسانی غلطی کے دور کرنے کے لیے نبی آئے دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض امور تک انسانی عقل نہیں پہونچتی۔ بعض بلکہ بالواسطہ شاگردی سے عقل نے سیکھا ہے۔ لیکن بعض امور میں عقل نہیں پہونچتی۔ اوسے ضرور شاگردی کرنی پڑی ہے اور اس میں کل عقول انسانی اوس کام کو نہیں پہونچتے ہیں۔ وہ کیا۔ میں بتا چکا ہوں انسان کی روحانی صفت جسکا تعلق خدا سے ہے اس تعلق سے اسکو خدا کی ہستی کا خیال پیدا ہوتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے دوسرا خیال اوسکی صفات کے متعلق اور تیسرا اسکے ارادہ اور مرضیات کے متعلق ہے۔

ان تین سوالوں میں سے پہلے سوال کا جواب عقل انسانی نہیں دے سکتی وہ صرف یہی بتا سکتی ہے کہ خدا ہونا چاہیئے مگر اسے عقل کا کام نہیں کہ بتائے وہ مشاہدہ چاہتی ہے جیسے دھوئیں کا مشاہدہ کرکے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آگ ہے۔ یہ وجدان آسمانی الہام سے ثابت ہوا۔ یہ انسانی عقل کا کام نہیں کہ وہ خود بتائے۔ یہ خدا کا کام ہے دوسرا سوال صفات کے متعلق اس میں بھی عقل قاصر ہے ہمارے اپنے صفات حادث ہیں۔ ہم خدا کو اپنے جیسا

Marfat.com

نہیں سمجھتے ہم کمزور اور ضعیف ہیں قوای کے محتاج ہیں مینے پچھلی دفعہ بیان کیا تہا کہ خدا تمہاری صفات والا نہیں لیکن ایسا کچہ ہے ۔ سبدا میں مناسبت نہیں فعل میں ہے جیسے اسکا ہاتہہ اور ہمارا ہاتہہ ۔ اور فعل خواہ مشابہت رکہیں لیکن حقیقت نہیں ۔ صفات الٰہی کو بہی سمجہانا خدا ہی کا کام تہا اب رہا اسکا ارادہ یہاں بہی انسانی عقل قاصر ہے ہمارا تجربہ ہمکو کچہ نہیں کرسکتا ارادہ اپنا ہی خدا خود ہی تبلائے مینے اسپر اپنے رسالہ میں بحث کی ہے رسالہ دیکہا جاوے ۔

اس جواب پر اعتراض ہوگا ۔ میری غرض یہ تہی کہ ہستی صفات اور ارادہ الٰہی یہ تعلیم آسمانی ہے عقل سے نہیں اعتراض اسپر یہ ہے کہ جو نبی بتلاسکے وہ ٹہیک ہے ۔ یہہ کیونکر ہم مانیں

اسکا جواب یہ ہے کہ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر امر کا یقین ہماری ذاتی مشاہدہ پر نہیں بہت چیزوں کے علوم ہم سکہانے سے حاصل کرتے ہیں ۔ مگر شرط یہہ ہے کہ سکہلانیوالے کا اہل ہونا ہم یقین کریں مثلاً ڈاکٹر کی مثال ہے ڈاکٹر کا سند پانا ۔ اسکا تجربہ ۔ جو ڈاکٹر کہتا ہے مریض وہ قبول کرلیتا ہے اوسکی دوای کہاتا ہے اس سے پہوڑا وغیرہ چیروا تا ہے اسکے علاوہ اور نظائر ۔ صراف اور وکیل کی بہی ہیں ۔ ایک اور شخص ہے جو مدت العمر راستباز اور سچا رہا ہے اگر وہ کہدے کہ فلان جنگل میں شیر ہے اوسکو یقین کرنے والے مان لیتے ہیں ۔ دلیل کے طالب نہیں ہوتے اسیطرح حال ہے روحانی حکیموں کا ۔ جیسے ہم صراف حکیم یا راستباز کے قول کو یقین کرلیتے ہیں اسیطرح گذشتہ تجارب کے لحاظ سے روحانی طبیبوں کے اقوال کو بہی تسلیم کرلیتے ہیں روحانی حکیموں کو بہی دو سبیل سے مان سکتے ہیں جیسے ڈاکٹر کی بابت کہا جاتا ہے کہ ہم نے تجربہ سے دیکہا ہے ویسا ہی پہلے یہ دیکہنا ہے کہ آیا اس شخص نے کبہی جہوٹ بولا ہمیشہ سچا رہا اوسکی گذشتہ لائف دیکہنی چاہیے اور سننی چاہیے نہ دوستوں سے بلکہ دشمنوں سے جب معلوم ہو کہ یہہ آدمی سچا ہے دوسرا انکی تعلیمات کو دیکہنا اور اس سے ثابت کرنا کہ یہہ آدمی کیسا ہے تعلیمات بہی دو قسم پر ہے اول ایسی کہ اوس جیسے ہم نے کبہی نہ دیکہی اور ایسی عمدہ تعلیم کا کوئی نمونہ اور کہیں نہ پایا اسکو عقل نے پہچان لیا ۔ دوم جسے وہ عقل نے نہیں پہچانا ۔ یہی شبہ دینے والی بات ہے اسکے بہی دو حصہ ہیں حصہ اول وہ تعلیم ہے جسکو عقل نہیں پہونچی نہ وہاں تک پہونچ سکتی ہے دوسرا حصہ وہ جسکو عقل نے پہلے نہیں لیکن بعد میں پہچانا مثلاً پیشگوئی یا واقعات آیندہ کی خبر سو اللہ تعالی کی صفات اسکا ارادہ مرضیات قسم اول سے ہے اور پیشگوئی قسم دوم سے ہے اول کو عقل نہیں پہونچ سکتی دوسرے کو مان لیگی جب دوسرے کو مانا تو اول کو استدلالاً مان لینا ہوگا اوسکی سو وجہ ہے اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنے اگر تم اہ

اب بے شک میں ہو تو اسکی مثل لاؤ اور پھر فرمایا قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔

یعنے تمام جنات اور آدمی بہی اوسکی مثل نہ بنا سکیں گے اب یہ ایک پیشگوئی ہے تیرہ سو برس سے پوری ہو رہی ہے اسکے سچے ہونے پر ہم مان لیتے ہیں کہ رسول کی دوسری باتیں بہی سچی ہیں۔ ایسا ہی وہ پیشگوئی جو غلبۂ روم سے متعلق ہے رسول مکہ میں بت پرستی سے روکتے تہے اور فارس اور روم کی لڑائی میں فارس والے جیت گئے لیکن اودہر پیشگوئی تہی کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ کہ اگرچہ رومی مغلوب ہو گئے لیکن ایک بضع سنین میں وہ غالب آجاویں گے بضع تین سے دس تک ہوتا ہے صدیق اکبر نے پیشگوئی میں شرط تین سال کی باندہ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ شرط کو نو تک کر دی برس میں فارس والے مغلوب ہو گئے۔ عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ تجربہ سے تہا تجربہ سے تحدید یعنے سال مقرر نہیں ہو سکتے۔ اسکی نظیریں اور بہی بہت ہیں مگر وقت تنگ ہے نتیجہ یہ ہے کہ بعض تعلیمات تک عقل نہیں پہنچتی اگرچہ اوسکی آزمایش بعد میں ہو۔ اور بعض تک بالکل نہیں پہونچ سکتی مثلاً اللہ تعالی کو دیکہنا۔ اسی سے مذہب کی ضرورت ثابت ہوتی ہے عقل کی بات کو مان لینا کوئی بہادری نہیں ہر ایک مان لیتا ہے بہادری ان باتوں کے ماننے میں ہے کہ عقل سے بن نہ آوے۔

اللہ تعالی کے احکام دو طرح کے ہیں واقعی اور مشتبہ عقلمند تو سب اللہ کے احکام تسلیم کر لیتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض میں شبہ ہے لیکن جبکہ نبی کی بہت سی باتیں سچی نکلیں تو جن فرشتہ وغیرہ کا ماننا بہی ضروری چاہیے جیسے کہ بہت لوگوں نے تسلیم کیا کہ جن وغیرہ کا ماننا ممکن ہے کیونکہ عقل کی باتوں کو صرف ماننا کافی نہیں۔ کیونکہ ایسے آدمی صرف چند باتوں کو مانتے ہیں اور سب باتوں کو نہیں مانتے ایسا ماننا ٹہیک نہیں اس سے انسان کا ایمان بہت کمزور ہو جاتا ہے۔

جناب مولانا صاحب موصوف نے مقررہ وقت سے زیادہ وقت لیلیا اسلیے کل پروگرام اعلان کردہ کے بموجب کاروائی کرنی مشکل ہو گئی وقت صبح میں سے جو بقیہ وقت دقفہ تک تہا وہ جناب سردار جواہر سنگہ صاحب کو دیا گیا جو سکہ مذہب کی طرف سے پہلے وکیل تہے اور سناتن دھرم کے معزز وکیل پنڈت بہانو دت صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ ازراہ کرم آج کی جگہ کل کوئی مناسب وقت قبول فرماویں جو انہوں نے قبول فرمایا جناب سردار جواہر سنگہ صاحب مناسب الفاظ میں انٹروڈیوس کیے گئے۔ سردار صاحب کی تقریر زبانی تہی

Marfat.com

اور اونہوں نے بعد میں قلمبند کر کے بھیجدینے کا وعدہ فرمایا جو آجتک بوجہ عدم فرصتی وہ نہ بھیج سکے اسلیے یہاں ہم رپورٹر صاحب کے ورسٹیم نوٹنز سے تقریر درج کرتے ہیں ۔ جسکی نظر ثانی سردار صاحب نے خود فرمادی ہے ۔

سکھہ ازم

عالی جناب والا القاب سردار جواہر سنگھہ صاحب سکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور

صاحبان میری گفتگو پانچ سوالوں میں سے صرف پہلے سوال پر ہوگی اگر وقت کے لحاظ سے غور کریں تو سکھہ مذہب سب سے آخری مذہب ہے کیونکہ اسکا آغاز سنہ ۱۴۶۹ء سے تسلیم کیا گیا ہے ۔ گو خالصہ تعلیم کی بنیاد بظاہر گرونانک صاحب سے ہوئی مگر یہ وہی تعلیم ہے جو قدیم سے چلی آتی ہے ۔ سب انبیاؤں کی تعلیم جو خدا کے سمجھنے وغیرہ امور کے متعلق ہو اگرچہ نئی معلوم ہوتی ہے لیکن دراصل یہ سب تعلیمیں وہی پُرانی تعلیم ہیں ۔ کوئی نئی بات نہیں جب کبھی زمانہ کو ریفارمر (اصلاح) کی ضرورت ہوتی ہے اللہ تعالی ریفارمر (مصلح) بھیجدیا کرتا ہے ۔

گرو نانک ایک ایسے وقت تشریف لائے جب ملک کی سوشل اور مارل حالت بہت ہی گری ہوئی تھی اور ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو لوگوں میں ریفارم پیدا کرے ۔ سکھہ یا خالصہ مذہب کی تعلیم ایک ایسی تعلیم ہے جو گورونانک صاحب سے پہلے بھی سب مذہب کی کتب یعنی قرآن ۔ توریت ۔ انجیل ۔ وید میں پائی جاتی ہے ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی ہمیشہ اللہ تعالی کی طرف سے لوگ آتے رہے جو اصلاح کرتے رہے ۔ ہاں گرو نانک صاحب نے ضرورت زمانہ کے مطابق کئی نئی باتیں اس میں شامل کیں آپکی تعلیم خاصکر نہایت ہی پوپولر (ہر دلعزیز) تھی ۔ ہندو مسلمان سب نے اسکو مانا مسٹر میکالف صاحب جو پنجاب میں ڈسٹرکٹ جج رہے ہیں اونہوں نے اسکی نہایت تعریف کی ہے اور ایسا ہی ایک اور عیسائی کا قول ہے کہ گورو صاحب روما میں گئے جہاں پوپ سے ملاقات ہوئی اور وہ خوش ہوئے ۔ کم ازکم اس قصہ سے اتنا تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس انگریز کو باوا صاحب سے پیار ہے ہندوستان میں سے بھی عالی جناب حضرت میرزا غلام احمد صاحب جنکی کل عالمانہ تحریر سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو خوش نہ ہوا ہو اور اُسکی پسندیدگی ہو اُن جیسے فاضل بزرگ نے گورو صاحب اور اونکی تعلیم پر اپنی رائ اپنی کتاب **ست بچن** میں یوں دی ہے

پنجاب میں غالباً ایسا شخص کوئی بھی نہیں ہوگا جو باوا نانک صاحب کے نام سے واقف نہ ہو یا انکی خوبیوں سے بے

سو اسلیے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ہم انکی سوانح اور طریق زندگی کی نسبت مفصل تحریر کریں لہذا صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ باوا صاحب موصوف ہندوؤں کے ایک شریف خاندان میں سے تھے ۹۰۰ھ نوسو ہجری کے اخیر میں پیدا ہوئے اور چونکہ اللہ تعالی کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے اسلیے بہت جلد زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا میں شہرت پا گئے اور ایسی قبولیت کے مرتبہ پر پہنچ گئے کہ درحقیقت ہندوؤں کے تمام گذشتہ اکابر اور کل رشیوں رکھیوں اور دیوتوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش کرنا مشکل ہے جو انکی نظیر ثابت ہو ہمارا انصاف ہمیں اثبات کے لیے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک ان مقبول بندوں میں سے تھے **جنکو خدا تعالے نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے۔**

گرو نانک صاحب کی کلام بلاشبہ ہر دلعزیز تھی۔ کیونکہ وہ تمام مذاہب کی محض خوبیوں سے مملو تھی اور انکی تعلیم محض سچائی پر مبنی تھی یسری گرنتھ صاحب جس میں یہ تعلیم درج ہے اس میں اخلاقی اور روحانی تعلیم بہ نسبت جسمانی تعلیم کے زیادہ ہے۔ انکے تمام بچن اخلاقی اور روحانی تعلیم سے بھرے ہوئے ہیں کیونکہ جس زمانہ میں گرو نانک صاحب ہوئے ہیں اسوقت لوگوں کی تعلیم جسم کی طرف زیادہ رغبت تھی اور روح کی طرف بہت کم تھی۔

اس بات کا ذکر کر دینا غیر ضروری نہیں کہ جب کوئی کتاب لکھی جاتی ہے تو مصنف اوسکی تمہید میں اپنا مذہب کسی نہ کسی طور پر ظاہر کر دیتا ہے گرنتھ صاحب میں سب سے اول یہ فقرہ ہے "ایک اونکار ست گر پرساد" یعنے ایک خدا سچا گرا اور مہربان ۔ یہ مبارک کلمہ بہت سے مذاہب سے عین متصل ہے۔ دسم بادشاہ کے گرنتھ صاحب کے شروع میں بھی ہے "چکر چہن* ابرن جات وغیرہ وغیرہ" مضمون اسکا اور گرو نانک کی تقریر کا ایک ہی ہے گو عبارت میں فرق ہے۔

(آمدم بر سر مطلب) سوال اول انسان کی جسمانی اور اخلاقی اور روحانی حالات کے متعلق ہے حضرت مرزا صاحب نے اپنے مذہب کے لحاظ سے اس سوال کو بہت عمدہ طور پر بیان کیا ہے ہاں انکی ایک بات کو میں نہیں سمجھ سکا۔ انگریزی اشتہار میں لفظ فزیکل ہے جسکا ترجمہ اردو اشتہار میں جسمانی ہے مرزا صاحب نے اسکے معنے طبعی لیے ہیں۔ حالانکہ لفظ نیچرل کے معنے طبعی ہیں۔

سکھ مذہب کے رو سے ہم لوگ اپنے جسم کو اسیطرح رکھتے ہیں جیسے کہ پیدا ہوئے ہیں۔ یعنے بالوں کا کٹوانا یا منڈانا نہیں کرتے۔ اسکے متعلق گرنتھ صاحب میں ہے کہ "پرماتما نے جو دیا ہے اسکو ٹھیک رکھو" کیونکہ اخلاقی اور روحانی حالت

---

* چکر چہن اور برن جات ارپات نہیں جہ ۔ روپ رنگ اور ریکھ بھیکھ کو ذکہ نہ سکت کہہ
اچل مورت انبھو پرکاش امتوج کہیجے ۔ کوٹ اندرا اندراں شاہ شاہان گنیجے اینہ

باتوں کا مدار جسم پر ہے اسلیے خالصہ دہرم یہ تعلیم دیتا ہے کہ اے لوگو تم جسم کی اچھی طرح پرورش کرو - برت وغیرہ رکھنے سے کمزور نہ بناؤ - دنیا چھوڑ کر غار میں جانا ضروری نہیں - دنیاداری کرنا ضروری ہے ہمارے گرو صاحبان نے خود خانہ داری کی اگر انسان اپنے جسم کو ٹھیک نہ رکھے تو اسکی روحانی طاقت بہت مفید ثابت نہیں ہوگی - مثلاً ایک سنڈیا آدمی بڑے عالم لیکن کمزور لوگوں کے گروہ کو دھمکا سکتا ہے - پس خدا کے دیے ہوئے عضو آنکھ ناک کان وغیرہ نہایت بیش قیمت ہیں چنانچہ باوا نانک صاحب فرماتے ہیں[*] کہ تم اپنے جسم کے عضووں سے کام لیکر کماؤ اور اپنے ہاتھوں سے دان دو مگر آپنے بلا واسطہ جسمانی پرورش کا ذکر نہیں کیا مثلاً فرمایا کہ آنکھیں صرف دنیا کے حسن دیکھنے کے لیے نہیں دیں بلکہ خدا تعالے کے بے شمار کاموں کو دیکھنے کے لیے - پاؤں بری راہ چلنے کے لیے نہیں دیے نیک کاموں کی طرف جانے کیواسطے جیسے باوا صاحب نے کہا "نیک راہ چلو کانوں سے نیک بات سنو چغلی مت سنو ہاتھوں سے ایسے کام کرو جس سے خدا خوش ہو - اگر ایسا کروگے تمہارا ماتھا خدا کی نگاہ میں اوجلا نظر آئیگا گورو گرنتھ کی تعلیم ہے کہ "جامہ[#] انسانی بار بار ملنے والا نہیں ہے جیسے لٹکا ہوا آم درخت سے گرتا ہے پھر نہیں لگتا انسان کو فرشتہ بھی رشک سے دیکھتا ہے - کیونکہ انسان اللہ صاحب کی رضامندی میں ترقی کرکے فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے پس اس جسم سے ایسا کام کرو جس سے خدا تعالیٰ کی پرستش کے لائق ہوجاؤ -

اب اس درجہ کو مکمل کرکے خالصہ دہرم انسان کی توجہ اوپر کی طرف لیجاتا ہے جیسے لکھا ہے "جسکی[*] کرپا سے یہ انسانی جامہ ملگیا ہے اب تو اسکی طرف دیکھ" اخلاقی تعلق ہونے سے انسان اس درجہ سے بڑھ جاتا ہے + پہلی حالت میں انسان خود غرض ہوتا ہے دوسری حالت میں خود غرضی کو دور کرتا ہے" ہم نہیں چنگے برا نہیں کوئی"۔ اس حالت کو جو محسوس کرتا ہے وہی نجات پاتا ہے - پھر لکھا ہے کہ دولت[*] اور زمین کا جو گمان کرے وہ اندھا ہے جسکے دل میں اللہ غریبی دیتا ہے وہ نجات اور سکھ پاتا ہے جو غرور کرے تنکوں کی طرح جلجاتا ہے - جو راجہ لشکر پر بھروسہ کرے وہ ایک لمحہ میں غارت ہوتا ہے جو اپنے کو طاقتور سمجھے تباہ ہوتا ہے - جو اپنے[#] آپکو بھلا کہے وہ بھلا نہیں جو

---

* گہہٹ گھال کچھ ہتھوں دے - نانک راہ پچھانے سے + # مانس جنم دلبھ ہے ہوت نہ بارنبار - جیوں بن پہل پاکے بہوئے گڑ بہرنہ لاگے ڈار + جیہہ پرشاد پاد رلبہ دہ - نانک تلن کی بہگت کریہ + ‡ دہن بہوم کا جو کرے گمان - سو مورکہ اندھا اگیان + کر کرپا جسکی ہردے غریبی بساوے - نانک ایہاں مکت آگے سکھ پاوے # آپس کو جو بھلا کہاوے - تسے بھلائی نکٹ نہ آوے + آپس کو جو جانے نیچا - سو وہ گنیئے سب تے اوچا - اڈیشر

اپنے آپ کو خاک پا سمجھے وہ آدمی نیک ہے سب سے بڑھکر اپنا گورو ماں ہے بعد میں باپ پھر اوستاد جب انسان ایسا خیال کرے تو پھر سمجھتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ ایسا برتاو کرتا ہے جنکے ساتھ اپنا گھرانا خوش ہو وہ بہشت میں ہے جنکے گھر میں امن نہیں وہ گویا سخت تکلیف میں ہے۔ اس حالت کو ہندوستان کے لوگ مدت مدید سے محسوس کرتے تھے مثلاً جب بن باس میں سیتا جی کو راون چرا کر لیگیا تو راون سے جنگ کرنے میں لچھمن کو ایک برچھی لگی۔ تو وہ بیہوش ہوگئے اس وقت رامچندر جی کہتے ہیں کہ اے بھائی مینے کیا کیا کہ ایک عورت کے لینے میں تجھکو گنوایا پھر ہنومان کی زبانی لڑائی کا حال سنکر رانیاں یہ کہتی ہیں۔ اول لچھمن کی ماں کہتی ہے کہ آج میں سپوت ہوئی کہ میرا بیٹا اپنے بھائی کے پیچھے جنگ میں کام آیا۔ رامچندر کی ماں سنکر کہتی ہے کہ جو لڑائی میں بھاگے اسکے گوشت کو گیدڑ بھی نہیں کھاتے۔ اور رام چندر جی کو ہنومان کی معرفت کہلا بھیجا کہ لچھمن کے بغیر جیتے نہ رہنا آؤ تو دونو آؤ ورنہ وہاں دونوں ہی مرجاؤ + ایسی گھروں میں ایسے نیک خیالات ضروری اور لازمی ہیں اس تمثیل میں ایک اور امر قابل نوٹ یہ بھی ہے کہ جب سیتا جی اپنے زیور جنگل میں پھینک گئی۔ تو انکو پاکر رام چندر جی نے لچھمن جی سے پوچھا لچھمن نے کہا میں انکو نہیں پہچان سکتا کیونکہ مینے انکو کبھی نظر بھر کر نہیں دیکھا سوائے پاؤں کے زیور کے جبکہ میں ہر روز انکے چرنوں کو پرنام کرتا تھا + اخلاق کے لئے اوستہا گورو گوبند سنگھ صاحب کی اپنی نظیر سے ثابت ہے گرو صاحب کہتے ہیں جب ہمنے ہوش سنبھالی ہمارے باپ گرو تیغ بہادر نے کہا کہ اے بیٹا جبتک جان میں جان ہے تبتک یہ کرو کہ تم اپنی اہلیہ سے محبت بڑھاؤ مگر غیر عورت کے پاس خواب میں بھی نہ جانا کیونکہ غیر عورت تباہ کرنے والی ہے۔

اس قسم کے اوپدیش گرنتھ صاحب میں بہت ہیں تاکہ انسان اپنے اوقات گھر میں پیار سے گذارے "وہ جو اپنے آپ میں برائی کھودے اسکو ساری دنیا دوست نظر آتی ہے جو اپنے کو سب سے نیچا سمجھے وہ سب سے اونچا ہے"۔

جب انسان ایسا عمدہ برتاؤ اپنے قریبوں سے کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اسکا برتاؤ اور نیک سلوک پڑوسیوں شہریوں

++ گوردیوماتا گوردیو پتا گوردیو سوامی پرمیشر۔ گوردیو سکھا اگیان بھجن گوردیو بندھپ سہودرہ ++
سو جیتے ہم دھری یچن گوردیو ہمارے۔ پوت ایہی پرن توہ پرن جبلگ گھٹ تہارے + نج ناری کے ساتھ نیہو تم نت بڑھیو۔ پر ناری کے سیج بھول سپنے ہوں نہ جائیو + پر ناری کی سیج سہن ماسو بھگہار # من اپنے تے برا مٹایا۔ پیکھے سگل ساجنا + آپس کو جو جانے نیچ۔ سو اوہ گنیئے سب تے اوچا + ایڈیٹر

اور درجہ بدرجہ تمام مخلوق سے بڑھ جاتا ہے۔

اس درجہ کے بعد روحانیت کے حاصل کرنے کا درجہ ہے گرنتھ صاحب میں لکھا ہے کہ جسکی# مہربانی سے تو زمین پر آرام لیتا ہے اور بیوی بچہ وغیرہ کے ساتھ مزے میں رہتا ہے آگ پانی سے کام لیتا ہے جس نے تمہیں ہاتھ پاؤں وغیرہ دیے ہیں ایسے مہربان خدا کو چھوڑ کر اگر کسی اور سے پیار کرے تو تو بڑے دکھوں میں پڑے گا بغیر ایشور کے فضل کے وہاں سے نکل نہ سکیگا۔

جہاں# باپ بھائی مدد نہیں کرسکتے وہاں خدا تعالی صرف مدد کرے گا جہاں تمنے اکیلا جانا ہے وہاں صرف خدا ساتھ ہوگا جہاں بے انتہا مسافت اور اندھیرا ہوگا وہاں صرف خدا کی روشنی ہوگی جہاں کوئی واقف نہ ہوگا وہاں صرف خدا ہوگا سب سے اچھا ہے وہ جو جسکا غرور مٹ جاوے سب سے عمدہ یہ ہے کہ پرماتما کا نام ورد زبان کرو۔ عابدوں کی سنگت دلکی میل کو دور کرنے والی ہے سب کوشش سے عمدہ خدا نام جپنا ہے۔

اسکے بعد اتصال الٰہی کا درجہ ہے۔

جسکو# خدا چاہتا ہے اپنے لڑ لگا لیتا ہے خدا کے نام کو یاد کرنے والے نیچے درجہ والے بھی بہت اونچے درجہ چڑھ جاتے ہیں جو خدا کا وصل حاصل کرتا ہے وہی بلند درجہ پاتا ہے۔

جیہہ پرشاد دہراو پر سکھ بہ۔ سُت بہرات میت بنتا سنگ ہسہ + جیہہ پرشاد گرہیہ سنگ سکھ لبنا۔ آٹھ پہر سمرن تس رسنا + دینہہت پاؤ کرن نیتر رسنا۔ تسے تیاگ اور سنگ رچنا+ ایسے دکھ موڑہ اندھ بابیے۔ نانک کاڈھ لے ہو پربھ آپے # جیہہ مات پتا سُت میت نہ بھائی۔ من اوہاں نام تیرے سنگ سہائی + جیہہ مارگ تو جات اکیلا۔ ہر کا نام سنگ ہوت سہیلا + جیہہ مارگ کے گنے جانہ نہ کوسا۔ ہر کا نام اوہاں سنگ توسا + جیہہ پینڈے میں اندھ غبارا۔ ہر کا نام سنگ اُجارا + جہاں پنتھ تیرا کو نہ سنجانو۔ ہر کا نام تہ سنگ پچھانو + جان کا من ہوکے سگل کی رینا۔ اوتم رس تنہ کھٹ ٹا کھٹ جپنا + اٹھ پہر جو ہر ہر جپئے۔ ہر کا بھگت پرکھٹ نیس چھپے + سادہ سنگ مکہ اوجل ہوت سادہ سنگ مل سگلی کھوت + سبتے اوتم ہر کی کتھا۔ نام سُنت درد دکھ لتھا+# آگیا دے اگیا جاوے۔ نانک جان بہاد نان لیے سمائے + جو جانے تس سدا سکھ ہوئے۔ آپ ملائے لئے پربھ سوئے + سب سے اوتم گنو جینڈ الا۔ نانک جینہ گدٹ بسے گوپالا + پربھ کا سمرن سبتے اونچا۔ پربھ کے سمرن اوپر سے موچا + ایڈیٹر

Marfat.com

جسم مٹی پانی آگ اور ہوا سے بنا ہے یہ عناصر ایک دوسرے سے درجہ وار لطیف ہیں ان سب کا بنانیوالا خدا ان سب سے زیادہ لطیف ہے اس ترکیب سے گورو صاحب نے لوگوں کو سفلی درجہ سے آسمانی درجہ کی طرف راہ دکھایا ہے ۔ نیک بخت اور نیک دل انسان کو خدا کے ساتھ ایسی محبت کرنی چاہیے جیسے گرنتھ صاحب میں لکھا ہے کہ تم ایسی محبت خدا سے کرو جیسے بھوکا اناج سے اور پیاسا پانی سے اور ماں بیٹے سے " اگر انسان خدا کی طرف صداقت سے جاوے تو خدا اوسکو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ۔ خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو نیچا کرو قسمت کے حروف مہر کی طرح اولٹا ہونے سے سیدھے ہوتے ہیں " پھر لکھا ہے کہ جو تیری* مرضی ہو وہی ہو ۔ تو سدا سلامت ہے جو تجھے میٹھا لگے وہی اچھا ہے میرے اپنے بس میں نہیں تو ہی مارے تو ہی جلائے ۔

جب انسان کی روح خدا کے سامنے ہوتی ہے جو خود روح ہے تو ایک حالت پیدا ہوتی ہے اسوقت " بسر گئی سب اپنی پرائی ۔ جب سے سادہ سنگت مت پائی " والی حالت ہوتی ہے اسوقت انسان کا نہ کوئی دشمن اور نہ کوئی دوست رہتا ہے ۔ یہ مختصر بیان انسان کی اون حالتوں کا جسکا گرنتھ میں ذکر ہے یہ بیان تمام صفحات گرنتھ میں ہے جو راگ میں ہونے کے باعث وید سے مشابہ ہو سکتے ہیں اور خدا کی نیت وقدرت کے لحاظ سے قرآن شریف سے ۔ خالصہ مذہب کا پرچار بہت کم ہوا ہے لیکن جوں جوں لوگ سنتے ہیں اسکو تسلیم کرتے اور ماننے لگتے ہیں اور ہمیشہ سب نے پسند کیا ہے ۔

گورونانک صاحب میں ایک بات نرالی قسم کی یہ تھی کہ وہ سب کو عمدگی سے اپدیش دیتے جیسا کہ بادشاہ نے جب انکو شراب پینے کے لیے کہا تو جواب دیا کہ ہمنے خدا کے نام کی شراب پی ہوئی ہے جب برہمن نے جنیو+ پہننے کے لیے کہا تو کہا کہ دیا‡ کی کپاس لاؤ اور سنتو کہہ کا سوت بناؤ حب کی گانٹھ دو اور ست کا بٹ دو تب اس جنیو کو میرے گلے میں ڈالدو تمہارا تاگہ صرف باہر رہتا ہے ۔ ایک مسلمان نے نماز کے لیے کہا تو اسیطرح پر جواب دیا اور کہا کہ

* جو تدھ بھاوے سائی بھلی کار ۔ تو سدا سلامت نرنکار ۔

‡ دیا کپاہ سنتو کہ سوت جت گنڈھی ست وٹ ۔ ایہ جنیو جیو کا ہے تاں پانڈے گھت ۔ نان ایہ تٹے ناں مل لگے ناں ایہ جلے نہ جائے ۔ دھن سو مانس نانکا جو گل چلے پائے ۔ ایڈیٹر

مہر# ہماری مسجد ہے اور صدق ہمارا مصلے حق حلال ہے اور کرنی کعبہ وغیرہ وغیرہ ہے"

جب انسان اس طرح جسم سے اخلاق اور اخلاق سے روحانی دنیا کو پہونچ جاتا ہے تو انسان کو دکھ سکھ برابر ہوجاتا ہے۔ اور ہر حالت میں انسان رضی رہتا ہے جس* مرنے سے لوگ ڈرتے ہیں میں اس میں راضی ہوں پھر لکھا ہے پانچ# عناصر سے اس جسم کو پیدائش ہے یہ جسم بعد مرنے کے اپنے اپنے عناصر میں ملجاتا ہے۔

جب انسان ان تینوں مرحلوں کو گذر کر اس حالت میں ہوتا ہے کہ انسان کی روح خدا کی روح سے تعلق پیدا کرتی ہے اور تمام دکھ مٹ جانے ہیں تب انسان کہتا ہے کہ "میں خدا پر قربان ہوں وہ مجھ میں سے ہے اور میں اس میں سے ہوں

آیندہ زندگی میں کیا ہوگا

روح اور جسم دونو خدا کی ملکیت ہی خدا پورن اور ہر۔۔۔ ایک شی میں براجمان ہے جس طرح خدا رکھے اوسیطرح رہنا چاہیے خواہ دوسرا جسم ملتا ہے یا نہیں ملتا ہم میں یہ طاقت نہیں کہ آیندہ کی زندگی کی بابت کچھ رای لگائیں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح وہ رکھے ہم رہنے کو رضی ہیں۔ جینا مرنا۔ اور اس سے پہلے اور اس سے پیچھے کی بابت گورو صاحب کا یہ قول ہے۔

"جسطرح خدا چاہتا ہے کرتا ہے دوسرے کو مداخلت نہیں ہے" اگر یہ سوال ہے کہ انسان کہاں سے آیا اور کہاں جائیگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سب کا مالک اللہ تعالی ہے اسکے سوا کوئی رای زنی نہیں کرسکتا"

ذیل کے سوال جو آبان امور کے اور تصریح ہوتی ہے

سوال کونسی دن تاریخ یا وقت دنیا پیدا ہوئی **جواب** جسنے دنیا بنائی ہے وہی جانتا ہے وقت پنڈ دن کو

مہر مسیت صدق مصلے حق حلال قرآن۔ سرم سنت شیل روزہ ہو مسلمان + کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نماج۔ تسبیح سا تس بہاوسی نانک رکھے لاج + * جس مرنے تے جگت ڈرے مورے من انند۔ مرنے ہی تے پایئے پورن پرمانند + # پانچ تت کو تن رچیو جانوں چتر سجان۔ جیہ تے ادپجے نانکا لین تا نہہ تم مان + ایڈیٹر

Marfat.com

معلوم نہیں کیونکہ انکی کتابوں میں بہی ذکر نہین قاضیوں کو معلوم نہیں کیونکہ انکی کتابوں میں ذکر نہیں جوگی بہی نہیں جان سکتے اسکے جاننے میں ہمارا کوئی فائدہ نہین ایسی باتوں کے جاننے سے کوئی فائدہ نہیں ‡

سولہ سنراف نالج

یعنی

علم کے ذریعے

علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ذرائع ہیں + بیج ماتر سب کو گیان ہے* مگر یہاں مراد معرفت الٰہی سے ہے دبیر ہو کے آگیا ہے۔ اسکو اپنی روح کے اندر بسا وے ان تین طریق سے خدا کی راہ میں آنا اصل راہ ہے گرنتھ صاحب میں لکھا ہے۔

کسی طریقہ* یا کوشش سے اصل گیان نہیں ملتا بلکہ وہ اسیکو ملتا ہے جسکے لیے خدا کی درگاہ سے حکم معرفت کے ذریعہ اور بہی لکھے ہیں۔ مثلاً جھوٹ کو چھوڑنا امتیاز پیدا کرنا گیان کی خواہش رکھنا وغیرہ وغیرہ لیکن اصول تو ہے جیسے بیان کیا گیا ہے ⁂ جسکو حقیقت کا صاف راہ نظر نہیں آتا اوسکو تب نظر آتا ہے جب اوپر سے خدا مہربانی نازل ہو۔ چنانچہ باجہ بہی جسپر وہ مہربانی کرے اسکو کوئی نہیں پوچھتا تب آدمی برہم گیانی بنتا ہے برہم گیانی نشان یہ ہیں۔ (۱) جسکے آگے ‡ ہندو مسلمان برابر ہوں جسکا دل کا برہم بٹ گیا اسکے آگے ہندو مسلمان برابر ہیں

---

‡ تہت دار نہ جوگی جانے رُت ماہنہ نہ کوئی — جان کرتا سرسٹی کو سلجے آپے جانے سوئی +

* بیج تمر سرب کو گیان — چیبہ درناں میں جیسے کو ناؤں + ریہہ کی آگیا اُتم ہتاوے — جیون مکت سو کہاوے + * کاہوں جگت ہا بسے دہرم — نانک تس ملی جس لکہا دُھر کرم۔

⁂ جسپر کرپا کری تس اپنا نام دی — بڈبہاگی نانک جن سے + برہم گیانی سدہم درسی — برہم گیانی دشٹ امرت برسی + برہم گیانی کے ستر سترسمان — برہم گیانی کے ناہیں ابھمان + برہم گیانی اوچے تے اوچا — من اپنے ہے سب تے نیچا + برہم گیانی سے جن بہے — نانک جن پربہ آپ کرے + برہم گیانی کی سب اوپر میتا — برہم گیانی سے کچہ برا نہ بہیا + برہم گیان نبدہن تے مکتا — برہم گیانی ... مکتا + برہم گیانی کا بہوجن گیان — نانک برہم گیانی کا برہم دہیان — ایڈیٹر

Marfat.com

(۲) برہم گیانی کے دوست دشمن برابر ہیں (۳) اس میں تکبر نہیں ہوتا (۴) سب سے اونچی منزل پر پہونچکر اوسکا من سب سے نیچا رہتا ہے (۵) جسکو پرمیشر آپ گیانی کرے وہی گیانی ہوتے ہیں (۶) اوس سے بُرا نہیں ہوتا ہے (۷) اوسکی نظر نفرت کی نظر نہیں ہوتی (۸) سب بندوں سے اوسکو نجات ہوتی ہے (۹) اوسکی دلیلوں میں شک نہیں (۱۰) اوسکی خوراک معرفت ہے (۱۱) اسکا دھیان پرمیشر سے ہے۔ فقط

چونکہ مقررہ ٹائم ٹیبل کے مطابق عمل درآمد نہ ہوسکا جیسے کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور سردار صاحب موصوف کا وقت مقررہ ایکا ایسے وقت پر ختم ہوتا تھا جبکہ صرف نصف گھنٹہ وقفہ میں رہتا تھا علاوہ ازیں سردار صاحب کی تقریر بہت ہی عام پسند واقع ہوئی اسلیے سردار صاحب کو نہایت خوشی سے اگزکٹو کمیٹی نے اجازت دی کہ اگر وہ چاہیں تو وقفہ تک اپنی سلسلہ تقریر کو جاری رکھیں چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ سردار صاحب ممدوح کی تقریر ایسی برجستہ اور سکہ مذہب کے اصول کے مطابق ایسی مطلب خیز اور محیط تھی کہ اب سکھ کمیونٹی میں سے اور وکلا نے جنکے نام نامی پروگرام میں تھے اس تقریر کو کافی سمجھا اور کسی اور تقریر کی ضرورت نہ سمجھی صرف سردار راجندر سنگھ صاحب نے اپنے مقررہ وقت پر بطور تکملہ کچھ کہنے کی خواہش ظاہر کی جنکی تقریر اپنی جگہہ پر درج کی جاوے گی۔

وقفہ

برہمو سماج

عالی جناب لالہ کاشی رام صاحب سکرٹری برہمو سماج لاہور وجائنٹ سکرٹری جلسہ مذاہب

*جلسہ اعظم مذاہب جسکی مشہور ومعروف بانی کو ہم آج اپنے اس قدیمی شہر میں خیر مقدم کہتے ہیں۔ مذہبی تاریخ میں ایک بھاری یادگار کا واقعہ ہے۔ لیکن یہ واقعہ خواہ کتنا ہی باعظمت کیوں نہ ہو یہ بابو کشیب چندر سین صاحب کے خیالات کا ایک خفیف سا عکس ہے جو انہیں کل اقوام کو مذہبی طور سے اکٹھے کرنے کے متعلق پیدا ہوا۔ اونکے خیال کا کامل طور سے پورا ہوجانا ایک وسیع زمانہ چاہتا ہے لیکن اسکا آغاز اب ضرور ہوگیا اور اس تحریک نے **لبرل** (آزاد) خیالات کے حق میں ایک تازیانہ کا کام دیا ہے۔ یہ امر دیکھکر دل کو بہت ہی تسکین ہوتی ہے کہ ہماری ملکی بھائی جو سخت قدامت پرست ہیں وہ بھی اس خیال کی قدردانی میں پیچھے نہیں رہے ہے وہ بھی اپنے غریبانہ اندازہ اور اعلی مثال کی اتباع میں جو ہمارے بھائیوں نے امریکہ میں قائم کردی ہے دہرم مہوتسو جسکو پیدا ہوئے ابھی ایک سال ہی گذرا ہے گویا ایک ہلکی سکیل پر امریکہ کی پارلیمنٹ آف ریلجنز کی نقل ہے۔ اسکے مدعا بھی بہت حد تک

* یہ تقریر انگریزی سے ترجمہ کی گئی ہے۔

Marfat.com

اُسی زبردست تحریک سے ملتے جلتے ہیں یعنے یہ کہ مذہبی معاملات میں تحمل اور بردباری کی روح پیدا کر کے مختلف فرقے کے لوگوں میں سچی مذہبی روح پیدا کی جاوے اور ایک مشترک موقعہ مہیا کیا جاوے جہاں مختلف مذہب کے وکلا تمام تنازعات اور باہمی جھگڑوں کو چھوڑ کر۔ اپنی پوری طاقت اور قابلیت کے ساتھ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں اور اس طرح تمام مہذب اور تعلیم یافتہ اصحاب کو ہر ایک مذہب کے متعلق عمدہ اور قابل اعتبار واقفیت حاصل ہو جاوے جس سے وہ اپنے لیے خود محاسبہ کر کے ہر ایک مذہب کی حقیقت اور اُسکی خوبیوں سے واقف ہو جاویں

مذہب اصل میں اس اعلے نمونہ کی مطابق زندگی بسر کرنا ہے جو ہمنے اپنی زندگی میں تسلیم کر لیا ہے یہ تسلیم محض خیالی طور سے ہی نہیں ہوتی بلکہ اسکا اظہار ہماری شریف تر طبیعت کے افعال سے ہی ہوتا ہے۔ مذہب نہ تو چند معتقدات اور خیالات کے مجموعہ کا ہی نام ہے اور نہ اس سے مراد وہ چند عمدہ طور پر گھڑے ہوے فقرات ہیں جنکے ذریعہ ہم اظہار معتقدات کرتے ہیں۔ بلکہ اسکا سرچشمہ انسان کی روح کی گہری تہ میں ہے۔ مذہب زندگی کا وہ اصول ہے کہ جس سے ہمارے تمام معتقدات و خیالات پیدا ہو کر ہماری روح میں عمدہ اور اعلے جوہر حاصل کرنیکی حرکت پیدا کر دیتے ہیں یہ ایک ایسی رغبت ہے کہ جسمیں نمو اور ترقی کا خاصہ ہے۔ لہذا اسکے تمام فعل بہت وسیع اور محیط ہوا کرتے ہیں تمام انسانی حرکات و سکنات پر اسکا تسلط ہے یہ ایک ایسا جہاز ہے جو ہمیں دنیاوی مصائب اور تکالیف کی طغیانی میں با امن ابدی سلامتی اور خوشی کے کنارہ پر لیجاتا ہے مذہب ایک ایسا طلسم ہے کہ جسکے آگے تمام دروازے کھلجاتے ہیں جس سے زندگی کے تمام نظر آتے ہوئے اختلافات اور تضاد دور ہوجاتے ہیں مذہب کے ہاتھ میں ایک ایسا ساز ہے کہ جسکے تمام سروں کو بجا کر یہ سنسان خاموشی والی جگہوں میں بھی ایک ہم آہنگ نغمہ پیدا کر دیتا ہے مذہب تمام علوم سے پہلے تھا بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام علوم و فنون کی یہ جڑ ہے جس وقت بنی نوع کی نہایت ہی ابتدائی اور طاقت ور نیچے آزادی سے اُس زمین پر پھرتے تھے جو ابھی انسانی ہل یا کسے اور انسانی حرکت کے نیچے نہیں آئی تھی اُنکے دل بالضرور صحیفہ قدرت کے لاانتہا خوبصورتی اور جلال سے مرعوب ہوتے ہونگے پس یہی تعظیم اور پرستش کا خیال جو اسطرح وہ ظاہر کرتے ہونگے کُل مذاہب کا سرچشمہ ہے۔ اگرچہ وہ ایمان جو عطیہ الٰہی کے طور پر غیب الغیب چیزوں کے دیکھنے کے لیے ہم میں ہے۔ یا ہماری امید جو ہمیشہ فتحیابی کے بازوؤں پر پرواز کرتی ہے۔ یا نیکی اور سخاوت کا خیال جو کہ یا زندگی کا کمال یا اسکی تکمیل ہے اگرچہ یہی تین باتیں مذہب کے اعلے اجزا ہیں۔ لیکن پاک اور مقدس زندگی کی بڑی ہی عظمت ہے جو ہمارے دل میں ایک غیب **طاقت** کے باعث ہے نسل انسان کے ابتدائی مدارج میں جبکہ یکال تر و تازگی اپنے ساتھ رکھتی تھی ایسے انسان پیدا ہوئے تھے جو صحیفہ قدرت کے تمام عجوبوں اور

Marfat.com

اور اسراروں کو زیادہ گہری اور باریک نگاہ سے دیکھکر بڑے طور پر محسوس کرتے تھے کہ ان تمام مظہرات قدرت کے پیچھے ایک مکمل طاقت بھی ہے حضرت موسیٰ اور داؤد فلسطین میں اوس یہوواہ کے جلال کی گیت گاتے تھے جو قادر مطلق اور سب پر حکمراں ہے اس ہمارے جنم بھوم میں بھی ویدک منتروں کے پڑھنے والے ایسی کثرت کے ساتھ اپنے عظیم الشان الہامی اشعار سناتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب انسان کے لیے ایک طبعی امر ہے اس عظیم الشان اور بیرون از حد تشریح و بیان دنیا میں رہکر انسان کا یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ اس اعلےٰ تر طاقت کا پرستار ہوجاوے جس نے اس دنیا کو بنایا ہو۔ اسی خیال اور اصول پر ہماری اس سوسائٹی کا ڈھانچہ ہے کہ جس کی ماتحت انسان اپنی طبعی حالت کو چھوڑکر خاص مقررہ حدود کے مطابق آباد ہوا ہے۔ اصول شادی و کتخدائی جس نے بہت کچھ انسان میں انسانیت پیدا کردی ہے اور جو نہایت درست اور ٹھیک طور پر تقدیس کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے دراصل ان میں مذہبی اصول کی عملدرآمد ہے لہٰذا مذہب سوسائٹی میں ہمیشہ سے ایک زبردست طاقت رہا ہے یہ ایک ایسا جوہر ہے کہ جس سے تمام انسان متاثر ہوکر اپنی زندگی کے لیے ایک جاندار اصول حاصل کر لیتے ہیں۔ اسنے ہمیشہ زمین پر امن اور انسان کو ساتھ نیک ارادہ اور برتاؤ کے تعلیم دی ہے۔ اور اس سے سوسائٹی متحد رہ سکتی ہے۔ مذہب عام قومی خیالات کے اندر سرایت کرکے انسان کی رغبت اور میلان اپنے سانچے میں ڈھال لیتا ہے اسی سے انسانی تاریخ پر دیرپا اثر پیدا ہوا ہے۔ اس امر کی تشریح کے لیے اس سے زیادہ روشن مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ عربوں جیسی خانہ بدوش قوم جو انسانی ترقی میں سب سے پیچھے رہ چکی تھے اونہیں میں حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ ایمان اور جوش پیدا کردیا ہے کہ صرف ایک نصف صدی میں اسلام کا جھنڈا مغرب میں ہسپانیہ سے لیکر مشرق میں دریائے سندھ تک آنے لگا۔ ایسے ہی قابل بیان مثال ہمارے اپنے ملک میں بھی موجود ہے۔ گورونانک صاحب کا وہ زاہرانہ مذہب تھا جس میں بڑی بردباری تھی اور جس میں تمام عمدہ مسائل کا انتخاب تھا اوسی مذہب میں آخری مغل بادشاہان کے مظالم سے ایسا زبردست جوش و خروش کی آگ بھڑک اوٹھی دہی بڑی سلطنت جو اندر اندر ہی ضعیف ہوچکی تھی لیکن بظاہر بڑی شان و شوکت والی نظر آتی تھی اسکی قسمت میں یہی لکھا ہوا تھا کہ وہ اسی پرجوش مذہبی جماعت کے ہاتھ سے تباہ ہو جو صدیوں تک غیر قوموں کے تحت رہی ہاں اسی ملک پنجاب میں جو اسلامی تیزتر بہتی ہوئی رو کے آگے سب سے پہلے مغلوب ہوا ایک ایسی قوم پیدا ہوگئی جن میں زاہدوں کا سا مذہبی جوش اور حب وطن والوں کی سی سرگرمی تھی۔

Marfat.com

یہ صرف چند ایک ہی ایسی مثالیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی سوسائٹی کو ٹھیک طور پر چلانے اور انسان میں تکمیل پیدا کرنے کے لیے مذہب کس قدر ضروری ہے زندگی کے مصائب و ابتلاؤں سے رہائی اور نجات پانے کے لیے ہم مذہب ہی کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اگر ہمارے پاس مذہب کی تسکین بخش اور راحت دینے والے اصول نہ ہوتے تو زندگی کا راستہ ہمارے لیے کیا یاس افزا ہوتا مذہب ہمیں اُس اعلے اور بہتر زندگی کی امید دلاتا ہے اور اُس سے زیادہ بلند اور وسیع تر حقیقت کا یقین دلاتا ہے بلکہ اُس ذات کے کامل نظارہ کی امید دلاتا ہے جو سب روحوں پر بادشاہ ہے۔ ہم اکثر اس دنیا میں کچھ وقت کے لیے بدی کی ترقی اور نیکی کی ذلت پاتے ہیں جس طرف ہم نگاہ اوٹھاتے ہیں ہمیں موت اور اسکا توام گناہ نظر آتا ہے اگر ہم میں مذہبی زندگی پر پہنچنے سے امید اور ایمان نہ پیدا ہو جاوے تو یہ غم اور گناہوں کی زندگی ہرگز ہو گئے کے قابل بلیں۔

دنیا میں ایسے انسان بہت ہی تھوڑے ہیں جو فکر کے ساتھ کبھی آیندہ زندگی کے متعلق سوچتے ہیں۔ بہت سی لوگوں کے لیے تو موجودہ زندگی ہی سب کچھ ہے جذبات نفس نے اُنہیں ایسا اندھا کر دیا ہے اور اِس دنیوی زندگی کے ہراساں کر دینے والی تفکرات نے ایسی سخت گھبراہٹ میں ہیں یا اس دنیا کی ناپائدار لذات نے نہیں ایسا سرشار کر رکھا ہے کہ یہ لوگ تھوڑی سی تھوڑی توجہ بھی اس مسئلہ بقا کی طرف نہیں دے سکتے بلکہ اُن سے بہی کم انہیں اس مسئلہ کے حل کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے لیکن ایک پست سے پست زندگی والے چند لمحے زندگی میں ایسے گذر جاتے ہیں جس میں نفس لوامہ جو خدا کی بار بار نافرمانبرداریوں میں دبا گیا ہے جاگ اُٹھتا ہے اور اپنی گم شدہ طاقتوں کو حاصل کر لیتا ہے اسوقت گناہ کا بوجھ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے اور بڑی خوفناک نازک واقعہ اونہیں خاک کے برابر کر دیتا ہے اور اُس قہار کا نہ نرم ہونے والا ہاتھ زیادہ زیادہ دیکھ ہوتا نظر آتا ہے ایسے وقت میں ایک سرکش شخص اور گنہگار کو بھی آیندہ زندگی کا سوال بہت ہی اہم نظر آنے لگتا ہے جسوقت موت کا رعب ناک فرشتہ سامنے آکھڑا ہوتا ہے جبکہ نہ ٹلنے والا قسمت کا فیصلہ چکا ہوا نظر آتا ہے جبکہ تمام عزیز و اقارب الوداع کہنے کو ہوتے ہیں جبکہ عزیز سے عزیز چیزوں کی بھی قدر و لت نگاہ میں نہیں رہتی اسوقت کوئی شخص بھی یہ خیال کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب میں خاک میں مل جاؤں اُسوقت میرا کیا حال ہوگا۔ کیا اس قبر کے بعد کوئی اور عالم بھی ہے کیا میری روح کا بھی حقیقت ہے یا اس جسمانی پنجر کے انحلال ہو جانے کے بعد اس نے بھی معدوم ہو جانا ہے۔ اب چونکہ کوئی نہیں جانتا کہ موت کا وقت کون سا ہے اور آنے کی کسیکو خبر ہے لہذا کسقدر ضروری ہے کہ اس اہم سوال پر بہت جلد غور کر لیا جاوے لیکن

سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب چیزوں کو فنا ہے تو اس میں سے روح کو کیسے بقا حاصل ہوگی یہ بالکل درست
ہے کہ ان انگنت دنیاؤں کو ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے۔ اگرچہ ہمیں اُس دن کی میعاد یا اسکا طول آج
معلوم نہ ہو۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان اس تمام تباہی سے بچ رہے یہہ دلائل ہیں جو ناستک خیال کے لوگ پیش
کرتے ہیں اسکا جواب یہہ ہے کہ اولاً حقیقی تباہی اور فنا مادہ پر بھی نہیں آسکتی۔ سائنس کے نزدیک نیستی کوئی
چیز نہیں۔ موت کیا ہے ایک شکل کی تبدیل۔ ہیئت کا انقلاب۔ ایک حالت سے دوسری حالت میں انتقال
ایڈیسن صاحب کی آخری ایجاد نے ہمکو اس قابل کردیا ہے کہ ہم ہلکے سے ہلکے آواز کو بھی محفوظ رکھکر جب
چاہیں اپنے استعمال لا سکتے ہیں ہلکی سے ہلکی بات جو کان میں کہی گئی ہو ضائع نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم چاہیں تو
اپنے تمام و کمال حالت میں وہ پھر پیدا ہو سکتی ہے۔ اگر مادہ نا فانی ہے اگر ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ قائم رہ
سکتا ہے تو کس طرح یہ روح مر سکتی ہے جو کہ تمام مخلوقات میں سے زیادہ عجیب و غریب ہے، اور اس میں اعلے
اعلی نمو کی طاقتیں اور استعدادیں رکھی گئی ہیں اے انسان اس بات کو جان لے کہ تیرا روح ایک حیرت ناک
طریق سے اثر پذیر بنایا گیا ہے تیرے تمام قول اور فعل بلکہ تیرے خفیہ سے خفیہ خیالات اچھے یا بُرے تیری لوح
پر ایسے منقش ہو جاتے ہیں کہ پھر معدوم نہ ہونگے۔ دیکھ وہ گھنٹہ آنے والا ہے جب یہ تمام نقش تیرے بنانے والے کے
منکشف کیے جاویں گے اور ایک ایک کرکے تجھے دکھائے جاویں گے جس سے تجھے بہت ہی ندامت اور پشیمانی ہوگی
اسلیے اس دہوکہ میں نہ رہنا کہ نہ کوئی آیندہ زندگی ہے نہ بہشت نہ دوزخ اور نہ کوئی روز انصاف ہے یہ مسئلہ بقا پر خواہ
ہم کسی پہلو سے غور کریں۔ خواہ ہم اس انسانی عقل کے ذریعہ پرکھیں خواہ الہامی تعلیمات کے طور پر خواہ
علوم روحانیات کی روشنی سے جانا جاوے خواہ مادیات کے ذریعہ اس بات کو ماننے کے لیے زبردست ثبوت
ہیں کہ انسان کی زمینی زندگی کا خاتمہ اس سے زیادہ اعلے اور شریف تر زندگی کا آغاز ہے جسکا نام ہم نے
موت رکھا ہے وہ روح کو ہلاک نہیں کرتی جیسے کہ بعض ہم میں سے نادانی سے خیال کر رہے ہوں بلکہ یہ
دروازہ ہے اُس آسمانی فضا کا اور رستہ ہے اُس باجلال سلطنت کا جہاں جسم سے الگ ہوئی ہوئی روح
کا نام نہیں جانتی جہاں وہ اپنی استعدادوں کے مطابق بڑھتی اور نشو نما پاتی ہیں۔ فقط

اس دلفریز تقریر کے بعد لالہ راجپت رائے ... صاحب جو لاہور میں ایک مشہور فیلسوف اور ریلجن آف ہارمنی
(مذہب نظام کلیت) کے بہاری ایڈوکیٹ ہیں پندرہ منٹ کے لیے حسب تجویز خود اسٹیج پر اظہار خیالات کے
لیے تشریف لائے

ریلجن آف ھارمنی

عالیجناب ماسٹر رامجیداس صاحب ایڈوکیٹ ھارمونیکل سوسائٹی

(مذہب نظام کلی)

صاحبان۔ میرا مضمون وہی ہے جو آپ ہر روز سنتے رہے ہیں اولاً میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے موقع دیا گیا۔ بانیان جلسہ کے خاص شکریہ کے بعد انکو اپنی کامیابی پر مبارک باد کہتا ہوں اگر ایسی کوشش جاری رہی تو لوگوں کی عمدہ تقریروں کے ذرائع سے بہت سی فوائد کی امید ہوسکتی ہے مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ جیسے نالائق کو بھی اس عظیم الشان جلسہ میں وقت دیا جاوے گا اب چونکہ وقت ملگیا ہے اب مجھے آپ میں سے ہر ایک کی مہربانی کی ضرورت ہے۔ میری تقریر میں اگر کوئی امر پسند خاطر نہ ہو تو بیشک چھوڑ دیا جاوے۔

سب سے پہلے میں پانچویں سوال کے متعلق کچھ عرض کرونگا یعنے علم کے ذرائع کیا ہیں علم سے یہان مراد گیان یا معرفت یعنے علم الٰہی ہے + خدا تعالیٰ غیر محدود ہے محدود صورت میں وہ کبھی نہیں بولتا۔ اگر بولتا ہے تو سب میں بولتا ہے یہ نہیں کہ کہیں کسی خاص فرد میں محدود ہے ہر ایک چرند پرند۔ انسان۔ مولوی پنڈت پادری غرض سب اوسکی بات سن سکتے ہیں مگر تقاضا انسانی ساتھ ساتھ رہتا ہے علم کے ذریعہ چار ہیں (۱) حواس خمسہ (۲) دلائل منطق سے خدا فرشتہ وغیرہ یہ باتیں سمجھ میں نہیں آسکتیں (۳) شہادت۔ تواریخ۔ خبر۔ دینی ہو یا دنیاوی اخلاقی اشخاص کی سب کی سب باتیں کسی نہ کسی خبر یا تواریخ سے معلوم ہو ہی جاتی ہیں خواہ اُن میں ایک حد تک غلطی بھی ہو (۴) انٹیوشن (وجدان) ہماری حواس خمسہ بیرونی دنیا کے لیے ہیں لیکن اندرونی دنیا کے لیے بھی ایک حس ہے۔ مصری اگر ہم کھا دیں تو کوئی ہمکو نہیں کہہ سکتا کہ ہمنے نمک کھایا ہے ایک حس اندرونی ایسی ہے کہ جس سے ہم معلوم کرتے ہیں کہ خدا ہے جو ہمارے اندر اور باہر اور ہر جگہہ موجود ہے یہ چھٹی حس ہے جسکا نام انٹیوشن ہے جب انسان کامل ہوجاتا ہے تو اسوقت یہ حس حاصل ہوجاتی ہے اسوقت گویا وہ کام بنتا ہے جو حواس خمسہ سے نہیں نکلتا انٹیوشن ایک لطیف جوہر ہے اور نیکی کا مادہ ہے جو پاک روحوں میں ظاہر ہوتا ہے اگرچہ وہ سب میں بیج کے طور پر ہے یہ جوہر سب میں ہے اور صرف غرور اور بدی کے چھوڑنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو چھوڑ دے اور رفتہ رفتہ لالچوں سے کنارہ کرے اس یقین سے کہ آدمی نے ایک دن

Marfat.com

مرنا ہی ہے (جسم سے نہ روح سے) اور تب اسکا کوئی سہارا نہیں اسوقت اوس سے جو روشنی حاصل ہوتی ہے وہی آگے
دنیوں کا سہارا ہے ۔ بس یہی وہ جوہر ہے ۔ اور یہ ہر ایک دین میں ہے ۔

پہلا سوال جو دہرم مہوتسو کی کمیٹی نے تجویز کیا ہے وہ انسان کی جسمانی و اخلاقی اور روحانی حالتوں کے متعلق ہے انسان نے جسمانی حالات کی اصلاح کرنے میں بہت ترقی کی زمانہ ان حالات کی خود ریفارم کر رہا ہے اولاً جب کہیں جانا ہوتا تھا تو چلتے چلتے انسان تھک جاتا تھا ۔ اب ریل بنگئی ہے ۔ ایسا ہی ان تمام کاموں میں جن میں کسی حصہ جسم کو دخل تھا بہت ترقی ہو رہی ہے اخلاقی حالتیں انسان کی مختلف ہیں ۔ انسان انصاف کو اپنی زندگی سے زیادہ پیار کرتا ہے یہی ایک اخلاقی خوبی ہے ۔ بلکہ انسان تو اخلاقی حالت میں ہی خوش رہنے والا ہے پاکیزگی کا اختیار کرنا اور ونکی خدمت کرنا محبت رکھنا ۔ دوسروں کی خدمت کے لیے آٹھوں پہر طیار رہنا ۔ اور انکی خدمت میں لگی رہنا ۔ یہی اخلاقی امور ہیں باقی رہی روحانی حالت روحانی انسان وہی ہے جسے موت کا ڈر نہیں جو ہر ایک کتاب کو اپنے لیے کلام مجید جانے ۔ اور سب لوگوں کو اپنا سمجھے سب کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن خدا کو کتاب نازل کرنے کی ضرورت نہیں ۔ خدا تو ہر پتے میں ہر درخت میں ہر صورت میں ہے مجھ میں بھی خدا کا نور ہے اور آپ میں بھی ۔ تمام مقدس کتابوں میں جو راستی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے ۔ اور اگر کسی کتاب میں غلطی ہے تو وہ خدا کی طرف سے نہیں انسانی غلطی ہے عیسائی موسائی ۔ محمدی ۔ سب ظاہری دیواریں ہیں خدا کے فضل کے چشمے ہر جگہ جاری ہیں ہر انسان کو اپنا بھائی سمجھو اس انیسویں صدی میں **یونیورسل برادرہڈ** (اخوت عامہ) کا اصول جاری ہوا ہے ۔ یعنے سب ایک ہیں ۔ اس میں بڑی راحت ہے ۔ راحت وہ حاصل کرنی چاہیے جو ہر وقت انسان کے ساتھ رہے جو راحت صرف کسی دوسرے میں ہے وہ راحت کام کی نہیں ۔ راحت وہی ہے جو کبھی نہ چھوڑ سکے دوسرا سوال جو اس کانفرنس نے تجویز کیا ہے وہ آیندہ زندگی سے متعلق ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ اعمال کی سزا ابدی جہنم ہے ۔ ابدی جہنم کوئی نہیں کوئی شے ایسی نہیں جو ہمکو خدا کی مرضی کے برخلاف کہیں لے جاوے خدا کی مرضی ہمکو آپکے احاطہ کے باہر نہیں کرنی ۔ خدا نے تو ہمکو محدود اور کمزور بنایا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا انسان کو محدود بنا کر غیر محدود سزا دے خدا تعالیٰ منصف اور عادل ہے ۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ ابدی جہنم ہو کوئی آگے کوئی پیچھے سب کے سب آخر کار خدا تک پہونچ جاوینگے اور وہاں جا کر سمجھیں گے کہ ہنوز ابتدا ہی ہے کیونکہ دینی زندگی کبھی تمام نہیں ہوتی ۔ عالم ارواح کی حقیقت کا سمجھنا بیان نہیں ہو سکتا ۔ یہ راز اپنے میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے گود میں

Marfat.com

بہا جاوے گا۔ اور وہاں روزمرّہ ایک نیا مزہ آویگا اور لوگ آگے آگے جائیں گے اور ترقی کریں گے وہ ترقی نا محدود ہوگی۔

تیسرے سوال میں بانیان جلسہ نے زندگی کے اغراض اور اُنکا طریق حصول دریافت کیا ہے زندگی کی بڑی غرضیں تین ہیں۔ ہر ایک شخص ان تینوں کو چاہتا ہے۔ میں بھی چاہتا ہوں اور میری بھی خواہش ہے کہ ان کو حاصل کروں۔ ان تینوں میں سے پہلی چیز راحت ہے دولت کے ذریعہ لوگ راحت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس میں خوشی کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ لوگ حواس خمسہ کے غلام ہیں۔ اصلی خوشی دولت میں نہیں بلکہ وہ پاک حالت کا نام ہے۔ وہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ دولت کو زندگی کی غرض نہ بناؤ۔ یہ تو ضرور ملجاوے گی۔ پاکیزگی اور پاکیزگی میں ہی اصلی خوشی موجود ہے۔ دولت کے متلاشی نہ ہو۔ کمال کی تلاش کرو۔ دوسری غرض ہستی ہے۔ تم کو ہستی اور کمال کی تلاش ہونی چاہیے۔ یہ ضرور ملجاوے گی۔ کمال کے معنے ہیں کل عمدہ چیزوں میں بڑھنا کل امور میں ترقی کرنا اور بڑھنا۔ زندگی کامل پانا۔ ہمیشہ جیتے رہنا تیسری غرض ہے پاکیزگی۔ اس میں بھی کمال حاصل ہونا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی پاکیزگی غیر محدود ہے۔ ہماری بھی پاکیزگی ویسی ہونی چاہیے۔ انسان کی روحانی زندگی دنیا پر قائم ہونی چاہیے۔ یہی بات دنیا میں قائم کرو۔ اور یہی بات ہے جو تمام دنیا کے نبیوں نے سکھلائی۔ تم سب کے سب ایک ہو جاؤ۔ اور مخالفت اور دوئی کو چھوڑ دو۔ سب لوگ۔ سب قومیں سب زبانیں میری پیاری ہیں۔ کوئی برائی نہیں بس یہی ہارمنی ہے جسکی ضرورت ہے۔

نائب ماسٹر صاحب کے بیٹھنے پر **سردار راجندر سنگھ صاحب** جو سکھ ازم کی طرف سے دوسرے وکیل تھے۔ مناسب الفاظ میں انٹروڈیوس کیے گئے۔ آپنے کچھ دن ہوئے ہیں کہ ہماری رپورٹر کی لکھی ہوئی تقریر کو نظر ثانی کے لیے واپس منگوایا ہے جو ابھی تک اونھوں نے نہیں بھیجی۔ اگر اختتام رپورٹ تک آگئی تو بہتر ورنہ ۔۔۔ اخیر میں رپورٹر کی لکھی ہوئی تقریر درج کی جاوے گی۔

سردار صاحب کے بعد مسٹر **جان مارلیس** صاحب عیسائی مذہب کی طرف سے پیش ہوئے۔ آپ لاہور میں ایک مشہور جرنلسٹ ہیں اس موقعہ پر یہہ اظہار کرنا گویا امر واقعہ کا بیان ہے کہ پادری صاحبان نے نہ معلوم کن وجوہ سے اس مقدس تحریک (دھرم مہوتسو) کے ساتھ شرکت رکھنی نہ چاہی لاہور کے معززین کا ایک مختصر سا ڈیپوٹیشن ڈاکٹر **یوانگ** صاحب پرنسپل مشن کالج و پادری **شنڈل** صاحب۔ پادری **ویلٹی** صاحب اور ایسا ہی دیگر پادری صاحبان کے پاس حاضر ہوا اونہوں نے اس تحریک سے اگرچہ ہمدردی ظاہر کی

Marfat.com

لیکن شمولیت کے متعلق کہدیا کہ وہ اپنے خاص کمیٹی کرنے کے بعد جواب دیں گے بعد میں معلوم ہوا کہ پادری صاحبان نے اتفاق اس میں کیا کہ وہ شامل جلسہ نہ ہوسکا گیا ہے کہ انکے خیال میں ایسی تحریکیں انکے مشن کو مفید ثابت نہ ہونگے اور ممکن ہے مضر ہوں۔ لیکن جناب مسٹر ماریس صاحب و مسٹر زو صاحب نے نہایت جوانمردی کے ساتھ شمولیت جلسہ سے ہمیں اعزاز بخشا۔

عیسائیت

والا خطاب جناب مسٹر جے ماریس صاحب بہادر جرنیسٹ لاہور

صاحبان اسوقت بڑے دن کو سب لوگ اپنی اپنی ڈالیاں حاکموں کے پاس لے جاتے ہیں۔ ہمارا بڑا حاکم احکم الحاکمین ہے ہمیں بھی چاہیے کہ اپنی ڈالی خدا تعالےٰ کے پاس بھی لے جاویں۔ جبکہ ہندوستان اپنی نا اتفاقی کے باعث بدنام ہے تو یہ ایک بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہم سب ایسے موقع پر دینی تحقیق کے لیے یہاں حاضر ہیں خدا ہمپر ضرور راضی ہوگا کیونکہ ہم سب خدا کے شناخت کے لیے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ ہم جب ڈالی لاتے ہیں تو اپنے لیے یا اپنی عزت کے لیے نہیں بلکہ حاکم کی خوشنودی کے لیئے اسیطرح ہمارے یہاں کی ڈالیاں بھی اپنے احکم الحاکمین کی خوشنودی کے لیے ہونی چاہییں اسوقت ہماری زمانہ میں یہاں ایک قسم کی عام ضیافت ہو رہی ہے جس میں ہم سب شامل ہیں۔ میں بھی عیسائیت کا کھانا آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جو کہ ایک روحانی غذا ہے۔

جبکہ ہم سب باتوں پر ہر پہلو سے نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا کے مذاہب اسوقت ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور دنیا میں اور کوئی علاقہ نہیں جہاں تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوں۔ یہ امر بلکہ بہت سی خوبی کی بات ہے۔ کیونکہ بچے سب ایک خیال کے ہوتے ہیں لیکن بڑوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اختلاف مذاہب سے ایک اور بھی فائدہ ہے۔ کہ ہر ایک مذہب کی تلاش اور تحقیق میں لگا ہے چنانچہ جسطرح یہاں تمام علماء آئے ہیں۔ ایسا دنیا میں کسی اور جگہہ نہیں۔ جب ہر ایک اپنی دوربین سے ایک چیز کو دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سب اس بات کو نہ پہچان جاویں گے جو سب سے عمدہ ہے۔

اس وقت کلکتہ میں نیشنل کانگریس دنیوی فائدہ کے لیے ہو رہی ہے وہاں پر وہ لوگ جمع ہیں جو دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں اون تمام خرچ اخراجات کے مقابل جو کانگریس کے لیے ہوا

Marfat.com

ۂداس سے مقابلۃً جو فائدہ ہوگا۔ وہ ایسا نہیں جیسا کہ اسکو یہ دین آسمان کی بیٹی ہی۔ اور یہہ تمام نیکیوں کی ماں
ہے۔ اور تمام خوشیوں کی جڑ ہے۔ اسکے لیے سب کا دل جوش مارتا ہے انسان فطرتاً ہر ایک امر میں خوبصورتی
پسند کرتا ہے اور سب سے خوبصورت چیز دین ہے اس جلسہ میں جوابات کے لیے جو سوال تجویز ہوئے ہیں۔
، پانچوں سوالات کسی نہ کسی طرح مذہب کے متعلق ہیں اور اگر مذہب کو مجموعی طور پر بیان کیا جاوے تو گویا ان
انچوں سوالات کا جواب آجاتا ہے۔ یہہ ایک بڑی ضیافت دین کی ہے اسلیے مجموعی طور پر میں ان سب کا
اب اسکو دونگا۔ انسان کیا ہے۔ انسان تو اپنے کو پہچان پھر خدا کو پہچان۔ انسان اپنی ہستی میں
طاقت رکھتا ہے کہ کوئی اور شئے نہیں رکھتی انسان اشرف المخلوقات ہے۔ ہاتھی کی گردن ایک
ہے جو اسے چلا سکتا ہے۔

ہماری مذہب کے مطابق انسان خاک ہے اور خاک سے بنا ہے یہ وہ شئے ہے جو انسان پاؤں
نیچے کچلتا ہے۔ اور یہہ نہایت ہی ذلیل اور نکمی شئے بھی ہے۔ خاک اپنی میں کوئی طاقت اور لیاقت
نہیں رکھتی خدا کی عین مہربانی تھی جو انسان اشرف المخلوقات بنا سب سے اول ہمیں اپنی اصلیت کو دیکھنا
چاہیے اور اللہ تعالی کا شکر کرنا چاہیے کہ اوسنے ایسی جسم اور جان کے دینے میں ہم پر وہ رحم کیا کہ جس
کا ہم ہرگز شکر نہیں کر سکتے اب اگر میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ کل اشیاء میری لیے
بنائی گئی ہیں انسان کے اندر اللہ تعالے نے تمام چیزیں جمع کر دی ہیں۔ دنیا میں امیر و غریب ہیں۔
نہایت افراط تفریط بلحاظ دولت کے پائے جاتے ہیں۔

اگر کسیکو کہا جاوے کہ ہندوستان تمکو دیا جاتا ہے تو وہ کہے گا کہ یہ کیا شئے ہے اس کے
مقابل میں میں اپنی جان نہیں دے سکتا۔ اگر کسیکو تمام دنیا دی جاوے۔ تب بھی وہ اپنی جان
دینا پسند نہیں کرتا۔ اگر اسکو کہا جاوے کہ خدا ہے تو وہ کہے گا کہ اگر میری زندگی نہیں تو خدا نہیں
پس ہر ایک شخص میں۔ "میری جان"۔ ایک بیش قیمت چیز ہے۔

پس ہم کیونکر خدا کا شکریہ نہ ادا کریں کیونکہ ہر ایک یہہ سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کے تمام اشیاء ہمارے
لیے ہیں۔ پس اگر ہم میں ذرا بھی شکر ہے تو کیا ہم خدا کا شکر نہ کریں گے پس اگر ہم میں کروڑوں
زبانیں بھی ہوں تو کیا ہم خدا کا شکر ادا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کر سکتے۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہماری ساری زندگی دعا ہوگی اور خدا کی محبت میں ہم ایسے مگن

Marfat.com

ہوجاویں گے کہ ہر وقت شکرگذاری ہوگی۔
لیکن اسکے علاوہ ہمارے لیے ایک اور خوشی کا مقام بھی ہے جو آسمان پر ہے سو جیسا کہ ہم کرینگے
ویسا ہی ہم پاویں گے سے گندم از گندم بروید جو ز جو۔
جبکہ ہم یہ سب جانتے ہیں اور ہم جان بوجھکر لالچ میں پڑ جاتے ہیں تو ایک گناہ بھی اگر ہم کریں تو
خداوند کے بڑے ہی گنہگار ٹھہریں گے۔ اگر اپنے باپ کو کوئی گالی دیوے تو کیسی شرم کی بات ہوگی
انسان گویا جب گناہ کرتا ہے تو اپنے آپ کو خدا کے درجہ میں رکھتا ہے۔
انسان کی زندگی کا اہم (ریدما) کیا ہے حصول خوشی۔ ہر ایک کہتا ہے کہ "میری خوشی" ہو
جانا چاہیے۔ آج یہی سب گناہ ہے اپنی خوشی کو ہم اپنا خدا بنا لیتے ہیں۔ ہماری خوشی خدا کی خوشی ہو
جانا چاہیے۔ "میں میں" کرنے میں سب برائی ہے "میں نہ میں نہ" (مینا) کرنے میں بندہ کو عزت ہوتی
جب انسان اپنے آپ کو چھوڑ دیتا ہے تب فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔ باقی تمام اشیاء خدا کے لیے
تمام برائی ہیں۔ لیکن انسان اپنے بھائی کے لیے بھی کام نہیں کر سکتا۔
ایک ہیرہ ہے کہ ذرا سی چیز سارے انگہ کو سونا کر دیتی ہے یہی حال ہے اگر ہم خدا کی طرف خیال
کرلیں۔ ہم غلطی سے اپنی نظر کو صرف اپنے تک رکھتے ہیں۔ ہمارے گناہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم
خدا کو اوتار کر اوسکے تخت پر بیٹھنا چاہتے ہیں۔ پس عیسائیوں کا خیال یہ ہے کہ ہماری سزا لاانتہا
ہوگی میں اتنا بیان اور کرتا ہوں کہ کل خرابیوں کی جڑ محبت ہے۔ جبکہ وہ محبت خودغرضی کی ہو۔
یہ محبت ہی جو ہماری بیماریوں کی جڑ ہے۔ جب انسان کی محبت نیچے کی طرف ہو تو وہ گناہ کرتا ہے لیکن
جب یہ محبت خدا کی طرف لگجاوے تو وہ ہر ایک گناہ سے بچا لیتی ہے جب ہم بسبب گناہ کے۔
سزا کے قابل ہیں۔ دنیا میں سب یہی کہتے ہیں کہ ہم سب ناخوش ہیں لیکن خدا نے ہمکو ان تکلیف
کے لیے نہیں بنایا۔ کیا ہم لعنتی ہونے کے لیے بنائے گئے ہیں بیشک ایسے گنہگار ہوکر ہم ا
نہیں کر سکتے۔ کہ خدا ہم سے پیار کرتا ہو خدا نے اپنی محبت سے جسم لیا اور یسوع میں ظاہر ہوا
ان نہیں سکتے کہ خدا آسمان پر مزے اوڑاتے اور ہم یہاں تکلیف اوٹھائیں۔ یسوع کو ہم خدا کی
محبت کا مجسم ہونا مانتے ہیں اور تثلیث اس طرح کہ جہاں خدا کی دانائی مکمل ہے اور دانائی سے
کیے گئے ہیں اسلیے اسکے تمام کام پاک ہیں۔ سو جب تمام کام پاک ہونے چاہییں تو ضرور ہے

میں محبت ہو۔ سوہم دیکھتے ہیں کہ خدا ایس تین شے ہیں۔ دانائی پاکیزگی محبت۔ اس تثلیث کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ تینوں اکٹھے ہیں۔ اور الگ الگ نہیں ہو سکتے۔ فقط

تقریر پریسیڈنٹ

صاحبان آج کی کارروائی مسٹر ہاریس صاحب کی تقریر پر ختم ہوتی ہے۔ کل ہمارا آخری اجلاس ہے جسکا پروگرام یہ ہے۔ ۹ سے ۱۲ بجے تک جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بقیہ جوابات ۱۲ بجے سے ۱ بجے تک مسٹر ...صاحب۔ ۱ بجے سے ... وقفہ ½۱ سے ½۲ تک پنڈت گوپی ناتھ صاحب سکرٹری سناتن دھرم سبھا ½۲ سے ½۳ تک پنڈت ... صاحب ½۳ سے ½۴ تک مسٹر درگا پرشاد صاحب ½۴ سے اختتام تک تقریر سکرٹری و سوورڈ ارڈ صاحبان اور تقریر جناب حکیم نورالدین صاحب بھیروی امید ہے کہ آپ کل ٹھیک وقت پر تشریف لاویں گے۔

چوتھا اجلاس

بروز منگل بتاریخ ۲۹ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۶ء

... آخری اجلاس تھا مختلف فرقوں کیطرف سے عام طور پر درخواست ہونے لگی کہ انکے وکلا کو تقریر کا موقعہ دیا جاوے ... موجودہ حالات کی ماتحت ان درخواستوں پر کاربند ہونا محالات سے تھا۔ تاہم جسقدر تقریریں مذہبی تھیں ... لیے بھی روزمرہ کے اوقات پورے نہ تھے۔ اسلیے مناسب یہی سمجھا گیا کہ کارروائی ساڑھے نو بجے صبح سے ... ہو۔ لیکن دسمبر کے ساڑھے نو بجے صبح کے وقت حاضرین کا جمع ہو جانا گو بہت دشوار تھا۔ لیکن مجبوراً ایسا ... اور پروگرام بھی اسیلیے اس طور پر بنایا گیا کہ یہ دشواری دور ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ابھی نو نہ بجنے پائے ... عام طور پر معمولی رونق اور ہجوم شائقین کا شروع ہو گیا سوا نو بجے پر آگزکٹو کمیٹی نے اپنی معمولی کارروائی ... سردار جواہر سنگھ صاحب کو موڈارٹروں میں سے آج کے دن کے پریسیڈنٹ تجویز کیے گئے جس امر کا اعلان ... آگزکٹو کمیٹی نے کیا۔ سردار جواہر سنگھ صاحب نے نہایت ہی موزون الفاظ میں حاضرین کو حضرت مرزا ... کے گذشتہ مضمون کیطرف توجہ دلا کر مولوی عبدالکریم صاحب کو انٹروڈیوس کیا۔ جو جناب مرزا صاحب ... کے مضمون کے خطیب تھے۔ جنہوں نے نہایت طلاقت و فصاحت کے ساتھ مضمون پڑھا۔

Marfat.com

تقریر حضرت میرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

دوسرا سوال

سوالات مستفسرہ میں سے یہہ ہے کہ موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے

سو اس سوال کے جواب میں یہہ گذارش ہے کہ موت کے بعد جو کچھ انسان کی حالت ہوتی ہے درحقیقت وہ کوئی نئی حالت نہیں ہوتی بلکہ وہی دنیا کی زندگی کی حالتیں زیادہ صفائی سے کھل جاتی ہیں جو کچھ انسان کے عقائد اور اعمال کی کیفیت صالحہ یا غیر صالحہ ہوتی ہے وہ اس جہان میں مخفی طور پر اسکے اندر ہوتی ہے اور اسکا تریاق یا زہر ایک چھپی ہوئی تاثیر انسانی وجود پر ڈالتا ہے مگر آنے والے جہان میں ایسا نہیں رہیگا بلکہ وہ تمام کیفیات کھلا کھلا اپنا چہرہ دکھلائینگی اسکا نمونہ عالم خواب میں پایا جاتا ہے کہ انسان کے بدن پر جس قسم کی مواد غالب ہوتے ہیں عالم خواب میں اسی قسم کی جسمانی حالتیں نظر آتی ہیں جب کوئی تیز تپ چڑھنے کو ہوتا ہے تو خواب میں اکثر آگ اور آگ کے شعلے نظر آتے ہیں اور بلغمی تپوں اور زکام کے غلبہ میں اپنے تئیں پانی میں دیکھتا ہے غرض جسطرح کی بیماریوں کے لیے بدن نے طیاری کی ہو وہ کیفیتیں تمثل کے طور پر خواب میں نظر آجاتی ہیں پس خواب کے سلسلہ پر غور کرنے سے ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ عالم ثانی میں بھی یہی سنت اللہ ہے کیونکہ جسطرح خواب ہم میں ایک خاص تبدیلی پیدا کر کے روحانیات کو جسمانی طور پر متبدل کر کے دکھلاتا ہے اُس عالم میں بھی یہی ہوگا اور اُسدن ہمارے اعمال اور اعمال کے نتائج جسمانی طور پر ظاہر ہونگے اور جو کچھ ہم اس عالم مخفی طور پر ساتھ لیجائینگے وہ سب اُس دن ہمارے چہرہ پر نمودار نظر آئیگا اور جیسا کہ انسان جو کچھ خواب میں طرح طرح کے تمثلات دیکھتا ہے اور کبھی گمان نہیں کرتا کہ یہ تمثلات ہیں بلکہ اُنہیں واقعی چیزیں یقین کرتا ہے ایسا ہی اُس عالم میں ہوگا بلکہ خدا تمثلات کے ذریعہ سے اپنی نئی قدرت دکھائیگا چونکہ وہ قدرت کامل ہے پس اگر ہم تمثلات کا

Marfat.com

نام ہی نہ لیں اور یہہ کہیں کہ خدا کی قدرت سو وہ ایک نئی پیدائش ہے تو یہ تقریر بہت درست اور واقعی اور صحیح ہے خدا فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ یعنے کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اُسکے لیے مخفی ہیں سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور ہم دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اُس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا اس آیت کی شرح میں جو ابھی میں نے ذکر کی ہے ہمارے سید و مولی نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اسکی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گذریں حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گذرتی ہیں پس جبکہ خدا اور رسول اسکا ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتلاتا ہے تو ہم قرآن سے دور جا پڑتے ہیں اگر یہہ گمان کریں کہ بہشت میں بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا کہ گایوں اور بھینسوں سے دوہا جاتا ہے گویا دودھ دینے والے جانوروں کے وہاں ریوڑ کے ریوڑ موجود ہونگے اور درختوں پر شہد کی مکھیوں نے بہت سے چھتے لگائے ہوئے ہونگے اور فرشتے تلاش کر کے وہ شہد نکالیں گے اور نہروں میں ڈالیں گے کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں جس میں یہہ آیتیں موجود ہیں کہ دنیا نے ان چیزوں کو کبھی نہیں دیکھا اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی ہیں اور روحانی غذائیں ہیں۔ گو ان غذاؤں کا تمام نقشہ جسمانی رنگ پر ظاہر کیا گیا ہے مگر ساتھ ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ انکا سرچشمہ روح اور راستی ہے۔ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ قرآن شریف کی مندرجہ ذیل آیت سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو جو نعمتیں بہشت میں دیجائیں گی ان نعمتوں کو دیکھ کر بہشتی لوگ اُن کو شناخت کر لیں گے کہ یہی نعمتیں ہمیں پہلے بھی ملی تھیں جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا یعنے جو لوگ ایمان لانے والے اور اچھے کام کرنے والے ہیں جن میں ذرہ فساد نہیں انکو خوشخبری دے کہ وہ ان بہشت کے وارث ہیں جنکے نیچے نہریں بہتی ہیں جب وہ عالم آخرت میں اُن بہشتوں کے اُن پھلوں میں سے جو دنیا کی زندگی میں ہی اُن کو مل چکے تھے پائیں گے

Marfat.com

توکہیں گے کہ یہہ تو وہ پہل ہیں جو پہلے بہی دیے گئے تہے کیونکہ وہ ان پہلوں کو ان پہلے پہلوں سے مشابہ پائیں گے ۔ اب یہہ گمان کہ پہلے پہلوں سے مراد دنیا کی جسمانی نعمتیں ہیں بالکل غلطی ہے اور آیت کے بدیہی معنے اور اسکے منطوق کے بالکل برخلاف ہے بلکہ اللہ جل شانہ اس آیت میں یہہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے انہوں نے اپنے ہاتھہ سے ایک بہشت بنایا ہے جس کے درخت ایمان اور جسکی نہریں اعمال صالحہ ہیں اسی بہشت کا وہ آیندہ بہی پہل کہائیں گے اور وہ پہل زیادہ نمایاں اور شیریں ہوگا اور چونکہ وہ روحانی طور پر اسی پہل کو دنیا میں کہا چکے ہوں گے اسلیے دوسری دنیا میں اس پہل کو پہچان لیں گے اور کہیں گے کہ یہہ تو وہی پہل معلوم ہوتے ہیں کہ جو پہلے ہمارے کہانے میں آچکے ہیں اور اس پہل کو اس پہلی خوراک سے مشابہ پائیں گے سو یہہ آیت صریح بتلا رہی ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی محبت اور پیار کی غذا کہاتے تہے اب جسمانی شکل پر وہی غذا ان کو ملی گی اور چونکہ وہ پریت اور محبت کا مزہ چکہہ چکے تہے اور اس کیفیت سے آگاہ تہے اس لیے انکی روح کو وہ زمانہ یاد آجائیگا کہ جب وہ گوشوں اور خلوتوں میں اور رات کے اندہیروں میں محبت کے ساتہہ اپنے محبوب حقیقی کو یاد کرتے اور اس یاد سے لذت اٹہاتے تہے غرض اس جگہہ جسمانی غذاؤں کا کچہ ذکر نہیں اور اگر کسیکے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جبکہ روحانی طور پر عارفوں کو یہ غذا دنیا میں مل چکی تہی تو پہر یہہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی نعمتیں ہیں کہ نہ دنیا میں کسی نے دیکہیں نہ سنیں اور نہ کسی کے دل میں گذریں اور اس صورت میں ان دونوں آیتوں میں تناقض پایا جاتا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ تناقض اس صورت میں ہوتا کہ جب اس آیت میں دنیا کی نعمتیں مراد ہوتیں لیکن اس جگہہ دنیا کی نعمتیں مراد نہیں ہیں جو کچہ عارف کو معرفت کے رنگ میں ملتا ہے وہ درحقیقت دوسرے جہان کی نعمت ہوتی ہے جسکا نمونہ شوق دلانے کے لیے پہلے ہی دیا جاتا ہے یاد رکہنا چاہیے کہ باخدا آدمی دنیا میں سے نہیں ہوتا اسی لیے تو دنیا اس سے بغض رکہتی ہے ۔ بلکہ وہ آسمان سے ہوتا ہے اسلیے آسمانی نعمت اسکو ملتی ہے دنیا کا آدمی دنیا کی نعمتیں پاتا ہے اور آسمان کا آسمانی نعمتیں حاصل کرتا ہے ۔ سو یہہ بالکل سچ ہے کہ وہ نعمتیں دنیا کے کانوں اور دنیا کے دلوں اور دنیا کی آنکہوں سے چہپائے گئے لیکن جسکی دنیوی زندگی پر موت آجائے اور وہ پیالہ روحانی طور پر اسکو پلایا جائے جو آگے جسمانی طور پر پلایا جائیگا اسکو یہ پیالہ اسوقت یاد آجائیگا جب کہ وہی پیالہ جسمانی طور پر اسکو دیا جائیگا لیکن یہہ بہی سچ ہے کہ وہ اس نعمت سے جو دنیا کی آنکہہ اور کان وغیرہ کو بے خبر سمجہے گا چونکہ وہ دنیا میں تہا اگرچہ دنیا میں سے نہیں تہا اسلیے وہ بہی گواہی دیگا کہ دنیا کی نعمتوں سے

وہ نعمت نہیں ہے نہ دنیا میں اسکی آنکھ نے ایسی نعمت دیکھی نہ کان نے سنی اور نہ دل میں گذری۔ لیکن دوسری زندگی میں اسکو نمونے دیکھے جو دنیا میں سے نہیں تھے بلکہ وہ آنے والے جہان کی ایک خبر تھی اور اسی سے اسکا رشتہ اور تعلق تھا دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا اب قاعدہ کلی کے طور پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ موت کے بعد جو حالتیں پیش آتی ہیں قرآن شریف نے انہیں **تین** قسم پر منقسم کیا ہے اور عالم معاد کے متعلق یہہ **تین** قرآنی معارف ہیں جنکو ہم جدا جدا اس جگہہ ذکر کر دیتے ہیں۔

(۱) **اول یہہ دقیقہ معرفت ہے** کہ قرآن شریف بار بار یہی فرماتا ہے کہ عالم آخرت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس کے تمام نظارے اسی دنیوی زندگی کے اظلال و آثار ہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا یعنے ہم نے اسی دنیا میں ہر ایک شخص کے اعمال کا اثر اسکی گردن سے باندھ رکھا ہے اور انہیں پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دیں گے اور ایک کھلے کھلے اعمالنامہ کی شکل پر دکھا دیں گے اس آیت میں جو طائر کا لفظ ہے تو واضح ہو کہ طائر اصل میں پرندہ کو کہتے ہیں پھر استعارہ کے طور پر اس سے مراد عمل بھی لیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر یک عمل نیک ہو یا بد ہو وہ وقوع کے بعد پرندہ کی طرح پرواز کر جاتا ہے اور مشقت یا لذت اسکی کالعدم ہو جاتی ہے اور دل پر اسکی کثافت یا لطافت باقی رہجاتی ہے۔ یہ قرآنی اصول ہے کہ ہر ایک عمل پوشیدہ طور پر اپنے نقوش جماتا رہتا ہے جسطور کا انسان کا فعل ہوتا ہے اسکے مناسب حال ایک خدا تعالیٰ کا فعل صادر ہوتا ہے اور وہ فعل اس گناہ کو یا اسکی نیکی کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ اسکے نقوش دل پر منہ پر آنکھوں پر کانوں پر ہاتھوں پر پیروں پر لکھے جاتے ہیں اور یہی پوشیدہ طور پر ایک اعمالنامہ ہے جو دوسری زندگی میں کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور پھر ایک دوسری جگہ جنتیوں کے بارہ میں فرماتا ہے یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یعنے اس دن بھی ایمانی نور جو پوشیدہ طور پر مومنوں کو حاصل ہے کھلے کھلے طور پر انکے آگے اور انکے داہنے ہاتھ پر دوڑتا نظر آئے گا۔ پھر ایک اور جگہہ بدکاروں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ یعنے دنیا کی کثرت حرص و ہوا نے تمہیں آخرت کی تلاش سے روک رکھا یہانتک کہ تم قبروں میں جا پڑے

دنیا سے دل مت لگاؤ تم عنقریب جان لوگے کہ اس سے دل لگانا اچھا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ عنقریب تم جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اچھا نہیں اگر تمہیں یقینی علم حاصل ہو تو تم دوزخ کو اسی دنیا میں دیکھ لوگے پھر برزخ کے عالم میں یقین کی آنکھوں کے ساتھ دیکھو گے پھر عالم حشر اجساد میں پوری مواخذہ میں آجاؤ گے اور وہ عذاب تم پر کامل طور پر وارد ہو جائیگا اور صرف قال ہی نہیں بلکہ حال ہی تمہیں دوزخ کا علم حاصل ہو جائیگا۔ ان آیات میں اللہ تعالی نے صاف فرما دیا کہ اسی جہان میں بدکاروں کے لیے جہنمی زندگی پوشیدہ طور پر ہوتی ہے اور اگر غور کریں تو اپنے دوزخ کو اسی دنیا میں دیکھ لیں گے اور اس جگہ اللہ تعالی نے **علم** کو **تین درجوں** پر تقسیم کیا یعنی **علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین**۔ اور عام کے سمجھنے کے لیے ان تینوں علموں کی یہ مثالیں ہیں کہ اگر مثلاً ایک شخص دور سے کسی جگہ بہت سا دھواں دیکھے اور پھر دھوئیں سے ذہن منتقل ہو کر آگ کی طرف چلا جائے اور آگ کے وجود کا تعین کر لے اس خیال سے کہ دھوئیں اور آگ میں ایک تعلق لاینفک اور ملازمت تامہ ہے جہاں دھواں ہوگا ضرور ہے کہ آگ بھی ہو پس اس علم کا نام علم الیقین ہے۔ اور پھر جب آگ کے شعلے دیکھ لے تو اس علم کا نام عین الیقین ہے اور جب اس آگ میں آپ ہی داخل ہو جائے تو اس علم کا نام حق الیقین ہے۔ اب اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جہنم کے وجود کا علم الیقین تو اسی دنیا میں ہو سکتا ہے تو پھر عالم برزخ میں عین الیقین حاصل ہوگا اور عالم حشر اجساد میں وہی علم حق الیقین کے کامل مرتبہ تک پہونچیگا اس جگہ واضح رہے کہ قرآنی تعلیم کی رو سے تین عالم ثابت ہوتے ہیں اول دنیا جسکا نام عالم کسب اور نشاء اولی ہے اسی دنیا میں انسان اکتساب نیکی یا بدی کا کرتا ہے اور اگرچہ عالم بعث میں نیکوں کے واسطے ترقیات ہیں مگر وہ محض خدا کے فضل سے ہیں انسان کے کسب کو ان میں دخل نہیں (۲) اور دوسری عالم کا نام برزخ ہے اصل میں لفظ برزخ لغت عرب میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو دو چیزوں کے درمیان واقعہ ہو سو چونکہ یہ زمانہ عالم بعث اور عالم نشاء اولی میں واقعہ ہے اسلیے اسکا نام برزخ ہے لیکن یہ لفظ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا کی بنا پڑی عالم درمیانی پر بولا گیا ہے اسلیئے اس لفظ میں عالم درمیانی کے وجود پر ایک عظیم الشان شہادت مخفی ہے ہم **منن الرحمن** میں ثابت کر چکے ہیں کہ عربی کے الفاظ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے منہ سے نکلے ہیں اور دنیا میں فقط یہی ایک زبان ہے جو خدای قدوس کے زبان اور قدیم اور تمام علوم کا سرچشمہ اور تمام زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی کا پہلا اور آخری تخت گاہ ہے خدا کی وحی کا پہلا تخت گاہ اسلیئے کہ تمام عربی خدا کا کلام تھا جو قدیم سے خدا کے ساتھ تھا پھر وہی کلام دنیا

Marfat.com

میں اُترا اور دنیا نے اس سے اپنی بولیاں پائیں اور آخری تخت گاہ خدا کا اسیلیے لغت عربی ٹھیری کہ آخری کتاب خدا تعالیٰ کی جو قرآن شریف ہی عربی میں نازل ہوئی سو برزخ عربی لفظ ہے جو مرکب ہے۔ زَخّ اور برّ سے جس کے معنے یہ ہیں کہ طریق کسب اعمال ختم ہوگیا اور ایک مخفی حالت میں پڑ گیا ۔ برزخ کی حالت وہ حالت ہے کہ جب یہ پائدار ترکیب انسانی تفرق پذیر ہو جاتی ہے اور روح الگ اور جسم الگ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ دیکھا گیا ہے جسم کسی گڑھے میں ڈالدیا جاتا ہے اور روح بھی ایک قسم کے گڑھے میں پڑ جاتی ہے جس پر لفظ زخ کا دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ افعال کسب خیر یا شر پر قادر نہیں ہوسکتی کہ جو جسم کے تعلقات سے اُس سے صادر ہوسکتے تھے یہ ظاہر ہے کہ ہماری روح کی عمدہ صحت جسم پر موقوف ہے دماغ کے ایک خاص حصہ پر چوٹ لگنے سے حافظہ جاتا رہتا ہے اور دوسرے حصہ پر آفت پہونچنے سے قوت متفکرہ رخصت ہوتی ہے اور تمام ہوش و حواس رخصت ہو جاتے ہیں اور دماغ میں جب کسی قسم کا تشنج ہو جائے یا ورم پیدا ہو یا خون کوئی اور مادہ ٹھہر جائے اور کسی سدہ تام یا غیر تام کو پیدا کرے تو غشی یا مرگی یا سکتہ معًا لاحق حال ہو جاتا ہے پس ہمارا قدیم کا تجربہ ہمیں یقینی طور پر سکھلاتا ہے کہ ہماری روح بغیر تعلق جسم کے بالکل نکمی ہے سو یہ بات بالکل باطل ہے کہ ہم ایسا خیال کریں کہ کسی وقت میں ہماری مجرد روح جسکے ساتھ جسم نہیں ہے کسی خوشحالی کو پا سکتی ہے اگر ہم قصہ کے طور پر اسکو قبول کریں تو کریں لیکن معقولی طور پر اسکے ساتھ کوئی دلیل نہیں ہم بالکل سمجھ نہیں سکتے کہ وہ ہماری روح جو جسم کے ادنی ادنی خلل کے وقت بیکار ہو کر بیٹھ جاتی ہے وہ اس وقت کیونکر کامل حالت پر رہیگی جبکہ بالکل جسم کے تعلقات سے محروم کی جائیگی کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سمجھاتا کہ روح کی صحت کے لیے جسم کی صحت ضروری ہے جب ایک شخص ہم میں سے پیر فرتوت ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اُسکی روح بھی بڈھی ہو جاتی ہے اسکا تمام علمی سرمایہ بڑھاپے کا چور چرا کر لے جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے لِکَیْلَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا یعنے انسان بڈھا ہو کر ایسی حالت تک پہونچ جاتا ہے کہ پڑھ پڑھا کر پھر جاہل ہو جاتا ہے پس ہمارا یہ تمام مشاہدہ اس بات پر کافی دلیل ہے کہ روح بغیر جسم کے کچھ چیز نہیں پھر یہ خیال بھی انسان کو حقیقی سچائی کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اگر روح بغیر جسم کے کچھ چیز ہوتی تو خدا تعالیٰ کا یہ کام لغو ٹھیرتا کہ اسکو خواہ نخواہ جسم فانی سے پیوند دیدیتا ۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کے لیے پیدا کیا ہے پس جس حالت میں انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہیں کر سکتا تو کیا امید رکھیں کہ ان نامتناہی ترقیات کو جو نا پیدا کنار ہیں بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا سو ان

Marfat.com

تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لیے اسلامی اصول کی رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسیقدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لیے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کے قسم میں سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم طیار ہوتا ہے گویا کہ اُس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں ایسا ہی خدا کے کلام میں بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دیے ہیں جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے طیار ہوتے ہیں اگرچہ یہہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اسکی بہت مثالیں ہیں اگرچہ ایسے شخصکو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے طیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہیں دیکھیں گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھائیں گے غرض یہہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے **میں اس میں صاحب تجربہ ہوں مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے** اور میںنے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے غرض میں اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہوں اور **میں زور سے کہتا ہوں** کہ جیسا کہ خدا تعالی نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے کہ جیسا کہ آنکھ شیریں چیز کا مزہ نہیں بتلا سکتی اور نہ زبان کسی چیز کو دیکھ سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہیں صرف عقل کے ذریعہ سے ان کا عقدہ حل نہیں ہو سکتا خدا تعالی نے اس دنیا میں مجہولات کے جاننے کے لیے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہیں پس ہر ایک چیز کو اسکے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اُسے پالوگے۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو جو بدکاری اور گمراہی میں پڑ گئے اپنے کلام میں مردہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور نیکوکاروں کو زندہ قرار دیا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے اُنکی زندگی کے اسباب جو کہانا پینا اور شہوتوں کی پیروی تھی منقطع ہو گئے اور روحانی غذا میں اُنکو کچھ حصہ نہ تھا پس وہ درحقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب

Marfat.com

اٹھانے کے لئے زندہ ہوں گے اسی بھید کی طرف اللہ جل شانہ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے وَمَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آئیگا تو اسکا ٹھکانا جہنم ہے وہ اس میں نہ مریگا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہیں وہ موت سے نہیں مرتے کیونکہ انکا پانی اور ان کی روٹی انکے ساتھ ہوتی ہے پھر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جسکا نام عالم بعث ہے اس زمانہ میں ہر ایک روح نیک ہو یا بد صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کریگی اور یہہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس میں ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائیگا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ۝ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَہٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ۝ قُلْ یُحْیِیْھَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَھَآ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَھُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ۝ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَھُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ یعنے کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اسکو ایک قطرہ پانی سے پیدا کیا جو رحم میں ڈالا گیا تھا پھر وہ ایک جھگڑنے والا آدمی بنگیا ہمارے لیے باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش بھول گیا۔ اور کہنے لگا کہ یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جبکہ ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں گی تو پھر انسان نئے سرے زندہ ہوگا ایسی قدرت والا کون ہے جو اسکو زندہ کریگا ان کو کہہ وہی کرے گا جسنے پہلے اسکو پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک قسم سے اور ہر ایک راہ سے زندہ کرنا جانتا ہے اسکے حکم کی یہہ شان ہے کہ جب کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی کہتا ہے کہ ہو پس وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے پس وہ ذات پاک ہے جسکی ہر ایک چیز پر بادشاہی ہے اور تم سب اُسی کیطرف رجوع کروگے۔ سو ان آیات میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ خدا کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں جس نے ایک قطرہ حقیر سے انسان کو پیدا کیا کیا وہ دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے عاجز ہے۔

اسجگہ ایک اور سوال ناواقفوں کیطرف سے ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جس حالت میں تیسرا عالم جو عالم بعث ہے مدت دراز کے بعد آئیگا تو اس صورت میں ہر ایک نیک و بد کے لیے عالم برزخ

Marfat.com

صرف بطور حوالات کی ہوا جو ایک عبث معلوم ہوتا ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ ایسا سمجھنا سراسر غلطی ہے جو محض ناواقفی سے پیدا ہوتی ہے بلکہ خدا کی کتاب میں نیک و بد کی جزا کے لیے دو مقام پائے جاتے ہیں ایک عالم برزخ جس میں مخفی طور پر ہر ایک شخص اپنی جزا پائیگا برے لوگ مرنے کے بعد ہی جہنم میں داخل ہونگے نیک لوگ مرنیکے بعد ہی جنت میں آرام پائیں گے چنانچہ اس قسم کی آتیں قرآن شریف میں بکثرت ہیں کہ مجرد موت کی ہر ایک انسان اپنے اعمال کی جزا دیکھہ لیتا ہے جیسا کہ خدا تعالی ایک بہشتی کے بارہ میں خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ یعنے اسکو کہا گیا تو بہشت میں داخل ہو اور ایسا ہی ایک دوزخی کی خبر دیکر فرماتا ہے فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ یعنے ایک بہشتی کا ایک دوست ایک دوزخی تہا جب وہ دونوں مرگئے تو بہشتی حیران تہا کہ میرا دوست کہاں ہے پس اسکو دکہلایا گیا کہ وہ جہنم کے درمیان ہے سو جزا سزا کی کارروائی تو بلا توقف شروع ہو جاتی ہے اور دوزخی دوزخ میں اور بہشتی بہشت میں جاتے ہیں مگر اسکے بعد ایک اور تجلی اعلی کا دن ہے جو خدا کی ایک بڑی حکمت نے اس دن کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا ہے کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا تا وہ اپنی خالقیت کے ساتہہ شناخت کیا جائے اور پہر وہ سب کو ہلاک کریگا تا کہ وہ اپنی قہاریت کے ساتہہ شناخت کیا جائے۔ اور پہر ایک دن سب کو کامل زندگی بخشکر ایک میدان میں جمع کرے گا تا کہ وہ اپنی قادریت کے ساتہہ پہچانا جائے اب جاننا چاہیے کہ دقائق مذکورہ میں سے یہہ پہلا دقیقہ معرفت تہا جسکا بیان ہوا اور **دوسرا دقیقہ معرفت** جسکو عالم معاد کے متعلق قرآن شریف نے ذکر فرمایا ہے

(دوسرا دقیقہ معرفت)

وہ یہہ ہے کہ عالم معاد میں وہ تمام امور جو دنیا میں روحانی تہے جسمانی طور پر متشکل ہونگے خواہ عالم معاد میں برزخ کا درجہ ہو یا عالم بعث کا درجہ اس بارہ میں جو کچہہ خدا تعالی نے فرمایا ہے اس میں سے ایک یہہ آیت ہے مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا یعنے جو شخص اس جہان میں اندہا ہوگا وہ دوسرے جہان میں بہی اندہا ہوگا اس آیت کا مقصد یہہ ہے کہ اس جہان کی روحانی نابینائی اُس جہان میں جسمانی طور پر مشہود اور محسوس ہوگی ایسا ہی دوسری آیت میں فرماتا ہے خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ یعنے اس جہنمی کو پکڑو اسکی گردن میں طوق ڈالو پہر دوزخ میں اسکو جلاؤ پہر ایسی زنجیر میں جو پیمایش میں ستر گز ہے اسکو داخل کر دو جاننا چاہیے کہ ان آیات میں ظاہر فرمایا ہے کہ دنیا کا روحانی عذاب عالم معاد میں جسمانی طور پر نمودار ہوگا چنانچہ طوق گردن دنیا کی خواہشوں کا جس نے انسان کے سر کو زمین کیطرف جہکا رکہا تہا وہ عالم ثانی میں ظاہری صورت

Marfat.com

پر نظر آجائیگا اور ایسا ہی دنیا کی گرفتاریوں کی زنجیر پیروں میں پڑی ہوئی دکھائی دیں گی اور دنیا کی خواہشوں
کی سوزشوں کی آگ ظاہر ظاہر بھڑکی ہوئی نظر آئیگی فاسق انسان دنیا کی زندگی میں ہوا و ہوس کا ایک جہنم
اپنے اندر رکھتا ہے اور ناکامیوں میں اُس جہنم کی سوزشوں کا احساس کرتا ہے پس جبکہ اپنی فانی شہوات سے
دور ڈالا جائیگا اور ہمیشہ کی ناامیدی طاری ہو گی تو خدا تعالیٰ ان حسرتوں کو جسمانی آگ کے طور پر اس پر ظاہر
کریگا جیسا کہ وہ فرماتا وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ یعنے ان میں اور انکی خواہشوں کی چیزوں میں
جدائی ڈالی جائیگی اور یہی عذاب کی جڑ ہو گی اور پھر یہہ جو فرمایا کہ ستر گز کی زنجیر میں اسکو داخل کرو یہ اس بات
کی طرف اشارہ ہے کہ ایک فاسق بسا اوقات ستر برس کی عمر پالیتا ہے بلکہ اسکو ایسے ستر برس بھی ملتے
ہیں کہ خوردسالی کی عمر۔ اور پیر فرتوت ہونیکی عمر الگ کرکے پھر اسقدر صاف اور خالص حصہ عمر کا اس کو
ملتا ہے جو عقلمندی اور محنت اور کام کے لائق ہوتا ہے لیکن وہ بدبخت اپنی عمدہ زندگی کے ستر برس دنیا
کی گرفتاریوں میں گذارتا ہے اور اُس زنجیر سے آزاد ہونا نہیں چاہتا سو خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے
کہ وہی ستر برس جو اُس نے گرفتاری دنیا میں گذارے تھے عالم معاد میں ایک زنجیر کی طرح متمثل ہو جائیں گے
جو ستر گز کی ہو گی ہر ایک گز بجائے ایک سال کے ہے۔ اس جگہہ یاد رکھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف
سے بندہ پر کوئی مصیبت نہیں ڈالتا بلکہ وہ انسان کے اپنے ہی بُرے کام اسکے آگے رکھدیتا ہے۔ پھر
اپنی سنت کے اظہار میں خدا تعالیٰ ایک اور جگہہ فرماتا ہے اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ
لَّا ظَلِيلٍ وَّلَا يُغْنِىْ مِنَ اللَّهَبِ یعنے اے بدکارو گمراہو سہ گوشہ سایہ کی طرف چلو جسکی تین شاخیں
ہیں جو سایہ کا کام نہیں دے سکتیں اور نہ گرمی سے بچا سکتی ہیں اس آیت میں تین شاخوں سے
مراد قوت سبعی اور بہیمی اور وہمی ہے جو لوگ ان تینوں قوتوں کو اخلاقی رنگ میں نہیں لاتے اور ان کی
تعدیل نہیں کرتے انکی یہ قوتیں قیامت میں اس طرح پر نمودار کی جائیں گی کہ گویا تین شاخیں بغیر پتوں کے
کھڑی ہیں اور گرمی سے بچا نہیں سکتیں اور وہ گرمی سے جلیں گے پھر ایسا ہی خدا تعالیٰ اپنے اسی سنت
کے اظہار کے لیے بہشتیوں کے حق میں فرماتا ہے يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ
بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ یعنے اس دن تو دیکھیگا کہ مومنوں کا یہ نور جو دنیا میں پوشیدہ طور پر
تھا ظاہر ظاہر انکے آگے اور انکے داہنے طرف دوڑتا ہوگا اور پھر ایک اور آیت میں فرماتا ہے يَوْمَ تَبْيَضُّ
وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ یعنے اُس دن بعض منہ سیہ ہو جائیں گے اور بعض سفید اور نورانی ہو جائیں گے

Marfat.com

اور پھر ایک اور آیت میں فرماتا ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى یعنے وہ بہشت جو پرہیزگاروں کو دیاجائے گا اوسکی مثال یہہ ہے کہ جیسے ایک باغ ہے اُس میں اس پانی کی نہریں ہیں جو کبھی متعفن نہیں ہوتا اور نیز اس میں اُس دودہ کی نہریں ہیں جسکا کبھی مزہ نہیں بدلتا اور نیز اس میں اس شراب کی نہریں ہیں جو سراسر سرور بخش ہے جسکے ساتہ خمار نہیں اور نیز اس میں اس شہد کی نہریں ہیں جو نہایت صاف ہی جسکے ساتہ کوئی کثافت نہیں اس جگہہ صاف طور پر فرمایا کہ اس بہشت کو مثالی طور پر یوں سمجھ لو کہ ان تمام چیزوں کی اس میں ناپیداکنار نہریں ہیں وہ زندگی کا پانی جو عارف دنیا میں روحانی طور پر پیتا ہے اس میں ظاہری طور پر موجود ہے اور وہ روحانی دودہ جس سے وہ شیرخوار بچہ کی طرح روحانی طور پر دنیا میں پرورش پاتا ہے بہشت میں ظاہر ظاہر دکھائی دیگا اور وہ خدا کی محبت کی شراب جس سے وہ دنیا میں روحانی طور پر ہمیشہ مست رہتا تھا اب بہشت میں ظاہر ظاہر اسکی نہریں نظر آئیں گی اور وہ حلاوت ایمان کا شہد جو دنیا میں روحانی طور پر عارف کی منہ میں جاتا تھا وہ بہشت میں محسوس اور نمایاں نہروں کی طرح دکھائی دیگا اور ہر ایک بہشتی اپنی نہروں اور اپنے باغوں کے ساتہ اپنی روحانی حالت کا اندازہ برہنہ کرکے دکھلا دیگا اور خدا بھی اس دن بہشتیوں کے لیے حجابوں سے باہر آجائیگا غرض روحانی حالتیں مخفی نہیں رہیں گی بلکہ جسمانی طور پر نظر آئیں گی تیسرا

دقیقہ معرفت کا یہ ہے کہ عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہونگی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنے جو لوگ دنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو انکے آگے اور انکی دہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہونچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے اس آیت میں یہہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہماری نور کو کمال تک پہونچا یہ ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا پہر دوسرا کمال نظر آئے گا اسکو دیکھ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے پس کمال ثانی کے حصول کے لیے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو تیسرا مرتبہ کمال کا انپر ظاہر ہوگا پہر اسکو دیکھکر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اسکی خواہش کریں گے!

دقیقہ معرفت

رقیات کی خواہش ہے جو اتمم کے لفظ سے سمجھی جاتی ہے ۔

غرض اسیطرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائیگا تنزل کبھی نہیں ہوگا اور نہ کبھی بہشت سے نکالے
جائیں گے بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے نہ پیچھے اور یہہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ اپنی مغفرت چاہیں گے اس جگہ سوال
ہے کہ جب بہشت میں داخل ہو گئے تو پھر مغفرت میں کیا کسر رگہئی ۔ اور جب گناہ بخشے گئے تو پھر استغفار
کی طرف کونسی حاجت رہی ۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ مغفرت کے اصل معنے یہ ہیں ناملائم اور ناقص حالت کو نیچے
دبانا اور ڈھانکنا سو بہشتی اسبات کی خواہش کرینگے کہ کمال تام حاصل کریں اور سراسر نور میں غرق ہوجائیں
وہ دوسری حالت کو دیکھکر پہلی حالت کو ناقص پائیں گے پس چاہیں گے کہ پہلی حالت نیچے دبائی جاے پھر تیسرے
کمال کو دیکھکر یہ آرزو کرینگے کہ دوسرے کمال کی نسبت مغفرت ہو یعنی وہ حالت ناقصہ نیچے دبائی جائے اور
مخفی کی جائے اسی طرح غیر متناہی مغفرت کی خواہشمند رہینگے یہ وہی لفظ مغفرت اور استغفار کا ہے جو
بعض نادان بطور اعتراض ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں سو ناظرین نے اس جگہہ
سے سمجھ لیا ہوگا کہ یہی خواہش استغفار فخر انسان ہے جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر
ہمیشہ کے لیے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندہا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے
نہ طیب ۔ اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی
زندگی کے اظلال و آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہہ سے آوے یہ سچ ہے کہ وہ
دونوں جسمانی طور پر متمثل ہونگے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے ہم لوگ ایسی بہشت کے
قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل
ہیں جس میں درحقیقت گندہک کے پتھر ہیں ۔ **بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و**
دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے ۔

Marfat.com

تیسرا سوال یہ ہی

کہ دنیا مین زندگی کے مدعا کیا ہین اور ان کا حصول کسطرح ہوتا ہی

اس سوال کا جواب یہہ ہے

کہ اگرچہ مختلف الطبائع انسان اپنی کوتہ فہمی یا پست ہمتی سے مختلف طرز کے مدعا اپنی زندگی کے لیے ٹھیراتے ہیں اور فقط دنیا کے مقاصد اور آرزوؤں تک جاکر آگے ٹھیر جاتے ہیں مگر وہ مدعا جو خدا تعالے اپنی پاک کلام میں بیان فرماتا ہے یہ ہے فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے میں نے جن اور انسان کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں پس اس آیت کی رو سے اصل مدعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لیے ہو جانا ہے یہہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائیگا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے اور جس نے اُسے پیدا کیا اور تمام حیوانات کے نسبت عمدہ اور اعلے قوی اسکو عنایت کیے اُسی نے اسکی زندگی کا ایک مدعا ٹھیرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا میں فانی ہو جانا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن شریف مین ایک اور جگہہ فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فِطْرَةَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا یعنے وہ دین جس میں خدا کی معرفت صحیح اور اسکی پرستش احسن طور پر ہے وہ اسلام ہے اور اسلام انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور خدا نے انسان کو اسلام پر پیدا کیا اور اسلام کے لیے پیدا کیا ہے یعنے یہ چاہا ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کے ساتھ اسکی پرستش اور اطاعت اور محبت میں لگ جائے اسی وجہ سے اس قادر کریم نے انسان کو تمام قوی اسلام کے مناسب حال عطا کیے ہیں ان آیتوں کی تفصیل بہت بڑی ہے اور ہم کسی قدر

Marfat.com

پہلے سوال کے تیسرے حصہ میں لکھہ بھی چکے ہیں لیکن اب ہم مختصر طور پر صرف یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ انسان کو جو کچھہ اندرونی اور بیرونی اعضاء دیئے گئے ہیں یا جو کچھہ قوتیں عنایت ہوئی ہیں اصل مقصود ان سے خدا کی معرفت اور خدا کی پرستش اور خدا کی محبت ہی اسیوجہ سے انسان دنیا میں ہزاروں شغلوں کو اختیار کرکے پھر بھی بجز خدا کے اپنی سچی خوشحالی کسی میں نہیں پاتا بڑا دولتمند ہوکر بڑا عہدہ پاکر بڑا تاجر بنکر بڑی بادشاہی تک پہونچکر بڑا فلاسفر کہلاکر آخر ان دنیوی گرفتاریوں سے بڑی حسرتوں کے ساتھہ جاتا ہے اور ہمیشہ دل اُسکا دنیا کے استغراق سے اُسکو ملزم کرتا رہتا ہے اور اُسکے مکروں اور فریبوں اور ناجائز کاموں میں کبھی اسکا کانشنس اس سے اتفاق نہیں کرتا ایک دانا انسان اس مسئلہ کو اس طرح بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس چیز کے قویٰ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ کام کر سکتے ہیں اور پھر آگے جاکر ٹھیر جاتے ہیں وہی اعلیٰ کام اس کی پیدائش کی علت غائی سمجھی جاتی ہے مثلاً بیل کا کام اعلیٰ سے اعلیٰ کلبہ رانی یا آب پاشی یا بار برداری ہے اس سے زیادہ اسکی قوتوں میں کچھہ ثابت نہیں ہوا سو بیل کی زندگی کا مدعا یہی تین چیزیں ہیں اس سے زیادہ کوئی قوت اس میں پائی نہیں جاتی مگر جب ہم انسان کی قوتوں کو ٹٹولتے ہیں کہ ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ کونسی قوت ہی تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خدائے اعلیٰ برتر کی اس میں تلاش پائی جاتی ہے۔ یہانتک کہ وہ چاہتا ہی کہ خدا کی محبت میں ایسا گداز اور محو ہو کہ اسکا اپنا کچھہ بھی نہ رہے سب خدا کا ہو جائے وہ کہانے اور سونے وغیرہ طبعی امور میں دوسرے حیوانات کو اپنا شریک غالب رکھتا ہے صنعت کاری میں بعض حیوانات اُس سے بہت بڑھے ہوئے ہیں بلکہ شہد کی مکھیاں بھی ہر ایک پھول کا عطر نکالکر ایسا شہد نفیس پیدا کرتی ہیں کہ اب تک اس صنعت میں انسان کو کامیابی نہیں ہوئی پس ظاہر ہے کہ انسان کا اعلیٰ کمال خدا تعالیٰ کا وصال ہے لہذا اسکی زندگی کا اصل مدعا یہی ہے کہ خدا کی طرف اسکے دل کی کھڑکی کھلے ہاں اگر یہہ سوال ہو کہ یہہ مدعا کیونکر اور کسطرح حاصل ہو سکتا ہے اور کن وسائل سے انسان انکو پا سکتا ہے پس واضح ہو کہ سب سے پہلا وسیلہ جو اس مدعا کے پانے کے لیے شرط ہے وہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو صحیح طور پر پہچانا جائے اور سچے خدا پر ایمان لایا جائے کیونکہ اگر پہلا قدم ہی غلط ہے اور کوئی شخص مثلاً کسی پرند یا چرند یا عناصر یا انسان کے بچہ کو خدا سمجھ بیٹھا ہے تو پھر دوسرے قدموں میں اسکے راہ راست پر چلنے کی کیا امید ہے سچا خدا اس کے ڈھونڈھنے والوں کو مدد دیتا ہے مگر مردہ مردہ کو کیونکر مدد دے سکتا ہے اس میں اللہ جل شانہ نے خوب تمثیل فرمائی ہے اور وہ یہہ ہے لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ

Marfat.com

لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ یعنے دعا کرنے کے لائق وہی سچا خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے اور جو لوگ اسکے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی انکو جواب نہیں دے سکتے انکی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی پانی کی طرف ہاتھ پھیلا وے کہ اے پانی میرے منہ میں آجا تو کیا وہ اسکے منہ میں آجائیگا ہرگز نہیں سو جو لوگ سچے خدا سے بے خبر ہیں انکی تمام دعائیں باطل ہیں دوسرا وسیلہ خدا تعالے کے اس حسن و جمال پر اطلاع پانا ہے جو باعتبار کمال تام کے اس میں پایا جاتا ہے کیونکہ حسن ایک ایسی چیز ہے جو بالطبع دل اسکی طرف کھینچا جاتا ہے اور اسکے مشاہدہ سے طبعاً محبت پیدا ہوتی ہے سو حسن ذات باریتعالی اسکی وحدانیت اور اسکی عظمت اور بزرگی اور صفات ہیں جیسا کہ قرآن شریف نے یہہ فرمایا ہے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ یعنے خدا اپنی ذات اور صفات اور جلال میں ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں سب اسکے حاجتمند ہیں ذرہ ذرہ اس سے زندگی پاتا ہے اور وہ کل چیزوں کے لیے مبدء فیض ہے اور آپ کسی سے فیض یاب نہیں وہ نہ کسیکا بیٹا ہے اور نہ کسیکا باپ اور کیونکر ہو کہ اسکا کوئی ہمذات نہیں قرآن نے بار بار خدا کا کمال پیش کرکے اور اسکی عظمتیں دکھلا کے لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ دیکھو ایسا خدا دلوں کا مرغوب ہے نہ کہ مردہ اور کمزور اور کم رحم اور کم قدرت۔

تیسرا وسیلہ جو مقصود حقیقی تک پہنچنے کے لیے دوسرے درجہ کا زینہ ہے خدا تعالی کے احسان پر اطلاع پانا ہے کیونکہ محبت کی محرک دو ہی چیزیں ہیں حسن یا احسان اور خدا تعالی کی احسانی صفات کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کیونکہ ظاہر ہے کہ احسان کامل اس میں ہے کہ خدا تعالے اپنے بندوں کو محض نابود سے پیدا کرے اور پھر ہمیشہ اسکی ربوبیت ان کے شامل حال ہو اور وہی ہر ایک چیز کا آپ سہارا ہو اور پھر اسکی تمام قسم کی رحمتیں اسکے بندوں کے لیے ظہور میں آئی ہوں اور اسکا احسان بے انتہا ہو جسکا کوئی شمار نہ کرسکے سو ایسے احسانوں کو خدا تعالی نے بار بار جتلایا ہے جیسا کہ ایک اور جگہہ فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنے اگر خدا تعالے کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ہرگز گن نہیں سکو گے۔

چوتھا وسیلہ خدا تعالی نے اصل مقصود کے پانے کے لیے دعا کو ٹھیرایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنے تم دعا کرو میں قبول کروں گا اور بار بار دعا کے لیے رغبت دلائی ہے۔ تا

تا انسان اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کو خدا کی طاقت سے پاوے۔

پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لیے خدا تعالی نے مجاہدہ ٹھیرایا ہے یعنے اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع انکے تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہمارے راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم انکو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔

چھٹا وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لیے استقامت کو بیان فرمایا گیا ہے یعنے اس راہ میں درماندہ اور عاجز نہ ہو اور تھک نہ جائے اور امتحانوں سے ڈر نہ جائے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ یعنے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور باطل خداؤں سے الگ ہو گئے پھر استقامت اختیار کی یعنے طرح طرح کی آزمائشوں اور بلا کے وقت ثابت قدم رہے انپر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غمگین ہو اور خوش ہو اور خوشی میں بھر جاؤ کہ تم اس خوشی کے وارث ہو گئے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے ہم اس دنیوی زندگی میں اور آخرت میں تمہارے دوست ہیں۔ اس جگہ ان کلمات سے یہ اشارہ فرمایا کہ استقامت سے خدا تعالی کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ استقامت فوق الکرامت ہے کمال استقامت یہ ہے کہ چاروں طرف بلاؤں کو محیط دیکھیں اور خدا کی راہ میں جان اور عزت اور آبرو کو معرض خطر میں پاویں اور کوئی تسلی دینے والی بات موجود نہ ہو یہاں تک کہ خدا تعالی بھی امتحان کے طور پر تسلی دینے والے کشف یا خواب یا الہام کو بند کرے اور ہولناک خوفوں میں چھوڑ دے اسوقت نامردی نہ دکھلاویں اور بزدلوں کی طرح پیچھے نہ ہٹیں اور وفاداری کی صفت میں کوئی خلل پیدا نہ کریں صدق اور ثبات میں کوئی رخنہ نہ ڈالیں ذلت پر خوش ہو جائیں موت پر راضی ہو جائیں اور ثابت قدمی کے لیے کسی

Marfat.com

دوسرے دوست کا انتظار کریں کہ وہ سہارا دے نہ اسوقت خدا کی بشارتوں کے طالب ہوں کہ وقت نازک ہے
اور باوجود سراسر بیکس اور کمزور ہونیکے اور کسی تسلی کے نہ پانیکے سیدھے کھڑے ہو جائیں اور ہرچہ بادا باد
کہکر گردن کو آگے رکھدیں اور قضا و قدر کے آگے دم نہ ماریں اور ہرگز بے قراری اور جزع فزع نہ دکھلاویں
جب تک کہ آزمایش کا حق پورا ہوجائے یہی استقامت ہے جس سے خدا ملتا ہے یہی وہ چیز ہے جسکی رسولوں اور
نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کی خاک سے اب تک خوشبو آرہی ہے اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس دعا میں
اشارہ فرماتا ہے اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ یعنے اے ہمارے
خدا ہمیں استقامت کی راہ دکھلا وہی راہ جس پر تیرا انعام اکرام مترتب ہوتا ہے اور تو راضی ہو جاتا ہے اور اسی
کی طرف اس دوسری آیت میں اشارہ فرمایا رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ اے خدا اس
مصیبت میں ہمارے دل پر وہ سکینت نازل کر جس سے صبر آجائے اور ایسا کر کہ ہماری موت اسلام پر ہو جاننا چاہئے
کہ دکھوں اور مصیبتوں کے وقت میں خدا تعالے اپنے پیارے بندوں کے دل پر ایک نور اتارتا ہے جس سے وہ
قوت پاکر نہایت اطمینان سے مصیبت کا مقابلہ کرتے ہیں اور حلاوت ایمانی سے ان زنجیروں کو بوسہ دیتے
ہیں جو اسکی راہ میں انکے پیروں میں پڑیں جب باخدا آدمی پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور موت کے آثار ظاہر ہو
جاتے ہیں تو وہ اپنے رب کریم سے خواہ نخواہ کا جھگڑا شروع نہیں کرتا کہ مجھے ان بلاؤں سے بچا کیونکہ
اسوقت عافیت کی دعا میں اصرار کرنا خدا تعالی سے لڑائی اور موافقت تامہ کے مخالف ہے بلکہ سچا محب بلا
کے اترنے سے اور آگے قدم رکھتا ہے اور ایسے وقت میں جان کو ناچیز سمجھکر اور جان کی محبت کو الوداع
کہکر اپنے مولی کی مرضی کا بکلی تابع ہو جاتا ہے اور اسکی رضا چاہتا ہے اسی کے حق میں اللہ تعالی فرماتا ہے
وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ یعنی خدا کا پیارا
بندہ اپنی جان خدا کی راہ میں دیتا ہے اور اسکے عوض میں خدا کی مرضی خرید لیتا ہے وہی لوگ ہیں جو خدا کی
رحمت خاص کے مورد ہیں غرض وہ استقامت جس سے خدا ملتا ہے اسکی یہی روح ہے جو بیان کی گئی جسکا
سمجھنا ہو سمجھے۔

ساتواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لیے راستبازوں کی صحبت اور انکے کامل نمونوں
دیکھنا ہے پس جاننا چاہیئے کہ انبیا کی ضرورتوں میں سے ایک یہ بھی ضرورت ہے کہ انسان طبعاً کامل نمونہ
کا محتاج ہے اور کامل نمونہ شوق کو زیادہ کرتا ہے اور ہمت کو بڑھاتا ہے اور جو نمونہ کا پیرو نہیں ہوتا

ہوتا ہے اور بہک جاتا ہے اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی تم اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو راستباز ہیں ان لوگوں کی راہیں سیکھو جنپر تم سے پہلے فضل ہو چکا ہے۔

آٹھواں وسیلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پاک کشف اور پاک الہام اور پاک خوابیں ہیں چونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سفر کرنا ایک نہایت دقیق در دقیق راہ ہے اور اسکے ساتھ طرح طرح کے مصائب اور دکھ لگے ہوئے ہیں اور ممکن ہے کہ انسان اس نادیدہ راہ میں بھولجائے یا ناامیدی طاری ہو اور آگے قدم بڑھانا چھوڑ دے اسلیے خدا تعالیٰ کی رحمت نے چاہا کہ اپنی طرف سے اس سفر میں ساتھ ساتھ اسکو تسلی دیتی رہے اور اسکی دلدہی کرتی رہے اور اسکی کمر ہمت کو باندھتی رہے اور اسکے شوق کو زیادہ کرے سو اسکی سنت اس راہ کے مسافروں کے ساتھ اس طرح پر واقعہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے کلام اور الہام سے انکو تسلی دیتا اور ان پر ظاہر کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تب وہ قوت پاکر بڑے زور سے اس سفر کو طے کرتے ہیں چنانچہ اس بارہ میں وہ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اسیطرح اور بھی کئی وسائل ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں مگر افسوس کہ ہم اندیشہ طول کی وجہ سے انکو بیان نہیں کر سکتے فقط

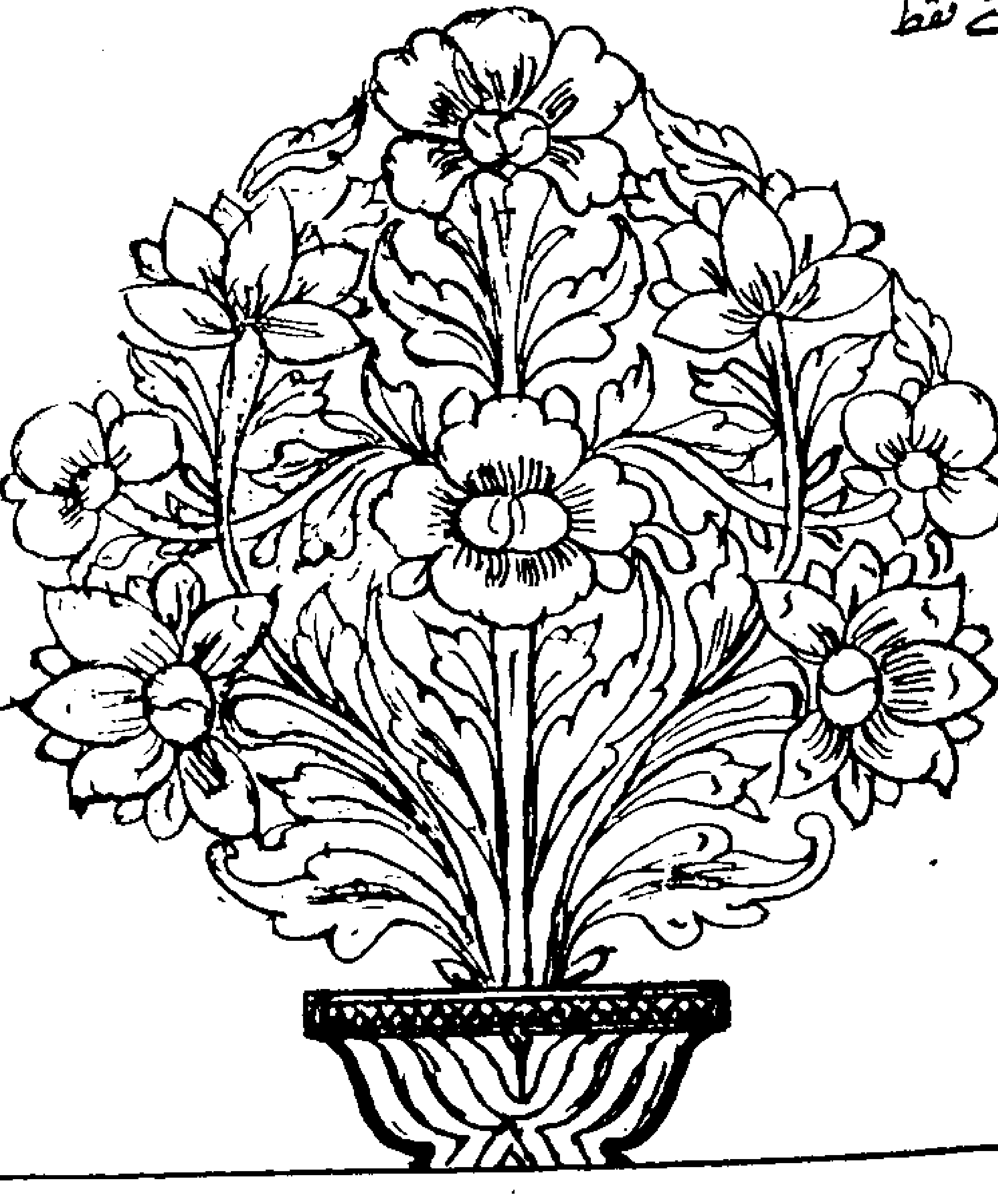

Marfat.com

چوتھا سوال

یہہ ہے

کہ زندگی میں اور زندگی کے بعد عملی شریعت کا فعل کیا ہے

اسکا جواب

وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خدا کی سچی اور کامل شریعت کا فعل جو اس زندگی میں انسان کے دل پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اسکو وحشیانہ حالت سے انسان بناوے اور پھر انسان سے با اخلاق انسان بناوے۔ اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا انسان بناوے اور نیز اس زندگی میں عملی شریعت کا ایک فعل یہ ہے کہ شریعت حقہ پر قائم ہو جانے سے ایسے شخص کا بنی نوع پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ درجہ بدرجہ ان کے حقوق کو پہچانتا ہے اور عدل اور احسان اور ہمدردی کی قوتوں کو اپنے اپنے محل پر استعمال کرتا ہے اور جو کچھ خدا نے اسکو علم اور معرفت اور مال اور آسائش میں سے حصہ دیا ہے سب لوگوں کو حسب مراتب ان نعمتوں میں شریک کر دیتا ہے وہ تمام بنی نوع پر سورج کی طرح اپنی تمام روشنی ڈالتا ہے اور چاند کی طرح حضرت اعلیٰ سے نور پاکر وہ نور دوسروں تک پہونچاتا ہے وہ دن کی طرح روشن ہو کر نیکی اور بھلائی کی راہیں لوگوں کو دکھاتا ہے وہ رات کی طرح ہر ایک ضعیف کی پردہ پوشی کرتا ہے اور تھکوں ماندوں کو آرام پہونچاتا ہے وہ آسمان کی طرح ہر ایک حاجت مند کو اپنے سایہ کے نیچے جگہہ دیتا ہے اور وقتوں پر اپنے فیض کی بارشیں برساتا ہے وہ زمین کی طرح کمال انکسار سے ہر ایک کی آرام یابی کے لیے بطور فرش کے ہو جاتا اور سب کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیتا اور طرح طرح کے روحانی میوے انکے لیے پیش کرتا ہے سو یہی کامل شریعت کا اثر ہے کہ کامل شریعت پر قائم ہونیوالا حق اللہ اور حق العباد کو کمال کے نقطہ تک پہنچا

Marfat.com

دیتا ہے خدا میں وہ محو ہوجاتا ہے اور مخلوق کا سچا خادم بنجاتا ہے یہ تو عملی شریعت کا اس زندگی میں اثر ہے
ر زندگی کے بعد جو اثر ہے وہ یہ ہے کہ خدا کا روحانی اتصال اس روز کھلے کھلے دیدار کے طور پر اس کو نظر
ئیگا اور خلق اللہ کی خدمت جو اُس نے خدا کی محبت میں ہو کر کی جسکا محرک ایمان اور اعمال صالحہ کی خواہش تہی وہ بہشت
ے درختوں اور نہروں کی طرح متمثل ہوکر دکہائی دیگی اس میں خدا تعالیٰ کا فرمان یہ ہے وَالشَّمْسِ وَ
ضُحٰهَا ۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۔ وَالسَّمَآءِ
وَمَا بَنٰىهَا ۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ
تَقْوٰىهَا ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ۔
اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۔ فَكَذَّبُوْهُ
فَعَقَرُوْهَا ۔ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۔
یعنے قسم ہے سورج کی اور اسکی روشنی کی اور قسم ہے چاند کی جب پیروی کرے سورج کی یعنے سورج سے
حاصل کرے اور پہر سورج کی طرح اس نور کو دوسروں تک پہونچاوے اور قسم ہے دن کی جب سورج کی
نمائی دکہلاوے اور راہوں کو نمایاں کرے اور قسم ہے رات کی جب اندہیرا کرے اور اپنے پردہ
یکی میں سب کو لیلے اور قسم ہے آسمان کی اور اس علت غائی کی جو آسمان کی اس بنا کا موجب
ی اور قسم ہے زمین کی اور اس علت غائی کی جو زمین کی اس قسم کی فرش کا موجب ہوئی اور قسم ہے نفس کی اور
کے اس کمال کی جس نے ان سب چیزوں کے ساتھ اسکو برابر کردیا یعنے وہ کمالات جو متفرق طور پر ان
یلوں میں پائے جاتے ہیں کامل انسان کا نفس ان سب کو اپنے اندر جمع رکہتا ہے اور جیسے یہ تمام چیزیں علیحدہ
دہ نوع انسان کی خدمت کر رہی ہیں کامل انسان ان تمام خدمات کو اکیلا بجالاتا ہے جیسا کہ میں ابہی لکہہ
چکا ہوں اور پہر فرماتا ہے کہ وہ شخص نجات پاگیا اور موت سے بچ گیا جس نے اس طرح پر نفس کو پاک کیا یعنے
سورج اور چاند اور زمین وغیرہ کی طرح خدا میں محو ہوکر خلق اللہ کا خادم بنا۔ یاد رہے کہ حیات سے مراد حیات
ابدی ہے جو آیندہ کامل انسان کو حاصل ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عملی شریعت کا پہل آیندہ
زندگی میں حیات جاودانی ہے جو خدا کے دیدار کی غذا سے ہمیشہ قائم رہیگی اور پہر فرمایا کہ وہ شخص ہلاک
ہوگیا اور زندگی سے ناامید ہوگیا جس نے اپنے نفس کو خاک میں ملایا اور جن کمالات کی اسکو استعدادیں دی
گئی تہیں ان کمالات کو حاصل نہ کیا اور گندی زندگی بسر کرکے واپس گیا اور پہر مثال کے طور پر فرمایا کہ ثمود

کا قصہ اُس بدبخت کے قصہ سے مشابہ ہے اونہوں نے اُس اونٹنی کو زخمی کیا جو خدا کی اونٹنی کہلاتی تھی اور اپنے چشمہ سے پانی پینے سے اسکو روکا سو اس شخص نے درحقیقت خدا کی اونٹنی کو زخمی کیا اور اسکو اُسکے چشمہ سے محروم رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس خدا کی اونٹنی ہے جس پر وہ سوار ہوتا ہے یعنی انسان کا دل الٰہی تجلیات کی جگہہ ہے اور اس اونٹنی کا پانی خدا کی محبت اور معرفت ہے جس سے وہ جیتی ہے اور پھر فرمایا کہ ثمود نے جب اونٹنی کو زخمی کیا اور اسکو اسکے پانی سے روکا تو ان پر عذاب نازل ہوا اور خدا تعالے نے اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی کہ انکے مرنے کے بعد انکے بچوں اور بیواؤں کا کیا حال ہوگا سو ایسا ہی جو شخص اس اونٹنی یعنے نفس کو زخمی کرتا ہے اور اسکو کمال تک پہونچانا نہیں چاہتا اور پانی پینے سے روکتا ہے وہ بھی ہلاک ہوگا۔

اسجگہہ یاد رہے کہ خدا کا سورج اور چاند وغیرہ کی قسم کھانا ایک نہایت دقیق حکمت پر مشتمل ہے جس سے ہمارے اکثر مخالف ناواقف ہونیکی وجہ سے اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ خدا کو قسموں کی کیوں ضرورت پڑی اور اس نے مخلوق کی کیوں قسمیں کھائیں لیکن چونکہ اُنکی سمجھ زمینی ہے نہ آسمانی اسلیئے وہ معارف حقہ کو سمجھ نہیں سکتے سو واضح ہو کہ قسم کھانے سے اصل مدعا یہ ہوتا ہے کہ قسم کھانے والا اپنے دعوی کے لیے ایک گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کیونکہ جسکے دعوی پر کوئی اور گواہ نہیں ہوتا وہ بجائے گواہ کے خدا تعالی کی قسم کھاتا ہے اسلیئے کہ خدا عالم الغیب ہے۔ اور ہر ایک مقدمہ میں وہ پہلا گواہ ہے گویا وہ خدا کی گواہی اس طرح پیش کرتا ہے کہ اگر خدا تعالی اس قسم کے بعد خاموش رہا اور اس پر عذاب نازل نہ کیا تو گویا اسنے اس شخص کے بیان پر گواہوں کی طرح مہر لگادی اسلیئے مخلوق کو نہیں چاہیے کہ دوسری مخلوق کی قسم کھاوے کیونکہ مخلوق عالم الغیب نہیں اور نہ جھوٹی قسم پر سزا دینے پر قادر ہے مگر خدا کی قسم ان آیات میں ان معنوں سے نہیں جیسا کہ مخلوق کی قسم میں مراد لی جاتی ہے بلکہ اس میں یہ سنت اللہ ہے کہ خدا کے دو قسم کے کام ہیں ایک بدیہی جو سب کی سمجھ میں آسکتے ہیں اور ان میں کسیکو اختلاف نہیں اور دوسرے وہ کام جو نظری ہیں جن میں دنیا غلطیاں کھاتی ہے اور باہم اختلاف رکھتی ہے سو خدا تعالی نے چاہا کہ بدیہی کاموں کی شہادت سے نظری کاموں کو لوگوں کی نظر میں ثابت کرے۔ پس یہ تو ظاہر ہے کہ سورج اور چاند اور دن اور رات اور آسمان اور زمین میں وہ خواص درحقیقت پائے جاتے ہیں جنکو ہم ذکر کر چکے ہیں مگر جو اس قسم کے خواص انسان کے نفس ناطقہ میں موجود ہیں ان سے ہر ایک شخص آگاہ نہیں سو خدا نے اپنے بدیہی کام

Marfat.com

و نظری کانوں کے کھولنے کے لیے بطور گواہ کے پیش کیا ہے گویا وہ فرماتا ہے کہ اگر تم اُن خواص سے شک میں ہو جو نفس ناطقہ انسانی میں پائے جاتے ہیں تو چاند اور سورج وغیرہ میں غور کرو کہ ان میں بدیہی طور پر یہ خواص موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ انسان ایک عالم صغیر ہے جسکے نفس میں تمام عالم کا نقشہ اجمالی طور پر مرکوز ہے پھر جبکہ ثابت ہے کہ عالم کبیر کے بڑے بڑے اجرام یہ خواص اپنے اندر رکھتے ہیں اور اسی طرح یہ مخلوقات کو فیض پہونچا رہے ہیں تو انسان جو ان سب سے بڑا کہلاتا ہے اور بڑے درجہ کا پایا گیا ہے وہ کیونکر ان خواص سے خالی اور بے نصیب ہوگا نہیں بلکہ اس میں بھی سورج کی طرح ایک علمی اور عقلی روشنی ہے جسکے ذریعہ سے وہ تمام دنیا کو منور کر سکتا ہے اور چاند کی طرح وہ حضرت اعلیٰ سے **کشف** اور **الہام** اور **وحی** کا نور پاتا ہے اور دوسروں تک جنہوں نے انسانی کمال ابھی تک حاصل نہیں کیا اُس نور کو پہونچاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہو کہ **نبوت باطل** ہے اور تمام **رسالتیں** اور **شریعتیں** اور **کتابیں** انسان کی مکاری اور خود غرضی ہے۔ یہ بھی دیکھتے ہو کیونکر دن کے روشن ہونے سے تمام راہیں روشن ہو جاتی ہیں تمام نشیب و فراز نظر آجاتے ہیں سو کامل انسان روحانی روشنی کا دن ہے اسکے چڑھنے سے ہر ایک راہ نمایاں ہو جاتی ہے وہ سچی راہ کو دکھلا دیتا ہے کہ کہاں اور کدھر ہے کیونکہ راستی اور سچائی کا وہی روشن دن ہے ایسا ہی یہ بھی مشاہدہ کر رہے ہو کہ رات کیسی تھکوں ماندوں کو جگہ دیتی ہے تمام دن کے تھکے کوفتہ مزدور رات کے کنار عاطفت میں بخوشی سوتے ہیں اور محنتوں سے آرام پاتے ہیں اور رات ہر ایک کے لیے پردہ پوش بھی ہے ایسا ہی خدا کے کامل بندے دنیا کو آرام دینے کے لیے آئے ہیں خدا سے **وحی** اور **الہام** پانیوالے تمام عقلمندوں کو جان کاہی سے آرام دیتے ہیں انکے طفیل سے بڑے بڑے معارف آسانی سے حل ہو جاتے ہیں ایسا ہی وہ خدا کی **وحی** انسانی عقل کی پردہ پوشی کرتی ہے جیسا کہ رات پردہ پوشی کرتی ہے اسکی ناپاک خطاؤں کو دنیا پر ظاہر ہونے نہیں دیتی کیونکہ عقلمند **وحی** کی روشنی کو پاکر اندر ہی اندر اپنی غلطیوں کی اصلاح کر لیتے ہیں اور خدا کے پاک الہام کی برکت سے اپنے تئیں پردہ دری سے بچا لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ افلاطون کی طرح **اسلام** کے کسی فلاسفر نے کسی بت پر مرغ کی قربانی نہ چڑھائی چونکہ افلاطون الہام کی روشنی سے بے نصیب تھا اسلیے دھوکا کھا گیا اور ایسا فلاسفر کہلا کر یہ مکروہ اور احمقانہ حرکت اس سے صادر ہوئی مگر اسلام کے حکما کو ایسے ناپاک اور احمقانہ حرکتوں سے ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نے بچا لیا اب دیکھو کیسا ثابت ہوا کہ الہام عقلمندوں کا رات کی طرح

Marfat.com

پردہ پوش ہے یہی آپ لوگ جانتے ہیں کہ خدا کے کامل بندے آسمان کی طرح ہر ایک درماندہ کو اپنے سایہ میں لے لیتے ہیں خاصکر اُس ذات پاک کے انبیا اور الہام پانے والے عام طور پر آسمان کی طرح فیض کی بارشیں برساتے ہیں ایسا ہی زمین کی خاصیت بھی اپنے اندر رکھتے ہیں اُنکے نفس نفیس سے طرح طرح کے علوم عالیہ کے درخت نکلتے ہیں جنکے سایہ اور پھل اور پھول سے لوگ فائدہ اوٹھاتے ہیں سو یہ کھلا کھلا قانون قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے اُسی چھپے ہوئے ایک قانون کا ایک گواہ ہے جسکی گواہی کو قسموں کے پیرایہ میں خدا تعالیٰ نے ان آیات میں پیش کیا ہے سو دیکھو یہ کس قدر پُرحکمت کلام ہے جو قرآن شریف میں پایا جاتا ہے یہ اُسکے منہ سے نکلا ہے جو ایک امی اور بیابان کا رہنے والا تھا اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس طرح عام عقلیں اور وہ تمام لوگ جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں اُسکے اس دقیق نکتہ معرفت سے عاجز آکر اعتراض کی صورت میں اسکو نہ دیکھتے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان جب ایک بات کو کسی پہلو سے بھی اپنی مختصر عقل کے ساتھ نہیں سمجھ سکتا تب ایک حکمت کی بات کو جائے اعتراض ٹھیرا لیتا ہے اور اسکا اعتراض اس بات کا گواہ ہو جاتا ہے کہ وہ دقیقہ حکمت عام عقلوں سے برتر و اعلیٰ تھا تب ہی تو عقلمندوں نے عقلمند کہلا کر پھر بھی اُس پر اعتراض کر دیا مگر اب جو یہ راز کھل گیا تو اسکے بعد کوئی عقلمند اسپر اعتراض نہیں کرے گا بلکہ اسی سے لذت اٹھائیگا یاد رہے کہ قرآن شریف نے وحی اور الہام کی سنت قدیمہ پر قانون قدرت سے گواہی لانے کے لیے دوسرے مقام میں بھی آسمان کی قسم کھائی ہے اور وہ یہ ہے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ یعنے اُس آسمان کی قسم ہے جسکی طرف سے بارش آتی ہے اور اس زمین کی قسم ہے جو بارش سے طرح طرح کی سبزیاں نکالتی ہے کہ یہ قرآن خدا کا کلام اور اسکی وحی ہے اور وہ باطل اور حق میں فیصلہ کرنے والا ہے اور عبث اور بیہودہ نہیں یعنے بے وقت نہیں بلکہ موسم مینہ کی طرح آیا ہے اب خدا تعالے نے قرآن کے ثبوت کے لیے جو اسکی وحی ہے ایک مشہودہ قانون قدرت کو قسم کے رنگ میں پیش کیا یعنے قانون قدرت میں ہمیشہ یہ بات مشہود اور محسوس ہے کہ ضرورت کے وقت آسمان سے بارش ہوتی ہے اور تمام مدار زمین کی سرسبزی کا آسمان کی بارش پر ہے اگر آسمان سے بارش نہ ہو تو رفتہ رفتہ کنوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں پس در اصل زمین کے پانی کا وجود آسمان کی بارش پر موقوف ہے اسی وجہ سے جب کبھی آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین کے کنوؤں کا پانی بھی چڑھ آتا ہے ؟! کیوں چڑھ آتا ہے اسکا یہی سبب ہے کہ آسمانی پانی زمین کے پانی

Marfat.com

اوپر کی طرف کھینچتا ہے یہی رشتہ وحی اللہ اور عقل میں ہے وحی اللہ یعنے الہام الٰہی آسمانی پانی ہے اور
یہہ پانی ہمیشہ آسمانی پانی سے جو الہام ہے تربیت پاتا ہے اور اگر آسمانی پانی یعنے وحی ہونا بند ہو جائے
تو یہہ زمینی پانی بھی رفتہ رفتہ خشک ہو جاتا ہے کیا اسکے واسطے یہہ دلیل کافی نہیں کہ جب ایک زمانہ دراز
گذر جاتا ہے اور کوئی الہام یافتہ زمین پر پیدا نہیں ہوتا تو عقل مندوں کی عقلیں نہایت گندی اور
خراب ہو جاتی ہیں جیسے زمینی پانی خشک ہو جاتا ہے سڑ جاتا ہے

اسکے سمجھنے کے لیے اس زمانہ پر ایک نظر ڈالنا کافی ہے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف
لانے سے پہلے اپنا رنگ تمام دنیا میں دکھلا رہا تھا چونکہ اسوقت حضرت مسیح کے زمانہ کو چھہ سو برس گزر گئے تھے
اور اس عرصہ میں کوئی الہام یافتہ پیدا نہیں ہوا تھا اسلیئے تمام دنیا نے اپنی حالت کو خراب کر دیا تھا ہر ایک ملک
کی تاریخیں پکار پکار کر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مگر آپکے ظہور سے پہلے تمام دنیا میں
خیالات فاسدہ پھیل گئے تھے ایسا کیوں ہوا تھا اور اسکا کیا سبب تھا یہی تو تھا کہ الہام کا سلسلہ مدتوں تک
بند ہو گیا تھا آسمانی سلطنت صرف عقل کے ہاتھ میں تھی پس اس ناقص عقل نے کن کن خرابیوں میں لوگوں کو ڈالا
کیا اس سے کوئی ناواقف بھی ہے دیکھو الہام کا پانی جب مدت تک نہ برسا تو تمام عقلوں کا پانی کیسا خشک ہو گیا سو
ان قسموں میں یہی قانون قدرت اللہ تعالیٰ پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ تم غور کر کے دیکھو کہ کیا خدا کا یہہ محکم اور
الٰہی قانون قدرت نہیں کہ زمین کی تمام سرسبزی کا مدار آسمان کا پانی ہے سو اس پوشیدہ قانون قدرت کے لیے جو
الہام الٰہی کا سلسلہ ہے یہ کھلا کھلا قانون قدرت بطور گواہ کے ہے سو اس گواہ سے فائدہ اٹھاؤ اور صرف عقل
کو اپنا رہبر مت بناؤ کہ وہ ایسا پانی نہیں ہے جو آسمانی پانی کے سوا موجود رہ سکے جسطرح آسمانی پانی کا یہہ خاصہ
ہے کہ خواہ کسی کنوئیں میں اسکا پانی پڑے یا نہ پڑے وہ اپنی ایک طبعی خاصیت سے تمام کنوؤں کے پانی کو اوپر کو چڑھاتا
ہے ایسا ہی جب خدا کا ایک الہام یافتہ دنیا میں ظہور فرماتا ہے تو خواہ کوئی عقلمند اسکی پیروی کرے یا نہ کرے مگر اس
الہام یافتہ کے زمانہ میں خود عقلوں میں ایسی روشنی اور صفائی آجاتی ہے کہ پہلے اس سے موجود تھی لوگ خواہ نخواہ
حق کی تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں اور غیب سے ایک حرکت انکی قوۃ متفکرہ میں پیدا ہو جاتی ہے سو یہ تمام عقلی ترقی
اور دلی جوش اس الہام یافتہ کے قدم مبارک سے پیدا ہو جاتا ہے اور بالخاصیت زمین کے پانیوں کو اوپر اٹھاتا ہے جب
تم دیکھو کہ مذہب کی جستجو میں ہر ایک شخص کھڑا ہو گیا ہے اور زمینی پانی کو کچھ ابال آیا ہے تو اٹھو اور خبردار ہو جاؤ
اور یقینا سمجھو کہ آسمان سے زور کا مینہ برسا ہے اور کسی دل پر الہامی بارش ہو گئی ہے

Marfat.com

پانچواں سوال

یہہ ہے

کہ علم کے ذریعے کیا کیا ہیں

اس سوال کے جواب میں واضح ہو کہ اس بارے میں جسقدر قرآن شریف نے مبسوط طور پر ذکر فرمایا ہے اس کے ذکر کرنے کی تو اس جگہہ کسیطرح گنجایش نہیں لیکن بطور نمونہ کسیقدر بیان کیا جاتا ہے سو جاننا چاہیے کہ قرآن شریف نے علم کو تین قسم پر قرار دیا ہے۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ جیسا کہ ہم پہلے اس سے سورہ الھکم التکاثر کی تفسیر میں ذکر کر چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں کہ علم الیقین وہ ہے کہ شے مقصود کسی واسطہ کے ذریعہ سے نہ بلا واسطہ پتہ لگایا جائے جیسا کہ ہم دھوئیں سے آگ کے وجود پر استدلال کریں ہمنے آگ کو دیکھا نہیں مگر دھوئیں کو دیکھا ہے کہ جس سے ہمیں آگ کے وجود پر یقین آیا سو یہہ علم الیقین ہے اور اگر ہمنے آگ کو ہی دیکھ لیا ہے تو یہہ بموجب بیان قرآن شریف یعنی سورۂ الھکم التکاثر کے علم کے مراتب میں سے عین الیقین کے نام سے موسوم ہے اور اگر ہم اسی آگ میں داخل ہو گئے ہیں تو اس علم کے مرتبہ کا نام قرآن شریف کے بیان کی رو سے حق الیقین ہے سورہ الھکم التکاثر کے اب دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ناظرین اس موقع سے اس تفسیر کو آپ دیکھ لیں اب جاننا چاہیئے کہ پہلی قسم کا جو علم ہے یعنے علم الیقین اسکا ذریعہ عقل اور منقولات ہیں اللہ تعالی دوزخیوں سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ یعنے دوزخی کہیں گے کہ اگر ہم عقل مند ہوتے اور مذہب اور عقل کے منقول کو بطور علم الیقین کے آزماتے یا کامل عقلمندوں اور محققوں کی تحریروں اور تقریروں کو توجہ سے سنتے تو دوزخ میں نہ پڑتے۔ یہ آیت اس دوسری آیت کے موافق ہے جہاں اللہ تعالی فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

Marfat.com

اِلَّا وُسْعَهَا یعنے خداتعالی انسانی نفوس کو انکی وسعت علمی سے زیادہ کسی بات کو قبول کرنے کے لیے تکلیف نہیں دیتا اور وہی عقیدے پیش کرتا ہے جن کا سمجھنا انسان کے حد استعداد میں داخل ہے تا اُسکے حکم تکلیف مالا یطاق میں داخل نہ ہوں اور ان آیات کا اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انسان کانوں کے ذریعہ سے بھی علم الیقین حاصل کرسکتا ہے مثلاً ہمنے لندن تو نہیں دیکھا صرف دیکھنے والوں سے اس شہر کا وجود سنا ہے مگر کیا ہم شک کرسکتے ہیں کہ شاید ان سب نے جھوٹ بولدیا ہوگا یا مثلاً ہمنے عالمگیر بادشاہ کا زمانہ نہیں پایا اور نہ عالمگیر کی شکل دیکھی ہے مگر کیا ہمیں اس بات میں کچھ بھی شبہ ہے کہ عالمگیر چغتائی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا پس ایسا یقین کیوں حاصل ہوا اس کا جواب یہی ہے کہ صرف سماع کے تواتر سے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ سماع بھی علم الیقین کے مرتبہ تک پہونچاتا ہے نبیوں کی کتابیں اگر سلسلہ سماع میں کچھ خلل نہ رکھتی ہوں وہ بھی ایک سماعی علم کا ذریعہ ہیں لیکن اگر ایک کتاب آسمانی کتاب کہلا کر پھر مثلاً پچاس ساٹھ نسخہ اسکے پائے جائیں اور بعض بعض کے مخالف ہوں تو گو کسی فریق نے یقین بھی کرلیا کہ ان میں سے صرف دو چار صحیح ہیں اور باقی جعلی اور وضعی لیکن محقق کے لیے ایسا یقین جو کسی کامل تحقیقات پر مبنی نہیں بیہودہ ہوگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سب کتابیں اپنے تناقض کی وجہ سے ردی اور ناقابل اعتبار قرار دیجائیں گی اور ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ ایسے متناقض بیانات کو کسی علم کا ذریعہ ٹھیرایا جائے کیونکہ علم کی یہہ تعریف ہے کہ ایک یقینی معرفت عطا کرے اور مجموعہ تناقضات میں یقینی معرفت کا پایا جانا ممکن نہیں اسجگہ یاد رہے کہ قرآن شریف صرف سماع کی حد تک محدود نہیں ہے کیونکہ اس میں انسانوں کے سمجھانے کے لیے بڑے بڑے معقول دلائل ہیں اور جسقدر عقاید اور اصول اور احکام اُسنے پیش کیے ان میں سے کوئی بھی ایسا امر نہیں جس میں زبردستی اور تحکم ہو جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ یہہ سب عقاید وغیرہ انسان کی فطرۃ میں پہلے سے منقوش ہیں اور قرآن شریف کا نام ذکر رکھا ہے جیسا کہ فرماتا ہے هٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ یعنے یہ قرآن بابرکت کوئی نئی چیز نہیں لایا بلکہ جو کچھ انسان کی فطرت اور صحیفہ قدرت میں بھرا پڑا ہے اس کو یاد دلاتا ہے اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنے یہ دین کوئی بات جبر سے منوانا نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک بات کے دلائل پیش کرتا ہے ماسوا اسکے قرآن میں دلوں کو روشن کرنے کے لیے ایک روحانی خاصیت بھی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ یعنے قرآن اپنی خاصیت سے تمام بیماریوں کو دور کرتا ہے اس لیے اسکو منقولی کتاب نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کے معقول دلائل

اپنے ساتھ رکھتا ہے اور ایک چمکتا ہوا نور اس میں پایا جاتا ہے ایسا ہی عقلی دلائل جو صحیح مقدمات سے مستنبط ہوئے ہوں بلاشبہ علم الیقین تک پہونچاتے ہیں اسی کی طرف اللہ جل شانہ آیات مندرجہ ذیل میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنے جب دانشمند اور اہل عقل انسان زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ میں غور کرتے اور رات دن کی کمی بیشی کے موجبات اور علل کو نظر عمیق سے دیکھتے ہیں انہیں اس نظام پر نظر ڈالنے سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل ملتی ہے پس وہ زیادہ انکشاف کے لیے خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اسکو کھڑے ہوکر اور بیٹھکر اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں جس سے انکی عقلیں بہت صاف ہو جاتی ہیں پس جب وہ ان عقلوں کے ذریعہ سے اجرام فلکی اور زمین کی بناوٹ احسن اور اولیٰ میں فکر کرتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں کہ ایسا نظام ابلغ اور محکم ہرگز باطل اور بے سود نہیں بلکہ صانع حقیقی کا چہرہ دکھلا رہا ہے پس وہ الوہیت صانع عالم کا اقرار کرکے یہ مناجات کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو اس سے پاک ہے کہ کوئی تیرے وجود سے انکار کرکے نالائق صفتوں سے تجھے موصوف کرے سو تو ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا یعنے تجھ سے انکار کرنا عین دوزخ ہے اور تمام آرام اور راحت تجھ میں اور تیری شناخت میں ہے جو شخص کہ تیری سچی شناخت سے محروم رہا وہ درحقیقت اسی دنیا میں آگ میں ہے۔

ایسا ہی ایک علم کا ذریعہ انسانی کانشنس بھی ہے جسکا نام خدا کی کتاب میں انسانی فطرت رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا یعنے خدا کی فطرت جس پر لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔ اور وہ نقش فطرت کیا ہے یہی کہ خدا کو واحد لاشریک خالق الکل مرنے اور پیدا ہونے سے پاک سمجھنا اور ہم کانشنس کو علم الیقین کے مرتبہ پر اسلیے کہتے ہیں کہ گو بظاہر اس میں ایک علم سے دوسرے علم کی طرف انتقال نہیں پایا جاتا جیسا کہ دھوئیں کے علم سے آگ کے علم کی طرف انتقال پایا جاتا ہے لیکن ایک قسم کے باریک انتقال سے یہ مرتبہ خالی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک چیز میں خدا نے ایک نامعلوم خاصیت رکھی ہے جو بیان اور تقریر میں نہیں آسکتی لیکن اس چیز پر نظر ڈالنے اور اسکا تصور کرنے سے بلاتوقف اس خاصیت کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے غرض وہ خاصیت اس وجود کو ایسی لازم پڑی ہوتی ہے جیسا کہ آگ کو دھواں لازم ہے مثلاً جب ہم خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ کیسی ہونی چاہیے۔ آیا خدا ایسا

Marfat.com

ہونا چاہیے کہ ہماری طرح پیدا ہو اور ہماری طرح دکھ اٹھا دے اور ہماری طرح مرے تو معاً اس تصور سے ہمارا دل دکھتا اور کانشنس کانپتا ہے اور اس قدر جوش دکھلاتا ہے کہ گویا اس خیال کو دھکے دیتا ہے اور بول اٹھتا ہے کہ وہ خدا جس کی طاقتوں پر تمام امیدوں کا مدار ہے وہ تمام نقصانوں سے پاک اور کامل اور قوی چاہیے اور جب ہی کہ خدا کا خیال ہمارے دل میں آتا ہے معاً توحید اور خدائی دھوئیں اور آگ کی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ ملازمت تامہ کا احساس ہوتا ہے لہٰذا جو علم ہمیں ہماری کانشنس کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے وہ علم الیقین کے مرتبہ میں داخل ہے لیکن اس پر ایک اور مرتبہ ہے جو عین الیقین کہلاتا ہے اور اس مرتبہ سے اس طور کا علم مراد ہے کہ جب ہمارے یقین اور اس چیز میں جس پر کسی نوع کا یقین کیا گیا ہے کوئی درمیانی واسطہ نہ ہو مثلاً جب ہم قوت شامہ کے ذریعہ سے ایک خوشبو یا بدبو کو معلوم کرتے ہیں اور یا ہم قوت ذائقہ کے ذریعہ سے شیریں یا نمکین پر اطلاع پاتے ہیں یا قوت حاسہ کے ذریعہ سے گرم یا سرد کو معلوم کر لیتے ہیں تو یہ تمام معلومات ہماری عین الیقین کی قسم میں داخل ہیں مگر عالم ثانی کے بارے میں ہمارا علم الٰہیات تب عین الیقین کی حد تک پہنچتا ہے کہ جب خود بلاواسطہ ہم الہام پاویں خدا کی آواز کو اپنے کانوں سے سنیں اور خدا کے صاف اور صحیح کشفوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں ہم بیشک کامل معرفت کے حاصل کرنے کے لیے بلاواسطہ الہام کے محتاج ہیں اور اس کامل معرفت کے ہم اپنے دل میں بھوک اور پیاس بھی پاتے ہیں اگر خدا تعالیٰ نے ہمارے لیے پہلے سے اس معرفت کا سامان میسر نہیں کیا تو یہ پیاس اور بھوک ہمیں کیوں لگا دی ہے کیا ہم اس زندگی میں جو ہمارے آخرت کے ذخیرہ کے لیے یہی ایک پیمانہ ہے اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ ہم اس سچے اور کامل اور قادر اور زندہ خدا پر صرف قصوں اور کہانیوں کے رنگ میں ایمان لاویں یا محض عقلی معرفت پر کفایت کریں جو اب تک ناقص اور ناتمام معرفت ہے کیا خدا کے سچے عاشقوں اور حقیقی دلدادوں کا دل نہیں چاہتا کہ اس محبوب کے کلام سے لذت حاصل کریں کیا جنہوں نے خدا کے لیے تمام دنیا کو برباد کیا دل کو دیا جان کو دیا وہ اس بات پر راضی ہو سکتے ہیں کہ صرف ایک دھندلی سی روشنی میں کھڑے رہ کر مرتے رہیں اور اس آفتاب صداقت کا منہ نہ دیکھیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس زندہ خدا کا انا الموجود کہنا وہ معرفت کا مرتبہ عطا کرتا ہے کہ اگر دنیا کے تمام فلاسفروں کی خود تراشیدہ کتابیں ایک طرف رکھیں اور ایک طرف انا الموجود خدا کا کہنا تو اس کے مقابل وہ تمام دفتر ہیچ ہیں جو فلاسفر کہلا کر آپ اندھے رہے وہ ہمیں کیا سکھائیں گے غرض اگر خدا تعالیٰ نے حق کے طالبوں کو کامل معرفت

Marfat.com

دینے کا ارادہ فرمایا ہے تو ضرور اس نے اپنے مکالمہ اور مخاطبہ کا طریق کھلا رکھا ہے اس بارے میں اللہ جلشانہ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے اے خدا ہمیں وہ استقامت کی راہ بتلا جو راہ اُن لوگوں کی ہے جنپر تیرا انعام ہوا ہے اسجگہہ انعام سے مراد الہام اور کشف وغیرہ آسمانی علوم ہیں جو انسان کو براہ راست ملتے ہیں ایسا ہی ایک دوسری جگہہ فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ یعنے جو لوگ خدا پر ایمان لاکر پوری پوری استقامت اختیار کرتے ہیں اُنپر خدا تعالی کے فرشتے اُترتے ہیں اور یہہ الہام اُنکو کرتے ہیں کہ تم کچھ خوف اور غم نہ کرو تمہارے لیے وہ بہشت ہے جسکے بارے میں تمہیں وعدہ دیا گیا ہے سو اس آیت میں بھی صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ خدا تعالی کے نیک بندے غم اور خوف کیوقت خدا سے الہام پاتے ہیں اور فرشتے اترکر انکی تسلی کرتے ہیں اور پھر ایک اور آیت میں فرمایا ہے لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ یعنے خدا کے دوستوں کو الہام اور خدا کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس دنیا میں خوشخبری ملتی ہے اور آیندہ زندگی میں بھی ملے گی لیکن اس جگہہ یاد رہے کہ الہام کے لفظ سے اس جگہہ یہ مراد نہیں ہے کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بناکر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے سو یہ دل میں پڑجانا الہام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے قانون قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بری باتوں کے لیے فکر کرتا ہے اسکی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اسکے دل میں پڑجاتی ہے۔ ایک شخص مثلاً نیک اور راستباز آدمی ہے جو سچائی کی حمایت میں چند شعر بناتا ہے اور دوسرا شخص جو ایک گندہ اور پلید آدمی ہے اپنے شعروں میں جھوٹ کی حمایت کرتا ہے اور راستبازوں کو گالیاں نکالتا ہے تو بلاشبہ یہہ دونو کچھہ نہ کچھہ شعر بنا لینگے بلکہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ راستبازوں کا دشمن جو جھوٹ کی حمایت کرتا ہے باعث دائمی مشق کے اسکا شعر عمدہ ہو سو اگر صرف دل میں پڑجانیکا نام الہام ہے تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راستبازی اور راستبازوں کا دشمن اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لیے قلم اوٹھاتا اور افتراؤں سے کام لیتا ہے خدا کا ملہم کہلائیگا دنیا میں ناولوں وغیرہ میں جادو بیانیاں پائی جاتی ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ اسطرح سراسر باطل مگر مسلسل مضمون لوگوں کے دلوں میں پڑتے ہیں پس کیا ہم ان کو الہام کہہ

Marfat.com

سکتے ہیں بلکہ اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑنے کا نام ہے تو ایک چور بھی ملہم کہلا سکتا ہے کیونکہ وہ بسا اوقات
فکر کرکے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے
کی اسکے دل میں گذر جاتی ہیں تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھدیں ہرگز نہیں بلکہ یہہ
ان لوگوں کا خیال ہے جنکو اب تک اس سچے خدا کی خبر نہیں جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں
کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے الہام کیا چیز ہے وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھہ یا
اس کے ساتھہ جسکو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے ایک **زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھہ مکالمہ**
اور مخاطبہ ہے سو جب یہ مکالمہ اور مخاطبہ کافی اور تسلی بخش سلسلہ کے ساتھہ شروع ہو جائے اور اس
میں خیالات فاسدہ کی تاریکی نہ ہو اور نہ غیر مکتفی اور چند بے سروپا لفظ ہوں اور کلام لذیذ اور پر حکمت اور پر
شوکت ہو تو وہ خدا کا کلام ہے جس سے وہ اپنے بندہ کو تسلی دینا چاہتا ہے اور اپنے تئیں اس پر ظاہر کرتا ہے
ہاں کبھی ایک کلام محض امتحان کے طور پر ہوتا ہے اور پورا اور بابرکت سامان ساتھہ نہیں رکھتا اس میں خدا
تعالیٰ کے بندہ کو اسکی ابتدائی حالت میں آزمایا جاتا ہے تا وہ ایک ذرہ الہام کا مزہ چکھہ کر پھر واقعی طور پر اپنا
حال وقال سچے ملہموں کی طرح بناوے یا ٹھوکر کھاوے پس اگر وہ حقیقی راستبازی صدیقوں کی طرح اختیار
نہیں کرتا تو اس نعمت کے کمال سے محروم رہجاتا ہے اور صرف بیہودہ لاف زنی اسکے ہاتھہ میں ہوتی ہے۔
کروڑہا نیک بندوں کو الہام ہوتا رہا ہے مگر انکا مرتبہ خدا کے نزدیک ایک درجہ کا نہیں بلکہ خدا کے پاک نبی جو
پہلے درجہ پر کمال صفائی سے خدا کا الہام پانے والے ہیں وہ بھی مرتبہ میں برابر نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنے بعض نبیوں کو بعض نبیوں پر فضیلت ہے اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ الہام محض فضل ہے اور فضیلت کے وجود میں اسکو دخل نہیں بلکہ فضیلت اس صدق اور اخلاص
اور وفاداری کے قدر پر ہے جسکو خدا جانتا ہے ہاں الہام بھی اگر اپنی بابرکت شرائط کے ساتھہ ہو تو وہ بھی
ان کا ایک پھل ہے اس میں کچھہ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کہ بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اسکا
جواب دیتا ہے اسیطرح ایک ترتیب کے ساتھہ سوال وجواب ہو اور الٰہی شوکت اور نور الہام میں پایا جاوے
اور علوم غیب یا معارف صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح
ایک دوست دوسرے دوست سے ملکر باہم ہم کلام ہوتا ہے اسیطرح رب اور اسکے بندہ میں ہم کلامی واقعہ ہو
اور جب یہہ کسی امر میں سوال کرے تو اسکے جواب میں ایک کلام لذیذ فصیح خدا تعالیٰ کی طرف سے سنے جس

Marfat.com

میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اسکے لیے موہبت ہو جائے تو وہ خدا کا کلام ہے اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے مگر یہ درجہ کہ الہام بطور موہبت ہو اور زندہ اور پاک الہام کا سلسلہ ایسے بندہ سے خدا کو حاصل ہو اور صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ہو کسیکو نہیں ملتا بجز اُن لوگوں کے جو ایمان اور اخلاص اور اعمال صالح میں ترقی کریں اور نیز اس چیز میں جسکو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ سچا اور پاک الہام الوہیت کے بڑے بڑے کرشمے دکہلاتا ہے بارہا ایک نہایت چمکدار نور پیدا ہوتا ہے اور ساتھ اسکے پر شوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے اس سے بڑہکر اور کیا ہوگا کہ ملہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے مگر اس ہمارے بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جو کسیکی زبان پر بے ٹھکانہ کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو اور ساتھ اسکے کوئی مکالمہ اور مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے اور وہ شخص اندہے کی طرح ہوتا ہے نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی خدا سے یا شیطان سے سو ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے لیکن اگر ایک صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہی شروع ہو جائے اور مخاطبہ اور مکالمہ کے طور پر ایک کلام روشن لذیذ پر معنے پر حکمت پوری شوکت کے ساتھ اسکو سنائی دے اور کم سے کم بارہا اسکو ایسا اتفاق ہوا ہو کہ خدا میں اور اس میں عین بیداری میں دس مرتبہ سوال و جواب ہوا ہو اُس نے سوال کیا خدا نے جواب دیا پھر اسیوقت عین بیداری میں اُس نے کوئی اور عرض کی خدا نے اسکا بھی جواب دیا پھر گذارش عاجزانہ کی خدا نے اسکا بھی جواب عطا فرمایا ایسا ہی دس مرتبہ تک خدا میں اور اُسمیں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اسکی دعائیں منظور کی ہوں عمدہ عمدہ معارف پر اسکو اطلاع دی ہو آنے والے واقعات کی اسکو خبر دی ہو اور اپنے برہنہ مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اسکو مشرف کیا ہو تو ایسے شخصکو خدا تعالےٰ کا بہت شکر کرنا چاہیے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہیے کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اسکو اپنے تمام بندوں میں سے چن لیا اور ان صدیقوں کا اسکو وارث بنا دیا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع اور خوش قسمتی کی بات ہے جسکو ملی اسکے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے اس مرتبہ اور اس مقام کے لوگ اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ایک الہام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہوکر اس سے باتیں کرتا اور اسکے اندر بولتا ہے

Marfat.com

وہ اسکے دل میں اپنا تخت بناتا اور اسکے اندر سے اُسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے اور اسکو وہ سب نعمتیں عطا فرماتا ہے جو پہلوں کو دی گئیں افسوس اندھی دنیا نہیں جانتی کہ انسان نزدیک ہوتا ہوتا کہاں تک پہنچ جاتا ہے وہ آپ تو قدم نہیں اٹھاتے اور جو قدم اٹھائے تو یا تو اسکو کافر ٹھیرایا جاتا ہے اور یا اسکو معبود ٹھہرا کر خدا کی جگہ دیجاتی ہے یہ دونو ظلم ہیں ایک افراط سے ایک تفریط سے پیدا ہوا مگر عقلمند کو چاہیے کہ وہ کم ہمت نہ ہو اور اس مقام اور اس مرتبہ کا انکاری نہ ہے اور نہ صاحب اس مرتبہ کی کسر شان کرے اور نہ اسکی پوجا شروع کر دے اس مرتبہ پر خدا تعالی وہ تعلقات اس بندہ سے ظاہر کرتا ہے کہ گویا اپنی الوہیت کی چادر اسپر ڈالدیتا ہے اور ایسا شخص خدا کے دیکھنے کا آئینہ بنجاتا ہے یہی بھید ہے جو ہماری نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھ لیا غرض یہہ بندوں کے لیے انتہائی تنبیہ ہے اور اسپر تمام سلوک ختم ہوجاتے ہیں اور پوری تسلی ملتی ہے میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اسوقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جسکی میں نے یہہ تعریفیں کیں ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جسکے میں نے اسوقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈہنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی قبول کرنے والوں کو اُس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جسکا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانیوالے تھوڑے میں میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسکے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اُتارنیوالا پانی جس سے تمام شکوک دور ہوجاتے ہیں وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہوجاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جسکا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جسکی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اوٹھیگا میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مُہر لگا چکی ہیں سو یقینا سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مُہر

Marfat.com

نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسیطرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔

میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔

اے عزیزو! اے پیارو! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا یقیناً سمجھو کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالےٰ کا الہام ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا پھر بعد اسکے اس خدا نے جو دریائی فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے اور اسطرح سے دنیا کو تباہ کرے بلکہ اسکے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ کی ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں انکو انکی راہوں سے ڈھونڈو تب وہ آسانی سے تمہیں ملینگے وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا اب تمہیں کیا کرنا چاہیے تا تم اس پانی کو پی سکو یہی کرنا چاہیے کہ افتان و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھدو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں اس روشنی کا پتہ ملے اسیطرف دوڑے اور جہاں اس گمگشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اسی راہ کو اختیار کرے دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اترتی اور زمین پر پڑتی ہے اسیطرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اسکو بخش نہیں سکتیں کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تاہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تاہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے وہ خدا سچا خدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا رہا ہے اور اب بھی اس نے یہی چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں عنقریب صبح صادق ہونیوالی ہے۔ مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں وہی خدا جسپر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی جسکے جلال کی چمک پر کبھی حادثہ نہیں پڑتا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے خدا ہی ہے جو ہر دم آسمان کا نور اور

زمین کا نور ہے اُسی سے ہر ایک جگہہ روشنی پڑتی ہے آفتاب کا وہی آفتاب ہے زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے سچا زندہ خدا وہی ہے مبارک وہ جو اسکو قبول کرے ۔

تیسرا علم کا ذریعہ وہ امور ہیں جو حق الیقین کے مرتبہ پر ہیں اور وہ تمام شدائد اور مصائب اور تکالیف ہیں جو خدا کے نبیوں اور راستبازوں کو مخالفوں کے ہاتھ سے یا آسمانی قضا و قدر سے پہونچتی ہیں اور اس قسم کے دکھوں اور تکلیفوں سے وہ تمام شرعی ہدایتیں جو محض علمی طور پر انسان کے دلمیں تھیں اسپر وارد ہو کر عملی رنگ میں آجاتی ہیں اور پھر عمل کی زمین سے نشو و نما پا کر کمال تام کو پہونچ جاتی ہیں اور عمل کرنیوالوں کا اپنا ہی وجود ایک نسخہ مکمل خدا کی ہدایتوں کا ہو جاتا ہے اور وہ تمام اخلاق عفو اور انتقام اور صبر اور رحم وغیرہ جو صرف دماغ اور دل میں بھرے ہوئے تھے اب تمام اعضا کو عملی نزاولت کی برکت سے اُن سے حصہ ملتا ہے اور وہ تمام جسم پر وارد ہو کر اپنے نقش و نگار اسپر جما دیتے ہیں جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ط اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۔ لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًی كَثِیْرًا ط وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ یعنے ہم تمہیں خوف اور فاقہ اور مال کے نقصان اور جان کے نقصان اور کوشش کے ضائع جانے اور اولاد کے فوت ہونے سے آزمائیں گے یعنے یہہ تمام تکلیفیں قضا و قدر کے طور پر یا دشمن کے ہاتھ سے تمہیں پہونچینگی سو اُن لوگوں کو خوشخبری ہو جو مصیبت کے وقت صرف یہہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا کی طرف رجوع کریں گے ان لوگوں پر خدا کا درود اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے کمال تک پہونچ گئے ہیں یعنے محض اس علم میں کچھ شرف اور بزرگی نہیں جو صرف دماغ اور دل میں بھرا ہوا ہو بلکہ حقیقت میں علم وہ ہے کہ دماغ سے اُتر کر تمام اعضا اس سے متادب اور رنگین ہو جائیں اور حافظہ کی یادداشتیں عملی رنگ میں دکھائی دیں سو علم کے مستحکم کرنے اور اسکے ترقی دینے کا یہ بڑا ذریعہ ہے کہ عملی طور پر اسکی نقوش اپنے اعضا میں جمالیں کوئی ادنی علم بھی عملی مزاولت کے بغیر اپنے کمال کو نہیں پہونچتا مثلاً مدت دراز سے ہمارے علم میں یہ بات ہے کہ روٹی پکانا نہایت ہی سہل بات ہے اور اس میں کوئی زیادہ باریکی نہیں صرف اتنا ہے کہ آٹا گوندھ کر اور بقدر ایک ایک روٹی کے اس آٹے کے پیڑے

Marfat.com

بنادیں اور اُن کو دونوں ہاتھوں کے باہم ملانے سے چوڑے کر کے توے پر ڈالدیں اور ادہر ادہر پہیر کر
اور آگ پر سینک کر رکھ لیں روٹی پک جائیگی یہ تو ہماری صرف علمی لاف وگذاف ہے لیکن جب ہم نا
تجربہ کاری کی حالت میں پکانے لگیں گے تو اول تو ہم پر یہی مصیبت پڑیگی کہ آٹے کو اسکے مناسب قوام
پر رکھ سکیں بلکہ یا تو تہر سا رہے گا اور یا پتلا ہو کر گلگلوں کے لائق ہوجائے گا اور اگر مر کر اور تہک تہک کر
گوندہ بہی لیا تو روٹی کا یہ حال ہوگا کہ کچھ جلے گی اور کچھ کچی رہے گی بیچ میں ٹمیا رہے گی اور کئی طرف
سے کان نکلے ہوئے ہونگے حالانکہ پچاس برس تک ہم پکتی ہوئی دیکھتے رہے غرض مجرد علم کی شامت
سے جو عملی مشق کے نیچے نہیں آیا کئی سیر آٹے کا نقصان کرینگے پہر جبکہ ادنے ادنے سے بات میں ہمارے
علم کا یہ حال ہے تو بڑے بڑے امور میں بجز عملی مزاولت اور مشق کے صرف علم پر کیونکر بہروسہ رکہیں سو خدا
تعالیٰ ان آیتوں میں یہ سکہاتا ہے کہ جو مصیبتیں میں تم پر ڈالتا ہوں وہ بہی علم اور تجربہ کا ذریعہ ہیں یعنے
اُن سے تمہارا علم کامل ہوتا ہے اور پہر آگے فرماتا ہے کہ تم اپنے مالوں اور جانوں میں بہی آزمائے جاؤ گے
لوگ تمہارے مال لوٹیں گے تمہیں قتل کریں گے اور تم یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکوں کے ہاتھ سے بہت
ہی ستائے جاؤ گے وہ بہت کچھ ایذا کی باتیں تمہارے حق میں کہیں گے پس اگر تم صبر کرو گے اور بیجا باتوں سے
بچو گے تو یہ ہمت اور بہادری کا کام ہوگا۔ ان تمام آیات کا مطلب یہہ ہے کہ بابرکت علم وہی ہوتا ہے
جو عمل کے مرتبہ میں اپنی چمک دکہاوے اور منحوس علم وہ ہے جو صرف علم کی حد تک رہے کبہی عمل تک
نوبت نہ پہونچے

جاننا چاہیے کہ جس طرح مال تجارت سے بڑہتا اور پہولتا ہے ایسا ہی علم عملی مزاولت سے اپنے
روحانی کمال کو پہونچتا ہے۔ سو علم کو کمال تک پہونچانے کا بڑا ذریعہ عملی مزاولت ہے مزاولت سے علم
میں نور آجاتا ہے اور یہہ بہی سمجہو کہ علم کا حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچنا اور کیا ہوتا ہے یہی تو ہے
کہ عملی طور پر ہر ایک گوشہ اسکا آزمایا جائے چنانچہ اسلام میں ایسا ہی ہوا جو کچھ خدا تعالےٰ نے قرآن کے
ذریعہ سے لوگوں کو سکہایا انکو یہہ موقع دیا کہ عملی طور پر اس تعلیم کو چمکاویں اور اسکے نور سے پر ہو جاویں
اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح کو دو حصہ پر منقسم کردیا ایک حصہ دکہوں
اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتحیابی کا تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو
مصیبتوں کے وقت ظاہر کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار

کے ثابت نہیں ہوتے سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونو قسم کے اخلاق دونو زمانوں اور دونو حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضوح سے ثابت ہو گئے چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنے خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھکر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جبتک کسی کا پورا بھروسا خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کے برداشت نہیں کرسکتا ۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنے فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلے اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھکر ایمان لایا دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا انکے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پاکر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخشدیا چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپکے اخلاق کو دیکھکر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا یہی وجہ ہے کہ آپکے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دور ہو گئے آپ کا بڑا بھاری خلق جسکو آپنے ثابت کر کے دکھلادیا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہہ ہے قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے ان کو کہدے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنے اسکا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور نیز اسکے بندوں کے آرام دینے کے لیے ہے تا میرے مرنے سے انکو زندگی حاصل ہو اسجگہ جو خدا کی راہ میں اور بندوں کی بھلائی کے لیے مرنیکا ذکر کیا گیا ہے اس سے کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ آپنے نعوذ باللہ جاہلوں اور دیوانوں کی طرح درحقیقت خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا اس وہم سے کہ اپنے تئیں کسی آلہ قتل کے ذریعہ سے ہلاک کر دینا اوروں کو فائدہ پہنچائیگا بلکہ آپ ان بیہودہ باتوں کے سخت مخالف تھے اور قرآن ایسی خودکشی کے مرتکب کو سخت مجرم اور قابل سزا ٹھیراتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ یعنے خودکشی نہ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کے باعث نہ ٹھیرو اور یہہ ظاہر ہے کہ اگر مثلاً خالد کے پیٹ میں درد ہو اور زید اسپر رحم کر کے اپنا سر پھوڑ لے تو زید نے خالد کے حق میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا۔

ملکہ اپنے سر کو احمقانہ حرکت سے ناحق پھوڑ اپنکی کا کام نہ ہوتا کہ جب یہ خالد کی خدمت میں مناسب اور مفید طریق کے ساتھ سرگرم رہتا اور سر کی بیماری دور
سعی کرتا اور طبابت کے قواعد کے موافق اسکا علاج کرتا مگر اسکے سر کے پھوڑنے سے بیماری کو دور کرنا تو کوئی فائدہ نہ پہونچا ناحق اسنے اپنے وجود کی ایک شریف عضو کو
پہونچایا غرض اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی بہبودی کے لیے جان کو وقف کر دیا تھا
اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور انکے جور و جفا اٹھانیکے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ
میں فدا کر دیا تھا جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ کیا تو
اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کے لیے اٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کر دیگا اور کیا ان لوگوں کے لیے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر
اپنی جان دیگا سو قوم کی راہ میں جان دینے کا حکیمانہ طریق یہی ہے کہ قوم کی بھلائی کے لیے قانون قدرت کے مفید راہوں کے موافق
اپنی جان پر سختی اٹھاویں اور مناسب تدبیروں کے بجا لانے سے اپنی جان ان پر فدا کر دیں نہ یہ کہ قوم کو سخت بلا یا گمراہی میں دیکھکر اور
خطرناک حالت میں پا کر اپنے سر پر پتھر مار لیں یا دو تین رتی اسٹرکنیا کھا کر اس جہان سے رخصت ہو جائیں اور پھر گمان کریں کہ ہم نے
اپنی اس حرکت بیجا سے قوم کو نجات دیدی ہے یہ مردوں کا کام نہیں ہے زنانہ خصلتیں ہیں اور بے حوصلہ لوگوں کا ہمیشہ سے یہی طریق ہے
کہ مصیبت کو قابل برداشت نہ پا کر جھٹ پٹ خودکشی کی طرف دوڑتے ہیں ایسی خودکشی کی گو بعد میں کتنی ہی تاویلیں کی جائیں مگر یہ حرکت بلاشبہ
عقل اور عقلمندوں کا ننگ ہے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا صبر اور دشمن کا مقابلہ نہ کرنا معتبر نہیں ہے جسکو انتقام کا موقعہ ہی نہ ملا
کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اگر وہ انتقام پر قدرت پاتا تو کیا کچھ کرتا جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ
اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس وقت تک اسکے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے صاف ظاہر ہے کہ
شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت
کا زمانہ نہ پاوے اسکے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوگا اور اگر کسی میدان جنگ میں حاضر نہیں ہوا تو یہ بھی ثابت نہیں ہوگا
کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل ہوگا اسکے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر
قدرت پاتا تو انسے کیا سلوک بجا لاتا اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدان جنگ
میں آتا تو دم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان اخلاق
کے ظاہر کرنیکا موقعہ دیا چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقعہ پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحہ دنیا میں اسکی
ڈھونڈھنا لاحاصل ہے آپنے دونوں زمانوں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذات پاک کس اعلیٰ
درجہ کے اخلاق کے جامع تھے اور کوئی انسانی خلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کا
آپ کو خدا تعالے نے ایک موقعہ نہ دیا شجاعت۔ سخاوت۔ استقلال۔ عفو۔ حلم۔ وغیرہ

Marfat.com

وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہو گئے کہ دنیا میں اسکی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جنہوں نے ظلم کو انتہا تک پہونچا دیا اور اسلام کو نابود کرنا چاہا خدا نے ان کو بھی بے سزا نہیں چھوڑا کیونکہ انکو بے سزا چھوڑنا گویا راستبازوں کو اُن کے پیروں کے نیچے ہلاک کرنا تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں کی ہرگز یہ غرض نہ تھی کہ خواہ نخواہ لوگوں کو قتل کیا جائے وہ اپنے باپ دادا کے ملک سے نکالے گئے تھے اور بہت سے مسلمان مرد اور عورتیں بے گناہ شہید کیے گئے تھے اور ابھی ظالم ظلم سے باز نہیں آتے تھے اور اسلام کی تعلیم کو روکتے تھے لہذا خدا کے قانون حفاظت نے یہ چاہا کہ مظلوموں کو بالکل نابود ہونے سے بچا لے سو جنہوں نے تلوار اٹھائی تھی اُنہیں کے ساتھ تلوار کا مقابلہ ہوا۔ غرض قتل کرنے والوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے بطور مدافعت شر کے وہ لڑائیاں تھیں اور اسوقت ہوئیں جبکہ ظالم طبع لوگ اہل حق کو نابود کرنا چاہتے تھے اس حالت میں اگر اسلام اس حفاظت خود اختیاری کو عمل میں نہ لاتا تو ہزاروں بچے اور عورتیں بے گناہ قتل ہو کر آخر اسلام نابود ہو جاتا یاد رہے کہ ہمارے مخالفین کی یہ بڑی زبردستی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ الہامی ہدایت ایسی ہونی چاہیے جسکے کسی مقام اور کسی محل میں دشمنوں کے مقابلہ کی تعلیم نہ ہو اور ہمیشہ حلم اور نرمی کے پیرایہ میں اپنی محبت اور رحمت کو ظاہر کرے ایسے لوگ اپنی دانست میں خدائے عز وجل کی بڑی تعظیم کر رہے ہیں کہ جو اسکی تمام صفات کاملہ کو صرف نرمی اور ملائمت پر ہی ختم کرتے ہیں لیکن غور کرنے والوں پر بآسانی کھل سکتا ہے کہ یہ لوگ بڑی موٹی اور فاش غلطی میں مبتلا ہیں خدا کے قانون قدرت پر نظر ڈالنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کے لیے وہ رحمت محض تو ضرور ہے مگر وہ رحمت ہمیشہ اور ہر حال میں نرمی اور ملائمت کے رنگ میں ظہور پذیر نہیں ہوتی بلکہ وہ سراسر رحمت کے تقاضا سے طبیب حاذق کی طرح کبھی شربت شیریں ہمیں پلاتا ہے اور کبھی دوائی تلخ دیتا ہے اسکی رحمت نوع انسان پر اسطرح وارد ہوتی ہے جیسے ہم میں سے ایک شخص اپنے تمام وجود پر رحمت رکھتا ہے اس بات میں کسیکو شک نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک فرد ہم میں سے اپنے ساری وجود سے پیار رکھتا ہے اور اگر کوئی ہمارے ایک بال کو اکھاڑنا چاہے تو ہم اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں لیکن باوجود اسکے کہ ہماری محبت جو ہم اپنے وجود سے رکھتے ہیں ہماری تمام وجود میں بٹی ہوئی ہے اور تمام اعضا ہمارے حقیقت میں ہمارے لیے پیارے ہیں ہم کسیکا نقصان نہیں چاہتے مگر پھر بھی یہ بات بداہت ثابت ہے کہ ہم اپنے تمام اعضا سے ایک ہی درجہ کی اور یکساں محبت نہیں رکھتے بلکہ اعضاء رئیسہ شریفہ

کی محبت جنپر ہماری مقاصد کا بہت کچھ مدار ہے ہمارے دلوں پر غالب ہوتی ہے ایسا ہی ہماری نظر میں ایک ہی عضو کی محبت کی نسبت مجموعہ اعضا کی محبت کی نسبت مجموعہ اعضا کی محبت بہت بڑھکر ہوتی ہے پس جب کبھی ہمارے لیے کوئی ایسا موقعہ آپڑتا ہے کہ ایک شریف عضو کا بچاؤ ادنیٰ درجہ کے عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے یا توڑنے پر موقوف ہوتا ہے تو ہم جان کے بچانے کے لیے بلا تامل اُسی عضو کے زخمی کرنے یا کاٹنے پر مستعد ہوجاتے ہیں اور گو اسوقت ہمارے دل میں یہ رنج بھی ہوتا ہے کہ ہم اپنے ایک پیارے عضو کو زخمی کرتے یا کاٹتے ہیں مگر اس خیال سے کہ اس عضو کا فساد کسی دوسرے شریف عضو کو بھی ساتھ ہی تباہ نہ کرے ہم کاٹنے کے لیے مجبور ہوجاتے ہیں پس اسی مثال سے سمجھ لینا چاہیے کہ خدا بھی جب دیکھتا ہے کہ اُس کے راستباز باطل پرستوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوتے ہیں اور فساد پھیلتا ہے تو راستبازوں کی جان کے بچاؤ اور فساد کے فرو کرنے کے لیے مناسب تدبیر ظہور میں لاتا ہے خواہ آسمان سے خواہ زمین سے اسلیے کہ وہ جیسا کہ رحیم ہے ویسا ہی حلیم بھی ہے الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

حضرت مرزا صاحب کی تقریر کے ختم ہونے سے پہلے ہی مقررہ وقت تقریر ختم ہو چکا تھا۔ لیکن اختتام وقت پر حضار جلسہ ایک طرف اور موڈریٹر صاحبان دوسری طرف اس بات پر زور دیتے تھے کہ تقریر کے ختم ہونے کے لیے وقت بڑھایا جاوے۔ جس پر پریسیڈنٹ اگزیکٹو کمیٹی نے نہایت خوشی سے ایزادی وقت کی اجازت دیکر ہزارہا دلوں کو خوش کیا اس تقریر کے بعد مسٹر روصاحب بہادر کا وقت تھا جو تعلیم یافتہ عیسائیوں میں سے عیسائیت کی طرف سے دوسرے وکیل تھے۔ آپنے یہہ بیان کیا کہ آپکو چونکہ زبان اردو پر کامل قدرت حاصل نہیں اور وہ انگریزی میں اپنا اظہار خیالات پسند نہیں کرتے دوسری طرف ابھی جناب مسٹر مورلیس صاحب کی تقریر کسیقدر تکمیل چاہتی ہے۔ اسلیے وہ پسند کرتے ہیں کہ اون کا وقت مسٹر مورلیس کو ہی دیا جاوے۔ اور نیز انہوں نے اپنی تقریر سے مسٹر روصاحب کو واقف کر دیا ہے

جناب مسٹر مارلیس صاحب بہادر خزبلسٹ
بجای مسٹر روصاحب بہادر سابق ہیڈ ماسٹر اچیسن کالج سکول لاہور

کل جو مینے اس بات کا ذکر کیا تھا کہ انسان کو یہہ کہنا ضرور ہی کہ وہ کیا ہے کہ خدا نے ہمکو کیا بنا دیا ہے یعنی وہ خاک تھا اور ہمکو اپنی تمام مخلوقات کا مرکز بنا دیا ہے ایسا کہ تم دنیا کی تمام اشیاء کا خلاصہ ہو۔ اور پھر اس بات کا زور دیا گیا تھا کہ ہمکو خدا کا نہایت ہی شکر گذار ہونا چاہیئے۔ اور ہم اسکا شکریہ کبھی ادا نہیں کر سکتے اور ہمارا گناہ کرنا ایک بڑی بھاری ناشکرگزاری ہے۔ اور اسکی سزا بہت بڑی ہونی چاہیے۔ ایسا کہ ایک گناہ کی سزا بھی بے حد و لا انتہا ہوتی ہے اور اس سزا کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

لیکن اس سزا سے ہمکو خدا نے اپنی محبت کے وسیلہ سے بچایا۔ جبکہ خدا کی طرف ہماری محبت لگ جاتی ہے تو ہم سب گناہوں سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن یہہ محبت اسوقت پوری ہوتی ہے جبکہ ہم خدا کے فضل کی طرف باوجود اپنے گناہگار ہونے کے دیکھتے ہیں۔

پس جب ہمارے علم کا ایک منبع ہماری سمجھ ہے۔ اور دوسرا منبع وحی ہے اس لیے ان دونوں کے ذریعہ سے ہم جان سکتے ہیں کہ ہم کیونکر ان گناہوں کے ساتھہ نجات پا سکتے ہیں۔

کیا ہم سب کے سب جہنم میں جاویں گے۔ نہیں۔ خدا ایسا نہیں کریگا کہ ہم سب کو دوزخ میں ڈالے

Marfat.com

جیسا کہ اوسی نے اور سب کاموں کے لیے وحی کیے ایسا ہی اوس نے نجات کے لیے بھی وحی کی کہ میری محبت بے پایاں ہے اور اسکا کوئی انجام نہیں۔ پس ہم کیونکر دیکھیں کہ خدا کی محبت ہماری بر ثابت ہی جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہم اپنے گناہوں کا علاج نہیں کرسکتے تو اسکی محبت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تمام عالموں اور حکیموں نے ہمیشہ سے کوشش کی کہ خدا کو پاویں لیکن انکی گناہوں کی دیوار ایسی بھاری ہے کہ وہ نہیں ٹوٹی اور بھار ہٹا یا نہیں جا سکتا وہ خالق جس نے ہمکو خاک سے پیدا کیا جس نے تاریکی کو روشن کیا وہ اپنے ایک کلام سے ایسا کرسکتا ہے کہ ہمکو ہمارے اصلی درجہ تک پہونچا دیوے۔ جب کہ ہم خدا کی طرف دیکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمکو اپنی رحمت سی بچا لیوے تو جس نے اس مردہ زمین کو زندہ کرنا ہے ایسا ہی وہ کسی شکل اور صورت کے وسیلہ سے ہمکو بچاتا ہے۔ عیسی مسیح کے حصہ میں یہ مقرر کیا گیا کہ انسان کے لیے کفارہ ہو۔ مقرر تہا کہ انسان کے لیے جو گناہگار ہے نجات کا سبب ہو۔ وہ ہماری طرح انسان نہیں۔ عیسائی اسکو خدا مانتے ہیں۔ ضرور تہا کہ خدا اسکو ایک خاص حالت میں ظاہر کرے۔

جیسا ناپاک ہو تو پاک بہشت میں داخل ہو سکتا۔ جیسا ہم کہتے ہیں کہ ضرور ہے کہ ہمکو سزا دیجا دے تو ہم امید نہیں کرسکتے کہ ہم بچ جاویں خدا نے ایک ایسا راہ دکہایا جب کہ کوئی راہ نہ رہ سکا۔ پس خدا نے انسان کے لیئے انسان کی صورت پکڑی اور ایسے طور پر تاکہ انسانی مصیبت کو آزما دے اور دیکہے اور معلوم کرے پتہر اور درخت ہو اسکے نہیں بنایا۔

دوسری باتیں ہماری اور آپکی سب ملتی ہیں۔ مگر جہگڑا صرف یسوع کی خدائی میں ہے۔ کیونکہ یہ ایک علیحدہ اور خاص بات ہی۔ اب جب کہ خدا نے ہمکو ایسا پیار کیا کہ ہمارا جسم اختیار کیا اور ہمارے لیے مارا گیا۔ تو ایک دوسرا سلسلہ ہمارے سمجھنے کا پیدا ہوا ہے یعنے ہمارا ایمان۔ اس حالت میں ایمان یہہ ہوا کہ اگرچہ خدا کا گنہگاروں سے پیار کرنا۔ ناممکن ہے۔ مگر پہر بھی ایسا کرتا ہے کہ تمہارے ساتہ محبت خدا کی ایسی ہے جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔

عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ایمان لاؤ اور نجات پاؤ۔

لوگ اسپر ہنستے ہیں۔ اور یہہ ایک بڑا سوال ہے۔

لیکن کس بات پر ایمان لانا ہے۔ اسپر کہ خدا ہم گناہگاروں سے بیحد محبت کرتا ہے۔ یہہ بات

Marfat.com

ہم یسوع میں دیکھتے ہیں۔ جب میں اپنے دوست کو بجید روپیہ کے ساتھ قید سے بچاتا ہوں تو میری محبت
اظہار روپیہ سے ہوتا ہے اور اگرچہ لوگوں کے لیئے وہ فقط چاندی ہے مگر میرے دوست کے لیے محبت کا
اظہار ہے۔ کیا ممکن ہے کہ خدا جسم میں قید ہو۔

ایسا قیمت چاندی میں قید نہیں ہوتی ویسے ہی یہاں بھی ہوا۔ خدا جہاں ہر وہیں ہے۔ لیکن ہمارے پر
یسوع کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ اور ایمان ہمکو ملا کر بچا لایا ہے۔ وحی ضرور ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا
ہے۔ وہ انسان کو اوپر لے جاتی ہے۔ اور یہ وحی اسطور سے خدا نے ہم پر ظاہر کی اور اوس پر ایمان لانا
ضروری ہے۔ جو لوگ مانتے ہیں کہ ہم درحقیقت گنہگار ہیں اور اس طرح خدائی کا گویا کہ اقرار کیا ہے۔
انسان اس غرور پر پڑتا ہے۔ تو اسوقت اس خرابی سے ہم کو بچا لیتی ہے۔ کہ اگرچہ ہم ایسے گناہگار ہیں تو
خدا ہمکو بچا لیتا ہے۔ کون ہے جو یقین کرے کہ خدا ہمارے لیے قربان ہوا پھر بھی گناہ کرتا ہے۔ کون
ایسا ایمان لاکر پھر گناہ کر سکتا ہے۔

جب انسان خدا پر ایسا ایمان لاتا ہے تو پھر وہ گناہ سے نفرت رکھتا ہے جب وہ آہنی زنجیر پاکیزگی
کی جو ہماری اور خدا کے درمیان تھی ٹوٹ گئی تو اسکو کیونکر بنائیں۔ اسکا علاج یہ کہ اسکو آگ میں ڈالکر
از سر نو بنائیں۔ ایسے ہی خدا کی نسبت کی آگ یسوع کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوتی ہے۔ تو ہم ایک نئی
زندگی پاتے ہیں۔ اور ایک نئی انسانیت ہم میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے گذشتہ گناہوں کو پھر کوئی
نہیں پوچھے گا۔ اور بہشت میں اسکا ذکر نہیں ہوگا۔

اگرچہ لوگ ہمکو برا کہتے ہیں۔ پھر بھی ہم سب کو اپنا بھائی سمجھتے اور ملتے ہیں۔ جسکی دل میں یہ
محبت قائم ہو جاوے وہ ضرور اپنی کل جان خدا پر نثار کرے گا۔ جب بوڑھی اماں کہتی ہے کہ میں
تم پر صدقہ ہو جاؤں تو خدا کی محبت کی اور اسکے اظہار کے لیے ہم کیوں اپنی جان کو صدقہ نہ کرینگے
اور اسوقت ہم مان لیتے ہیں کہ گروہ ایسا چاہیے کہ جب تلوار کام نہ کرے اسوقت سنگی گر اوس کو فورًا
درست کر لیوے۔

جب اور محبت ہم میں ایسا زور کرتی ہے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کس طرح صبر کرتا ہے تو
ہم بھی صبر کرینگے۔

جب انسان کی حالت نزاع آتی ہے۔ اور موت کا وقت آجاتا ہے تو اسکے وسیلے سے ہمنے

Marfat.com

اپنے محبوب کو دیکھنا ہوتا ہے۔ اور موت ہمارے لیے اس خوشی کا موجب ہوتا ہے کہ ہم خدا کے ساتھ ایک اتصال پیدا کرینگے۔ ہم جبکہ شروع میں تخت سے اُتار کر آپ بیٹھنا چاہتے تھے اسوقت جبکہ ہم اسکی محبت کے ساتھ ایک ہو گئے ہیں تو ہماری اور ہمارے محبوب کی چیزیں ایک ہو جاتی ہیں۔

اور خدا کی بادشاہت سب ہمارے واسطے ہو جاتی ہے اور اس محبت کو روز بروز درجہ بدرجہ ترقی ہو چلی جائیگی۔ اور جیسا کہ خدا بےحد و لاانتہا ہے ایسا ہی ہم کو بھی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ ہمارا خدا ہے اسوقت ہماری خوشی کامل ہوگی۔ لیکن ہمارے درجے سب کے الگ الگ ہونگے۔ جیسے دہلی میں جلسہ قیصری میں دیکھا کہ جہاں ہزاروں لوگ موجود تھے تو آتشبازی کے وقت واہ واہ کے سوا اور کچھ سننے نہ سنا۔ ایسا ہی بہشت میں ایک واہ واہ کا آوازہ ہمیشہ ابدالآباد لگا رہیگا۔ اسوقت میں نے تمام بہشت کو دکھایا ہے اور سب چاہتے ہیں کہ وہاں جاویں لیکن خدا نے اپنی عین محبت ہم گنہگاروں پر ظاہر کی ہے کیا ہم ایسے خدا کے سامنے ہو کر دیکھ سکیں گے باوجود اپنے ان تمام گناہوں کے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے برگزیدوں کا ہر وقت خدا کے ساتھ ہونا ان لوگوں کے لیے ایک بڑی محبت کا موجب ہوگا۔

لیکن اگر ہم گناہ اور مخالفت کریں تو جہاں جہاں ہم جاویں ہمارے لیے لعنت ہوگی۔ وہی طاقتیں جنکے وسیلہ سے عمدہ کام ہو سکتے ہیں اونہیں کے ذریعہ سے نہایت خراب کام ہم کر سکتے ہیں۔ بُرے کاموں سے ہم جہنم میں ایسا ہی ہر وقت ہائے ہائے کرینگے۔ اور اسوقت توبہ کا موقعہ کسی کو نہ دیا جاویگا۔ اب میں مختصراً سب عرض کرتا ہوں۔ پانچواں سوال ہے علم کے ذریعہ میں۔

(۱) ایک سمجھ اور عقل کا ذریعہ دوسرا ایمان کا ذریعہ چوتھے سوال کے متعلق عرض ہے کہ کل کام ملکر سب ایک کام ظاہر کر سکتے ہیں۔ مثلاً گھڑی میں تمام اشیا ملکر وقت ظاہر کرتی ہیں اور گھڑی کے تمام پرزے وغیرہ ایک بات ظاہر کرتی ہیں ایسا ہی تمام دنیا اور اسکی کاروبار ایک کام یعنے خوشی ظاہر کرتے ہیں شادی بیاہ روپیہ پیسہ اور کام کام صرف اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ میری خوشی ہے۔ تو جیسا ہم اپنی خوشی کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو یہ ہے اصل خوشی ہے روک ڈال دینے میں۔

تیسرا سوال پہلے سوال میں آ گیا۔ اور سوال دوم کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ خدا کا جلال ہم آخری دنیا میں ظاہر کریں گے۔ اور اس سے زیادہ کوئی خیال نہیں کر سکتا کہ کیا ہوگا۔ وہاں ہم ساری دل و جان سے اسکو پیار کریں گے۔ سوال اول ہیں باقی سب سوال جذب ہو جاتے ہیں

Marfat.com

جسمی اور عقلی اور اخلاقی طاقتوں کو جب ہم استعمال کرکے ٹھوکر کھاتے ہیں تو جب ہم مانیں گے
ہماری یہ تمام چیزیں ہمارے اختیار میں نہیں ہیں۔ جب جسکا جو منصب ہوتا ہے اسکو دیتے ہیں
یہ خلق ہمارا خوب ہوتا ہے۔ ایک بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ کہ جب ہم ایک مجلس میں جس
سب لوگ آویں اور مذہب کو تلاش کریں تو اسوقت اُنہیں صرف مذہب کے تلاش کا خیال رکھنا
چاہیے اور اپنے اپنے مذہب کا خیال ایسا کرنا نہیں چاہیے۔ اور ہر ایک مذہب کی باتیں سنکر
تفتیش کرنا چاہیے۔ کہ خدا کیا ہے اور ہم اسکو کیونکر پا سکتے ہیں۔

ہماری زندگی کا کوئی ہنگامہ نہیں۔ خدا اسکے سوا اور نہیں چاہتا کہ اسکا جلال ظاہر کیا جاوے
کی بڑائی ایسی ہے کہ اس تک ہم پہنچ نہیں سکتے۔ ہم سب کے سب خدا کے جلال کو ظاہر کریں۔ یہی
بڑی خوشی ہے اور اس میں ہماری خوشی شامل حال ہے۔ سکندر اعظم نے جب تمام دنیا کو فتح کیا
افسوس کیا کہ اور دنیا فتح کرنے کو نہیں بلکہ بڑوں کو اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی ہے۔ لوگ دنیا
طاقت حاصل کرکے خوش نہیں ہیں۔ انسان کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا۔ سوای خدا کے جو بھید اور
تنہا ہے۔ پس ہماری کارروائی کا تتمہ یہی ہے کہ ہم خدا کا جلال ظاہر کریں۔

اسلیے ہمیں ہمیشہ خدا کی طرف خیال کرنا چاہیے اور کوئی غرور اور گھمنڈ اور شیخی ہرگز دلمیں
نہیں ہونے دینا چاہیے۔ خدا ایک ہے۔ اور اسکی محبت کا رستہ ایک ہے۔ ہمیں چاہیے کہ خدا
ہو کر ہم ہر ایک سے محبت کریں۔

وقفہ

بعد از نماز ظہر

پنڈت گوپی ناتھ صاحب سکرٹری سناتن دھرم سبھا لاہور

حاضرین جلسہ بہت تنگ وقت میں مجھے آمادہ کیا گیا ہے کہ میں بھی اس جلسہ میں سناتن ہندو دھرم

پر تقریر کروں - اور چونکہ لکھے ہوئے مضامین پڑھنے کی قید اٹھا دی گئی ہے اور مجھے اپنے مکرم دوستوں کے ارشاد کی تعمیل منظور تھی لہٰذا اس تنگی وقت میں جو کچھ کہ ہو سکتا ہے میں سناتن دھرم کی عظمت کے بارے میں آپکے روبرو پیش کرتا ہوں ۔ میرے اسوقت تقریر کرنے پر آمادہ ہونے سے یہ خیال نہ کیا جاوے کہ میں اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ کماحقہ طور پر اس عالی شان سناتن دھرم کی عظمت اور اسکی خوبیوں کا ذکر کر سکوں - اس عالی شان دھرم کی خوبیاں عمدگی کے ساتھ ظاہر کرنے کے لیے بڑے بڑے لائق اور فاضل ودوانوں کی ضرورت ہے - کہ جنکا خاکپا سے ہونے کا درجہ بھی مجھ حاصل نہیں ہے ۔ نہ میری اس تقریر سے یہ مراد سمجھی جاوے کہ جو کچھ میں اس میں بیان کروں گا فقط سب یقدر خوبیاں اس سناتن دھرم میں ہیں کہ جسکا ناچیز معتقد ہونے کا فخر مجھ کو حاصل ہے ۔ اس سناتن دھرم کی خوبیاں بیشمار ہیں - ایک معمولی انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ کلی طور پر اسکی خوبیوں کا بیان کر سکے اسکی خوبیاں سمجھنے اور سمجھانے کے لیے بڑے بڑے فاضلوں کی ضرورت ہے اور بڑی بھاری اعلے درجہ کی کھلی ہوئی توجہ اسکے لیے درکار ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ بہت زیادہ وقت کی اسکے لیے ضرورت ہے کہ آدمی سیکھے اور پڑھے اور تجربہ کرے اور روشن ضمیری حاصل کرکے پھر اسکی خوبیوں کا قائل ہو -

اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ آجکل زمانہ کی ہوا ایسی چل رہی ہے کہ سناتن دھرم کو بڑی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے اور بہت سے نئے مذاہب اور علاوہ ازیں دنیاداری کے دھندوں میں پھنسے ہوئے لوگ - اس دنیا کی خوشیوں اور راحتوں کے سامان کے حاصل کرنے میں ڈوبے ہوئے - اور اسی دنیا کی آسائشوں کے حصول کو ہی اپنا اصلی مدعا خیال کرتے ہوئے آخرت کو بھولے جاتے اور بے اعتقادی اور لامذہبی کے بھنور میں پھنسے ہوئے اس دھرم کی خوبیوں سے بوجہ آرام طلبی کے بے بہرہ ہو رہے ہیں لیکن یہہ واضح رہے کہ اس سے سناتن دھرم کی حقیقی عظمت میں کوئی فرق نہیں آسکتا ۔ اگر نہ جاننے کی وجہ سے یا تمیز کی عقل ندارد ہونے کے باعث سے کوئی ہیرے اور جواہرات کی قدر نہیں جانتا اور اسکی قیمت جاننے کا مادہ نہیں رکھتا تو اس سے ہیرے اور جواہرات کی اصلی خوبیوں میں کوئی فرق آنا ممکن نہیں ہے بلکہ وہ جیسے ہیں ویسے ہی ہیں ۔ اسیطرح سناتن دھرم کی فضیلت کا حال ہے - نہ جاننے والے کی اپنی عدم واقفیت کا قصور ہے نہ کہ سناتن دھرم کا ۔

اگرچہ زمانہ کی ناموافق ہوا بے اعتقادی کے جھونکے اڑاتی ہوئی بہت سے لوگوں کو دھرم سے

ڈانوا ڈول کر رہی ہے لیکن یہ یاد رہے کہ سچا بہادر وہی ہے جو اس ناموافق ہوا میں بھی اپنے دھرم پر اٹل کھڑا رہے اور ہوا کے جھونکوں سے ادھر اُودھر جھک کر اپنی مضبوط بنیاد سے اکھڑ نہ جاوے ۔ ایسے بہت سے موقعے ۔ تاریک اور بھیانک موقعے ۔ دل کو للچانے والے موقعے ۔ تاریخ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں جو در حقیقت انسان کے لیے امتحان کے موقعے ہوتے ہیں کہ آیا اس وقت ایسے نازک موقعوں پر وہ اپنے دہرم پر قائم رہتا ہے یا کسی کے ڈر کے مارے یا اپنی تباہی دیکھکر یا دوسری جانب میں اپنی آسائش اور آرام دیکھکر وہ اپنے دھرم سے گر پڑتا ہے ۔ مضبوط دل اور مستقل مزاج لوگوں کے لیے ایسے موقعے مبارک اور غنیمت ہوتے ہیں اور انہیں موقعوں پر وہ اپنی عظمت اور استقلال کا امتحان دیکر س میں کامیاب ہوکر وہ نام دنیا کے لیے چھوڑ جاتے ہیں کہ اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے وہ نمونہ ہوتے ہیں ۔

ہمارے یہاں سری تلسی کرت راماین میں ایک قول ہے کہ :۔ دھیرج دہرم ۔ متر اور ناری ۔ پت کال پرکھیے چار ۔

धीरजधर्म मित्र अरुनार · आपत काल परखियेचार

معنے اسکے یہ ہیں کہ دہیرج (یعنے استقلال) دھرم (یعنے پابندی مذہب) متر (یعنے دوست اور) ناری (یعنے عورت) ان چاروں کا امتحان مصیبت کیوقت ہی ہو سکتا ہے ۔

جب تک ایک آدمی ہر ایک طرح سے آسودہ ہے اور کوئی تکلیف اسکو نہیں ہے اسوقت تک اسکے استقلال کا کوئی امتحان ہونا ممکن نہیں ہے ۔ ہر ایک آدمی ایسی حالت میں مستقل مزاج ہونے کا دم بھر سکتا ہے ۔ لیکن جب مصیبت سر پر آجاوے اسوقت اگر کوئی پنچ کام اس سے نہیں ہوتا اور اسطرح سکوت کے ساتھ مصیبت کو جھیل کر وہ اپنی شرافت پر کھڑا ہے تب ہی اسکو مستقل مزاج کہہ سکتے ہیں ۔ ورنہ اگر مصیبت کیوقت وہ چوری کرنے دغا کر فریب پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اُس کا استقلال کہاں رہا جو آسودگی کی حالت میں ہمیں دکھائی دیتا تھا ؟ ۔

اسیطرح دہرم کا امتحان بھی مصیبت کے وقت ہی ہوتا ہے ۔ کیا معنے کہ آسودگی کے موقع پر ممکن ہے کہ ہر ایک آدمی مذہب کا پابند خود کو ظاہر کرے لیکن جسوقت آفت آجاوے جسوقت دھرم سے پھرانے کے لیے دشمن کی تلوار سر پر ہو ۔ جسوقت دہرم کی پابندی کرنے میں سراسر نقصان معلوم ہو ۔ جسوقت ہم جنسوں میں بقولیکہ شرم اٹھانی پڑے ۔ جسوقت کہ دھرم کی قید دن

کو توڑنے میں بظاہر آسودگی اور آرام دکھائی دے۔ ایسے وقت پر جو دھرم پر قائم اور پابند رہتا ہے وہی اس امتحان میں پورا اترتا ہے۔ ورنہ تکلیف اور مصیبت سے ڈر کر جو شخص مذہب سے گر جاتا ہے یا آرام یا نفع کے لالچ سے غیر مذہب اختیار کر لیتا ہے وہ کسی کام کا نہیں۔ لہذا مصیبت کا موقع ہے دھرم کے امتحان کا ہے۔ آجکل کے زمانہ کی بپھری ہوئی ہوا گویا کہ معتقدان دھرم کے لیے امتحان کا موقع ہے کہ کون اس میں دہرم سے بکھہ ہوجاتا ہے اور کون مستقل رہتا ہے۔

دوست کا امتحان بھی مصیبت کے وقت پر ہی ہوتا ہے۔ جسوقت تک کہ میں آسودہ ہوں خوشحال ہوں۔ کسی کا محتاج نہیں ہوں۔ اسوقت ممکن ہے کہ بہت سے اشخاص میری عزت کریں۔ آیئے جناب۔ تشریف لایئے وغیرہ الفاظ کہکر اپنی دوستی کا یقین دلاویں۔ جھک کر سلام وغیرہ بھی کریں تعظیم دیکر عزت کی جگہہ پر بھی بٹھاویں۔ اور تمام اپنی اپنی دوستی کا دم بھریں۔ لیکن اصلی امتحان دوستوں کی دوستی کا ایسے موقع پر نہیں ہوسکتا۔ ایسے موقعوں پر تو خواہ مخواہ بھی ہر ایک انسان دوست بنجاتا ہے۔ لیکن خدانخواستہ اگر کوئی مصیبت مجھپر آجاوے۔ اور تکلیف سامنے دکھائی دیتی ہو اور مجھے دوستوں کی امداد کی ضرورت ہو۔ اسوقت جو شخص مجھے بہر وسہ دے۔ میرا ساتھہ دے مجھکو پہلے ہی کی طرح عزت کی نظر سے دیکھے جیسا کہ میری آسودگی کے موقع پر دیکھتا تھا۔ اور میری امداد اس اڑے وقت میں کرے وہی اصل دوست کہلانے کا مستحق سمجھا جاسکتا ہے۔ ورنہ بہت سے دوست جو آسودگی میں میرے دوست تھے وہ مصیبت کے موقعہ پر بات تک پوچھنے کے روادار نہیں ہوتے۔ بلکہ نفرت کے ساتھہ پیش آتے ہیں۔ پس دوستوں کے امتحان کی کسوٹی بھی مصیبت ہی کا وقت ہے۔

یہی حال عورت کا ہے۔ جسوقت تک اسکا خاوند خوشحال ہے۔ اپنی جورو کی ہر ایک خواہش پوری کر سکتا ہے۔ اسکو زر و زیور سے خوش رکھ سکتا ہے اسوقت تک اگر وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ اسپر نثار ہوتی ہے اسکا ہر ایک حکم بجا لاتی ہے۔ اسکی خاطر تواضع کرتی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ ہر ایک عورت اس حالت میں کسی مرد کے ساتھہ بھی اسی قسم کا سلوک کر سکتی ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ خاوند پر مصیبت آجاوے۔ یا وہ کمانے کے لائق نہ رہے یا اسکا کوئی انگ جاتا رہے اور وہ بدصورت ہوجاوے۔ ایسی مصیبت کے وقت بھی اگر عورت اسکے ساتھہ اسیطرح

Marfat.com

سے محبت کرتی ہے۔ اسیطرح میٹھے وچنوں سے اسکا آدر کرتی ہے۔ اسیطرح اسکا حکم بجا لاتی ہے۔ اسیطرح اسکو تسلی دیتی ہے۔ جیسا کہ پہلے کیا کرتی تھی۔ تب وہ بیشک امتحان میں پوری اتری سمجھی جاسکتی ہے ورنہ مصیبت کے موقع پر اگر وہ خاوند کو جھڑکتی ہے اسکو حقارت سے دیکھتی ہے۔ اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتی تو وہ کس کام کی عورت ہے۔

پس اے سناتن دھرم کے پیروان بھائیو۔ اس موجودہ زمانہ کی ہوا گردی کی مصیبت کو اپنے لیے امتحان کا موقع سمجھو اور کوشش کرو کہ مستقل مزاجی کے ساتھ اس میں سے کامیاب ہو کر نکلو۔ خوشی اگر تم کو ہونی چاہیے تو اس امر کی کہ جس مذہب پر تمہارا اعتقاد ہے وہ ایسا لاثانی مذہب ہے کہ جسکی برابری اور کوئی مذہب نہیں کرسکتا اور اسکی عظمت ایسی ہے کہ لاچار ہر ایک کو سر جھکانا پڑتا ہے + چند خوبیاں میں بیان کرتا ہوں۔

اول۔ خیال کرو کہ اس دھرم کا نام سناتن دھرم ہے۔ لفظ سناتن کے معنے ہیں قدیم دہرم پس اس میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے کہ اس معاملہ میں یہ دہرم اسم بامسمے ہے + ابتدائے آفرینش سے اگر کوئی مذہب چلا آیا ہے تو یہی سناتن دہرم ہے + کتب تواریخ ہر ایک دیگر مذہب کا حال بتا سکتی ہے کہ کون مذہب کب سے قائم ہوا کسی مذہب کی تاریخ ابتدائے ۱۹ سو سال ہے کسی کی تیرہ سو سال کسی کی ۵ سو سال وغیرہ۔ لیکن یہ سناتن دہرم وہ دھرم ہے کہ تاریخ کی زبان اسکے سامنے رک جاتی ہے + کوئی تواریخ نہیں بتا سکتی کہ اس مذہب کی ابتدا کب سے ہے + موجودہ تاریخ کے زمانہ سے بھی پہلے سے یہ مذہب چلا آتا ہے + ہمارے قدیم شاستر اور پران وغیرہ اتہاس جو موجودہ مروجہ تاریخ کے زمانہ سے بہی بہت پہلے کے بنے ہوئے ہیں وہ بھی اس سناتن دہرم کا بیان تو کرتے ہیں لیکن وہ بہی کوئی تاریخ نہیں بتا سکتے کہ کب سے یہ دہرم قائم ہے۔ پہر موجودہ مروجہ علم تاریخ کی تو اس معاملہ کے اظہار میں حقیقت ہی کیا ہے؟ غرضکہ سناتن دہرم اس زمانہ سے چلا آیا ہے کہ جس زمانہ کا حال کوئی نہیں بتا سکتا کہ آج سے کتنے سو یا ہزار صدیاں پہلے یہ دہرم قائم ہوا + پس یہہ فضیلت اس دہرم میں ایسی ہے کہ جس میں یہ یکتا ہے اور کوئی دوسرا مذہب دنیا کا اسکی برابری نہیں کرسکتا۔

دوم یہ امر قابل خیال کرنے کے ہے کہ باوجودیکہ یہ مذہب ایسے ایک قدیم ترین زمانہ سے چلا آتا ہے کہ جسکی ابتدا کوئی انسان نہیں جانتا اور نہ کسی تاریخ سے اسکا پتہ چلتا ہے لیکن باوجو

Marfat.com

اسکے یہ مذہب ابھی تک قائم ہے۔ اس عرصہ دراز میں بہت سے مذہب پیدا ہوئے اور نابود ہو گئے بہت سی قومیں پیدا ہوئیں اور نام آور ہوئیں لیکن اب ان کا نام لیوا کوئی نہ رہا۔ کئی ایک مذہب اس عرصہ میں قائم ہوئے لیکن حالت تزلزل میں آکر بیٹھ گئے۔ لیکن سناتن دہرم ابھی تک قائم ہے اور اپنے حلقہ میں کئی کروڑ لائق انسانوں کے گروہ کو سنبھالے ہوئے ہے + دیگر بہت سے مذاہب پیدا ہو کر اسی وقت تک قائم رہے کہ جب تک انکی پولیٹیکل طاقت قائم رہی = یعنے جبتک کسی ملک کی حکومت انکے ہاتھ رہی اور جوں ہی پولیٹیکل طاقت جاتی رہی وہ مذہب بھی ساتھ ہی نابود ہو گئے + اب بھی علاوہ سناتن دھرم کے جو دیگر مذاہب اپنی آن بان میں قائم ہیں انکا بہت سا مدار انکی پولیٹیکل طاقت پر ہے جو انکو حاصل ہے + لیکن سناتن ہندو دھرم وہ دہرم ہے کہ باوجودیکہ کئی صدیوں سے اسکی پولیٹیکل طاقت جاتی رہی اور اب اسکا کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ تاہم یہ دھرم ابھی تک قائم ہے جسکی وجہ سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ مذہب صداقت کی مضبوط بنیاد پر کھڑا ہے۔ پولیٹیکل طاقت کا زوال صداقت کا زوال نہیں کر سکتا ہے۔ اور جب تک جہان میں تحقیق رستی کا مادہ قائم رہے گا تب تک سناتن ہندو دہرم پر اس اس قدر آفتیں آئیں جو کسی اور مذہب پر نہ آئی ہونگی اور کئی دفعہ غیر مذاہب کے حکمرانوں نے بزور تلوار ہر مذہب کو نیست و نابود کرنا چاہا اور لاکھوں کروڑوں کا خون کر ڈالا اور لاکھوں کروڑوں کو تبدیل مذہب پر مجبور کیا۔ لیکن تاہم یہ مذہب نابود نہیں ہو سکا اور یقین واثق ہے کہ کبھی نہ ہوگا + کیونکہ انسانوں کے قتل اور عبادت گاہوں کو منہدم کرنے سے راستی اور صداقت اور انصاف جہان سے غائب نہیں ہو سکتا اور جس مذہب کا مدار ان صفات پر ہو وہ بھی معدوم نہیں ہوگا۔

سوم۔ یہ بات قابل توجہ کے ہے کہ دنیا میں اگر قدیم سے قدیم کوئی مذہبی کتاب دستیاب ہو سکتی ہے تو وہ سناتن ہندو دہرم کی ہے۔ تمام دنیا کے مذہب کوئی ایسی مذہبی کتاب پیش نہیں کر سکتے جو سناتن دھرم کی مذہبی کتب سے قدیم ہو + تمام دنیا تسلیم کرتی ہے اور ....

تسلیم خم کرتی ہے کہ دنیا میں اگر پرانی سے پرانی کوئی مذہبی کتب ہیں تو وہ ہندوؤں کے وید مقدس ہیں۔ پس الہام کے معتقدان کو ماننا پڑے گا کہ اگر سب سے اول کوئی الہامی کتاب دنیا میں ہویدا ہوئی تو وہ وید مقدس ہیں اور اسکے ساتھ اور کسی مذہبی کتب کو درجہ برابری نہیں مل سکتا + علاوہ ازیں سناتن ہندو دھرم کا مذہبی لٹریچر اسقدر وسیع ہے کہ وہ بطور خود عالی شان ہے جسکی مثال

سی غیر مذہب میں نہیں مل سکتی ÷ دیگر مختلف مذاہب کی مذہبی کتب کی تحقیقات کی جاوے تو بہت معدودے
ند انکی تعداد نکلے گی اور کئی ایک مذاہب ایسے نکلیں گے کہ جن کا تمام سرمایہ مذہبی کتب ایک یا دہ سے
یادہ نہ ہوگا۔ لیکن سناتن دہرم وہ عالی شان دھرم ہے کہ اسکی لاانتہا مذہبی کتب پائی جاتی ہیں۔ اور
چہ یہ سچ ہے کہ لاکھوں ہی کتابیں اسکی زمانہ کی ناموافقت اور غیر مذاہب کے مظالم سے برباد کی گئیں
رحماموں تک گرم کرنے میں استعمال کی گئیں۔ لیکن پھر بھی اس موجودہ وقت میں بھی اسکا مذہبی لٹریچر
با دقیق اور وسیع موجود ہے کہ بڑے بڑے محققان خرچ کثیر کے ساتھ اس لٹریچر کی مکمل فہرست تیار
نے کو آمادہ ہوئے اور اگرچہ اونہوں نے لاکھوں ہی کتب کی فہرست تیار کی۔ لیکن تاہم اس بات کے
دی کرنے کا حوصلہ انکو نہیں ہوا کہ اونہوں نے مکمل فہرست تیار کر لی ہے ÷ یہ بات اس امر کی دلیل ہے
ں سناتن دھرم میں اس قدر وسیع تعداد عالمان زاہدان اور متلاشیان حقیقت کی پیدا ہوئی ہے
یسی اور مذہب میں نہیں ہوئی۔ اور انکی تصنیفات دربارہ معاملات مذہبی اتنی عجیب اور ایک سے ایک
ر عمدہ پہلوؤں سے ہوتی ہیں کہ جسکا بیان ناممکن ہے ÷ ایسا عظیم اور عالی شان مذہبی لٹریچر کہ جسکی
ہ لگانا ناممکن ہو رہا ہے اور جو باوجود اتنے عظیم نقصان ہو چکنے کے اسوقت تک پایا جاتا ہے یہہ
ر خود ایک ایسی عظمت اس ہندو دہرم کی ظاہر کرتا ہے کہ جسکی مثال دنیا کے کسی مذہب میں ڈھونڈھنا
ن ہے ÷ یہ مذہبی لٹریچر ہندوؤں کا کوئی معمولی لٹریچر نہیں ہے بلکہ ایسا دقیق اور اعلے فلاسفی سے پر ہے
بکا مزہ وہی لوگ جانتے ہیں جو اس میں غوطہ لگانے کی کوشش کرتے ہیں ÷ چند سطروں میں وہ دقیق اور
ب معاملات بیان کیے گئے ہیں جنکو سوتر کہتے ہیں کہ جنکی تشریح بڑی ضخامت چاہتی ہے ÷ مثلاً یوگ
یعنے علم ریاضت کی ایک مختصر سی کتاب وہ عجیب کرشمہ عاملوں کے لیے رکھتی ہے کہ بڑی سے بڑی
م کتاب اسکی برابری نہیں کر سکتی۔ اور یہہ یوگ ودیا وہ علم ہے کہ جسکی سلسلہ وار تعلیم کی کتاب دنیا کے
سی مذہب میں دستیاب نہ ہوگی سوائے ہندو سناتن دھرم کے ÷ اس میں جسمانی اور روحانی تحقیقات
ں اعلے درجہ پر پہونچایا گیا ہے کہ اسکے عمل سے انسان خود قائل ہو جاتا ہے کہ جن باتوں کو دہ معجزہ
ل کرتا تھا اور جو دیگر مذاہب میں معجزہ خیال کی جاتی ہیں وہ تمام بلکہ اس سے کئی درجہ بڑھکر طاقتیں
مان کے اپنے اندر موجود ہیں۔ اور فقط سلسلہ وار ریاضت کے ذریعہ اسے اپنے آپ میں پیدا
نے کی دیر ہے کہ وہ طاقت ہویدا ہوکر دست بستہ غلام ہو جاتی ہے ÷ کوئی آجتک پیدا نہیں ہوا

Marfat.com

جس نے کسی غیر مذہب میں اس قسم کے علم کی ایک ہی کتاب علاج کی ہو + اسیطرح اس ہندو دھرم کے عظیم لٹریچر میں ایسے ایسے گوہر بے بہا ہیں کہ جن کا بیان اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے۔ اور جنکے اظہار کے لیے بڑے بڑے عالمان کی ضرورت ہے۔

چہارم۔ سناتن ہندو دھرم میں یہہ ایک عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کے اور کسی مذہب میں نہیں ہے کہ یہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر وغیرہ کے نام پر نہیں چلا ہے + دنیا کے اور جسقدر مذاہب ہیں کسی نہ کسی پیغمبر یا اولیاء کے نام سے مشہور ہیں۔ کوئی کسیکو اپنے مذہب کا بانی یا رہبر خیال کرتا ہے کوئی کسیکو ایسا سمجھتا ہے۔ لیکن سناتن دہرم ہے کہ کسی کے نام کے ساتھ اسکو تعلق نہیں اور نہ کسیکا چلایا ہوا یہ ثابت ہوتا ہے + اگرچہ بڑے بڑے عالی وقار اوتار اور پیغمبر اس مذہب میں ہوئے ہیں جنکی از حد تعظیم اس مذہب میں کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اس مذہب کے بانی نہیں قرار دیئے جاتے۔ بلکہ یہ مذہب ابدی اور ازلی ہے اور جسقدر اوتار ہندوؤں میں مانے جاتے ہیں ان میں سے کسی ایک کا بھی یہ دعوی نہیں ہے اور نہ ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان میں سے کوئی سناتن دھرم کا بانی مبانی ہوا ہے اور اس سے پہلے سناتن دہرم نہیں تھا + ہندوؤں میں شری رامچندر جی مہاراج سری کرشن چندر پرماتما وغیرہ کے نام بڑی توقیر اور ادب کے ساتھ لیئے جاتے ہیں اور یہہ پرماتما کے اوتار تسلیم کیے جاتے ہیں لیکن یہہ سناتن دہرم انمیں سے بھی کسی ایک کے نام پر مشہور نہیں ہے + کوئی ہندو یہ نہیں کہے گا کہ یہ اوتار سناتن دہرم کے بانی ہوئے ہیں اور ان اوتاروں کے پیدا ہونے سے پہلے سناتن دھرم نہیں تھا بلکہ ہندوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام اوتار وغیرہ دہرم کی رکھشا کرنے اور اسکے متعلق ہدایت کرنیکو ہوئے ہیں یا بھگتوں کی رکھشا کرنے کے لیے + دیگر مذاہب کے لوگ ہندوؤں پر الزام دیتے ہیں کہ وہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کو پوجنے والے ہیں لیکن انکو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ باوجود ۳۳ کروڑ یا ۳۴ کروڑ دیوتاؤں کو ماننے والے ہونے کے وہ ان میں سے کسی ایک کے نام پر اپنے دہرم کو چلایا ہوا نہیں مانتے بلکہ اس دھرم کی بنیاد اس پرماتما وحدہ لاشریک پر سمجھتے ہیں کہ جسکے آگے یہ ۳۳ کروڑ دیوتا ادنی چاکروں کی حیثیت رکھتے ہیں

پنجم۔ یہ سناتن دہرم ایسے اعلے درجہ کے انصاف پر مبنی ہے کہ کسی غیر مذہب میں اس قسم کا انصاف نہیں پایا جاویگا + ہر ایک مذہب جو دنیا میں قائم ہے وہ کم و بیش یہی خیال کرتا ہے کہ نجات یا مکتی فقط اسی مذہب پر محدود ہے کہ جس میں وہ شامل ہے دیگر تمام مذاہب والے ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں جلینگے + اس قسم کے عقیدے میں کسقدر انصاف یا بے انصافی ہے یہ تمام صاحب بخوبی سمجھ سکتے ہیں

Marfat.com

گویا اس طرح پر خدا کو ایک خاص مذہب یا فرقہ کا طرفدار بنادیا جاتا ہے کہ جو اس فرقہ میں شامل ہوگا وہی نجات حاصل کریگا + عقل اور انصاف کبھی اس امر کو گوارا نہیں کرسکتا کہ خداوند رب العالمین کو اس طرح ایک خاص مذہب کی طرفداری میں پابند کیا جاوے + جن مذاہب کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات فقط انکے ہی مذہب کے پیرواں کے لیئے ہے انسے اگر پوچھا جاوے کہ جب انکا مذہب ابھی پیدا نہیں ہوا تھا اسوقت تک ابتدائے زمانہ سے لیکر جو لاکھوں کروڑوں اربوں پدموں انسان پیدا ہوئے انکی کیا گت ہوئی۔ کیا وہ تمام جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں یا کہ انکی بھی نجات کا کوئی اور رستہ تھا۔ تو وہ لوگ اسکا کوئی معقول جواب نہیں دے سکینگے + سناتن دہرم ہی خاص ایک ایسا دہرم ہے کہ جو نجات کو کسی مذہب پر محدود نہیں کرتا۔ بلکہ اسکے انصاف کا عالی شان دربار ہر ایک کے لیے کھلا ہوا ہے + سناتن دھرم یہ نہیں کہتا کہ جو شخص ہندو کل میں پیدا ہوا وہ ضرور نجات حاصل کریگا + ناواقف لوگ اس سناتن ہندو دھرم کو ایک بڑا تعصب والا دہرم خیال کرتے ہیں اور یہانتک کہنے سے باز نہیں رہتے کہ برہمنوں نے خود غرضی سے اس میں اپنے لیئے خاص فائدے بنا رکھے ہیں۔ لیکن انکو معلوم ہونا چاہیے کہ اس دہرم کے برابر غیر متعصب اور عالی دل مذہب دنیا کے پردے پر اور کوئی نہیں ہے + برہمنوں نے کہیں اپنے دھرم پستکوں میں یہ نہیں لکھا ہے کہ جو برہمن ہوگا وہ نجات کا حقدار سمجھا جاویگا۔ فقط اس لیے کہ وہ برہمن ہے اور برہمن کے گھر میں پیدا ہوا ہے + اگر برہمنوں کی خود غرضی ہوتی اور یہ سناتن دہرم تعصب پر مبنی ہوتا تو دیگر مذاہب کی طرح اسکا بھی یہ دعویٰ ہوتا کہ نجات فقط ہندوؤں کی ہوگی اور سب سے پہلے لازمی طور پر نجات کو بلاشک و شبہ حاصل کرنے والے برہمن سمجھے جاوینگے + لیکن سناتن دہرم میں ایسا نہیں ہے + ذات پات کی تقسیم اور قیود کو مانکر اور اسکو اعلے اصول فلاسفہ کے ذریعہ جائز تسلیم کرکے بھی سناتن دہرم نجات کو کسی خاص فرقہ پر محدود نہیں کرتا البتہ مختلف فرائض مختلف اقسام اور ذاتوں کے لوگوں کے لیے منضبط کرتا ہے + سناتن دہرم کی نہایت فیاضانہ اور منصفانہ تعلیم یہ ہے کہ مکتی یعنے نجات ہر ایک مذہب اور ملت میں حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ دہرم تمام ہو اور رکھشا یعنے تشریح جو سناتن دہرم نے کی ہے اس میں کسی خاص عقیدہ کی شرط نہیں ہے۔ جسکا بیان میں ابھی آگے کرتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ سناتن دہرم تبدیل مذہب کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور کسی شخص کے لیے چاہے وہ کسی مذہب میں ہو جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر غیر مذہب اختیار کرے۔

سناتن دہرم کی تعلیم یہ ہے کہ جو شخص جس مذہب میں پیدا ہوا ہیں اگر وہ دیندار اور ایماندار ہونے کی کوشش کرے تو وہیں اسکے لیے نجات موجود ہے * سناتن دھرم یہ نہیں سکہاتا کہ اگر کوئی مسلمان یا عیسائی وغیرہ اگر ایمان دار اور رستباز بھی ہو تاہم وہ دوزخ میں جاویگا فقط اسلیے کہ وہ مسلمان یا عیسائی ہے اور ایک برہمن یا پنڈت رستباز اور ایماندار نہیں ہے تاہم وہ نجات کو حاصل کرے گا فقط اسلیے کہ وہ برہمن یا ہندو ہے * سناتن دہرم کے عقیدے کے مطابق خداوند تعالی کسی سے بعد مرنے کے یہ نہیں پوچھیگا کہ تم کس مذہب میں رہے - بلکہ یہ پوچھتا ہے کہ دنیا میں رہکر تمنے اپنی زندگی کن اعمالوں میں بسر کی * اگر تمہارے اعمال اچھے ہیں تو تم سرخرو ہو جاؤ گے اور اگر برے ہیں تو کسی مذہب کے نام کی آڑ تم کو بچا نہیں سکتی * پس نہایت نالائق اور بے ایمان ہیں وہ لوگ جو اپنے مذہب کو تبدیل کرتے ہیں * مذہب کی تبدیلی سے خدا ہاتھ نہیں آتا - فقط مذہب کی تبدیلی سے نجات کا دروازہ نہیں کھلتا - بلکہ خدا ہر ایک مذہب اور ملت میں مل سکتا ہے بشرطیکہ اسکی تلاش کی جاوے - نجات کا دروازہ ہر ایک مذہب کے لیے کھلا ہے بشرطیکہ اسکے لائق عمل کیا جاوے - اور یہ عمل انسان ہر ایک مذہب میں رہکر کر سکتا ہے دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو انسان کو بے ایمانی دغابازی شہوت پرستی کی تعلیم دے * جب ہر ایک مذہب میں انسان ایماندار ہو سکتا ہے تو پھر مذہب تبدیل کرنا اگر حماقت اور بے ایمانی نہیں تو کیا ہے؟ خداتعالے کو کوئی انسان دہوکا نہیں دے سکتا - اگر اسکے اعمال برے ہیں تو فقط اسوجہ سے وہ خدا کے نزدیک سزا سے نہیں بچ سکتا کہ اس نے ایک اور مذہب کا جامہ پہن لیا اور ہندو مذہب میں پیدا ہو کر مذہب اسلام کو قبول کر کے مرا - یا مذہب اسلام میں پیدا ہو کر دین عیسوی میں مرا * سناتن دہرم کے عقیدہ کے مطابق خداوند تعالی فقط یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہمارے اعمال کی پوٹلی میں کیا کچھ بھرا ہے - اگر وہ پوٹلی پاکیزگی سے بھری ہے تو تم اسکے عزیز ہو اور اگر اس میں غلاظت ہی تو تم اپنے کردار کی سزا پاؤ گے - غرضکہ سناتن دہرم کی تعلیم یہ ہے کہ جو شخص چاہے کسی مذہب میں پیدا ہوا اگر اس نے اپنے نفس امارہ کو قابو کیا ہے تو وہ نجات کا مستحق ہے اور جس نے اپنے نفس پر قابو نہیں پایا اور دنیا کی شہوات میں گرفتار ہے اور گناہ کرتا ہے وہ کسی مذہب میں ہو ضرور سزا پائیگا * یہی وجہ ہے کہ سناتن دہرم ہر ایک مذہب میں جو کوئی اولیا اور سائیں لوگ اور تارک الدنیا ہو اسکی عزت کرتا ہے - اسوجہ سے کہ وہ بوجہ اپنی ان صفات کے خدا کا پیارا ہے - نہ اسوجہ سے کہ وہ خاص مذہب میں پیدا ہوا ہے - کئی نیچ قوموں میں پیدا شدہ

Marfat.com

کی بوجہ انہیں صفات کے سناتن دھرمیوں کے نزدیک بڑے اعلے رتبہ پا گئے + کبیر بھگت جو ذات سے جولاہا تھا صدنا قصائی وغیرہ نہیں صفات کی وجہ سے فضیلت پا گئے + پس یہ خاص خصوصیت سناتن دھرم ہی میں اعلے درجہ کے انصاف کی پائی جاتی ہے کہ وہ اعلے ترین درجہ کی فیاضی اور فراخ دلی سے تمام انسانوں کو دیکھتا ہے اور نجات کو کسی ایک فرقہ پر محدود نہیں کرتا یہ خوبی کسی اور مذہب میں پائی نہیں جاتی کیونکہ دیگر مذاہب اسی امر پر تلے ہوئے ہیں کہ اگر نجات ہے انکے مذہب کے لیے ہے اوروں کے لیے نہیں ہے +

ششم + جس صورت میں دیگر تمام مذاہب لوگوں کو مختلف طریق سے ترغیب دلا دلا کر اور کئی اقسام کا لالچ دیکر اُن کا آبائی مذہب بگاڑنا اور ان کو اپنے مذہب میں لانا چاہتے ہیں اور اس طرح پر اپنے ہم مذہبوں کی تعداد بڑھانا ایک بڑا فرض سمجھتے ہیں یہ فقط اکیلا ایک سناتن دھرم ہی ہے کہ جو کسی کے مذہب کو بگاڑنا نہیں چاہتا اور کسی غیر مذہب کو اپنے میں نہیں ملاتا اور نہ ایسا کرنے کو جائز سمجھتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی ہندو اپنے دھرم سے ایک خاص حد تک بگڑ گیا ہو اسکو بھی اگر بعد میں اسکی سنت سماجت پر شامل کرتا ہے تو نہایت سخت پابندیوں اور احتیاطوں کے ساتھ جسکو پرائشچت کے نام سے پکارتے ہیں گویا اسکو اس امر کی سزا دیجاتی ہے کہ اس نے اپنا آبائی مذہب کیوں چھوڑا بلکہ ہر ایک بات اسکو حاصل تھی اور کیوں اسنے بے ایمانی پر کمر باندھی + دیگر تمام مذاہب کو ہندو دھرم جو کچھ وہ چاہیں کرنے کو موجود ہے۔ نیک اعمال حاصل کرنے کا رستہ دکھلانے کو ہر دم تیار ہے لیکن یہ اسکو کبھی گوارا نہیں کہ کسی کو اپنے مذہب سے بگاڑ کر خود میں شامل کرے کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ جو شخص اپنے دین کا نہ ہوا وہ بیدین کس کام کا + سناتن دھرم ایسے بیدینوں کو اپنے سے باہر کر دینا گوارا کریگا۔ لیکن غیر مذاہب کے لوگوں کو اس میں شامل کر کے اپنی تعداد بڑھانا مناسب نہیں سمجھے گا + یہ اس دھرم کا تعصب نہیں ہے بلکہ اعلے درجہ کی فیاضی اور فراخ دلی اور انصاف پسندی ہے کہ وہ تمام مذاہب کو ایک نظر سے دیکھکر تعلیم دیتا ہے کہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہو اور اسی میں خداوند کی تلاش کرو۔ تبدیل مذہب سے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہاتھ آوے گی + کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہی اعلے درجہ کی منصفانہ تعلیم دنیا کے کسی اور مذہب میں پائی جاتی ہے؟ بلا شبہ اس معاملہ میں بھی یہ دھرم اپنی مثال خود آپ ہی ہے + بھگوان سری کرشن چندر جی کا قول ہے کہ

"स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः"

یعنے انسان کے لیے اپنے ہی مذہب میں مرنا مبارک ہے کیونکہ غیر مذہب جب [illegible] کا ہے + اس قسم کا قول کسی دوسرے مذہب میں آپ کو ہاتھ نہیں آویگا۔ کیونکہ دیگر تمام مذاہب عموماً اوروں کا مذہب بگاڑ کر اپنے غول میں شامل کرتے ہیں حالانکہ ایک سناتن دھرم اس امر کے خلاف ہے وہ انصاف

پسندی کے ساتھ ہر ایک کو اپنے اپنے مذاہب میں رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور اس قسم کی نیک اور منصفانہ ہدایت کسی اور مذہب میں نہیں مل سکتی ÷ دیگر مذاہب اوروں کو انکے مذہب سے گرانا ثواب سمجھتے ہیں۔ لیکن سناتن دھرم اسکو گناہ خیال کرتا ہے۔ اور حقیقت میں انصاف کے سامنے یہ گناہ ہے۔

اب حاضرین کو بتاتا ہوں کہ سناتن دھرم نے دھرم کی تشریح کس طرح پر کی ہے ÷ اس تشریح سے آپ کو معلوم ہو جاویگا کہ یہ دھرم کسیکا ناجائز طرفدار یا ناجائز مخالف نہیں ہے ÷ یہ تشریح اس قسم کی ہے کہ ہمیں کسی مذہب کا کوئی ذکر نہیں ہے ÷ جو صفات دھرم کی بیان کی گئی ہیں وہ صفات جن میں پائی جاویں وہ سناتن دھرم کے نزدیک دھرماتما ہیں اور جن میں وہ صفات نہیں ہیں وہ پاپی ہیں چاہے کسی مذہب میں کیوں نہ ہوں ÷ اس تشریح یعنے دھرم کے لکھشنوں میں نہ تو کوئی خاص عقیدہ کا ذکر ہے اور نہ کسی پر ایمان لانے یا نہ لانے کی قید ہے۔ بلکہ ایسی صفات کو بیان کیا ہے جو دھرم کی اصلی صفات ہیں۔ یہ صفات تمام دھرموں یعنے مذاہب کو حاوی ہیں ÷ یہ کسوٹی گویا کہ سناتن دھرم نے مقرر کردی ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جاویں چاہے وہ عیسائی ہو۔ مسلمان ہو۔ یہودی ہو۔ پارسی ہو۔ ہندو ہو۔ یا جو کچھ ہو وہ بیشک دھرماتما اور نجات کا مستحق ہے۔ بلا انکے کوئی مستحق نہیں ہے چاہے وہ کیسے ہی اعلےٰ سے اعلےٰ خاندان یا مذہب میں پیدا ہوا ہو ÷ وہ دھرم کی صفات مندرجہ ذیل ہیں جو ہمارے منو مہاراج نے بیان کی ہیں:-

धृतिक्षमा दमोऽस्तेय: शौचमिन्द्रियनिग्रह:

धीर्विद्या सत्यमक्रोध: दशकं धर्मलक्षणम्

یعنے دھرم کی دس صفات ہیں۔ جہاں یہ دس صفات پائی جاویں وہاں سمجھو کہ دھرم موجود ہے:- اول دہرتی یعنے استقلال دوم کھشما یعنے دوسرے کی خطا کو بخش دینا اور خود طاقت ور ہو کر بھی اپنے زیر سایوں یا ماتحتوں پر ظلم نہ کرنا۔ سوم دم یعنے اپنے دل کو بھٹکنے نہ دینا۔ چہارم استے یعنے چوری نہ کرنا۔ پنجم شوچ یعنے پاکیزگی۔ ششم اندریہ نگرہ یعنے تمام اندریا حواس خمسہ کو اپنے قابو میں رکھنا۔ ہفتم دہی یعنے تمیز عقل۔ ہشتم ودیا یعنے علمیت۔ نہم ستیہ یعنے راستبازی۔ دہم اکرودھ یعنے غیض و غضب میں نہ آجانا۔ یہ دس دھرم کے لکھشن ہیں ÷ پس اے حاضرین جلسہ آپ خود انصاف کریں کہ کس طرح صفائی اور انصاف کے ساتھ دھرم کی تشریح کی گئی ہے کہ جس میں کسی مذہب کو انکار نہیں ہو سکتا اس میں نہ کسی مذہب کی رعایت ہے نہ مخالفت۔ بلکہ صاف سیدھا راستہ بتایا گیا ہے کہ جہاں ان صفات کو مجتمع دیکھو وہاں سمجھو کہ دھرم موجود ہے۔ اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ یہ مجموعہ رکھنے والا کس مذہب میں پیدا ہوا اور کس قوم

یا ایمان لایا یا نہیں لایا ہے۔

ہفتم: اور ایک خاص خوبی اس دہرم میں یہہ ہے کہ یہ اعلیٰ سے اعلے ودوان یعنے فاضل اعلے سے اعلی امیر کبیر اور سورکہہ سے سورکہہ ان پڑہ اور غریب سے غریب گدا سب کے لیے اپکار کرکے نجات کا رستہ بتاتا ہے۔ اسی خیال سے اس میں تین طرح کے رستے قائم کیے گئے ہیں اول بہگتی یعنے محبت صادق جسے اعتقاد بھی کہہ سکتے ہیں دوم اپاسنا یعنے پرستش اور عبادت سوم گیان یعنے حقیقت پر پہونچ جانا۔ اگرچہ تینوں کا مدعا ایک ہی ہے دربار یکہ معنوں میں جاکر تینوں ایک ہی ہیں لیکن ظاہرا طور پر یہ رستے الگ الگ مختلف قسم کے لوگوں کے لیے رکھے گئے ہیں کہ کوئی اس انمول رتن یعنے آخرت کی سدہار سے محروم نہ رہجاوے۔ اگر کوئی شخص عالم فاضل نہیں ہے اور ان پڑہ ہے اور دولت بھی ندارد ہے لیکن خدا کا متلاشی ہے اسکے لیے بہگتی مارگ سب سے آسان رکہا ہے اسکے لیے یہ قید نہیں ہے کہ پہلے وہ تمام شاستروں اور مذہبی کتب کو پڑہ لے۔ پہر اسکو کچہ حاصل ہوگا اس میں اسکی تمام عمر ہی صرف ہوجاویگی اور حصول نجات کا علاج کب کریگا۔ ایسے لوگوں کے لیے بھگتی کا رستہ قائم کیا ہے۔ کیا معنے کہ اس خداوند تعالیٰ کی یاد میں محو ہوجاویں اور اس محبت میں ایسے لین ہوجاویں کہ انکو ہمیشہ وہی اپنے پاس معلوم ہو۔ اگر بغیر کچہ علم حاصل کیے بھی وہ اعلے درجہ کی بھگتی کے ساتھ مالا یا تسبیح ہاتھ میں لیکر رام رام یا معبود حقیقی کے کسی نام کا جپ کرتے ہیں اور اس طرح خدا کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور اس خیال کی محویت بد سے گناہ کا خیال انکے دل میں پیدا نہیں ہوتا تو گویا یہی سہل رستہ انکے لیے وہ نیک نتیجہ پیدا کرنیوالا ہے جو اعلے سے اعلی لائق اور فاضل اور امیر کو حاصل ہوسکتا ہے۔ ایسی حالت میں کچہ ضرورت انکے لیے نہیں رہی کہ وہ پہلے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم میں صرف کریں یا دولت کمانے کی فکر میں سرگردان ہوں۔ ایسے دوسرے درجہ کے لوگوں کے لیے اپاسنا یعنے پرستش اور کرم کانڈ کا طریق ہے جس میں ہر ایک قسم کا پوجن ہون۔ دان خیرات وغیرہ وغیرہ سب شامل ہے۔ اور اعلی ترین درجہ کے عالمان کے لیے گیان کانڈ یعنے علم حقیقی موجود ہے جس بے پایان سمندر کی تھاہ لگاتے لگاتے جس جس قدر وہ زیادہ عالم اور فاضل باتوں کے سمجھنے کے قابل ہونگے ویسا ویسا ہی وہ اس گیان مارگ کو حاصل کرینگے۔ گیان کا درجہ اسوقت حاصل ہونا سمجھا جاتا ہے جب انسان کو اعلے درجہ کی تعلیم ریاضت اور مشاہدہ سے یہ محسوس ہونے لگے کہ اس میں اور کسی غیر میں کچہ فرق نہیں ہے اگر وہ کسی سے برائی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھ کرتا ہے اور کسی سے نیکی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھ کرتا ہے۔ اس بھگتی اپاسنا کرم اور گیان کانڈ کی بہت بڑی بہاری اور نہایت دلچسپ تشریح ہمارے شاستروں میں موجود ہے اور بڑی بڑی

Marfat.com

مفصل گرنتھ اس دلچسپ تقسیم پر موجود ہیں۔ ایسے مفصل اور عظیم مضمون کا میں ایک شمہ بھی بوجہ طوالت اور اپنی بیچ‌مائگی کے اسوقت بیان نہیں کرسکتا ٭ یہ اس قسم کی تقسیم بھی جہانتک میرا خیال ہو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتی اور سب لوگوں کو ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی طریق کے عمل پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چاہے اسکی سمجھ میں آوے یا نہ آوی ٭

ہشتم ٭ اس سناتن دھرم میں نشکام اُپاسنا کا وہ مسئلہ ہی کہ جو اور کسی مذہب میں پایا نہیں جاتا ٭ نشکام اپاسنا کے معنے ہیں وہ پرستش جو کسی فائدہ کی خواہش سے نہ کی جاوی اور اسکا اجر حاصل کرنے کی آرزو بھی دل میں پیدا نہ ہو ٭ دیگر مذاہب کی عموما تعلیم یہ ہے کہ خدا کی بندگی کرو دولت ملیگی حشمت ملیگی بہشت ملیگی۔ حوریں ملینگی وغیرہ۔ وغیرہ ٭ لیکن سناتن دھرم میں اس قسم کی خواہش کو دل میں رکھکر جو اُپاسنا یعنے پرستش کی جاوی اسکو ادنی درجہ دیا گیا ہے ٭ سناتن دہرم میں ہدایت ہی کہ جو کچھ بندگی یا پرستش کرو اسکا معاوضہ پانے کے خیال کو دل سے نکال ڈالو۔ اگر اجر پانے کی خواہش رہیگی تو بیشک بہشت یا سورگ وغیرہ تو ضرور حاصل ہوگا لیکن نجات کے سامنے یہ بات نہایت ادنی قسم کی ہے ٭ جب تک خواہش اجر پانے کی رہتی ہے تب تک خدا کا اصلی دیدار حاصل نہ ہوگا ٭ یہ بڑا اعلی درجہ کا آئیڈیل سناتن دہرم میں ہے۔ جو یہ سکھاتا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرو اسکے اجر کے امیدوار نہ رہکر اسکا پھل بھی اسی رب العالمین کی بارگاہ میں ارپن کردو جیسا کہ کسی نیک کام کے انجام کے بعد کہا کرتے ہیں [illegible] : یعنے خدا کے ساتھ تجارت کے اصول پر پرستش نہ کرو کہ ہم اسکی عبادت کرتے ہیں اسلیے کہ وہ ہمیں فلاں راحت دیوی ٭ سناتن دہرم کے اعلے اصول کے مطابق یہ عبادت نہیں ہے بلکہ تجارت ہے کہ کچھ چیز دینا اور اسکا معاوضہ کوئی اس سی زیادہ قیمت کی چیز کی خواہش رکھنا ٭ سچی عبادت وہی ہے اور سچی خدمت وہی ہے جو بلاخیال معاوضہ کے کیجاوے۔ اگر معاوضہ کی خواہش دل میں بنی رہی تو وہ سچی خدمت کیسے ہو سکتی ہے ٭ عام دنیاوی نظر سے بھی دیکھا جاوی تو نہایت اعلی درجہ کی قابل قدر خدمت وہی شمار ہوتی ہے جو بلاخیال معاوضہ کے کیجاوے۔ ایسی صورت میں مالک کو خود فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیا معاوضہ دیوے۔ اگر کوئی معاوضہ دیا جاوی اگر اسکے لینے سے بھی خادم انکار کا اصرار کرے تو لاچار مخدوم خادم کو خاص اپنا ہی بنالیتا ہے اور جب خادم مخدوم کے ساتھ ایک ہوگیا تو پھر اسکو کس امر کی پرواہ رہی ٭ اس نشکام اُپاسنا یعنے عبادت بلاخیال معاوضہ کا اپدیش اور کسی مذہب میں اس طرح پر نہیں ہے جیسا کہ سناتن دہرم میں ہے اور اس اپدیش کو ایسی وضاحت کی ساتھ لکھا ہوا ہے کہ جسکی خوبصورتی کے ساتھ کسی اور مذہب کا بیان برابری نہیں کرسکتا ٭ اس نشکام اُپاسنا کا حال سننے کا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو وہ سناتن دھرم کے کسی ودوان پنڈت سے جاکر سنے اس

Marfat.com

اس مختصر وقت میں کہاں تک بیان ہو سکتا ہے میں فقط ایک مختصر روایت سنا کر اس مد کو ختم کرتا ہوں ۔

سری رامائن میں لکھا ہے کہ جب سری رامچندر جی کو بن باس ہوا اور وہ جنگل میں جانے کے لیے ندی کے کناری پر آئے تو ملاح نے بڑی بھگتی اور انکساری سے کشتی بڑھا کر انکو پار کیا جب دوسرے کنارے پر سری رامچندر جی جا اترے تو ملاح کو سری سیتا ماتا کی انگوٹھی اتار کر دینے لگے اور کہنے لگے کہ اگرچہ یہ معاوضہ تھوڑا ہے لیکن ہماری پاس اسوقت کیا ہے جو دے سکیں ۔ ملاح نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ہے بھگوان رگھو مہاراج ۔ مینے تجارت کے خیال سے آپکی سیوا نہیں کی تجارت کرنے یعنے معاوضہ چاہنے کی اور بہت سی جگہیں ہیں ۔ مینے تو آپکے ساتھ کوئی بیاپار نہیں کیا کہ میں آپ سے معاوضہ چاہوں ۔ مینے تو جو کچھ کیا ہے نشکام سیوا کی ہے اگر کوئی معاوضہ اسکا آپ دینا چاہتے ہیں اور تجارت کرنا چاہتے ہیں تو اسطرح کریں کہ جس طرح مینے آپکو اس ندی کے پار اتارا ہے اسیطرح آپ مجھکو اس سنسار روپی سمندر یعنے بھوساگر سے صحیح سالم پار اتار دیجئے !!!

نہم ۔ ایک خاص نکتہ کا یہ دعوی ہے کہ انکے یہاں جو یہ قول ہے کہ "دوسرے کے ساتھ ایسا سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمہارے ساتھ کرے" ۔ یہ گولڈن رول یعنے آب زر سے لکھنے کے قابل قاعدہ یا اصول دنیا کے اور کسی مذہب میں نہیں ہے اور یہ خاص ایک ہی مذہب کی میراث ہے اور انکے ہی خداوند نے اسکو مذہبی یا آسمانی کتاب میں بیان کیا ہے ۔ میں جرأت کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ مذہب مذکورہ کے پیروان کو سناتن دھرم کا کچھ بھی حال معلوم نہیں ہے نہ انہوں نے اس معاملہ میں کبھی تحقیقات کی تکلیف گوارا کی ہے ورنہ انکو ثابت ہو جاتا کہ اس قسم کے سنہری اصول بلکہ اس سے بڑھکر ہیروں اور جواہرات میں جڑی جانے کے قابل اصول سناتن دھرم میں بہت سے ہیں اور اتنی تحقیقات مختلف صفات کے متعلق کی گئی ہے کہ ابھی اس تک پہونچنے کے لیے ایک بڑی محنت اور مطالعہ درکار ہوگا ۔ باوجود یوروپین اور مریکن اور کرسچن مذہب کے جن صاحب انصاف پسند نے اس سناتن دہرم کے مطالعہ میں اپنا وقت صرف کیا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ سب سے اول یہ اصول جسپر مذہب عیسوی کو ناز ہے سناتن دہرم کے ہی لٹریچر میں پایا جاتا ہے اور اسکے بعد دیگر مذہب میں منتقل ہوا ۔ سنسکرت شاستروں میں لکھا ہے ۔

श्रूयतां धर्मसर्वस्वं श्रुत्वा चाप्यवधार्यतां ॥
आत्मनः प्रतिकूलानि परेषां न समाचरेत् ॥

یعنے سب دہرموں کا خلاصہ یہ ہے اسکو سنکر ہمیشہ دل میں قائم رکھو کہ تمکو اوروں کے ساتھ وہ کام نہیں کرنا

Marfat.com

چاہیے جو خود تمکو اپنی نسبت برا معلوم ہوتا ہے + مہا بھارت میں لکھا ہے کہ:-

आत्मवत् सर्व भूतेषु यः पश्यति स पश्यति

اصل دیکھنے والا یعنے آنکھیں رکھنے والا وہی ہے جو اپنے موافق اوروں کو دیکھتا ہے +"

आत्मौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति योनरः ।।

सुखं वा यदि वा दुःखं स्वस्योरिति इति मे मतिः ।।

(معنے) جو شخص سکھ اور دکھ کے متعلق غیروں کو اپنے مطابق سمجھتا ہے یعنے یہ خیال کرتا ہے کہ جس سے مجھکو دکھ ہوتا ہے ویسا سلوک دوسرے کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے - وہی یوگی ہے + پھر کہا ہے:-

अरावप्युचितं कार्यमातिथ्यं गृहमागते ।।

छेत्तुः पार्श्वगतां छायां नोपसंहरति द्रुमः ।।

(معنے) آدمی کو چاہیے کہ اگر دشمن بھی اپنے گھر آجاوے تو اسکی خاطر تواضع کرے جیسے درخت اس شخص کو بھی جو اسے کاٹنا چاہتا ہے اپنے سایہ سے محروم نہیں کرتا + غرضکہ ایسے سیکڑوں اقوال سناتن دہرم کی پستکوں میں ملیں گے جیسے مندرجہ بالا۔ "گولڈن رول" (جس پر غیر مذہب کو ناز ہے کہ فقط اسی مذہب میں پایا جاتا ہے) سے بڑھکر تعلیم پائی جاتی ہے + پس یہ کسطرح سے ممکن نہیں ہے کہ اس سناتن دہرم سے فضیلت میں بڑھکر کوئی اور دہرم دنیا کے پردہ پر مل سکے +

دہم + یہ خاص فضیلت اسی دہرم میں موجود پائی جاتی ہے کہ جس صورت میں دیگر مذاہب کو سائنس اور علمی ترقی سے خوف ہے سناتن دہرم کو اسکی ترقی میں خوشی ہے۔ خلاف اسکے سناتن دہرم کو اگر خوف ہے تو جہالت اور تاریکی سے ہے + جن ممالک میں سائنس اعلے ترقی کر رہا ہے ان ممالک میں وہاں کے آبائی مذاہب کی قدر کم ہو رہی ہے کیونکہ وہ مذاہب سائنس کی ترقی اور نئے تجربوں کی روشنی کو سہار نہیں سکتے اور لوگ بے اعتقاد ہوئے جاتے ہیں۔ لیکن سناتن دہرم ہے کہ نہایت خوشی کے ساتھ سائنس اور علم کی ترقی کو دعوت دیتا ہے - کیونکہ جسقدر سائنس اور علم فلسفہ کی ترقی ہوتی ہے اسیقدر سناتن دہرم کی خوبیاں آشکارا ہوتی ہیں۔ اور جسقدر جہالت کا دور دورہ ہوگا اسیقدر سناتن دہرم کو خطرہ ہے + دیگر کئی مذاہب کے بانیان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے پیروان کو جہالت میں رکھنا پسند کرتے تھے کہ اسی میں انکے مذہب کی طاقت ہے اور جوں ہی جہالت دور ہوئی کہ انکے مذہب کو عظیم زوال آیا + سناتن دہرم خلاف اسکے یہہ کہتا ہے

جیسا کہ برہسپتی جی کا قول ہے:۔

केवलं शास्त्र माश्रित्य न कर्त्तव्यो विनिर्णयः
युक्तिहीन विचारेण धर्महानि प्रजायते ॥

یعنے فقط شاستر یعنے مذہبی کتب پر ہی بہروسہ کرکر دہرم کی تحقیقات نہیں کرنی چاہیئے بلکہ دلیل اور عقل کو بھی خاطرخواہ طور پر کام میں لانا چاہیے کیونکہ بغیر دلیل اور عقل کے جو فیصلہ کیا جاوے۔ اس سے دہرم کی خرابی پیدا ہوتی ہے۔" گویا جس صورت میں دیگر مذاہب اپنے پیروان کو روکتے ہیں کہ مذہبی معاملات میں عقلی دلائل کو کام میں نہ لاؤ یہ سناتن دہرم تاکید کرتا ہے کہ اپنی عقل اور دلیل سے پورا پورا کام لیکر مذہبی معاملات کا فیصلہ کرو۔ جس مذہب کی بنیاد اعلے درجہ کے سائنس فلاسفی اور خالص صداقت پر مبنی ہووہی اس طرح کا حوصلہ کرسکتا ہے کہ عقلی دلیل بازی کو کام میں لانیکا پورا موقع دیوے۔ ہر ایک مذہب کا یہ حوصلہ نہیں ہے جسقدر عقل اور دلیل کی لیاقت ترقی کرے گی اسیقدر سناتن دہرم کی خوبیاں عیاں ہونگی۔ سناتن دہرم فقط اپنی اصلی صداقت اور اعلی درجہ کی دقیق تحقیقات کی خوبیاں سے پر ہونے کیوجہ سے آجتک باوجود اتنا زمانہ گذرجانے کے جسکا پتہ کوئی نہیں بتاسکتا اسوقت تک قائم ہے اور اسوقت ان ممالک میں خاص عزت اور رتبہ حاصل کررہا ہے کہ جہاں سائنس اور عقل نے اعلی درجہ کی ترقی کی ہے۔ یہ سناتن ہندو مذہب ہی ہے جو تلوار کے زور سے نہیں پہیلایا گیا اور نہ حکومت کے دباؤ سے پہیلایا گیا۔ یہ فقط اپنی خالص صفات اور اصلی صداقت کے جوہروں کی وجہ سے ان ممالک میں بہی عزت حاصل کررہا ہے کہ جہاں تلوار یا پولیٹکل طاقت دونوں غیر مذاہب کے ہاتھ میں ہیں۔ جب جہالت یا تعصب کی گھٹا چھا جاتی ہے تب یہ سناتن دہرم روپی جوہر گویا گودڑیوں میں چھپ جاتا ہے۔ اور جب قدردان جوہریوں کا زمانہ آتا ہے تو پہر یہ لعل گودڑیوں میں سے نکلکر اپنی چمک کا جلوہ چاروں طرف روشن کردیتا ہے اور قدرداں اسکو اپنے سر پہ دھارن کرتے ہیں۔ جبکہ یہ عالی شان مذہب کسی غیر مذہب کو خود میں ملانا ہی اپنا اصول نہیں سمجھتا اور کسیکا اپنے دین سے بیدین کرنا گناہ خیال کرتا ہے تو اسکو تلوار کی طاقت سے کیا کام۔ اور اسکو اپنے مذہب کے قیام کیلیے پولیٹیکل طاقت کی کیا ضرورت؟ ان ہتیاروں سے تو ان مذاہب کو کام لینے کی ضرورت ہو کہ جن میں اصلی خوبیاں ندارد ہوں اور وہ اسی زور کے بغیر اور کوئی چارہ اپنے قیام کا نہ رکھتے ہوں۔ اور جن میں یہ امر روا ہو کہ لوگوں کا اپنا مذہب بگاڑکر انکو اپنے مذہب میں شامل کرلیا جاوے اور جنہوں نے خداوندتعالے

Marfat.com

کو ایسا طرفدار اور متعصب خیال کر رکھا ہو کہ وہ فقط اسکے ہی مذہب والوں کو نجات دیگا اور باقی تمام کو چاہے وہ کیسے ہی ایماندار راستباز اور دیندار ہوں جہنم کی آگ میں ڈالدیگا - گویا کہ اونہوں نے ہی نجات کا ٹھیکہ یا کنٹراکٹ خداوند عالمیان سے حاصل کیا ہوا ہے ✦ عالیشان سناتن دہرم ان تمام خیالات اور کمزوریوں سے بہت بالاتر ہے لہذا اوسکو اپنے قیام کے لیئے نہ **تلوار کی** ضرورت اور نہ پولیٹیکل طاقت کی حاجت اسکو اگر ضرورت اور حاجت ہے تو علمی خیالی روحانی ترقی کی جہاں یہ ہیں وہاں سناتن دہرم خود بخود بغیر تلوار یا طاقت کے زور کے عزت پا رہا ہے ✦ چونکہ یہ دہرم بڑی خوشی سے عقلی دلائل کو مذہبی معاملات کی تحقیقات میں دخل دینے کی اجازت دیتا ہے لہذا میں دعوی کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں کہ جو باتیں اس مذہب کے بہت سے لوگوں کو قابل اعتراض معلوم ہوتی ہیں وہ تمام سچی اور منصفانہ تحقیقات کی کسوٹی پر صحیح اور کندن کی طرح چمکتی ہوئی نکلیں گی - اور جسکو ان میں سے کسی میں شبہ ہو وہ اپنے شکوک حسب چاہے رفع کر سکتا ہے - اور سناتن دہرم کے عالماں ہر وقت ایسے شکوک رفع کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ سائل بالحقق سچی تحقیقات کی نیت سے یہ شکوک رفع کرنے کو آمادہ ہو ✦ میں بھی اپنی ناچیز عقل کے مطابق ایسے صاحبان کی خدمت کرنے کو تیار ہونگا - فقط

جناب پنڈت صاحب موصوف کی تقریر اور اگلی تقریر کے سننے کے لیے سناتن دہرمی اصحاب خاص طور پر تشریف لائے ہوئے تھے - اور یہ دونو تقریریں بڑی دلچسپی اور محبت کے ساتھ سنی گئیں اور جناب دیبی پرشاد صاحب دیوان کے بعد ان دو بزرگوں کی تقریروں کے ہو جانے سے سناتن دہرم کی طرف سے عمدہ ریپریزنٹیشن (وکالت) ہو گئی کیونکہ پنجاب سناتن دہرم میں یہ تینوں اصحاب اعلی پایہ کے مانے ہوئے ہیں خصوصاً جناب پنڈت بہانودت صاحب کو تو زبان سنسکرت میں ید طولی حاصل ہے ہندو سوسائٹی میں صرف آپکا نام ہے واقفیت سنسکرت کا سرٹیفکٹ ہے آپ یونیورسٹی پنجاب کے ممتحن زبان سنسکرت بھی ہیں - آپ کی تقریر ایک عام پسندی اپنے اندر رکھتی تھی اور کسی فرقہ وملت کا کوئی بزرگ ایسا نہ تھا جس نے اس تقریر کو خاص پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھا ہو خصوصاً جس عالمانہ انداز کر آپ نے انسان کی حقیقت پر بحث کی وہ خاصکر قابل تعریف واقعہ ہوئے -

عالیجناب پنڈت بہانودت صاحب بالقابہ ممتحن پنجاب یونیورسٹی لاہور

اوم تت ست

انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے

منگلاچرن

میرے نہایت لائق فائق جناب پریزیڈنٹ ممبران کارکن کمیٹی اور نہایت عزیز حاضرین ۔

صاحبان ۔ اگرچہ میں اپنے وعدہ کے مطابق مقررہ وقت پر آپ لوگوں کے سامنے "انسانی زندگی کا عین مقصد کیا ہے" اس فقرہ کی تشریح بموجب ہندو شاستر کے کرنے کی جُرءت کرتا ہوں مگر بیان کرنے سے بیشتر مجھے کئی مشکلات درپیش آتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں جن میں سے چند کا ذکر میں کرے دیتا ہوں مگر صرف ایک پرمیشور کے چرنوں کا خیال کرکے بیان کرنا شروع کرتا ہوں وہ خود ساری مشکلات آسان کردیگا

پہلے صاحبو شروع زمانہ سے دو ہی قسم کے انسان یعنے ایک آستک جو خدا بہشت دوزخ اولیا اور انبیا کو ورنیر پتر اور دیوتاوں کو چار یا چھ (۱) ارتھاپتی (۲) پرتیکش (۳) انومان (۴) اُپمان (۵) اور شبد (۶) او

---

(۱) منگلا دینی منگل مدھانی منگلانتانیچ گرنتھانتے ست پرشنا

(۲) مہاتماپرش شروع درمیان اور آخر میں ہر ایک گرنتھ یا بیان میں ایشور کا سمرن یا نمسکار یا دعا یا ذکر کرتے ہیں ۔

(२) मङ्गलादीनि मङ्गल मध्यानि मङ्गलान्तानिच ग्रन्थान्ते
(सत्यपुरुष

ॐ असतोमा ऽ सद् गमय,
तमसोमा ज्योतिर्गमय, मृत्योर्मा ऽ मृतं गमय आविरावि
र्मयधि रुद्रयत्ते दक्षिणं मुखंतेन मां पाहि नित्यम् ॥१

(۳) ہے ایشور است سے ہمکو راست میں لیجا اندھیری سے پرکاش میں اور تہ لیجا موت سے ہمکو امرت میں لیجا (رکھتی) ہم سبھوں کے نکٹ ظاہر ہو (ہم ہمکو حاضر و ناظر دکھیں) اپنے ترس دیہ سے ہم سبھوں کی رکھشا کر ۔

رتو بہیدی کے ذریعہ سے مانتے ہیں ناستک وہ جو کچہ نہیں مانتے صرف پرتکش یعنے جو نظر آتا ہے اور جو مفید ہے
اسی کو مانتی چلے آرہے ہیں ان دنوں کئے نئے نئے فرقے اور بہی پیدا ہوئے ہیں اور روز بروز بڑہتے ہی جاتے ہیں
جنہیں ناستکوں کے نام سے اگر پکارا جاوے تو کچہ بیجا نہیں بلکہ اوچت ہے کیونکہ انکی جہانتک عقل کام کرتی ہے
مانتے ہیں جہاں عقل کی پہونچ نہیں اوسے بیجا بیجا و ہمیات یا نان سنس کہتے ہیں۔ سو صاحبو میں ایک آستک
فرقہ سے ہوں اور انہیں کی طرف سے بیان بہی کرنے کو کہڑا ہوں جسکے واسطے یہ حکم ہے کہ کسی مجلس میں اگر جانا ہو تو جو
کچہ اپنی راے ہے ٹہیک ٹہیک بیان نہیں کرتا ہے یا کچہ لاگ لپیٹ سی بیان کرتا ہے تو گنہگار ہے پس معزز صاحبو
اسواسطے مجہے خوف آیا ہے کہ شاید مجہے بہی وہمیات یا نان سنس وغیرہ لفظوں سے نہ پکارا جاوے یہ نہیں سمجہ

(१) प्रत्यक्षाऽनुमानोथमानशब्दाऽप्रमाणानि ।।
न स्वर्गो नाऽपवर्गश्चनैवात्मापारलौकिकः ।।
नैव वर्णाश्रमादीनां क्रियाश्च फलदायकाः ।।
यावज्जीवेत्सुखं जीवेदृणं कृत्वा घृतं पिवेत् ।
भस्मीभूतस्य देहस्य पुनरागमनं कुतः ।।
यदि गच्छेत्परं लोकं देहादेव विनिर्गतः ।।
कस्माद्भूयो न चायाति बन्धुस्नेहसमाकुलः ।

(۱) نہ سورگ ہے نہ موکش ہے نہ کوئی روح ہے نہ کوئی دوسرا جہان ہے، نہ کوئی ذات نہ کوئی آشرم نہ کچہ انکے دہرم کرنے سے فائدہ
جب تک جیو عیش کرو خوب کہاؤ کہلاؤ جسم نے خاک ہو جانا ہے۔ یہ آنا جانا کسی نے نہیں۔ اگر جسم چہوڑ روح کہیں
جاتا ہے تو واپس کیوں نہیں آتا۔

(२) सभा वा न प्रवेष्टव्या। वक्तव्यं वा समञ्जसं, अब्रु
वन् विब्रुवन्वापि नरो भवति किल्मषी ।।

(۲) کسی سبہا میں داخل مت ہو ہوتا ہے تو ٹہیک سچ کہہ اگر ایسا نہیں کرتا تو گنہگار رہے۔

کہ جن[۱] دلائل سے خدا کی ہستی ثبوت ہوئی ہے اونہیں سے[۲] دیوتاؤں کا ہونا اور پتہروں کا سوکہتم روپ دہار کر شرادہ آدہی میں اپنی اولاد سے بلائے جاکر انکے دیے ان وغیرہ کو واسنا سے قبول کرنا بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

عزیزو اکثر مجھے کبھی کبھی دہرم سبہاؤں میں ہندی میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا ہے اردو میں نہیں اور مجھے یہاں اردو بس اردو فارسی دانوں یا انگریزی خوانوں کا ہی دکہائی دے رہا ہے۔ شاید میری تقریر[۳] کو اوقات ضائع اور بیفائدہ ہی نہ سمجہیں جسکا مجھے دوشی بننا پڑے۔

جس مضمون کے بیان کرنے کو میں کھڑا ہوا ہوں اسکی تمام ہندو شاستر۔ ہندو دہرم کے فرقات خود انپر عمل پیر بیان کرنے کی طاقت اور زبان دانی کی لیاقت یہ سبہی کچھ درکار ہے جو مجھ میں ٹھیک نہیں۔ مگر صرف اتنا بہروسہ ہے کہ کچھ فائدہ ہی ہوگا۔ چاہے کئی صاحبان اونچے ٹکنے والے آم بیل کے خواہشمند پست قد آدمی کو اچہلتے کو دتے دیکھ ہنسنے گے مگر کوئی ایسے حمل ودیاوان بھی آنکلیں گے جو خود نہ اتار دینگے تو کوئی اتارنے کا ذریعہ بتا جاویں گے وغیرہ وغیرہ صاحبو آپ لوگوں کو بخوبی معلوم ہوگا یا معلوم ہونا چاہیے کہ بغیر دیوار یا کاغذ[۴] مصوری نہیں ہوسکتی بغیر کارن (علت) کے کاریہ (معلوم) ثابت نہیں ہوسکتا بس میرے بیانیہ فقرہ کے اندر مندرجہ ذیل تین لفظ ہیں یعنے (۱) انسان (۲) زندگی (۳) مدعا۔ جب تک ہر ایک لفظ کی مفصل تشریح نہ کردوں اصلی مدعا معلوم نہیں ہوتا اسیواسطے پہلے ہر ایک لفظ کا مفصل بیان کرتا ہوں اگرچہ عام طور پر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ

---

१ - क्षित्यङ्कुरादिकं कर्तृजन्यं कार्यत्वाद् घटवदित्यनुमानम्

२ - कर्मणा पितृलोको विद्यया देवलोक इति श्रुतेः ॥

(۱) ششیہ کرموں سے پتر لوک اور ودیا سے دیولوک

३ - प्रयोजनमनुद्दिश्य न मन्दोऽपि प्रवर्तते । अर्थस्य पुरुषो दास इत्यादि वाक्योल्लङ्घने महान दोषः ॥

४ - सति कुड्ये चित्रं ॥

اس دیوار بنے تب ہی مصوری ہوسکتی ہے

५ - वाक्यार्थ बुद्धौ पदार्थ बुद्धेः कारणत्वम् । पदार्थज्ञानमन्तरा वाक्यार्थज्ञानं कदापि न संभवति ।

(۳) جبتک واقعہ یعنے فقرہ میں کے پدوں کے ارتھ کو نہیں جانا تبتک واقعہ کا ارتھ پہلے ہبات سمجھ میں نہیں آسکتا

Marfat.com

قالب ہی جسے ہم دیکھ رہے ہیں ۔ یہ انسان ہے اور جیتا جاگتا چلتا پھرتا بولتا وغیرہ ہے یہی اسکی زندگی ہے اور کھانا پینا عیش و عشرت وغیرہ بھی اسکے جینے کا مدعا ہے اور اس سے زیادہ کیا کچھ ہے اور کیا ضرورت پڑی ہے ؟

حاضرین صاحبو یہ ہی نہ سمجھ بیٹھنا ۔ میں کچھ اور بڑا بھاری مدعا بیان کرتا ہوں کیونکہ بیان کے سنسکرت سنے دیا کھیان[۱] ہے ۔ ویاکھیان کے سنے وہی ہوتے ہیں جس سے حاضرین کو معمول سے کچھ زیادہ یقین ہو سو میں لکھشن[۲] اور پرمانوں سے اپنا مدعا کو بیان کروں گا ۔

صاحبو عام سرسری نظر میں جسے آپ انسان سمجھ رہے ہیں یہ انسان نہیں ہے یہ تو مفصلہ ذیل تین چیزوں کا مجموعہ ہے جواب میں بیان کرتا ہوں ایک ستھول[۳] شریر یا پنچ بھوتک شریر (خالی تیلا) دوسرے لنگ شریر یا سوکھشم شریر[۴] جو جوہر خمسہ حواس ناطقہ پانچ پران اور من ۔ بدھی ان ستارہ چیزوں کی بناوٹ ہی تیسرا جیو[۵] چیتن یا ساکشی چیتن جسکے کارن سوکھشم شریر بھی چیتن ہو رہا ہے پس صاحبو یہ جو کچھ جاندار چیز ہیں ہم تم کل خلق اللہ دکھائی دے رہے ہیں ان ہی تین چیزوں کا مجموعہ ہے جن میں انسان اشرف المخلوقات مانا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۵

१ - व्याख्यानतो विशेषप्रतिपत्तिर्नहि सन्देहादलक्षणम् ।

یہ دیا کرن کے بھاشیہ کار شری بھاشی پتنجلی جی کا فرمان ہے ویاکھیان ایسے تشریح وہی ہے جس سے معمول سے زیادہ ترکوئی یقین ہو ۔

२ - लक्षणप्रमाणाभ्यां वस्तुसिद्धिः

کسی پدارتھ کی جب تک تشریح نکریں اور اس میں پرمان نہ دیں تو اصلیت نہیں ۔

३ - स्थूलदेहं परित्यज्य काष्ठलोष्टसमं क्षितौ । विमुखा बान्धवा यान्ति धर्मस्तमनुतिष्ठति

اس خاکی جسم کو مٹی کے ڈھیلا کی طرح چھوڑ کر رشتہ دار سب منہ موڑ چلے جاتے ہیں

४ - पंचप्राणा मनो बुद्धिः पंचज्ञानेन्द्रियाणि च । पंचकर्मेन्द्रियाणीति सूक्ष्मदेहः स्मृतो बुधैः ॥

५ - जन्माद्यन्तविहीनश्चिन्मात्रः परमात्मैव वस्तुतः । अविद्यावासनाध्यासाद्देहाद्यध्यासवानयम् ॥

Marfat.com

گیا ہے اور یہہ سب سے بڑکر ایشور کو پیارا ہے اور بڑے بڑے پیارے شبہ کرموں سے جو امر سے لاکہہ بہگت کو ملا ہے ...... اوسیکو دیکہکر پرماتما پرسن ہوتے ہیں - یہ اوس کا انش ہے اسکے انندکو انند سمجہنے والا اور اوس سے فائدہ اوٹہانیوالا صرف ایک یہہ ہے پتلا ہے یہ اوس انند کا بہاگی ہے جد انند کے سمندر کی ایک بوندکو تمام دنیا ترس رہی ہے صرف ہندو شاستر کاہی یہ عقیدہ نہیں اسلام نے بہی اسے اشرف المخلوقات کہا اور مانا ہے عیسائیوں نے بہی اسکو اللہ تعالی کی تصویر یا خدا کی مخلوقات میں سے سب سے اول (Creation of [illegible]) کہا ہے۔ ژند۔ توریت اور وید بک وغیرہ۔ زردشت۔ موسائی۔ اور یہودیوں کے دہرم پستکوں میں بہی مکتی نجات یا یزدان کا حاصل کنندہ اسیکو بیان کیا گیا ہے تو پہر کہانا پینا سونا عیش عشرت کرنا اسکی زندگی کا مدعا سمجہ بیٹہنا نہایت غلطی نہیں تو اور کیا ہو سکتا ہے اگر زندگی کی بات پوچہیں تو یہ بہت ہی کلچہن یا چہل ہے کہیں پانی کے بلبلے اور کہیں دودہ کے اوبال سے تشبیہ دیگئی ہے کسیکو پتہ نہیں میں کیا ہوں - کہاں سے ہوں کس لیے ہوں - اور کب تک زندہ ہوں سب جانتے ہیں کہ مرنا ضرور ہے -

ناظرین جب واقعی یہ بات ہے کہ ہم کو یہہ انسانی جامہ بڑی نعمت خداداد ملا ہے اور اسکے قیام کا بہی ٹہکانہ نہیں اور ہمنے یہ بہی سمجہا ہے کہ یہی مکتی یا یزدان یا پرم شانتی نہایت یا غایت درجہ کی روحانی خوشی حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے - تو ہم دنیاوی عیش و عشرت ہی اسکا مدعا کیونکر سمجہتے ہیں ہرگز نہیں نہیں نہیں ... کے عیش سے بہی کوئی سیر نہیں ہوا جوں جوں عیش کے سامان ملتے جلتے ہیں طبیعت ہرگز سیر نہیں ہوتی کبہی

१- नृदेहमाद्यं सुलभं सुदुर्लभं प्लवं सुकल्पं गुरुकर्णधारं।
मयानुकूलेन नभस्वतेरितं पुमान् भवाब्धिं न तरेत् स आत्महा ॥ خدا فرماتا ہے کہ اے انسان تجکو میں نے اس سنسار سمندر سے پار اتارنیکو یہ نادر سبہ سامانی سے انسانی جامہ دیا ہے پس اس ناؤ کے ذریعہ سے اس سمندر نہ تریگا تو خودکش سمجہا جائیگا

२- आहार निद्रा भय मैथुनं च सामान्यमेतत् पशुभिर्नराणां।
धर्मो हि तेषामधिको विशेषो धर्मेण हीनाः पशुभिः समाः

३- जल लोल बिन्दु चपलं फेनोपमं जीवितं ॥

४- गृहीत इव केशेषु मृत्युना धर्ममाचरेत् ॥ मृत्युर्जन्मवतां

ڈالنے سے جیسے آگ بھڑکتی ہے ویسے ہی زیادہ سے زیادہ بھڑکنے لگتی ہے میرے پیارے حاضرین مذکورہ بالا بیان سے
ثابت ہوا کہ ایک دھرم ہی انسانی زندگی کا مدعا ہے اور کچھ نہیں سو اب دھرم کی تشریح کرتا ہوں۔ دھرم کے معنے نہ
تو ایمان نہ مذہب نہ ریلیجن ہیں۔ دھرم لفظ کے معنی ہندو شاستر میں بہت فراخ رکھے ہیں ایمان وغیرہ سب
ہی اسکے درمیان آجاتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ دھرم لفظ کے معنے انسان میں انسانیت سمجھ جسکے ہونے

देहेन सह जायते ग्रथवाब्दशनान्ते वा मृत्युर्वै प्राणिनां ध्रुवः॥

۵- त्रिविधदुःखात्यन्त निवृत्तिः परम पुरुषार्थः न दृष्टात्तात्सि द्धिर्निवृत्यन्ते प्यनुवृत्ति दर्शनात्॥ نمبر ۵ و ۶ صفحہ ۲۳۴

۶- न जातु कामः कामानामुपभोगेन शाम्यति। हविषा कृ षावर्त्मेव भूय एवाभिवर्द्धते॥

۷- एतस्यैवानन्दस्यान्यानि भूतानि मात्रामुपविशन्ति आनन्दादेव खल्विमानि भूतानि जायन्ते। आन न्देन जातानि जीवन्ति। आनन्दं प्रायान्त्यभिसं विशान्ति॥

۷- चतुराशीतिलक्षेषु चतुर्भेदा हि जन्तवः मानु ष्यं प्रवरं तत्र भुक्तिमुक्तिप्रदं यतः॥ ۷ نمبر صفحہ ۲۳۵

۱- धारयति इति धर्मः

۲- धर्मात्परं नास्ति धर्मः सर्वेषां भूतानामयु। धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः॥
एक एव सुहृद्धर्मो निधनेऽप्यनुयाति यः शरीरेण समं नाशं सर्वं मन्यत्तु गच्छति॥

۱- धर्मेण हीनाः पशुभिः समानाः॥ ۷ نمبر صفحہ ۲۳۶

۱- विहि कर्म जन्यो धर्म स्तद्विरुद्धस्त्व धर्मः॥

—

Marfat.com

سے انسان انسان ہے ورنہ حیوانؔ سے بدتر۔

اگر آپ پوچھیں گے کہ وہ انسانیت کیا ہے تو ہندو دہرم شاستروں میں مفصل جو بیان کیا ہے وہ یہ ہے +
اور بہ۲ افعال کے نتائج دہرم۔ اور بد اعمال کے نتائج ادھرم۔ پھر دہرم کی تفصیل یوں کی ہے اول سامانیہ دوم
دیوی سوم پرم دہرم یا موکش دہرم + سامانیہ کو ہنو تسے دہرم بھی کہتے ہیں جسکی پہچان یہ ہے پہلا اہنسا۳
کیسی کی جان کو ایذا نہ پہونچانی۔ دوسرا ستیہ (راستی) تیسرا استیہ (چوری نکرنی) چوتھا برہمچریہ (مذہبی تعلیم
پانچواں اپیرگرہ (سمجھکر صدقہ کر بیٹھنی یا بیجا خیرات نہ لینی) چھٹا شم (حرص خوشی) ساتواں دم (دلکو قابو
رکھنا) آٹھواں تپ (ریاضت) نواں شوچ (پانی وغیرہ جسم کو سچائی سے جو دل کی صرف صفائیوں سے ہے
اور علم اور ریاضت سے روحانی اور گیان سے عقل کی صفائی مارگ درویہ (منشی چیزوں) سے دست برداری
وغیرہ سب اسکے اندر آجاتا ہے حاضرین صاحبو اگرچہ مینے صرف مانشی دہرم یا انسانیت کا ہی بیان کیا ہے۔
ورن دہرم۔ آشرم دہرم۔ ولیش دہرم یا کل دہرم وغیرہ وغیرہ فروعات کا نمیں کہ مضمون بڑھ نہ جائے مگر انکا
بیان کرنا ہی مجھے بہت ضروری معلوم ہوتا تھا کہ حاضرین معلوم کرتے کہ دھانک برہمن کھتری ویش کس بہانت
برہمچریہ۔ گرہست بان پرست اور سنیاسی میں اپنی زندگی کے چار حصہ کرکے بسر کرتے اور کسطرح روحانی زندگی
کے سامنے اس زندگی کو ہیچ پوچ سمجھتے تھے۔ برہمچریہ میں کس بہانت گروکل میں رہ کر گرو سیوا کرکے دینی اور
دنیوی اخلاقی میں پوری پوری واقفیت حاصل کرتے اور گروکی اجازت۴ گرہستی آشرم میں برہم نشٹ۵ ہو تمام

---

३ - अहिंसा सत्यमस्तेय ब्रह्मचर्या परिग्रहः। शमोदमस्तपः शौच मार्दवं ह्रीरचापलम्॥

४ अद्भिर्गात्राणि शुद्ध्यन्ति। विद्यातपोभ्यां भूतात्मा बुद्धिर्ज्ञानेन शुद्ध्यति॥

४ - मनुष्यस्य च देहोऽयं क्षुद्रकामायनेष्यते। कृच्छ्राय तपसे चैव प्रेत्यानन्तसुखाय च॥

५ - ब्रह्मनिष्ठो गृहस्थः स्यात्तत्त्वज्ञान परायणः यद्यत्कर्म प्रकुर्वीत तद्ब्रह्मणि समर्पयेत्॥

Marfat.com

کام خدا کی عبادت ہی سمجھتے اور ماں باپ کو پرتکش دیوتا بڑے بھائی بہن کو ماں باپ کی مانند فرزندوں کو لخت جگر جورو کو آدھا جسم نوکر چاکروں کو اپنا سایہ اور تمام جہان کو اپنا کٹمنبہ سمجھتے ہوئے بیٹھے کے گرست آشرم میں پہنچے ہی بان پرست اختیار کرتے تھے جس سے بالکل گھربار کے علاقوں سے الگ ہو ایشور کی عبادت میں ہی وقت بسر کیا کرتے تھے۔

صاحبو یہاں تک تو مینے منش دہرم یعنے ادنی درجہ کی حالت دہرم کی بیان کی ہے۔ اسی سے اوپر دیوی دہرم یا دشیش دہرم کا بیان کرتا ہوں جس سے انسان اوس انسانی حالت میں سے جس میں ست۔ رج اور تم تینوں خصلتوں کو یکسان رکھنا پڑتا تھا۔ آگے بڑھتا ہے یعنے ستوگن کی خصلت کو بڑھاتے بڑھاتے دیو سیو یا اُپاسنا کے لائق خود کو بنا دیوتاؤں سے دنیا کی حشمتیں اور اور سُدھی یعنے آٹھ قسم کی کرامت حاصل کرنے کا بھی آدھیکاری ہو سکتا ہے مگر جب دیوتاؤں کو ناشوان اور انکے سکھوں کو بھی انتہ (فانی) سمجھتا ہے اور گیان کے سُکھ کے سامنے ادھی حشمت اور آٹھوں سدھیوں کو بھی ہیچ سمجھنے لگتا ہے

(१)- मातरं पितरं चैव साक्षात्प्रत्यक्षदेवतां मत्वा गृही निषेवेत सदा सर्वं प्रयत्नतः ।

(२)- भ्राता ज्येष्ठः समः पित्रा भार्या पुत्रः स्वका तनुः । छाया स्वदासवर्गश्च दुहिता कृपणं परं ॥

(३)- अयं निजः परो वेति गणना लघुचेतसां उदार चरितानां तु वसुधैव कुटुम्बकम् ॥

(४)- नादेवो देवतां यजेदिति ॥ جب تک خود دیوتا نہ بنے کسی دیوتا کی اوپاسنا نہیں کر سکتا

(५)- अणिमा महिमा चैव गरिमा लघिमा तथा ! प्राप्तिः प्राकाम्यमीशित्वं वशित्वं चाष्टसिद्धयः ॥

باریک سے باریک بنجانا ۲ بڑے سے بڑا بنجانا ۳ بھاری سے بھاری بنجانا ۴ ہلکے سے ہلکا بنجانا ۵ جہاں چاہے پہونچنا ۶ خواہش پوری کرنا ۷ ہر ایک طاقت حاصل کرنی ۸ جسے چاہے بس کرنا۔

(६) तद्यथेह कर्मचितो लोकः क्षीयत एवमेवामुत्र पुण्यचितो लोकः क्षीयते ॥

Marfat.com

وسی دم پرگٹ ہو سنیاس وہار موکش دہرم کا ادہیکاری یعنے موکش دہرم میں داخل ہوجاتا ہے۔ جو عین انسانی زندگی کا مدعا ہے۔ اس درجہ پر پہونچنے کے چار ذریعہ ہیں

(۱) — नित्यानित्यवस्तुविवेक ॥ (१) فانی اور غیر فانی کی سوچ کرکے غیر فانی سے ہے محبت کرتی ہیں (۲)

(२) इहामुत्रार्थफलभोगविराग ॥

یعنے جسطرح جہان کی عیش و عشرت سے انسان کی سیری نہیں اسیطرح سورگ یا بہشت میں بہی سیری نہیں (۳) (نفس کُشی) دل کُشی۔ امن۔ برداشتگی۔ ریاضت توجّو اور مرشد اور کلام الٰہی پر پورا پورا اعتقاد (۴) मुमुक्षत्व ॥ (۴) یعنے بڑی بہاری مظبوطی اس خواہش کی سے نجات ہوجائے۔ پس جب ان چاروں سادہنوں سے جیو سمپن ہوجاتا ہے تب پانچواں سادہن جس سے توجو یا سمادہان کہا ہے اور جو دو قسم کا ہے ایک सविकल्प ॥ یعنے جس میں تمام طرف سے خیالات تو رک چکتے ہیں مگر تین چیزیں خیال کے اندر ضرور رہتی ہیں ایک اُپاسک دوسرا اُپاسیہ تیسرا اُپاسنا یا یوں ہوکہ گیان۔ ....

(३)

+ शमादिषट्क सम्पत्ति –

(१) भूयैव सुखं नाल्पे सुखमस्ति ॥

(२) यदहरेव विरजेत्तदहरेव प्रव्रजेत ॥

گیا تا ادر گیہ یا یون کہو کہ بہگت بہگتی اور بہجن جس بہگتی کا بیان یوں ہے کہ وہ کام کریں
جس سے پرماتما میں لگا تار بڑہنی والی محبت پیدا ہو اور کوی غرض ہی نہ ہو اور روزمرہ
آتم پرساد روحانی خوشی بڑہتی دیکہے - بہر ون سے جورو سے مال اور جان سے بڑہ کر
خدا سے محبت ہو پس **सविकल्प ॥** سویلکہ جیون مکت کہا ہے
یہہ دنیا میں رہ کر بہی دنیا سے نرالا ہے - اسکی تشبیہ پانی سے کمل کے پتے کی طرح ہے
اسکے آگے نروکلپ سمادہ تمام ہوتا ہے جسکا بیان اوس درجہ کے آدمی ہی کر سکتے ہیں
مری وہاں تک پہونچ نہیں - اسواسطے اپنے مضمون کو یہیں ختم کرتا ہوں - اور
آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس انسانی زندگی کو نہایت غنیمت سمجہ کر
سچے دہرماتما خدائی بندی بنو - اس تمام دنیا کو اوس پرماتما کا پوتر گہر سمجہ آپس
میں ایک باپ کی اولاد بہائی بہینوں کا سا سلوک رکہو - یہہ اپنا ہے وہ بیگانہ ہے یہہ ایماندار
آدمیوں کا خیال نہیں ہونا چاہیئے تمام دہرتی کو ہی اپنا کنبہ سمجہ لینا چاہیئے - فقط
جناب پنڈت صاحب موصوف کی تقریر جس خوبی کی ہے وہ محتاج بیان نہیں - آپکے بعد جس بزرگ
نے تقریر کرنے کے لیئے آنا تہا - اوسکے متعلق بوجوہات چند اگزکٹو کمیٹی میں کسیقدر اختلاف
تہا - اس اختلاف کا باعث وہ غلط فہمی تہی جو اونکے خاص معتقدات کے متعلق ممکن تہا کہ عام
میں ہوجاوے - سو یہہ اختلاف اسطرح دفع ہوا کہ اونکی تقریر کے پہلے پریسیڈنٹ صاحب
سپیکر صاحب کا مقبولہ بیان سناویں جو اونہوں نے لکہکر کمیٹی کو دیا لہذا پریسیڈنٹ
صاحب سے التماس کی گئی - کہ وہ سپیکر موصوف کو معرف کرانے سے پہلے وہ کاغذ پڑہ
دیں جسمیں سپیکر صاحب موصوف نے اپنے معتقدات لکہہ دیئے تہے چنانچہ پریسیڈنٹ
صاحب نے ذیل کے الفاظ بطور انٹروڈکشن بیان کیئے -

(۱) सवेपुंसापरोधर्मो पतोभक्तिरधोक्षते ॥
अहेतुकप्रतिहतोयययात्मासम्प्रसीदति ॥
(۲) नरेत्प्रेयो वितात्प्रेयो पुत्रात्प्रेयोऽन्यस्मात्सर्वात् ॥
(۳) यज्ज्ञात्वानापरंलाभंमन्यन्तेनत्वदर्शना ॥

Marfat.com

تقریر پریسیڈنٹ

اسوقت میں ایک ایسے شخص کو آپکے سامنے انٹروڈیوس کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں جسکی طرف سے یہہ کاغذ جو مجھے کمیٹی منتظمہ سے ملا ہے ۔ کمیٹی ہذا نے مجھے سنانے کی درخواست کی ہے آپ اُسے بغور سُنیں کیونکہ تقریر سننے سے پہلے تقریر سنانے والے کے عقاید سے واقف ہوجانا اس جلسہ میں از بس ضرور ہے ۔ اب میں اس کاغذ کو پڑہتا ہوں ۔

میں نہ عیسائی ہوں نہ موسائی نہ محمدی میں مسلمان ہوں اور ماننے والا ہوں عملی طور پر توریت کا انجیل کا ۔ قرآن کا اور میں مسلمان اُن معنوں میں نہیں ہوں جن معنوں میں باقی اہل اسلام ہیں

اس بزرگ سے بعض احباب پہلے سے واقف ہونگے آپ ہیں فاتح الکتاب المبین جناب منشی امام الدین صاحب پنشنر منصف ۔ امید کہ آپ دلی توجہ سے انکا بیان سنیں گے ۔

توریت

عالیجناب منشی محمد امام الدین صاحب فاتح الکتاب المبین

منصف (پنشنر)

اے خدای پاک میں تیرا شکر گذار ہوں کہ تو نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دلایا اے بہائیو یہہ مجمع مذاہب کی تحقیقات کے لیے اکٹھا ہوا ہے ۔ ہر ایک مذہب کی غرض حصول نجات ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ کس مذہب پر چلکر نجات حاصل ہوسکتی ہے ۔ ابدی نجات صرف اسی کو ملے گی جو خدا تعالے کے احکام بجا لادیں گے ۔ دیکھو مثلاً اگر کسیکے دو بیٹے ہوں ۔ ان میں سے ایک تو اپنے باپ کی منشا دریافت کرکے اوسپر عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ منشا دریافت نہیں کرتا ۔ تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ باپ کسپر خوش ہوگا سو جو شخص اللہ تعالی کی مرضی دریافت کرتا ہے وہ سب سے اچہا آدمی ہے جو آدمی خدا کے حکم کو دریافت کرلیتا ہے وہی سب سے عمدہ ہے ۔

لیکن یہ امر ضروری ہے کہ اللہ تعالے کے احکام کی شناخت کا ذریعہ بھی ہمارے پاس ہو اور ہمارے پاس کوئی ایسی علامت ہو جس سے ہم جھوٹے اور سچے خدا کے پیغام رسال میں تمیز کرسکیں جہانتک مجھے واقفیت ہے*

* دیکھو کتاب احبار ۱۸ ۔ ۵

صرف توریت امام ہی ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں خاص شناخت احکام خدا کی ہے کسی اور جگہہ یہہ شناخت نہیں۔ توریت[1] میں شناخت نبی کا ذریعہ یہ ہے کہ اسکی پیشینگوئی پوری ہو اور جو وہ کہے ایسا ہی ہو لیکن یہہ بھی ضروری ہے کہ اوسکی تعلیم خلاف خدا اور مشرکانہ نہو

توریت میں احکام مختلف ہیں اوس میں جسم اور روح دونو کی بابت ہدایات مندرج ہیں۔ اور ضروری ہے کہ ایسا ہی ہو کیونکہ جسم اور روح دونو ملکر کام کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے الگ نہیں۔

توریت نے جسم کے متعلق مختلف احکام دیے ہیں اور انکی پیروی کے لیے تاکید کی ہے اور اس میں یہہ لکھا موجود ہے کہ اگر تم میرے[2] احکاموں کو مانوگے تو موت سے بچوگے اور کبھی نہ مروگے۔ اس اصول پر منوسمرتی میں بھی لکھا موجود ہے کہ برہمن کبھی نہیں مرتے جسم کے متعلق بہت سے احکام ہیں لیکن میں پہلے کھانے کے متعلق احکام بیان کرتا ہوں۔ ان احکام پر چلنے سے ضرور نجات ہو سکتی ہے۔ حرام چیزوں میں سے ایک چیز خنزیر ہے یہہ توریت اور قرآن دونو میں منع کیا گیا ہے منوسمرتی[3] میں بھی اسکو حرام لکھا گیا ہے۔ ایسا ہی[4] سب جانور کہ جنکا کھر چرا ہوا ہو اور جگالی بھی کرتے ہوں وہ پاک ہیں۔ اور اونٹ اسلیے حرام ہے کہ اسکا کھر چرا ہوا نہیں اور منوسمرتی[5] نے بھی ایسا ہی اونٹ کو حرام لکھا ہے ایسا ہی توریت میں[6] نباتات جو بیجدار ہوں وہ حلال لکھی گئی ہیں۔ ان احکامات کی تعمیل کے لیے یہانتک زور دیا گیا ہے کہ خدا کے دس احکام میں سے یہہ ہے کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اور میرے حکموں پر چلتا ہے اسکو پشتوں تک میں فائدہ پہونچاتا ہوں۔ اسی سے پایا جاتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اس قسم کے حکم ہی سے خدا کا کلام ثابت کرتے ہیں جس طرح جسم اور روح ملکر تمام کام کرتے ہیں۔ اوسیطرح ہمیں خدا کی محبت سے کام لینا چاہیے جسمانی حالات کے متعلق دہونا اور جسم کو صاف رکھنا جیسے جنابت میں غسل کرنے وغیرہ کے احکام ہیں۔

توریت میں ہر ایک حکم کے نہ ماننے کی سزا مقرر ہے اور توریت میں ہر ایک سزا کا کفارہ بھی لکھا ہے یہہ بہشت اور دوزخ صرف تمثیل کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت بھی رکھتے ہیں۔

ایسا ہی زراعت کے متعلق بھی احکام مقرر ہیں۔ گاہوا دانا اوٹھانے اور بھولا ہوا پولا واپس لانا[8]

---

[1] کتاب استثنا ۱۳/۱تا۴ و کتاب استثنا ۱۸/۲۱-۲۲ [2] کتاب احبار ۲۶/۳-۴۹ [3] منوسمرتی پانچواں ادھیا چودھواں سلوک
[4] کتاب احبار ۱۱/۳ [5] منوسمرتی پانچواں ادھیا اٹھارہواں شلوک [6] کتاب پیدائش ۱/۲۹
[8] کتاب استثنا ۲۴/۱۹

روکا گیا ہے یہ بھی حکم ہے کہ گاٹھنے کے وقت بیلوں کا منہ نہ بند کیا جاوے اگر کسی سے دشمنی ہو دشمن کے جانور سے دشمنی کرنے کی بھی ممانعت ہے روحانیت پر زور دیتے ہوئے یہانتک لکھا ہے کہ اگر جانور کا انڈا لینے جاوے اور وہاں دو انڈے ہوں تو چاہیے کہ ایک انڈا وہاں چھوڑ دیا جاوے + ایسا ہی موذی جانور گھر میں رکھنے والا گنہگار ہے۔ جو بے منڈیر کنواں بنائے یا بے منڈیر گھر بنائے وہ بھی گنہگار ہے۔

میں افسوس کرتا ہوں کہ وہی توریت جسے امام اور نور کہا گیا ہے اوسکو پھینک دیا گیا ہے میں توریت کو مانتا ہوں مگر یہودی نہیں ہوں میں انجیل کو اتنا مانتا ہوں جتنا توریت کی کسوٹی سے وہ ثابت ہوتی ہے۔ میں سچا مسلمان ہوں کہ میں قرآن کے احکام کو مانتا ہوں لیکن میں ساتھ ہی انجیل اور توریت کو مانتا ہوں اسلیے علم محمدیوں کیطرح نہیں ہوں

منشی صاحب موصوف بعض حصۂ تقریر سے بعض مسلمانوں نے گیلری میں شور مچایا کہ یہ شخص مسلمان نہ سمجھا جاوے جب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قائل نہیں لیکن جناب حکیم صاحب (پریسیڈنٹ) نے فی الفور اس شور کو بند کر کے کہا کہ منشی صاحب نے رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا ہے جسپر منشی صاحب نے اپنی جگہہ پر اوٹھکر کہدیا کہ وہ رسول عربی کے رسالت کی قائل ہیں اس پر حکیم صاحب نے ذیل کے پرحکمت الفاظ فرما کر لوگوں کے جوش کو سرد کر دیا۔

"آپ نے یہ کہدیا ہے کہ میں قرآن شریف کو مانتا ہوں لیکن ساتھ ہی توریت کو اسلیے میں مانتا ہوں کہ قرآن شریف میں ہی اسکو نور اور ہدایت کہکر پکارا گیا ہے اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اقراری ہوں۔ فاتح الکتاب المبین امام الدین نور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے قائل ہیں اور ہمنے تو اس پلیٹ پر ان سے بھی تقریریں سنی ہیں جو رسول خدا کو بالکل نہیں مانتے تو آپ کی باتیں تو بہت ہی غور کے قابل ہیں جو باوجود اپنے معتقدات کے قرآن شریف کو بھی قائل ہیں اب اسوقت میں ماسٹر درگا پرشاد صاحب کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ جناب ماسٹر صاحب پہلے سے ہی معروف ہیں وہ ہماری کمیٹی کا رکن نائب پریسیڈنٹ ہیں لیکن اسوقت اس حیثیت میں پیش نہ ہونگے بلکہ وہ آریہ سماجہ کی طرف سے بحیثیت ایک وکیل کے سماجک اصول پر سوالات مجوزہ کا جواب دینگے۔ آپ کا انتخاب کیا اپنے لیاقت خاصہ کے لحاظ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ آپ لاہور کے ایک آریہ سماج کے پریسیڈنٹ بھی ہیں نہایت ہی موزوں ہے"۔

له استثنا ۲۵/۴

Marfat.com

آریہ سماج

عالیجناب ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ آریہ سماج لاہور و میر مجلس کمیٹی منتظمہ جلسہ مذاہب

دہرم مہوتسو کا جلسہ جو لاہور میں ۲۶ دسمبر ۱۸۹۶ سے ۲۹ دسمبر تک ہوا اس میں مضامین مفصلہ ذیل پر مختلف اصحاب نے اپنے عقاید کے رو سے بحث کی ہے۔ اوّل۔ انسان کی بدنی اخلاقی روحانی صفات (دوئم) انسان کے مرنے کے بعد کی حالت (سوم) دنیا پر انسان کی زندگی کے مقاصد اور انکی تحصیل کے ذریعے (چہارم) اس زندگی میں اور مرنیکے بعد کی زندگی میں اعمال کی تاثیر۔ پنجم) علم کے مخرج۔

قبل از بحث اس بات کا یاد رکھنا ناظرین کو ضروری ہے کہ جلسہ کے قلیل وقت میں ایسے مضامین پر بحث کرنے سے یہ بات ہرگز دلپر نہ لانا چاہیے کہ جو کچھ اس موقعہ پر کہا جاوے صرف اتنا ہی وید شاستر میں درج ہے۔ کیونکہ ہر ایک بیان بولنے والے کی واقفیت پر منحصر ہوتا ہے اور میں وید شاستر جاننے کا دعوی نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھ میں اسقدر علم نہیں جسقدر ہونا چاہیے پھر بھی جہانتک ممکن ہووے میں از روی وید شاستر مضامین مذکورہ بالا پر اپنے خیالات ظاہر کرتا ہوں۔

مضمون اول۔ یعنے انسان کی بدنی اخلاقی اور روحانی صفات اسکی نسبت ہمارے شاستر میں یوں لکھا ہے کہ آدمی مرکب پانچ کوش (طبقات) کا ہے اول انّ مئی کوش (طبق ساختہ غذا) جس میں جلد ہڈی۔ منی۔ لہو۔ رگ۔۔ پٹھے اور ناڑی انکو سبتہان بھی کہتے ہیں دوم۔ پران مئی کوش (ہوائی طبق) جس میں پران (سانس) اندر سے باہر جانیوالی ہوا آپان باہر سے اندر آنیوالی ہوا۔ سمان تمام بدن میں گھومنے والی ہوا۔ اودان گلے میں کھینچنے والی ہوا۔ دیان جس سے بدن میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ناگ۔ یعنے ڈکار لینے کی طاقت۔ کورم آنکھ بند کرنے کی طاقت۔ کبرکل بھوک لگانے کی طاقت۔ دیودت۔ جمائی لینے کی طاقت۔ دہننجے۔ جو ہوا مرنے کے بعد شریر میں رہے سوئم منومئی کوش (طبق حواس) جس میں اہنکار۔ بانی۔ پیر۔ ہاتھ۔ انتری۔ پیدائش کے عضو چہارم وگیان مئی کوش (روحانی طاقتوں کا طبق) بدی (عقل) چت (یادداشت) سواتر (سننے کی طاقت) توچ (چھونے کی طاقت) نیر (دیکھنے کی طاقت) جوا (زبان) ناسکا (سونگھنے کی طاقت) ان طاقتوں سے روح میں علم آتا ہے۔ مثلاً آنکھوں کے ذریعہ روشنی اور رنگ کی واقفیت ہوتی ہے۔

Marfat.com

حم آنندمئی کوش (طبق سرور) جس میں محنت. صبر. اور آنند (آنند اس خوشی کو کہتے ہیں جو علم سے پیدا ہوتی
) اور کاون روپ پرکرتی یعنے طبیعت کا خاصہ۔

تنا ہرن مئی کوش (پرمیشور جوتی سروپ کے تجلے کا طبق) اسکا بیان شاستر میں یوں لکھا ہے
ن مئی پرے کوشے ورجم برہم نشکلم تجھر بہم جوتی شام جوتی تدیر آتم وروورون. منڈل اوپنشد. یعنے آتما
جاننے والے حکیم کہتے ہیں کہ جو برہم پرمیشور بغیر جسم اور بغیر تبدیل کے ہے اور جو روشن کا روشن اور پاک ذات
۔ وہ اس روشنی کے اعلے طبق میں ظہور میں آتا ہے۔ یہ عام صفات بلحاظ مضمون بالا کے تین حصوں میں منقسم
سکتے ہیں۔ یعنے خوراک کا طبق اور ہوائی طبق جسکے اجزا اوپر بیان ہوئے ہیں وہ جسمانی آدمی کا حصہ ہے۔ اخلاقی
مہ میں دسوں حواسوں کے دو طبق ہیں نمبر تیسرا اور چوتھا یعنے جو تخص صفات جو تیسرے طبق میں بیان کیے گئے
ں انکو بموجب ہدایت وید مقدس قابو میں کرکے دوسرے طبق کے صفات روحانی کے موافق استعمال کرتا ہے
، آدمی ہمارے شاستر میں خلیق یعنے آچار والا کہلاتا ہے۔ یہ شمار میں چودہ صفت ہیں انکے واسطے شاستر
ں پہلی ہدایت کہ ان حواسوں سے یم اور نیم کا سیون کرنا چاہیے۔ یم شاستر میں یوں بیان کیے گئے ہیں۔
ہنار (قتل) سے پرہیز۔ ستیہ یعنے حق پر عمل کرنا۔ استیہ۔ یعنے چوری سے پرہیز۔ برہم چرج یعنے پاک دامن۔ اپری
ہ (توکل) نیم یہ ہیں۔ پاکیزگی۔ سنتوش یعنے تحصیل علم۔ پرمیشور کا بھروسہ۔ عبادت پانچویں اور چھٹی طبق سے
صفات روحانی ظاہر ہوتے ہیں جسکی چھ جزوں کا اوپر بیان آیا ہے۔ چونکہ انسان کی طبیعت کا خاصہ جس کا ذکر
پانچویں کوش میں بیان ہوا ہے۔ اسکی تین قسمیں ہیں۔ یعنے ستوگن۔ تموگن رجوگن۔ اسلیے جو آدمی اعلے درجہ
صفتیں حاصل کرنا چاہتا ہے اسکو تمام کوشوں کی صفائی جسکا اوپر ذکر ہوا ہے۔ کرنا چاہیے۔ مثلاً خوراک کے
بق کی صفائی کے لیے تمام مکروہ اشیاء مثلاً گوشت و شراب جس میں گندگی اور حیوانی خاصہ ملا رہتا ہے کرنی چاہیے
ور جسکے کھانے سے انسان بجائے فرشتہ خصلت فرشتہ صفت بننے کے حیوانیت کی طرف زیادہ جاتا ہے۔
نسان کو لازم ہے کہ اگر تموگن اس میں زیادہ ہے یعنے سستی گناہ کی طرف رغبت وجہالت کی طرف زیادہ
رغبت ہو تو رجوگن کے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ یعنے نیک کام میں مصروفیت کے لیے کوشاں ہو۔ لیکن چونکہ
انسان کا اعلے فرض پرمیشور کے جاننے کا ہے۔ اسلیے ستوگن کی کوشش کرنا ضروری ہے جس سے انسان
دیوتا صفت بن جاتا ہے۔ کیونکہ جب تک انسان فرشتہ صفت نہیں ہوتا تب تک پرمیشور کا دیدار حاصل نہیں
کرسکتا جس میں اسکو ہر ایک چیز کا علم ہو جاتا ہے اس طرح سے مختصر طور پر تین صفات کا ذکر کردیا ہے۔ یاد

Marfat.com

رہے کہ وہ تفصیل کہ جس سے انسان ان طبقوں کی ترقی کرسکتا ہے اور اسی دنیا میں اپنی طاقتوں کو بڑھا کر اعلےٰ درجہ کی طاقت حاصل کرتا ہے جس سے پرمیشور کا وصال حاصل ہوتا ہے وہ اسوقت بیان نہیں ہوسکتی جس صاحب کو پرمیشور کی تلاش کا سچا شوق ہو وہ وید مقدس اور اپنشد پڑہیں۔

سوال نمبر ۲ کا بیان۔ حالت انسان بعد مرگ

ہماری شاستر میں موت کو ادرشن کہتے ہیں یعنے پوشیدہ ہوجانا۔ اور گیتا میں مہاراج کرشن جی نے جو ہندوں کے درمیان آخر الزمان پیغمبر ہیں یوں فرمایا کہ یہ حکماؤں کا مسلم تجربہ ہے کہ نیستی سے ہستی نہیں ہوتی اسلیے جس طرح کہ روح نیستی سے ہستی میں نہیں آسکتی اس طرح وہ فنا بھی نہیں ہوتی جبکہ روح ازلی ابدی ہے اور وہ پرمیشور کی شان ہے۔ مہاراج گتیا کے۔ دوسری ادھیا میں بہت عمدہ طور پر واضح کرتے ہیں کہ جس طرح انسان پرانے کپڑوں کو پھینک کر نئے کپڑے اختیار کرتا ہے۔ اسطرح سے روح پرانے بدن کو جو اسکی پوشش تھی پھینک کر نیا لباس اختیار کرتا ہے مہاراج فرماتے ہیں کہ روح کو نہ تو ہتیار کاٹ سکتے ہیں اور نہ آگ جلا سکتی ہے۔ نہ اسکو پانی گلا سکتا ہے اور نہ ہوا خشک کرسکتی ہے۔ بلکہ ہمیشہ رہنے والی اور سب جگہ جانے کی طاقت رکھنے والی عقلمند طاقت ہی بس مرنے کے بعد روح کی نئی حالت شروع ہوتی ہے۔ اور وہ حالت ترقی پذیر ہوتی ہے۔ اس لیے اگر نیک اعمال کیے ہیں تو نیکی کی طرف ترقی ہوتی جائیگی۔ اور انسان دیوتا صفات حاصل کریگا۔ اور اگر اس کے برخلاف کام کیے ہیں تو اس میں نیچے جانے کا خاصہ پیدا ہوجاتا ہے اسوجہ سے وہ پرم الشور سے دور دور ہٹتا جاتا ہے یعنے اسکو پرمیشور کے جاننے میں مشکل پڑ آجاتی ہے۔ منو مہاراج کے بارہویں ادھیا کے چالیسویں اشلوک میں لکھا ہے کہ ستوگن والے دیوتا یعنے فرشتہ پن کی حالت کو حاصل کرتے ہیں اور رجوگن والے انسان کی حالت کو پہنچتے ہیں۔ اور تموگن والے حیوانیت کے درجہ کو جاتے ہیں۔ جب انسان کو وید شاستر پڑہنے سے معلوم ہو کہ میں پرمیشور کے وصال حاصل کرنیکی قابلیت نہیں رکھتا جو کہ کسیکی سفارش سے حاصل نہیں ہوتا تب اسکو خود پرمیشور سے دعا مانگنی چاہیے جیسے کہ یجر وید کے چوتھے ادھیا اور پندرہویں منتر میں لکھی ہے جس سے روح کو گناہ کی ٹھوکر کھانے کے بعد پھر موقعہ ترقی کرنیکا دیاجاتا ہے۔ اور اسکے لیے من عمر پران کی طاقت وغیرہ اسکو ترقی دیجاتے ہیں۔ ہمارے شاستر میں ایسا کہیں نہیں لکھا کہ صرف ایک بار ہی زندگی عطا ہوتی ہے۔ اور پھر ہمیشہ کے لیے سرگ یا نرک ہوتا ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا انصاف اور بہت پرمیشور کی

Marfat.com

ذات باری تمام مخلوقات کو ہمیشہ عطا ہوتا رہتا ہے۔ اور اسکے دربار میں عرض اس سے کی جاتی ہے اور وہی عرض کا جواب دیتا ہے۔ کسی دیوتا یا رشی اور منی کو اس میں دخل نہیں بلکہ ہماری شاستر میں لکھا ہے کہ پرمیشور گھٹ گھٹ میں پرجمان ہے۔ اور وہ کبھی روح کو جدا نہیں کرتا۔ دیکھو منڈک اپنشد گو اہتم۔ اسلیے روح بے ڈہرک اور بڑی خوشی کے ساتھ ترقی کرتی رہتی ہے اور کائنات کے سیر کرتی رہتی ہے۔ جبکہ وہ درجہ تکمیل تک پہونچ جاتی ہے تو اسکو یہ طاقت ہوجاتی ہے کہ جو کچھ چاہے ویسے ہی وسائل اپنے لیے مہیا کر لیتی ہے۔ مثلاً سننا چاہے وسننے کی طاقت حاصل کرلیتی ہے وغیرہ۔ یہ کمالیت کی حالت جس میں اسکو پورا گیان ہوجاتا ہے۔ ہمارے شاستر میں لکھا ہے کہ وہ چھتیس ہزار پیدائش تک رہتی ہے یعنے .... ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سال شمسی بعد اسکے پھر روح کو پیدائش میں کہیں نہ کہیں کام کرنا ہوتا ہے۔ اسیطرح بیشمار دفعہ روح کو کمالیت خاص ہوتی ہے اور بیشمار وقت سبب ایشور کے کاروبار کے شامل ہونے سے ایشوری گیان میں ہوجاتی ہے۔ کٹھو اپنشد میں لکھا ہے کہ جب آدمی کو خوشی کی حالت یعنے مرگ نصیب ہوتا ہے جو کہ مکتی سے نیچے درجہ ہے۔ اس میں بھی انسان کو کوئی خوف نہیں رہتا اور یہ اسکو موت ستاتی ہے۔ اور نہ تکلیف بھوک و پیاس کی ہوتی ہے۔ بلکہ بڑا بھاری آنند رہتا ہے جس سے وہ مکتی کی بخوبی تیاری کرسکتا ہے۔ اسطرح سے میں نے کچھ شاستر کے موافق روح کی حالت بعد مرگ بیان کی ہے۔

تیسرے سوال کا جواب

ہماری شاستر میں زندگی کے چار مقاصد لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ دہرم۔ ارتھ۔ کام اور موکھش دہرم جاننے کے لیے وید پڑھتے ہیں۔ ارتھ یعنے دنیاوی بہبودی کے لیے کرتی ہے قانون دیکھنے چاہیے۔ کام کے حاصل کرنے کے لیے یعنے خاندان کی ترقی کے لیے علم طبابت جس کو آیور وید کہتے ہیں یعنے علم زندگی حاصل کرنا چاہیے اور موکھش کے حاصل کرنے کے لیے ویدانت شاستر کو پڑھتے ہیں۔ یہ کتابیں جوان سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکی تعداد بہت ہے وہ پڑھنے لکھنے والوں کو معلوم ہیں۔ کہ کس درجہ کی کتابیں ہیں۔ ہزارہا سال سے اگرچہ لوگ بیجا نکتہ چینی کرتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو دنیا میں تسلی پانیکی خواہش ہو تو اپنی کتابوں سے حاصل ہوتی ہے یہاں پر تمام کا تھوڑا تھوڑا سا بھی ذکر کرنا نہایت مشکل ہے صرف آخری منشا رجو کہ مکتی ہے اسکی نسبت چند شاستر سے خیال ظاہر کرنا از بس ضروری ہونگے۔ ہمارے شاستر میں پرمیشور کے گیان کو تمام دنیاوی چیزوں سے اور آسمان عیشوں سے افضل تر بتایا ہے۔ چنانچہ کٹھ اپنشد میں ایک قصہ کے ذریعہ بیان کیا ہے کہ جب ملک الموت

Marfat.com

نے مہاراج نچکیت رشی کو جنھوں نے کہ اس سے برہم گیان کی نسبت سوال کیا تھا بہت سی مع یعنی ہیرا یعنے جواہرات بہت سی شکار۔ لباس فاخرہ اور بیشمار لڑکی اور خواہش کے موافق زندگی دینے کا وعدہ کیا تب مہاراج نچکیت نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کے ہیں۔ میں تو آپ سے صرف برہم گیان ہی لینا چاہتا ہوں۔ جس سے گھٹنے بڑھنے والا انسان امر یعنی ابدی بن جاتا ہے۔ مجھ کو ان آسمانی خوشی کی چیزوں سے اور بڑی زندگی سے کچھ خوشی و خواہش نہیں۔ پرمیشور کے علم کی نسبت منڈک اپنشد میں یوں لکھا ہے کہ نہ ایشور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ نہ اسکو بانی سے بول سکتے ہیں اور نہ کسی حواس خمسہ سے اسکو حاصل کر سکتے ہیں اور نہ تپ کرنے سے یعنی تیرتھ برت کرنے سے اور نہ نیک کرموں کے ذریعہ سے اسکا گیان حاصل ہوتا ہے بلکہ پرمیشور کا گیان عقل کی صفائی اور روح کی صفائی سے بذریعہ دھیان لگانیکے پرسے پورن برہم جوتی سروپ کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔ گیان ہونیکے بعد منڈک اپنشد میں لکھا ہے کہ دل کی گانٹھ کھل جاتی ہے۔ تمام شکوک رفع ہوجاتے ہیں۔ تمام گناہ دور ہوجاتے ہیں جبکہ پار اور اپر پرمیشور کا درشن ہوتا ہے اور وہ لوگ جو کہ گیان سے سیر ہوجاتے ہیں اور تمام خواہشوں سے بری ہوجاتے اور شانت ہوجاتے ہیں وہ پرم ایشور میں جو کہ ہر ایک جگہ موجود ہے غائب ہوجاتے ہیں۔ جس طرح کہ مہاراج شنکر آچارج کہتے ہیں کہ درخت سے اڑکر پرند آسمان میں غائب ہوجاتے ہیں

چوتھا سوال اور اسکا جواب

چوتھے سوال کی نسبت مہاراج تلسی داس جی رامائن میں فرماتے ہیں کہ (کرم پردھان وشو کر راکھا۔ جو جس کیا سو تس پھل چاکھا) کرم تین طرح کے ہیں۔ سنچیت یعنے پہلی زندگیوں میں کئے ہوئے کریامان جو ہم کررہے ہیں ان میں سے ہر ایک تین قسم پر منقسم ہے یعنے ادھیاتمک یعنے وہ کام جو کہ خیال سے تعلق رکھتے ہیں ادھی بھوتک جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور آدھی دیوک جو بیرونی تعلقات کے سبب سے ہم کرتے ہیں۔ اسلیے ہمارے شاستر میں کرمن کی نسبت بڑا بدھان آتا ہے اور جسکی تفصیل پڑھنے سے ہی کرم کا مسئلہ سمجھ سکتے ہیں۔ چند باتوں کے کہنے سے یہ حکیمانہ مسئلہ عام فہم میں نہیں آسکتا۔ لیکن اتنا تو سب کو معلوم ہے کہ جو آدمی کوشش نہیں کرتا وہ کوشش کرنیوالوں سے پیچھے رہجاتا ہے۔ ہمارا ویدک شاستر بتلاتا ہے کہ بدن کے وہ حصے جو کام میں نہیں آتے جسکے لیے کہ وہ بنے تھے ضائع چلے جاتے ہیں۔ دیکھو ورزش کرنے سے بدن مضبوط ہوتا ہے اور خیال کرنے سے من کی ترقی ہوتی ہے۔ اسلیے تمام کرم جنکی قسمیں اوپر بیان ہوچکی ہیں سب

Marfat.com

سب اپنا اپنا اثر یہاں پہونچاتے ہیں اور بعد مرگ کے جیسا کہ بیان ہوا ہے انکا اثر جاری رہتا ہے یعنے اگر کرم نیک ہیں تو انسان پرمیشور کی جانب جاتا ہے اگر بد ہیں تو نیچے کی طرف جاتا ہے۔ یعنے یا تو علم میں ترقی ہوتی ہے یا حیوانیت کی طرف رغبت بڑہتی جاتی ہے۔

منو مہاراج کہتے ہیں کہ من کے کرم من سے بہوگنے پڑتے ہیں بانی کے کرم بانی سے اور بدن کے کرم بدن سے بھوگنے پڑتے ہیں۔ خواہ وہ نیک ہوں خواہ بد۔ آدمی اکیلا پیدا ہوا ہے۔ اور اکیلا ہی یہاں سے روانہ ہوتا ہے۔ تمام چیزیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ دہرم یعنے صفات اسکے ساتھ جاتے ہیں۔ ماں باپ رشی منی۔ اشٹ دیو کوئی اسکا ساتھ نہیں۔ دیتا۔

پانچوان سوال اور اسکا جواب

وید میں لکھا ہے کہ پرمیشور کے تیج سے علم اور مادہ پیدا ہوا۔ جوگ شاستر کے بموجب پرمیشور کل علم کا بیج ہے اور پہلیں سے پہلین آدمیوں کا بھی گرو ہے اپنشدون میں لکھا ہے کہ عقل اس سے ہی پیدا ہوتی ہے پیدائش کے شروع میں وہ برہما کو پیدا کرتا ہے اور ویدوں کو بہیجتا ہے۔ یجر وید میں لکھا ہے اسی پرمیشور سے رشیوں نے رگ وید اور اسی سے یجر وید شام اور اتہر وید حاصل کیئے ہیں ماںڈک اپنشدہ میں لکھا ہے اسکی (ایشور) زبان وید یعنے علم ہے۔

پس ہمارے شاستر کے روسے علم کا مخرج اور علم کا دنیا پر ظاہر ہونا وید مقدس سے ہے میکس مولر صاحب کہتے ہیں کہ رگ وید انسان کے کتب خانہ میں سب سے پرانی کتاب ہے۔ اسطرح علم کے مخرج کا بیان ہوا۔ اب علم کا انسانی مخرج اسطرح پر شاستر میں بیان کیا گیا ہے یہ مخرج آٹھ قسم کے ہیں جنکو اسٹ پربان کہتے ہیں اول۔ ترتکیس پربان۔ یعنے جو علم ہمکو حواس خمسہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یعنے اسکے پانچ قسمیں ہیں۔ جیسا کہ دیکھنے سے رنگوں کی ماہیت معلوم ہوتی ہے۔

دوم۔ انومان۔ یعنے وہ علم جو کہ دلیل سے ہوتا ہے۔ جیسے دہوئیں کو دیکھکر آگ کا خیال ہوجاتا ہے۔ اسکی تین قسمیں ہیں۔ سوئم۔ آپ مان۔ یعنے علم تمثیل۔ چہارم۔ شبد پربان۔ یعنے حکیموں کا اپدیش۔ پنجم۔ ارتہاپتی۔ چونکہ بادل کے ہونے سی بارش ہوتی ہے اسواسطے جبکہ بادل نہیں تو بارش نہیں ہوسکتی ششم ہیں یعنی روایتی ثبوت ہشتم ہکان جیسے ماں باپ کے بغیر لڑکا نہیں ہوتا۔ اسکو سلسلہ قوانین قدرت بہی کہہ سکتے ہین

Marfat.com

ہفتم اسمبھو جسطرح کسینے کہا دہانسے پانی لے آؤ۔ لیکن وہ وہاں سے پانی نہ پاکر جہاں سے پانی ملا لے آیا یہ کل مخرج جنکی اگر اندرونی قسمیں چھوڑ دی جاویں تو کل نو ہوتی ہیں یعنے ایک تو الیشوری اور باقی آٹھ ان لی اسطح سے مختصر طور سے مذکورہ بالا پانچ سوالوں کا بیان کیا گیا ہے۔ جو کہ سب کسی نہ کسی طرح دہرم سے تعلق رکہتے ہیں۔

وہ اصلی دہرم وید کا سب سے پرانا ہے جس کا مرکز سوای پرمیشور کے اور کوئی نہیں ہے۔ اسکے پاس پہونچنے کا ذریعہ دہیان و گیان ہے۔ وہی مکتی ہے۔ اور وید شاستر میں کسی اوتار۔ پیغمبر۔ یا پرمیشور کے پتر وغیرہ کا ذکر نہیں۔ اور نہ اس دہرم میں انفسانی سرگ کا ذکر ہے۔ پری پورن برہم آدمی عورت لڑکا نہیں ہے۔ انسان کا ہادی صرف عقل ہے۔ سو یہ وید اور شاستر جس میں اسکا ذکر ہے سب آدمی جو حاصل کرنیکی طاقت رکہتے ہیں حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ یجر وید میں لکھا ہے (یتھے مام ورچم کلیانی مابدانی جنے بھیا) بشنے میں اس منگل سماچار کو تمام لوگوں کے لیے دیتا ہوں فقط

اس تقریر کے بعد مسٹر یحیی صاحب نے جو احاطہ بمبئے میں بمقام ڈیسہ بحیثیت ڈیلیگیٹ شریک جلسہ ہونے کے لیے آئے ہوئے تہے کچہ تقریر کرنے کی اجازت چاہی کیونکہ آپنے آج ہی واپس چلا جانا تہا اور ریل کا وقت قریب تہا۔

تقریر مسٹر یحیی صاحب ڈیلیگیٹ

چونکہ میری زبان اردو نہیں اور ہندی آسانی سے بولی جاتی ہے اسیلیے مجہے آپ معاف کریں + اوس الیشر کا دہنباد ہے جس نے ہمکو ایسی قوت دی ہے کہ آج ہم اس جگہہ حاضر ہیں اور اسکے صفات کو بیان کرنے کے لیے جو کہ مختلف ملکوں میں مختلف طور پر اسکے صفات ہیں۔ جمع ہوئے ہیں + جسطرح الیشر ایک ہی ہے ایسا ہی اوس نے ہر زمانہ میں دہرم کے سکہانے والے آدمی بہیجے اور اسکا یہی منشا ہے کہ سب لوگوں کو ایک ہی مذہب پر چلائے جبکہ الیشور ایک ہی ہے تو ضرورت کیا ہے کہ ہم لوگ الگ الگ رہیں بلکہ ہمکو چاہیے کہ ہم سب اسجگہہ کی باتوں کو سنکر سب ایک ہوکر ہر ایک کے لیے فائدہ کی کوشش کریں ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ لوگ سب ایک ہوجاویں پچہلے سال جلسہ میں بہی مینے یہی بات کہی تہی۔ سوامی شگن چند رصاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ اونہوں نے اسبات کو اپنے ذمے اوٹہایا ہے صرف اختلاف ممالک سے اختلاف ہوگیا

ہے والا مذہب تو ایک ہی ہے آجکل زمانہ میں ایسے لوگ ہیں کہ بالکل ایشور کو بھول گئے ہیں ایسے لوگ مذہب سے ہنسی کرتے ہیں میری رائے یہ ہے اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک آفس (دفتر) بغیر تنخواہ کے اس مہاتسو کا بنایا جاوے اور ہم اسکے ہمیشہ ہونے کی تجویزیں سوچیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہم سب لوگ ہمیشہ اسکا خیال رکھیں۔ اور ایسی ہی مدد ہم اس میں کریں۔ ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے۔ تکلیف ہمیشہ ہر امر میں ضرور ہے۔ حضرت محمد صاحب کو اپنے دین کے پھیلانے میں تکلیف ہوئی لیکن آخر وہ کامیاب ہوئے۔ میں عذر کرتا ہوں اپنی زبان کے سبب سے اور کمیٹی کا خاص شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسٹر بیچے صاحب کے بعد خان بہادر خدا بخش صاحب جج کھڑے ہوئے جنہیں جناب حکیم صاحب (موڈریٹر) صدارت کا انچارج کرکے نماز عصر کو چلے گئے تھے کیونکہ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ جج صاحب موصوف نے کھڑے ہوکر یہ فرمایا

"صاحبان"۔ اب آپکے سامنے ایک مورتی پیش کی جاتی ہے جو اپنی شکل قطع لباس (سرچادھوانہ) کے باعث ایک کامل مورتی ہیں میری مراد اس سے سوامی سادھو شگن چندر جی ہیں جو اس جلسہ کے اصلی محرک اور بانی ہیں۔ امید ہے آپ انکی باتیں سنکر خوش ہونگے"۔

جناب سوامی شگن چند صاحب بانی دہرم مہوتسو

اصحاب جلسہ۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ وقت کسی اور صاحب کو دیا جاتا۔ اگر ایسا ہوتا تو خوب ہوتا لیکن لوگوں کے اصرار سے میں مجبور ہوں اور اونہیں کے بار بار کہنے سے میں یہاں کھڑا ہوا ہوں۔ سب سے پہلے میں کچھ اپنے حالات عمر کے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ بچپن سے ہی میری زندگی عجیب ہو رہی ہے۔ چھوٹی عمر سے ہی مجھے مذہب کا خیال تھا۔ مجھے ملازمت بھی ایسی ملگئی جس میں اکثر مجھے دورہ پر رہنا پڑتا تھا۔ اور اس طرح میں اکثر مذاہب مختلف کے لوگوں سے ملتا رہتا تھا میرا تمام تجربہ بھی ہے اور میں نے بھی سمجھا کہ اگر ہمارے ملک کو کسی کی ضرورت ہے تو صرف باعمل لوگوں کی ضرورت ہے یہ بات جب مجھے سمجھ آگئی۔ تو میں کچھ عرصہ کے لیے فقیر ہوگیا۔ گجرات کے علاقہ میں گنجاہ کے مقام میں ایک مہاتما تھے اور میرا ان سے تعلق ہوگیا۔ میں جہاں کہیں ہوں مجھے وہ خواب کے ذریعہ سے ہدایت کرتے

Marfat.com

تھے چنانچہ انکے ایسے ہی حکم سے جو اونہوں نے مجھے کہا کہ مجھکو کچھ کام کرنا ہوگا - میں تین چار سال تک کانگ
سوشل ریفارم میں لگا رہا کیونکہ میں بھی کائستھ ہوں اور انکی خدمت میرا فرض تھا - اور انسان کو تمام قسم کے فرائ
ادا کرنے چاہیں - میں اپنی بزرگون کی زیادہ خدمت نہیں کرسکا - لیکن جو ہوسکا وہ مینے کیا مجھے میرے دوست
مختلف کاموں کے لیے کہتے رہے - اکثر کی یہ خواہش ہوئی کہ میں لڑکے پڑھاؤں - کیونکہ یہ بھاری خدمت ؎
سمجھتے تھے - مگر مینے یہی سمجھا کہ اب مجھے دوسری طرف لگنا چاہیے چنانچہ میں مہاتما کی خدمت میں لگ
گیا - اونہوں نے حکم کیا کہ خواہش کم کرو نیز مجھے معلوم ہوا کہ بدخواہشوں کو چھوڑنا چاہیے اچانک ۹۲ سنہ میں دفعتاً
مجھے خیال ہوا کہ جب تک سب لوگ اکٹھے نہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا اس فکر میں میں رہا - اور آخر کار یہ
تجویز دل میں آئی کہ دہرم مہوتسو ایک جلسہ کیا جاوے - سو اسکا پہلا جلسہ پچھلے سال اجمیر میں ہوا - اسکے
بعد مینے چاہا کہ کچھ آرام کروں - مگر آرام میں ہرج دیکھا - اسلیے لاہور میں آکر مینے کام شروع کیا - اور مجھے
مینیجنگ کمیٹی کے بعض ممبروں کا خاص شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جنہوں نے مجھے ہر طرح مدد دی - مجھے
پہلے سے ہی یقین تھا کہ کوئی مذہب خوبیوں سے خالی نہیں - لیکن اگر مذہب میں بظاہر کوئی کمی یا خرابی
نظر آتی ہے تو اسلیے کہ ہر ایک مذہب والے اپنے مذہب کی خوبیوں پر عمل نہیں کرتے - چنانچہ اب اس مقام
پر ہر ایک نے اپنے مذہب کی عمدگیاں ظاہر کرکے لوگوں کو فائدہ پہونچایا ہے -

میرا کوئی اور مذہب نہیں سوا اسکے جو میرے ماں باپ کا تھا - میرا مذہب ہے سادہارن مذہب یعنی
انسان مذہب - یہ وہی مذہب ہے جو سب سے پہلے ہندوستان میں تھا - جبکہ ہندوستان تمام دنیا میں فضیلت
رکھتا تھا -

اس مذہب کے رو سے انسان کا مذہب پیدا ہونے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور مرنے کے بعد اسکی
تمام چیزیں یہاں رہجاتی ہیں - مگر سادہارن دہرم ساتھ جاتا ہے -

سادہارن دھرم کیا سکھلاتا ہے - اول ورزش جسمانی - اوس زمانہ میں ہر ایک آدمی ورزش کرتا
تھا اوسکی تفصیل میں اپنی کتاب میں لکھ چکا ہوں جو یہاں سے ملسکتی ہے - دوسرا امر ہے اخلاقی صحت
برہم چرج - یعنے ودھیا پڑھنا انسانی قوت کو ضائع نہ کرنا - اور مادری زبان میں علم حاصل کرنا - امر تیسرا
روح - اور روحانی زندگی کے حاصل کرنے کے طریق مثلاً گوشہ نشینی - ودیاوانوں کی صحبت - خدا کی
تعریف اور دعا ان سب کے بعد میں پھر فکر معاش کرنا -

Marfat.com

اس دہرم کے رو سے مخالفوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جو تکلیف کوئی دیوے۔ اس سے زیادہ تکلیف اوسکو نہ پہونچاوے۔ ایسا ہی اس دہرم کی تعلیم ہے کہ شادی سے لذات جسمانی کی مراد نہ ہو بلکہ عمدہ اولاد کا پیدا کرنا۔ اگر یہ کام نہ ہو سکیں تو اپت دھرم یعنے تکلیف کا مذہب ہے۔ اور ایک سماجک دہرم بھی ہوتا ہے۔ یعنے ہر طرح کے لوگ جمع ہوں تو ملک کی بہبودیوں میں غور کریں + الغرض اس دنیا میں رہکر دنیا کو چھوڑنا۔ لذات کو ترک کرنا۔ اپنی خواہشات کو چھوڑنا عقل کو کچھ شے نہ سمجھنا گناہ کو چھوڑنا یہ امور ہیں کہ سادھارن دہرم نے انسان کو تعلیم کیے ہیں فقط

سادہو صاحب کے بیٹھنے پر جناب سردار صاحب (پریزیڈنٹ) نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ جس قدر تقریریں مختلف مذہب کی طرف سے ہونی تہیں وہ ہو چکیں یہ جلسہ آج ختم ہو چکا ہے۔ لالہ دھنپت رای صاحب جو اس جلسہ کے سکرٹری ہیں وہ بطور شکریہ کچھ عرض کرینگے۔

تقریر سکرٹری جلسہ

معزز صاحبان جلسہ ہذا کے اغراض یہ تہیں۔ (۱) مذہب کے واسطے عوام الناس میں دلچسپی پیدا کرنا (۲) مذہب کے حاصل کرنے کے واسطے سہل اور عملی طریقے پیدا کرنا (۳) مذہبی معاملات میں سہن شکتی یعنے تحمل پیدا کرنا (۴) جسمانی اخلاقی اور روحانی ترقی کے وسائل پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ میں ان اغراض پر ایک مختصر تقریر کرونگا۔ کیونکہ آپ ابتک سردی میں تقریروں کو سننے کے لیے بیٹھے رہے ہیں میں نہیں کہنا چاہتا کہ ہمکو اپنے ارادوں میں کہانتک کامیابی ہوئی۔ ہاں اغراض جلسہ کو نہایت عمدگی سے پورا کردیا گیا اور ان اغراض کے پورا کرنے میں بہت مدد ہمکو سب لوگوں نے دی۔ مقصد اول میں ہمکو خاصکر بڑی کامیابی ہوئی۔ باوجود کلکتہ۔ میرٹھ۔ اور دیگر مقامات میں مختلف کانگرسیں۔ اور کانفرسیں ہو رہی ہیں۔ لیکن جتنے آدمی یہاں جمع ہوئے ہیں اتنے کسی مقام پر ہرگز نہیں ہوئے ہونگے۔ مقصد دوم کے متعلق جب یہ کل کارروائی ایک کتاب میں چھاپ دی جاویگی اور اس سے ہر ایک مذہب کا آدمی ان سپیچوں کا مقابلہ کرکے دیکھ لیگا۔ اور ہر ایک مذہب کی بابت اسکو معلوم ہو جاویگا مقصد سوم کی بابت یہاں جو کچھ بیان ہوا ہے اگر اسپر تمام لوگ عمل کریں گے تو امید ہے کہ ہمارا مطلب روحانی ترقی کا بھی پورا ہو جاویگا۔ بڑا افسوس ہے کہ ہمارے اس کام کی مخالفت

Marfat.com

بہت کچہ کی گئی - اور کہا گیا کہ ہم منتظمان جلسہ اس امر میں خاص دلچسپی اسواسطے رکھتے ہیں کہ ہم بددیانت ہیں میں ان لوگوں کا بہی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس معاملہ میں ہماری مخالفت کی - ہم امید کرتے ہیں کہ آیندہ سب لوگ ہمارے اس جلسہ میں شامل ہوں میں سب حاضرین کا اور میر مجلس صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اس امر کا بیان بہی میں ضروری سمجہتا ہوں کہ بعض نے اختلاف کیا کہ کیوں انجمن کے مقام پر جلسہ کیا - مگر ان لوگوں کے اعتراض لغو ثابت ہوئے اور میں انجمن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمکو یہ مکان دیا گیا - کیونکہ ایسا مکان لاہور میں ملنا مشکل تہا ہم بہت تہوڑے لوگ تہے اور ہمکو مدد نہیں ملی اس واسطے اگر کوئی بدانتظامی رہ گئی ہو تو ہم کو آپ لوگ معاف کریں - ہمارا خیال ہے کہ تمام سپیکروں نے ہمارے قواعد کے موافق کسی غیر مذہب پر حملہ نہیں کیا - اگر ہوا ہو تو کمیٹی کے طرف سے معافی ہے اس کام میں ہمکو مدد صرف لاہور سے ہی نہیں ملی - بلکہ سوامی صاحب (سادہو شوگن چندر) کے مختلف مقامات پر جانے سے چندہ وغیرہ سے مدد ہوئے اسکا بہی شکریہ ادا کیا جاتا ہے - اب اگر لوگوں کو پسند ہو تو جلسہ اگلی سال پہر ہو - فقط

سکرٹری کے بیٹہ جانے کے بعد کتنے منٹ تک چاروں طرف سے ہندو مسلمان - عیسائی - آریہ وغیرہ یک زبان ہوکر کہتے رہے کہ "یہ جلسہ ضرور ہو - اور بالضرور ہو"-

اسکے بعد ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریذیڈنٹ اگزکٹو کمیٹی نے کہڑے ہوکر بیان کیا کہ اگرچہ سکرٹری صاحب نے مجمل طور پر اون احباب کا شکریہ ادا کردیا جنہوں نے انکو اسکام میں مدد کی - مگر میں بالخصوص دو نوجوانوں دوستوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیئے کہڑا ہوا ہوں یعنے **خواجہ کمال الدین صاحب** بی اے پروفیسر اسلامیہ کالج اور میاں معراجدین صاحب ٹہیکہ دار کا حق تو یہہ ہے کہ اگر ان دونوں کی کوششیں نہ ہوتیں تو یہ کام سرانجام نہ پاتا اگرچہ انکی شمولیت کمیٹی میں سب سے اخیر تہی - لیکن انکی مدد سب سے اول تہی یہہ کہکر ماسٹر درگا پرشاد بیٹہ گئے اور انکے بعد رای بہوانیداس صاحب ایم اے اکسٹرا اسسٹنٹ افسیر جہلم موڈریٹر جلسہ نے اپنی جگہہ اوٹہکر ذیل کے الفاظ فرمایے -

تقریر عالیجناب رای بہوانیداس صاحب ایم ای موڈریٹر

صاحبان مجہکو جلسہ میں حاضر ہونیکا بہت کم موقعہ ملا ہے جسکے لیے میں معافی چاہتا ہوں - مدعا اس جلسہ کے

Marfat.com

جاتے ہیں۔ اور قلت وقت کے باعث نہ میری گفتگو انکی صرف دو لفظی ہوگی۔
(۱) مذہب میں دلچسپی پیدا کرنا۔ سو ظاہر ہے ہندو و مسلمانوں نے اپنی دلچسپی ظاہر کی
(۲) حصول مذہب کے لیے بہت طریقے پیدا کرنا سو یہ امر بھی حاصل ہوگیا (۳) مذہبی معاملات میں کمال بردباری کی بہت ضرورت تھی۔ جیسے کہ پہلے ہندو و مسلمان کیا کرتے تھے باقی چوتھا جسمانی روحانی اور اخلاقی ترقی کے وسائل پیدا کرنا۔ واقعی یہ امر ہوگا جب ہم تھوسوفسٹ شامل ہونگے۔ ہمیں ان سب خیالات کیطرف توجہ کرنی چاہیے برٹش گورنمنٹ کی برکت جب ہم ٹالریشن (بردباری) سیکھتے جاوینگے ہماری بات پوری ہوجاویگی امید ہے کہ آپ سب ملکر کوشش کرینگے کہ آیندہ اس جلسہ کے مستقل رہنے کی صورت نکل آئے۔“

...اے صاحب کے بیٹھنے پر سردار جواہر سنگھ صاحب ہوڈ ماسٹر اور پریذیڈنٹ اجلاس چارم نے بطور تقریر کی۔

تقریر پریزیڈنٹ صاحب

...یٹری نے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کیا ہے۔ جنہے اس پلیٹ فارم (منبر) سے تمام قسم کے مذاہب کے خیالات سنے ...اور لیڈر صاحبان کی طرف سے بھی فروگذاشت کے لیے معافی کا خواستگار رہوں۔ پروگرام میں بدنظمی ...مضمون میں رستہ سے سپیکر دور گئے۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ ابتدائی کانفرنس ہے۔ سب کے بعد ایک ...ہی شکریہ ادا کرنا ہے وہ ہے شکریہ سرکار انگریزی کا جسکی طفیل اس امن سے جلسہ ہوا ریل وغیرہ نے ...سقدر آسانیاں دیں اور ایک جگہہ پر کھڑے ہوکر ہر ایک نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خدا کرے ...کا راج ہمیشہ ہو سب سے زیادہ شکریہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ تمام شکرگذاریوں کا انجام وہی ہے۔ خدا ...دلوں میں برادرانہ تعلق پیدا کرے۔ ہاں اسوقت ہم مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں۔ آؤ ہم سب ...پنے اپنے طریق پر دعا کریں کہ خدا تعالیٰ بارش بھیجے اور رحمت باران سے ہمکو سیراب کرے۔
میں اور کچھ کہنا نہیں چاہتا وقت اسقدر تنگ ہوگیا ہے کہ ریمارک کرنے میں مجھے مجبوراً اختصار کرنا پڑا ...بھی صاحب اور سکرٹری صاحب کو بھی بہت تھوڑے الفاظ بولنے کا موقعہ ملا اب میں حضرت حکیم صاحب ...سمجھی ہوں کہ وہ حسب قرارداد کمیٹی فارمل طور پر اختتام جلسہ کریں۔

Marfat.com

تقریر خاتمہ

عالیجناب فیض انتساب حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی طبیب شاہی ماڈریٹر

اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ (اما بعد) اعوذ باللّٰہ
من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔

صاحبان اس جلسہ کی ضرورت اور اسکی خوبی پر بحث حسن وخوبی اور کامل امن وامان کے ساتھ یہ جلسہ ختم ہوا ہے اسکا بیان میرا سننا نہیں۔ کیونکہ ضرورت کا بیان ابتدا جلسہ میں مناسب اور اسکی خوبی کا تذکرہ جلسہ کی بسم اللہ میں پسندیدہ ہے۔ رہا امن وامان کا بیان وہ محتاج بیان نہیں کیونکہ عیاں را چہ بیاں۔ صاحبان اس جلسہ کے اغراض پر میں ریویو کرنے کو کھڑا نہیں ہوا کیونکہ اول تو ریویو کرنا اغراض جلسہ سے نہیں دوم میرے جیسے انسان کا یہ کام نہیں سوم اسکام کے لیے بہت بڑی اوقات اور توجہات اور افکار وعلوم کی ضرورت ہے۔

صاحبان۔ میں اس قلیل سے قلیل وقت میں آخری تقریر کرنے کے لیے مامور کیا گیا ہوں میں کھڑے ہوتے ہی حیران تھا کہ کیا کہوں مگر کھڑے ہونے اور حیرانی کے بعد یہی دل میں آگیا کہ قرآن کریم کا خاتمہ جلسہ کے خاتمہ پر سنادوں۔ قرآن شریف کتب سماوی کی خاتم اور اسکی یہ سورت کہ جسکو میں نے کھڑے ہو کر پڑھا ہے قرآن کریم کی خاتم ہے اسلیے اس سورہ کو بڑی مناسبت ہوگی۔

صاحبان۔ آپ تعجب کریں گے کہ اس سورۂ شریف میں کسی خاص مذہب پر کوئی خصوصیت سے حملہ نہیں جیسے اس پاک کتاب کی ابتدائی سورۃ سورہ فاتحہ میں ایسی تعلیم اور دعا ہے جو سماوی اور اخلاقی مذاہب میں کسی مذہب پر زد نہیں۔

صاحبان۔ میں نے سورہ کے پہلے ایک عربی کا ایسا فقرہ پڑھا ہے جسکو اسلام کا اصل اصول یقین کرنا چاہیے یعنے کلمہ طیبہ جس کے معنے یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جسے ہمکو کامل محبت۔ کامل تعلق۔ جو کامل مطلوب۔ غایۃ مقصود اور معبود ہو اللہ تعالیٰ کے سوا نہیں ٭ دنیا میں جسقدر سماوی مذہب آئے سب یہی تعلیم لائے مگر ہادیوں اور راہ کے دکھانے والوں کی اتباع نے آخر ان توحید کو سکھانیوالوں۔ یہ سچا راہ دکھانیوالوں کو۔ اللہ بنالیا۔ مخلوق کو معبود ان ہادیوں کو ہی خدا مان بیٹھے ان ہی سے کامل محبت۔ کامل تعلق انہیں کو کامل مطلوب اور غایۃ مقصود قرار دیا اسواسطے خاتم الانبیاء نے اپنی عبودیت کی اقرار کو اس کلمہ کا لازمی جزو قرار دیدیا تو کہ امت محمد صلے اللہ علیہ پھر شرک میں گرفتار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہادی کامل کی عبودیت کو ہر وقت توحید کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ تو کسی دوسرے کو کیوں بنانے لگے مسلمان لوگ اسیواسطے علی العموم اسطرح شرک میں گرفتار نہیں جسطرح کہ اور اقوام سوا اس کلمہ کے پڑھنے

Marfat.com

ایک مومن اپنا کامل مقصود - اپنا کامل معبود - اپنا کامل مطلوب اپنی غایت ایک ذات کو ٹھیراتا ہے جسے اللہ کہتے ہیں اور مقام تشکر ہے کہ عموماً جس قدر تقریریں مختلف مذاہب کیطرف سے جلسہ میں ہوئیں انہوں نے بھی اس مطلوب حقیقی کی جھلک کہ جسکی شان میں لا الہ الا اللہ آیا ہے اور اسکے بیان سے گرمائی

صاحبان اس کلمہ کے بعد اب میں اس سورہ کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں جسکو میں نے پڑھا ہے ۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ - مَلِكِ النَّاسِ - اِلٰهِ النَّاسِ - اس سورہ شریف کی ابتدا میں باریتعالیٰ نے تین نام ظاہر فرمائے ہیں - اور جلسہ کے پہلے سوال میں بھی ایسے ہی تین امور کا ذکر کیا ہے کہ جسکا فرداً فرداً تعلق ان تین ناموں سے ہے وہ تین انسان کی جسمانی - اخلاقی اور روحانی حالت کا بیان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ - مَلِكِ النَّاسِ - اِلٰهِ النَّاسِ غور فرمایئے ابتدا میں انسان ایک جسم ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا - اور بے ریب انسان کا بچہ جب ماں کے پیٹ سے نکلتا ہے تو بجز اسکے کہ اسکو جسمانی ضرورتیں سب سے پہلے پیش آتی ہیں اور کن علوم کی اسکو ضرورت ہے؟ اور بالکل ظاہر ہے کہ اگر مولیٰ کریم رب العلمین انسان کی ربوبیت نہ فرماوے - اور جو اسنے پہلے کسی اور رنگ کا علم نہ بخشے - پھر ہضم کی نالیاں اس غذا پر تصرف کریں پھر شریانوں میں اور پھیپھڑوں میں خون بنکے ہو کر جزو بدن نہ ہو تو انسانی نشو و نما کا کیا امکان - اسیطرح جسمانی غذا میں ماں کی چھاتیوں اور حیوانات کے عمدہ دودھ میسر نہ آویں تو نوزائیدہ انسان کی نسبت کسی کامیابی کی کیا امید ہو سکتی ہے اسیطرح روشنی اور ہوائیں عمدہ طور پر اسے نہ پہنچیں تو انسان کی جان بری کیونکر ممکن ہے ۔

صاحبان انسان کی اس حالت پر نظر کرو جو اسکو ابتدائی حالت میں لاحق ہیں - اور پھر انسان کی اس کمال و استواری پر نظر کرو جس میں وہ اپنے دائرہ کمال کی تکمیل کرتا ہے - اور پھر انصاف سے دیکھو کہ یہ تمام سامان کمالات جسمانیہ اپنے اصول و فروع سے کس نے عطا فرمائے - تو بالیقین فرمینگے کہ ایک رب الناس جس نے اسکو ایک طرف جذب مواد طیبہ کی طاقتیں عطا فرمائیں دوسری طرف مواد طیبہ کا بے انت خزانہ مہیا رکھا یا چونکہ وہ ذات پاک طیب اور ہر ایک خبث و نجاست سے منزہ ہے انسان کے جسمانی حالات کی ترقی کے لیے بھی اسنے کیسے کیسے پاک طیبہ پاکیزہ

جب انسان اپنی جسمانی حالت کی ایک حد تکمیل کر لیتا ہے - تو پھر عمدہ پرورش کے بعد انسان کے اخلاق کا نشو و نما ہوتا ہے -

کبھی اسکو انواع و اقسام کی خواہشیں پیدا ہوتی ہیں - جیسے رنگا رنگ خوراک کے بیر قسم قسم کے علاوہ پھل - پانی - عرق شیر مہیا کر لیا جمع کر لیتے چننے کو بھی اور ایسا ہی گرمی سردی ہوا روشنی - بارش اور گرد و غبار سے بچنے کے لیے ایسی محنت و مزدوری کی عادتیں وغیرہ وغیرہ حالات مختلفہ کے لیے اسے مختلف اسباب مہیا کرنے پڑتے ہیں - اپنے آرام کی خاطر اسکو کئی قسم کی ... سردی - غبار - بارش کا لحاظ کرنا پڑتا ہے اپنے ضروریات کے واسطے مختلف کی چیزیں رکھنا چاہتا ہے

قوائی شہوانی اور بقائی نسل کے خیال سے اسکو اپنے جوڑے کی ضرورت پیش آتی ہے

قوی غضب کو بھی اسے جوش لانا پڑتا ہے جب دیکھتا ہے کہ اسکے اغراض اور مطالب میں ضرر ہے یا صحیح میں کوئی روک ڈالتا ہے - انسان اپنے

Marfat.com

مطالب جسمانیہ۔ اور اخلاقیہ میں لگا ہے قوۃ استقلال و ہمت بلند کے ساتھ شجاعت و بہادری سے بھی کام لینا پڑتا ہے اور جب اسکو بنی نوع کوئی اسکا مقابلہ کرتا ہے اور اسکی اغراض و مطالب اور شہوات و ملبذ جو صلگی و کامیابی میں حملہ کرتا ہے تو اسکو بادشاہوں اور حکام کی احتیاج پڑتی ہے اور کبھی حکام میں سے اسکا محتاج ہے حاکم۔ قوۃ عدل انصاف۔ رحم شفقت۔ غور و فکر سے کام نہیں لیتا تو اسکو فطرۃ کو ایک ایسی عظیم الشان طاقت کی طرف جھکنا پڑتا ہے جو سب حکام کے حاکم اور سب بادشاہوں کے بادشاہ ہے اسکے حضور گر گرا تا ہے۔ کہ میرے دشمنوں اور میرے ظالم حاکموں کا تو انصاف کر اور میرے مطالب و مقاصد میں تو میرا انصاف فرما اس بادشاہ عظیم الشان کا نام ملک الناس ہے۔

نیز خود انسان کے لیے اگرچہ اکثر اوقات ایسے بادشاہ ہوتے ہیں جو اسکو جرائم کے ارتکاب اور اس کے خلاف ورزی پر سزا دیتے ہیں مگر بعض جگہ اور بعض موقعوں پر یا تو حکام و بادشاہ موجود ہی نہیں ہوتے جیسے بعض مہذب بلاد میں بھی بعض وقت ایسا معاملہ پیش آجاتا ہے اور بعض مکانات اور میدانوں پہاڑوں میں ایسا اتفاق ہوتا ہے اور غیر مہذب بلاد میں تو اکثر بھی ایسے مواقع پیش آتے رہتے ہیں نیز ارتکاب جرم کیوقت اگر حکام اور ناظم اگرچہ اپنے قوانین کے رو سے انسان کی اخلاقی حالت اور انسان کے کی حالت پر اثر ڈال سکتے ہیں جیسے منیر دن پہلے سال کیا تھا مگر انسان کے ان اندرونی جوشوں پر جسکی باعث کوئی انسان جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ ایک ایسی زبردست طاقت کا اعتقاد انسان کے اخلاقی حالت کی اصلاح کیلیے ضروری ہے جسکی نگرانی پر یقین انسان بہانا تکسٹ ہوا ہو کہ وہ انسان کے موجودہ یا آئندہ ارادوں کا علم رکھتا ہے اور بد اخلاق کو سزا دیتا ہے اسکا نام اس سورہ شریف میں ملک الناس ہے

کیا معنے وہ بادشاہ جو انسان کے قوی علمیہ اور عملیہ اور انسان علم و عمل اور انسان کرم اندریوں بلکہ گیان اندریوں پر حکمران ہے بہر جسمانی حالت دونوں حالتوں کی تکمیل کے بعد انسان کی روحانی حالت زور پکڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب انسان کا جسم کمال پر پہونچا اور ہر قسم کے تکالیف سے صحیح ہوا تو انسان کو اخلاق فاضلہ کی ضرورت ہے مگر جب جسم و اخلاق دونو کمال کو پہنچ جاوے تو اب اسکو ابدی اور لازوال آرام کی خواہش پیدا ہوتی ہے اگر بقا کی خواہش انسان کی فطرۃ و جبلت میں نہوتی تو علم طب کی یہ ترقی تم نہ دیکھتے جو آج نظر آتی ہے اور مذہب کی تحقیق پر کوئی جلسہ ہوتا۔ نیکی اور نیک چلن کے اصول منضبط نہ ہوتے۔

روح کی کامل محبت اور پورا پیار اور پوری چیز جس میں روح کو کامل طمانیت ہے اسکا نام ہے اسلام میں اللہ تمام تعلقات سے خواہ جسمانی ہوں خواہ اخلاقی اندرونی ہوں یا بیرونی جب انسان کو آرام نہیں ملتا۔ تو تمام انسان کے لیے رحمت بخش اسکا نام ہے الٰہ الناس۔ انسان کا اصل مطلب۔ اور غایۃ درجہ کا محبوب اور معبود۔

غرض انسان نے تینوں حالتوں جسمانی۔ اخلاقی۔ روحانی میں جو جسم کا مربی قوی کا مربی روح کا مربی ہے اسکو اس سورہ میں رب الناس کہا ہے اور وہ ذات جسمانی۔ اخلاقی۔ روحانی افعال اقوال اعتقادات پر جزا دیتا ہے تو اسکا نام ہے ملک الناس اور جب وہ انسان کا غرض ذاتی محبوب۔ غایۃ مقصود بنتا ہے تو اسکو اِلٰہ الناس کہا ہے میرے پیارے امام حجۃ الاسلام نے اپنی بے نظیر مضمون میں اسکی مفصل بحث فرمائی

Marfat.com

اب غور فرماویں جبکہ ہر سہ حالتیں انسان کی حالتوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ کریم نے فرمایا کہ رب بھی میں ہوں اور بادشاہ بھی میں ہوں اور محبوب مطلوب اور غایۃ مقصود بھی میں ہی ہوں تو میرے بندو مجھ کامل پاک ذات سے پناہ مانگو۔ اور کہدو ہاں ہر ایک انسان تم سے کہدے کہ میں بوجہ ربوبیت اور ضرورۃ حکومت میں اور بضرورت محبت میں رب الناس - ملک الناس - الہ الناس کی پناہ مانگتا ہوں اور پناہ بھی کس امر میں من شرّ الوسواس الخنّاس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنّۃ والناس -

صاحبان تمنے مختلف مضامین سنے اور انمیں اس قسم کی باتیں تمہارے کانوں میں پہونچیں۔ تمہاری آنکھوں سے دلوں تک پہنچیں جن میں صداقت اور کامل راستبازی ہوگی اور ایسی بھی جنمیں محض کذب و افترا اور دہوکا ہوگا - یہ قرآن کی آخری سورۃ کیسی بے نظیر اور لطیف ہے جس میں یہ بیان ہے کہ تم اللہ کریم المولی الروٴف الرحیم رب الناس - ملک الناس - الہ الناس سے پناہ مانگو تمام ان غلطیوں اور وسوسوں سے جو کسی موسوس کے نظارہ یا کلام سے پیدا ہوں -

کیونکہ ان وسوسوں کی مثال ہو ہوا اس تکلیف رساں کتر کی سی ہے جو آنکھوں سے کاٹنے کے بعد پلید ہے جسطرح اس کیڑے سے بچنے کے لیے ہمکو اسکے مالک کی پناہ مانگنی ہے اور اگر ہمکا مالک ہمیں بچانا چاہے اور اس کیڑے کو دھتکار دے تو کیا مجال کہ وہ کسی کو کاٹ کھائے اسیطرح انسانی یا شیطانی وسوسوں سے بچنا بھی اس وجود کے پناہ سے ہوگا جو کل مخلوقات کا رب اور مالک اور محبوب ہے۔

وسواس نام ہے ہر ایک ایسی چیز کا جسکا پایا جانا ہمسے مخفی رہ گیا اور جسکی بدی سے ہم بیخبر رہے اور اسکی شرارت ہمارے جسم پر یا اخلاق پر یا روحانی معاملات پر برا اثر ڈالتی ہو یا ڈالا ہو اور ہمیں اسکی اطلاع نہ ملی ہو -

چاہے وہ مخفی چیز ہو - چاہے وہ انسان ہو یا شیطان بصورت انسان - میں اپنے لیئے آپ یہ دعا مانگتا ہوں اور آپکو یہ دعا مانگنی کی سفارش کرتا ہوں - کہ اس جلسہ میں جو کچھ ہمنے سنا اس میں سے جو کچھ ہمارے جسم - اخلاق اور روح کے مفید نہو بلکہ کسی کسی مخفی طریق سے وہ نقصان رساں ہو اس سے آپ اس کے پناہ میں مانگیں جو رب الناس - ملک الناس - اور الہ الناس ہے کیونکہ انہیں تین صفات کے ماتحت انسانی جسم - اخلاق - اور روح کی تکمیل ہوتی ہے اور عرض کرتا ہوں کہ یہ قرآن کی خاتم اب اس جلسہ کا خاتم ہو - فقط

اب ہم سیشن جلسہ سوامی رجندر سنگھ صاحب کی تقریر درج کرتے ہیں جو ہمارے رپورٹر نے بروقت تقریر لکھی ہے سردار صاحب موصوف نے تقریر سے پہلے سر جھکا کر منہ میں پرارتھنا کی اور پھر فرمایا -

تقریر

عالیجناب سردار راجندر سنگھ صاحب ایڈیٹر خالصہ بہادر لاہور

(سکھ ازم)

آپ لوگ حیران ہونگے کہ میں نے سب سے پہلے گرو گرو کرتا تھا میری پہلی دعا کی ہے۔ کیونکہ پہلے ایسے موقع پر پرمیشر کو یاد کرنا ضروری ہے۔ بہتر ہی کہ انسان کو خدا نے موت کا وقت نہیں بتلایا ورنہ سب کام انسان کے رہجاتے۔ لیکن سیکر کو موت کا وقت بتلا دیا گیا ہے۔

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام ... با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

بس یہ بات کے لیے ہمارے گورو صاحب آئے جیسا حافظ نے کہا اسلیے تمام مذہب کے آدمی ہمارے باوا صاحب کی تعریف کرتے ہیں اور کوئی انکو برا نہیں کہتا جیسا کہ مرزا صاحب کی شہادت بھی ہے۔ جس ملک کی ریفارم کے لیے نبی آتا ہے اسی زبان میں آتا ہے گرو نانک صاحب کے زمانہ میں مسلمان پنجابی جانتے تھے اور سنسکرت نہیں تھی اسلیے وہی احکام قرآن اور وید کے کیونکہ خدا کا حکم اور مذہب تھے ایک ہے پنجابی میں آئے جیسا کہ گرو صاحب نے کہا ہے۔ جو میں کہتا ہوں آپ نہیں کہتا بلکہ خدا جو مجھ میں ڈالتا ہے وہ بکو رہا ہوں۔

سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ مرشد کی بغیر گذارہ نہیں سب لوگ انبیا مہاتما وغیرہ اوتار ہو کر آئے مگر کوئی مرشد ہو کر نہیں آیا جس نے پریکٹیکل (عملی طور سے) سب کر دکھایا ہو یہ باوا صاحب نے کیا۔ سکھوں کا مذہب بالکل سادہ اور آسان ہے اسمیں بہت جھگڑے نہیں لیکن گورو صاحب نے یہی کہا ہے کہ اوٹھتے بیٹھتے ہر وقت پرمیشر کا نام لینا چاہیے۔

جو ہمارا مذہب تھا وہ اس شکل میں نہیں تھا جس میں گورو صاحب نے بتلایا۔ گورو صاحب کی تعلیم مکمل دس صحبتوں میں بننے سے دس گرو والے ہوئی اور اس تعلیم کو اخیر میں گورو گوبند سنگھ نے پورا کیا۔

روح کے لیے جسم اور جسم کے لیے حفاظت ضروری ہے ایسا ہی گورو صاحب نے دوسروں نے لکھا اور محفوظ کیا اور اخیر میں گورو گوبند سنگھ صاحب نے تلوار باندھی۔ اور اگرچہ جنگ ہوئے مگر وہ مسلمانوں سے ملتے جلتے رہے ان گرو ان کی بات جو کچھ ہمنے اخذ کیا وہ انکی کلام سے کہنا ہے۔

چونکہ کل سکھ تعلیم گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانہ میں مکمل ہوئی اسلیے اونھوں نے اپنی کلام میں کہا کہ ہم کیا ہیں۔

"کوئی منڈیا۔ کوئی سنیاسی۔ کوئی جتی۔ کوئی ترک کوئی شافعی مگر سب بنی آدم ہیں سب کو ایک سمجھو کرتا کریم رازق رحیم سب ایک ہی ہے۔ کوئی فرق نہیں ایک ہی کی سب پرستش کرنیوالے ہیں گرو دیو سب کا ایک ہی ہے ایک ہی سروپ ہے"

کبیر اور گورو نانک کی تعلیم ایک ہی ہے لیکن گورو نانک صاحب ڈائرکٹ کسیکا دل نہیں دکھاتے تھے۔

ایک نور سے سب جگ پیدا ہوا کیا بھلے کیا مندے ... خلق میں خالق اور خالق میں خلق"

ایسا ہی سب کاموں کی بابت کہتے ہیں مسجد مندر سب ایک ہیں۔ ایک ہی خالق کی پرستش کرنی ہے پوجا اور نماز ایک ہی بات ہے دیوتا۔ ادیو۔ ترک۔ ہندو مختلف دیس کے رہنے والے ہیں مگر اصل میں سب ایک ہی ہیں

Marfat.com

سب کے ناک کان آنکھ وغیرہ ایک ہی طرح کے ہیں پران قرآن سب ایک ہی ہیں وہ قرآن جس کو مرزا صاحب نے کل قابلیت سے بیان کیا اگر مسلمان اس قرآن پر اس طرح چلیں جس طرح مرزا صاحب نے بیان کیا تو پھر ان جیسا کون ہے جیسے تمام لہریں بحر دریا میں ملجاتی ہیں ایسے ہی کچھ خدا سے نکلکر خدا ہی میں مل جاتی ہیں پس گرو گوبند سنگھ صاحب بھی صلح کل آدمی تھے گرو صاحب نے ایسی ہی ہر ایک اخلاق وغیرہ کی بابت بہت کچھ کہا ہے اور گیان کو اونہوں نے سب سے اول کہا ہے ایسا ہی کہا ہے۔

"کہ اگر سب کچھ کہا جانا۔ اور بھسم لگانا اور مسان میں بیٹھنا اگر پرانے مکانات میں رہنے سے خدا ملتا ہے۔ اور اگر جنگلوں میں رہنے سے خدا ملتا ہے۔ اور اگر چپ رہنے سے خدا ملتا ہے۔ اگر جتی رہنے میں اور اگر ننگے پاؤں رہنے میں نجات ہے۔ تو پھر حیوانات اور جمادات اور درخت وغیرہ کو نجات اور دیدار الٰہی ہو جاوے"۔

عقل فہم کے یہ اور کام کرنے کے لیئے عطا کی گئی ہے پس بغیر گیان کے اور کرم کے ٹھیک کرنیکے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور کچھ نہیں جیسے اپنے دلکو قابو میں کیا وہی سب سے زیادہ معرفت حاصل کرتا ہے جو ایک بیوی رکھتا ہے وہ ہمیشہ جتی کہلاتا ہے۔ گھر کی بیوی کو چھوڑ کر اندھا دوسری کے پاس جاتا ہے جیسے طوطا درخت کی گوند میں پاؤں ڈالتا ہے"۔

ایک مرید گورو کا بڑا نکمہ اپنی عبادت کا رکھتا تھا۔ آپنے بھنگ گھوٹا کر رکھ لی پہلے دن صرف کلیاں کرائیں اور اسکا اثر نہ ہوا دوسرے دن تھوڑا پلایا تب اثر ہوا۔ سو سمجھایا کہ علمی طور پر ایکٹ کرنا چاہیئے جیسا رسول خدا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیچھے کروڑوں ہو گئے اور یہ علمی طاقت کا نتیجہ ہے۔ انسان کو باعمل ہونا چاہیئے **علمی طاقت** کے سوا کچھ نہیں جیسے کہ گورو صاحب نے فرمایا

مہر مسیت صدق مصلی حق حلال قرآن شرم سنت شیل روزہ ہو مسلمان
کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نماز تسبیح سانس بہاوسی نانک رکھے لاج

یعنے مہر مسجد ہے اور صدق مصلے ہے۔ حق حلال قرآن ہے۔ شرم سنت یعنے شرم کا مینے ختنہ کرایا۔ مہربانی کرنیکا میں روزہ رکھتا ہوں۔ میرا کعبہ نیک کام ہے۔ سچ بولنا میرا مرشد میرا کلمہ بخشش ہے۔ اس طرح کی میں نماز پڑھتا ہوں۔ میری تسبیح سب کے ساتھ محبت کرنا۔ غرض پورے طور پر عمل کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے

Marfat.com

ایک مبارک تجویز متعلقہ طبع ثانی براہین احمدیہ و دیگر کتب

ہمنے کتاب **سراج منیر** مصنفہ حجۃ اللہ المسیح الموعود والمہدی المسعود حضرت **مرزا غلام احمد** صاحب سلمہ الرحمان رئیس قادیان کے ٹائیٹل پیج پر **براہین احمدیہ** کے دوبارہ چھپوانے کی بابت بعض احباب کی تجویز سے یہ تحریک کی تھی کہ اسکے طبع کرانے کے لیے چندہ کھولا جاوے جسمیں مبائعین حضرت ممدوح شامل ہوں اور ہر ایک بھائی مبلغ آٹھ روپیہ فی نسخہ بطور چندہ دے۔ دو سو درخواستیں آنے پر کتاب چھپوائی جاوے اور دو سو نسخے کے علاوہ جسقدر نسخے زیادہ چھپیں وہ بطور امداد **کتب خانہ** حضرت اقدس میں شامل کیے جاویں اگر اس تجویز کو بعض احباب نے قبولیت کی نگاہ سے دیکھا لیکن چونکہ یہ **نایاب کتاب مقبول** عام ہے اور مبائعین حضرت اقدس کے علاوہ بہت سے اور بھی خواہان **اسلام** اس کتاب کے خواہشمند پائے جاتے ہیں اسلیے ہم لاہور کے دوست یہ چاہتے ہیں کہ اس کتاب کو جسقدر جلدی ممکن ہو کم قلیل سے قلیل قیمت پر جس میں **منافع کا خیال** نہو چھپوا کر عام طور پر شائع کردیا جاوے۔ اس کتاب کی چاروں جلدیں اگر اس رپورٹ جلسہ مذاہب کی تقطیع پر چھپوائی جاویں تو شاید چودہ سو (۱۴۰۰) صفحہ سے کم ہرگز نہ ہو اگر ان **موتیوں** کے بھاؤ بکنے کے قابل مضامین کی جو اس کتاب میں مندرج ہیں بالکل پرواہ نہ کی جاوے اور محض اسکی ضخامت پر ہی غور کیا جاوے تو بھی اسکی ناجرانہ قیمت **پانچ روپیہ** سے کم نہ ہونی چاہیے لیکن چونکہ ہمیں اسکی **اشاعت** منظور ہے اور منافع کی پرواہ نہیں اسلیے یہ تجویز ہے کہ اسکی قیمت صرف تین روپیہ مقرر کی جاوے جو اسکی چھپائی اور کاغذ وغیرہ کے لیے مکتفی ہوگا (اس کتاب کی اصلی قیمت دس روپیہ ہے) لیکن اس قلیل قیمت پر یہ کتاب اُس صورت میں چھپ سکتی ہے جبکہ اسکے لیے **معقول تعداد درخواستوں کی** آجاوے۔ سو ہمارے دوستوں کو مناسب ہے کہ وہ اس اشتہار کی اشاعت عام طور پر فرما کر خاکسار کو اطلاع بخشیں کہ انکے ہموطن احباب اور دوستوں میں کس قدر خریداری اس کتاب کی ہو سکتی ہے۔ اپنے دیگر **اسلامی بھائیوں** کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور اگر خریدار بننا چاہیں تو ہمکو اطلاع دیں + یہ وہی کتاب ہے جسکو کل علماء ہندوستان نے دیکھکر حضرت **مصنف** کے دعوی **مجددیت** کو تسلیم کر لیا تھا اور یہ **وہی کتاب** ہے جسکی تعریف میں سالوں کے رسالے مولوی **محمد حسین صاحب** بٹالوی نے لکھے تھے جو اب اسی **امام المسلمین** کا مکفر ہے اسمیں سب مذاہب پر بحث کی گئی ہے۔

ان درخواستوں کا انتظار چھ ماہ تک کیا جاویگا اور جنوری ۱۸۹۶ء سے اس کتاب کے چھپنے کا انتظام ہوگا ہمیں یقین ہے کہ اس قلیل قیمت پر کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ رہیگا اس کتاب کے علاوہ باقی کتب حضرت مرزا صاحب جو ایکدفعہ چھپکر ختم ہوچکی ہیں مثلاً شہادت القرآن حجۃ الاسلام سچائی کا اظہار فیصلہ آسمانی وغیرہ انکو دوبارہ چھپوانے کا بھی ارادہ کیا گیا ہے جو چھپکر قلیل قیمت پر بک سکیں اسلیے جو بھائی متفق ہوں انکو کتب کا خریدنا یا انکی عام اشاعت منظور ہو وہ بھی خاکسار کو اطلاع دیں۔

Marfat.com

حضرت مرزا صاحب جس قدر کتب تصنیف فرماتے ہیں انکے ختم ہو جانے پر **طبع ثانی** کا موقع نہیں ملتا اسکی بھاری وجہ یہ ہے کہ وہاں کسی **تجارتی** غرض یا اصول پر کوئی کتاب نہیں چھپتی جو کتاب چھپتی ہے اس میں سے نصف کے قریب **مفت تقسیم** کرنی ہوتی ہے بعض تصنیفات تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو ساری کی ساری عنداللہ تقسیم ہوتی ہیں یہ بہت ہی کم واقعہ ہوا ہے کہ کسی کتاب کی وصول شدہ قیمت **محنت** اور **لاگت** کا **معاوضہ** دے سکے۔ علاوہ ازیں نئی تصنیفات کے طبع میں سرمایہ خرچ ہوتا ہے جنکی تعداد ہر روز بڑھتی جاتی ہے مثلاً اس سال ان **چھ ماہ** میں اشتہارات کے علاوہ اسوقت آٹھویں یا نویں کتاب زیر تصنیف ہے۔ اس صورت میں کسی کتاب کا نہ تو **طبع ثانی** کی گنجائش ہے اور نہ وہاں ضرورت مقابل میں ہمارے دوست ایک تو تعداد میں **بڑھتے** جاتے ہیں اور بعض غریب ہیں وہ قیمت کے متحمل نہیں اسلیے یہ بھی تجویز ہے کہ لاہور میں ایک بک **ایجنسی** (کتابوں کی اجنٹی) کھولی جاوے جس میں وہ تمام کتابیں چھپوائی جاویں جو کتب خانہ قادیان میں ختم ہو جاویں۔ ان کتابوں کی قیمت بہت ہی قلیل رکھی جاوے گی جسمیں وہ قلیل سے قلیل منافع جو کارکن کی محنت کا معمولی درجہ کا معاوضہ ہوگا اسکا تیسرا حصہ حضرت امام برحق کے مقدس مشن کی امداد میں صرف ہوگا۔ ہمارے دوست خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شہادۃ القرآن جیسی مفید کتاب جس میں ایک نیچری (جو احادیث کے بکلی منکر ہیں) کے کہنے پر نزول مسیح الموعود کا ثبوت قرآن سے دیا گیا۔ اور جس کا حجم تخمیناً ۵۰ صفحہ کے قریب ہے اسکی قیمت صرف ساڑھے تین آنہ کے پیسے لگانے میں مہتمم کان ایجنسی کی غرض کہانتک دینی بھائیوں کے فائدہ رسانی کی ہے۔ میری جو دوست اس تحریک سے متفق ہوں مذکورہ بالا ختم شدہ کتب میں سے اگر انکو کسی کتاب کی ضرورت ہو تو مجھے اطلاع دیں جب اسطرح کتب کی قیمت نہایت قلیل ہو جاویگی تو ہمارا ذی فرحت دوستوں کو بہت سے کتب کی مفت تقسیم کرنے کا عمدہ موقع ملیگا

مندرجہ ذیل تعداد کتب خانہ قادیان میں بہت کم رہ گئی ہیں انکے ختم ہونے پر ارادہ ہے کہ انکو مذکورہ بالا صورت پر دوبارہ طبع کرایا جاوے

نام کتاب	موجودہ قیمت فی
برکات الدعا	۲ر
تحفہ قیصریہ	۲ر
ازالہ اوہام	۳ روپے
آئینہ کمالات اسلام	۳
ست بچن آریہ دہرم	۱۲ر

کل کتب موجودہ کتب خانہ قادیان کےلیے دیکھو صفحہ آخری

المشتہر

خاکسار کمال الدین بی۔ اے۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

Marfat.com

پاک وصاف صابون [illegible] لاہور

صاحبان اس کارخانہ میں انگریزی طرز کا خوشبودار صابون مختلف قسم کی ٹکیوں [illegible] میں [illegible]
ناریل کے تیل سے بنایا جاتا ہے اسکی عمدگی وخواص کی نسبت اسوقت ہمیں طول طویل تعریف کرنے کی ضرورت نہیں [illegible]
نہیں عرصہ پانچ برس سے بڑی نیک نامی اور شہرت کے ساتھ مقام لاہور میں جاری ہے ہمیں [illegible]
ہمدردی جسقدر اسکی قدر کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے ہمارے خیال میں پنجاب میں عموماً وہندوستان [illegible]
کارخانہ کا صابون مختلف اقسام کی خوشبوؤں ورنگ برنگی ٹکیوں ومختلف اقسام کی شکلوں میں [illegible]
عنایت ایزدی سے ہمارا صابون ایسا مقبول عام ہوا ہے کہ اسوقت یا ہوکے اعلی تحائف کے زمرہ میں شمار کیا جاتا ہے [illegible]
خرید کر اپنے دوستوں وعزیزوں کی نذر کے لیے لیجاتے ہیں چنانچہ اسی حوصلہ پر اس سال ہم نے علاوہ پہلے تجارتی نمونوں کے [illegible]
کی نذر کے لیے ایجاد کرکے ہیں جو درج ذیل ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے قدرشناس امرا وقوم کے بہی خواہان قدر فرما دینگے

فہرست صابون

صابون	ارب روز دگلاب	۳ ٹکیہ کا		تصویر والا بکس	قیمت فی بکس
"	روز بیری	۳	"	"	"
"	جیس یان	۳	"	"	"
"	ہنی	۳	"	"	"
"	ماربل	۳	"	بیسل لگا ہوا بکس	"
"	ٹائیلٹ	۳	"	"	"
"	فینیلی	۳	"	"	"
"	اعلی ایپت لیبنی ٹا ٹکٹ پر	۳	"	تصویر	"

شرائط

(۱) بیرونجات کی جس فرمائش کے ساتھ روپیہ نہ آویگا اسکی ویلیو پے ایبل کے ذریعہ ہوگی [illegible] بھیجی جاوے گی
(۲) پانچ روپیہ کے خریدار کو قیمت صندوق وپیکنگ نہ دینا ہوگا [illegible]

التماس

والیان ملک وامیران وقت کیلیے حکم آنے پر اعلی سے اعلی درجہ کا صابون [illegible]

اطلاع

مندرجہ بالا صابون خاص طور پر قدردانوں کیلیے بنایا گیا ہے انکے علاوہ اور بیسیوں تجارتی نمونے ہیں جنکی فہرست [illegible]
صاحبان کی خدمت میں ارسال ہوگی

المشتہر

ویسٹرن سوپ کمپنی کشمیری بازار لاہور

Marfat.com

زبدۃ الاقاویل

فی ترجیح القرآن علے الاناجیل

اس کتاب میں عیسائیوں کے اوس قدیمی اعتراض کا تفصیلی اور دندان شکن جواب ہے جو کہا کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جسمانی احکام درج ہیں روحانی تعلیم بالکل نہیں ہے۔ راقم نے انکی اس غلط بیانی کو ثابت کرنے کی غرض سے اناجیل کی ان آیات کو جنکو وہ اپنے زعم میں روحانی خیال کرتے ہیں پہلے چند فصلوں میں اس طور پر منقسم کیا کہ اول کلام مسیح پھر کلام حواریین کو درج کیا۔ بعد ازاں ہمجنس قسم احکام قرآن شریف اور کچھ بطور نمونہ کلام رسول اللہ صلعم اور اقوال صحابہ رضہ سے نقل کر کے ہر فصل کے اخیر میں قرآنی تعلیم کی اناجیلی تعلیم پر ایسے دلایل قویہ سے ترجیح ثابت کی ہے کہ خصم کو بجز سکوت کے کچھ چارہ نہیں۔

علاوہ اسکے اس کتاب کے ابتدا میں ایک مقدمہ لکھا گیا ہے جس میں پانچ امر ضروری ایسے بیان کیے گئے ہیں جو اناجیل مروجہ کی پوست کندہ قلعی کھولتے ہیں چنانچہ امر اول میں اناجیل مروجہ کا قطعی دلائل سے غیر الہامی ہونا ثابت کر کے امر دوم میں جتایا گیا ہے کہ بعض اناجیل غیر مروجہ خصوصاً انجیل برنباس سے الہام منفک نہیں ہو سکتا اور قرآن ہی انہیں کی تصدیق کرتا ہے امر سوم میں نبی آخر الزمان اور قرآن شریف کی ضرورت کو بدلائل قویہ ثابت کر کے امر چہارم میں محقق مسیحیوں کی شہادتیں محمدی تعلیم کی عمدگی پر درج کی ہیں۔ امر پنجم میں قرآن شریف کی خصوصیات اور اناجیل مروجہ ان سے بالکل عاری ہونا ثابت کر کر دکھایا گیا ہے کہ قرآن شریف اور کتب احادیث تو ایک طرف رہے اناجیل مروجہ اپنی تقویت میں اہل اسلام کی معتبر کتب سیر کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں قیمت اسکی مع محصولڈاک ۸ ہے جو اپنی خوبی سے جو خاص اسی کا حصہ ہے بالکل کوڑیوں کے مول ہے جن صاحبوں کو مطلوب ہو بہت جلد راقم سے بذریعہ ویلیو پے ایبل منگالیں کیونکہ اسکی صرف چند جلدیں باقی ہیں درصورت توقف کف افسوس ملنا پڑیگا

راقم فقیر محمد مالک سراج الاخبار شہر جہلم

غلام محی الدین کمپنی سوداگران ٹھیکیداران فوجی لودیانہ

اگر آپ کو مندرجہ ذیل اشیا رسے کسی چیز کی ضرورت ہو تو ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر طلب فرمائیگا۔ فوراً تعمیل ہو گی

مال سوتی

لنگیاں زردار ہر رنگ و ہر قسم فی	۵ سے ۳۵ تک
ساده	۶ ۵
زمین خاکی پختہ رنگ فی گز	۱۰ سے ۱۲

Marfat.com

زرین سفید سرخ یا نیلی دھاری فی گز	۶ر	سے	۸ر تک
گبرون (لودیانہ کا لاتہ) ہر رنگ فی تھان	سے	”	عہ ”
رومال سفید و رنگین چھوٹے و بڑے فی	۲ر	”	۸ر ”
فرش چھاپہ رنگ پختہ فی گز	۲ر	”	۴ر ”
لنگ حمام رنگدار فی	عہ	”	عہ ”
تولیہ برائے غسل وغیرہ ”	۴ر	”	۶ ”
دریاں ہر رنگ فی گز	۹ر	”	عہ ”
پٹیاں (یا پیچ) اسر دفی جوڑ	۱۲ر	”	عہ ”
پگڑیاں صاحبانہ فی	عہ	”	عہ ”
کمربند ہر رنگ ”	۶	”	عہ ”
کاڑائی پرچیں کے واسطے سفید	عہ	”	عہ ”
” خاکی	۸ر	”	عہ ”

مال پشمینہ و اون

دالسرلنگل چادر (رنگ شال) ہر ایک تختہ صاحبانی فی	عہ	سے	عہ تک
رامپوری چادراں خورد و کلاں	عہ	”	عہ ”
چادراں پشمینہ سادہ فی جوڑ	عہ	”	عہ ”
” کامدار ”	عہ	”	ماڑ ”
الوان پشمینہ ساختہ لودیانہ ”	عہ	”	عہ ”
پارچہ پشمینہ برائے سوٹ فی گز	سے	”	سے ”
مالیدہ خودرنگ یا بادامی وغیرہ فی گز	سے	”	عہ ”
مالیدہ کا چوغہ سادہ و کامدار فی	عہ	”	عہ ”
پٹو کشمیری برائے سوٹ فی تھان	عہ	”	عہ ”
ٹوپیاں مالیدہ کامدار فی	عہ	”	۶ ”

جراب و دستانے پشمینہ وغیرہ فی جوڑ	۸ر	سے	عہ تک
جامہ دار برائے پردہ وغیرہ ”	عہ	”	عہ ”
قالین انگلیسیہ بخاری و کشمیری فی	عہ	”	ماڑ ”

مال ریشمی

میز پوش کامدار ہر رنگ فی	للعہ	سے	عہ تک
دروازوں کے پردی فی جوڑ	عہ	”	عہ ”
پھلکاری ” ”	عہ	”	عہ ”
رومال ڈوریدار فی	عہ	”	عہ ”
فرد باف شال ” ”	عہ	”	عہ ”
گلوبند ” ”	۶	”	عہ ”
ازاربند ریشمی ”	عہ	”	سے ”
رومال ریشمی ”	۸ر	”	سے ”

سامان وردی فوج

سرج خاکی و نیلہ وغیرہ فی گز	۶ر	”	للعہ تک
پارچہ برائے بادانکوٹ ”	سے	”	سے ”
اشیروں دھندیاروں کے تار زریں			
وسادہ فی	۸ر	”	عہ تک
لیس و فیتوں زرین و اونی وغیرہ فی گز	عہ	”	عہ ”
بٹن وردی ہر قسم فی درجن	۸ر	”	عہ ”
تمغوں کے فیتے فی گز	۶ر	”	عہ ”
جال ریشمی و اونی افسران وغیرہ کے لیے	عہ	”	عہ ”
جھالر زرین و سادہ فی گز	۴ر	”	عہ ”
کلاہ (مع لباس) زرین و سادہ ہر قسم	۶ر	”	عہ ”

Marfat.com

پٹی یا پوپیچ) گرم ہر ایک رنگ وقسم ۱۲ار ؍ علعہ ؍ ۱۲ار
کمبل ولایتی ودیسی وغیرہ فی ـــے ؍ علعہ ؍
بارانکوٹ افیری وغیرہ ؍ صہ ؍ ؍ علعہ ؍
کمربند زریں وپشمینہ وسادہ ؍ صہ ؍ صہ ؍
گھوڑوں کے جال سوتی ؍ عـہ ؍ للعہ ؍

ہر قسم کا ساماں جو فوج کی وردی کے لیے ضروری ہے جسکی تفصیل اسجگہ دینی غیر ممکن ہے موجود رہتا ہے فہرست درخواست کرنے پر مل سکتی ہے

المشتـــــــــــــہر
غلام محی الدین میونسپل کمشنر لودیانہ لیٹ ۱۸ ار بنگال

نصائح العارفین ترجمہ معراج المومنین

یہ عجیب ونایاب کتاب علم دین وتصوف کا ذخیرہ شریعت وطریقت کا مجموعہ قاضی محمد بدل بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے اور عالم فہم اردو ترجمہ اسکا حکیم مولوی رحیم الدین احمد صاحب دہلوی نے کیا ہے کوئی مضمون ایسا نہیں جسمیں قرآن وحدیث کا حوالہ نہ دیا گیا ہو اور عبادات نماز وغیرہ کے ارکان میں جو جو حکمتیں مستتر ہیں انکا انکشاف بھی ہر ایک موقعہ پر عمدہ طریق سے کیا ہے منجملہ ۵۳ مضامین کتاب موصوف کے بعض مضامین کا ذکر ذیل میں لکھا جاتا ہے علم کی تعریف۔ شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ ناسوت ملکوت۔ جبروت۔ لاہوت۔ ایمان مفصل ومجمل وغیرہ کا بیان اسلام کے معنے اور اسکی تصریح۔ حقتعالی کے اسما وصفات پر ایمان لانے اور اسکے متکلم قدیم وقیوم ہونے کا بیان جلال وجمال کی صفات وانکی کرامت۔ آیۂ ماجعل اللہ لرجل الخ کی تفسیر۔ نفسوں کی تعریف۔ خفی وسر کا بیان روح وعقل محبت وعشق کا بیان۔ اسم اللہ کی تصریح وخواص وذکر اسم اعظم کی تحقیق ملائکہ پر ایمان اور انکی کیفیت بطور حکما۔ کتابوں پر ایمان اور انکا قدیم اور قرآن مجید کا معجزہ ہونا اور ناسخ ومنسوخ کا بیان۔ پیغمبروں پر ایمان اور معجزہ۔ کرامت۔ استدراج وسحر وطلسمات وغیرہ کا بیان۔ حضرت رسول مقبول کے بعض خواص معجزات وغیرہ۔ نماز کے ارکان وزکوۃ۔ روزہ وحج وغیرہ کا بیان۔ قیامت پر ایمان۔ دابۃ الارض۔ اور حضرت امام مہدی ودجال حضرت عیسے ویاجوج وماجوج کے بیان میں اور آفتاب کا مغرب سے نکلنا اور اس جہان کے فنا ہونے اور زندہ ہونے کا بیان حوض کوثر۔ میزان۔ پلصراط کا بیان خیر وشر وتقدیر کا بیان۔ مذاہب باطلہ جہمیہ۔ شیعہ۔ خوارج مرجیہ وغیرہ کی کیفیت مرنے کے بعد زندہ ہونیکی بحث ودلائل توحید ومعرفت۔ مشاہدہ معان کا بیان ظلمانی ونورانی حجابوں کا حال وغیرہ قیمت ولایتی ۲ کاغذ دیسی ۱۲ قیمت مجلد ۳ ۔ ۲

کتاب حیات اعظم

یعنی سوانح عمری حضرت امام اعظم مصنفہ مرزا حیرت دہلوی قیمت فی جلد کاغذ عمدہ عہ مختصر تفصیل مضامین حیات اعظم حسب ذیل ہے دیباچہ میں اسلام کی حقیقت تاریخ حدیث صحاح ستہ پر مختصر ریمارک اور اسلام کی سہولت پر جلیل القدر صحابہ و تابعین کے اقوال۔ پہلا باب امام ابوحنیفہ کا نسب ولادت اور اعتراضات شیعہ کا جواب۔ دوسرا باب امام صاحب کی تعلیم اور حدیث حاصل کرنیکا مورخانہ بیان تیسرا باب امام صاحب کی حسرتانہ وفات و مقبرہ و اولاد کا ذکر چوتھا باب امام صاحب کے نسبت مسٹر ہملٹن مترجم ہدایہ اور سیجر رابرٹ مصنف تاریخ بغداد اور جارج سیل مترجم قرآن کی رائے اور انکے نکتہ چینیوں کے جوابات پانچواں باب سیرۃ النعمان پر شیعوں کے اعتراضات کا معقول جواب چھٹا باب امام صاحب کی عادات و صفات پر غیر طرفدارانہ بحث ساتواں باب فقہ حنفی اور احادیث کی مطابقت و مخالفت کا باہمی موازنہ آٹھواں باب اجتہاد فقہا کے اختلاف کی وجہ تاریخی طور پر۔

مجموعہ رسائل متبرکہ یہ پندرہ رسالے اندر میں ہیں کوئی رسالہ شروع کر کے تمام کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا ہر قسم کی دینی و دنیوی فواید اور تصوفانہ دلچسپ نیک لوگوں کے اقوال و افعال اور بزرگان دین مثل حضرت غوث اعظم اور خواجہ صاحب اجمیری کے سوانح عمری و حالات تشریف آوری ہند و مقابلہ کفار وغیرہ کے دیکھنے سے لطف کا اندازہ حاصل ہوتا ہے۔

(۱) **رحمانی فوائد اسمار ربانی**۔ (۲) نظام العقاید مصنفہ حضرت مولانا فخر صاحب (۳) نجات المومنین شرح چہل حدیث (۴) گلدستہ فضائل غوثیہ (۵) فیوض القادری مشتمل چہل و یک فیض (۶) معین الارواح مشاہدات خواجہ معین الدین چشتی (۸) مقامات فقر (۹) مراط الصالحین ترجمہ آداب الطالبین آداب و اخلاق بزرگان (۱۰) سلسلہ چشتیہ مع مختصر تذکرہ خواجگان چشت (۱۱) شمائل الاولیا (۱۲) گلزار بہشت (۱۱) گلدستہ معرفت (۱۳) قصائد بہار چشت (۱۴) کلام مقبول فی مدح اولاد الرسول وغیرہ مجلد عہ

تکملہ سیر الاولیا تذکرہ بزرگان ہر چہار سلسلہ کے علاوہ متاخرین اولیا خصوصاً خلفاء حضرت مولانا فخر صاحب و خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کے مفصل حالات اور ملفوظات و لمعات خواجہ محمد عاقل صاحب وغیرہ درج ہیں مصنفہ حضرت خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری۔ کاغذ سفید دبیز مجلد عہ کاغذ حنائی عہ

سیر العارفین مع ۳۲ نقشجات مقامات متبرکہ مصنفہ حضرت مولانا جمالی صاحب اسمیں بزرگان چشت و سہروردیہ کے مفصل سوانح عمری وغیرہ تحقیقی طور پر درج ہیں شائقین کو چاہیے کہ ایک جلد اس معتبر تاریخ بزرگان

Marfat.com

ں اپنے کتب خانوں کے لیے ضرور خرید لیں ورنہ اس کتاب
اچھپنا معلوم قیمت ۱۰ ار

بحر الحیات۔ فارسی مصنفہ حضرت محمد غوث گوالیاری
ام جوگ و معرفت وغیرہ میں یہ عجیب و غریب کتاب ذیل باب
منقسم ہے۔ باب اول۔ در معرفت عالم صغیر (باب دوم)
معرفت تاثیرات عالم (باب سوم) در معرفت حقیقت
یز ذلک (باب چہارم) در معرفت ریاضت و چگونگی
ات آن (باب پنجم) در معرفت ایجاد انسانی و انواع
و ماہیت آن (باب ششم) در معرفت جسد و ماہیت
افظت آن (باب ہفتم) در بیان وہم (باب ہشتم)
عرفت فساد جسد و ظاہر شدن علامات مرگ (باب
) در بیان تسخیرات روحانیات (باب دہم) در
یات ایجاد عالم (خاتمہ) در بیان آسن ہائے مفیدہ
نشست متعلقہ علم جوگ قیمت ۷ ر

ن الشواہد ترجمہ افضل الفوائد ملفوظ حضرت
ام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ جس میں ہر
کی مفید باتیں باعث تفریح و درستی ایمان اور عجیب
یات انبیا علیہم السلام و تذکرات اولیا کرام درج
جنکو حضرت ممدوح جلسہ مریدان میں فرماتے تھے اور
رت امیر خسرو انکو تاریخ وار قلم بند کرتے تھے قیمت
دوحصہ ۱۳ ار

لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ

یعنی سوانح عمری حضرت خواجہ اویس قرنی حضرت خواجہ
اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے علوی مراتب و بزرگی درجات
سے کون مسلمان آگاہ نہیں اکثر کتب تذکرات اولیاء
و احادیث وغیرہ میں آپ کا ذکر موجود ہے مگر آجتک کوئی
ایسی جامع کتاب جسمیں آپکے عجائب حالات و مجاہدہ نفس
و کشف و کرامات و اقوال وغیرہ کا مفصل بیان ہو دیکھنے
میں نہیں آئے تھے اب اتفاقاً سلسلہ اویسیہ کے ایک با
خدا شخص سے یہ نادر کتاب دستیاب کرکے افادہ عام
کی غرض سے طبع کی گئی پچیس لطیفوں پر مشتمل ہے۔
طبع کی تعداد قلیل ہے شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت ۸ر

اخبار صدائے ہند لاہور

کیا آپنے صدائے ہند نہیں دیکھا؟ اگر نہیں تو ضرور
دیکھیے۔ آپ اسکو بالکل اسم بامسمے پائیں گے۔ ملکی
و قومی و علمی مضامین کا اورگن۔ تار و ڈاک کی خبروں
کا مخزن۔ خیرخواہان ملک و قوم کے خیالات کا آئینہ
مذہبانہ لطائف کا البم۔ انتخابی شعر و سخن کا گلدستہ
طالب علموں کی جان۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ چھوٹوں
بڑوں سب کا ہم مذاق۔ رعایا کا سفیر۔ گورنمنٹ کا
دلسوز مشیر۔ آٹھ صفحہ کا ہفتہ وار اخبار قیمت
حسب حیثیت۔ [illegible] سالانہ

صدائے ہند ایجنسی لاہور

Marfat.com

میں ہر قسم کی فارسی۔ عربی۔ اردو۔ انگریزی کتابوں کا علمی ذخیرہ موجود ہے۔ جس میں ہر فن اور ہر مذاق کی درسی۔ اخلاقی۔ قانونی۔ مذہبی کتابیں۔ ناول ڈرامی۔ نقشجات۔ سنہری کاغذات۔ قطعات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اور قیمت بھی واجبی سے واجبی لی جاتی ہے۔ نیز نو تصنیف کتابوں کی اشاعت کے لیے صدائے بک ایجنسی ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ درخواستوں کے ساتھ نقد قیمت یا ویلیو پے ایبل کا حکمنامہ آنا چاہیے۔

المشتہر

خاکسار دین محمد مالک اخبار صدائے ہند و صدائے ہند بک ایجنسی لاہور

...ایک دلچسپ ناول مفت ملیگا

اخبار

ہمدرد ہند لاہور

سب اخباروں سے سستا اور عمدہ ہفتہ وار اخبار لاہور کے مشہور کشن چند پریس سے شائع ہوتا ہے اخبار ہمدرد ہند ۶۔ اپریل ۱۹۰۶ء سے ہر دو شنبہ کو بابت صفحہ بڑی تقطیع ۲۰ - ۲۲ پر نہایت آب و تاب سے ساتھ عمدہ عمدہ مضامین اور مختلف خیالات اور عالمانہ آرٹیکل اور چیدہ چیدہ نوٹ اور دلچسپ و بامذاق لطائف و ظرائف نصیحتیں معمے چیستان۔ تجربہ کی پر مغز باتیں گورنمنٹ گزٹ۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ امریکہ کی تازہ خبریں۔ غزلیں اور لوکل کے سچے سچے اور مفصل اور اشتہارات نادرہ سے پیراستہ ہو کر نہایت خوشخط اور نفیس چھپتا ہے اور بکمال حسن تزئین و تصدر و زینت شائع ہوتا ہے۔

ناظرین! یہ ہمدرد ہند محض بنظر فوائد قوم و ملک آپ جیسے خیرخواہان و معاونان اور مددگاران کے بھروسہ اور اعتماد پر جاری کیا گیا ہے آپکو اسکے طرز اور انتظام سے اس امر کا یقین آنا کچھ مشکل نہ ہوگا کہ ہمنے کسی ذاتی منفعت کو دخل نہیں دیا ہے اور نہ ہماری خواہش ہے کہ اسکی آمدنی سے کچھ بچت ہو صرف مد نظر یہ ہے کہ اسکا خرچ اسکی آمدنی سے پورا ہوتا رہے جن اصحاب نے اسکی خریداری منظور فرما کر اسکو سابقہ دو سال تک ملاحظہ کیا ہے آپ پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ اسنے کسقدر جلد ترقی کی اور اب اسکی کیسی عمدہ حالت ہے۔ ناپسندیدہ تحریروں سے ہمیشہ تک معرا کیا ہے۔ اخبار کا جوہر یہ ہے کہ وہ خودغرضی خودمطلبی۔ تعصب۔ کینہ وری کو چھوڑ کر آزادانہ اور بلا لگاؤ رائے ہمیشہ دیتا رہے۔ اس اخبار میں انھیں ان سب امور کا لحاظ رہتا ہے۔ آپ سچ جانیے کہ ہمدرد ہند ملک کا خیرخواہ۔ گورنمنٹ کا خیرخواہ سچائی کا دوست دروغ اور کذب کا دشمن ہے کسی کی مدح و ذم سے سروکار نہیں۔ امر حق کے اظہار کرنے سے عار نہیں۔

قیمت ہمدرد ہند۔ عام خریداروں سے عہ دیسی روساسے للعہ گورنمنٹ و الیان ریاست سے صہ

Marfat.com

ہم بخیال طوالت اسکو یہیں پر چھوڑ کر ادب کے ساتھ
ارش کرتے ہیں کہ اگر آپ کو اسکی خریداری منظور ہو درخواست
خریداری روانہ فرمایئے تاکہ نام نامی آپکا **معاونوں**
رست کو زینت بخشے

علاوہ اسکے ہمارے نامی گرامی مطبع کرشن چند
نی لاہور میں ہر ایک قسم کا کام چھپائی وجبی اجرت
ال صحت وصفائی سے چھپ سکتا ہے۔ درخواست
یل ارشاد ہو سکتی ہے

— تھر

ن چند کمپنی مینجران اخبار ہمدرد ہند لاہور دروازہ
عالی دھیو والی متصل آریہ سماج لاہور

خالصہ بہادر لاہور کی کتابیں

یرپ وا امریکہ۔ مہاراجہ صاحب بہادر والیے کپورتھلہ
تصنیف کی ہوئی سیر یوروپ و امریکہ کی کتاب جسکو پڑھتے
بیٹھے مغربی ممالک کی سیر ہو جاتی ہے نہایت عمدہ کاغذ
خط مجلد قیمت ے محصول ڈاک علاوہ اسکے ہمراہ

آخری پیشوا

یسری گورو گوبند سنگھ جی کو آخری پیغمبر اور گورو گرنتھ
ب جی کو آخری الہامی کتاب ثابت کیا ہے قیمت ۲ر
فرنامہ فارسی نظم میں وہ خط جو گورو گوبند سنگھ
نام دنیا سے اورنگزیب کی طرف لکھا تھا قیمت ۱۲ر
ریخ گورو خالصہ اردو حصہ اول قیمت عہ اس تاریخ
میں دسوں گورو صاحبان کا حال ہے حصہ دوم جس میں
بندہ کی بہادری اور خالصہ جی کے جنگ وجدل کا حال ہے
قیمت ۱۲ر حصہ سوئم اردو جسمیں بارہ مثلوں اور والیان
ریاست کا حال ہے قیمت للعہ

تواریخ گورو خالصہ گورمکھی حصہ اول نمبر اول جس میں صرف
گورو نانک صاحب جی کا مفصل حال ہے قیمت عہ
تواریخ گورمکھی حصہ اول نمبر دوم جس میں گورو انگد صاحب
جی سے لیکر گورو ہرگوبند صاحب جی کا مفصل حال ہے
قیمت عہ **تواریخ** گورو خالصہ حصہ دوم جس میں
بابا بندہ کا حال ہے قیمت عہ حصہ سوئم جس میں بارہ
مثلوں اور راجگان کا مفصل حال ہے قیمت للعہ
پنتھ پرکاش گورمکھی جس میں کل پنتھ خالصہ کا حال نظم
میں ہے قیمت ۲ر گورو گرنتھ صاحب ادسفری جلد
ٹائپ کا قیمت ۲ر گورو گرنتھ صاحب موٹا ٹائپ بہت
عمدہ مجلد چمڑہ قیمت ۔۔ روپیہ ہے
علاوہ اسکے ہر قسم کے پستک بھی مل سکتے ہیں۔ درخواست
کردہ بنام مینیجر خالصہ بہادر لاہور انارکلی

تجارتی ایجنسی لاہور

پنجاب اور بالخصوص لاہور سے جسقدر تجارتی سامان مختلف
مقامات کو ریلیوں اسٹیمروں وغیرہ اور دیگر کاروباری صاحبوں
کے پاس جاتا رہتا ہے۔ اور لیجانیوالے لوگ جس بعید منافع
کے ساتھ اسکو باہر لیجا کر بیچتے ہیں وہ کچھ پوشیدہ امر نہیں

Marfat.com

بس اسی بہجا دستبر دسے اپنے ملک کے والیان ریاست ۔
جاگیرداروں ۔ امیروں اور شریفوں کو بچانیکے لیے کارخانہ
شمیر ہند لاہور نے ایک تجارتی شاخ بھی شروع کردی ہے
اس تجارتی ایجنسی کے ذریعہ لاہور کا ہر قسم کا مال صرف ایک
آنہ فی روپیہ کمیشن لینے پر نہایت دیانت کے ساتھ روانہ
کردیا جاتا ہے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ جس نرخ پر یہ ایجنسی مال
بھیجیگی کوئی واقفکار بھی اس سے کم نرخ پر خرید نہ سکیگا ۔ درخواستیں
نقد قیمت کے ساتھ آنی چاہئیں یا ویلیو پے ایبل کا حکمنامہ لیکر
ویلیو پے ایبل صرف روسا یا امرا کو بھیجا جاویگا تاکہ ایسے چالاک
لوگ جو چیز کو طلب کرکے واپس کردیتے ہیں ایجنسی کو نقصان نہ پہنچا سکیں
لاہور سے جو مال کثرت سے بیرونجات میں بھیجا
جاتا ہے وہ یہ ہے ۔

ریشم کا سامان ۔ ازاربند ریشم باف تسبیح بند ۔ اور گلبدن ۔
کنگھی ۔ ساڑھیاں مختلف قسم و رنگ و قیمت کے ۔ پشمینہ
کا سامان ۔ دوشالے فردیں چوغے گلوبند ۔ مالیدہ ۔ دھسے کشمیری
و کابلی مختلف قسم و رنگ و قیمت کے زرین سامان گوٹہ تلّہ
بیل لیس ہر قسم کا مدار یا پوش قصوری روبیری مختلف قسم و رنگ
و قیمت کے ادویات میں بالخصوص عرق بید مشک اور علی العموم
ہر قسم کی انگریزی ۔ یونانی ویدک ادویات انگریزی سامان
میں ہر قسم کا ولایتی اسباب شیشہ آلات ۔ وغیرہ

المشتـــــــــــہر
خاکسار فیروز الدین عفی عنہ مالک اخبار شمیر ہند و مہتمم تجارتی
ایجنسی لاہور ۔

فہرست کتب مصنفہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد
جو قادیان ضلع گورداسپور سے دستیاب ہو سکتی ہیں

کتب متعلقہ عیسائیت نور القرآن حصہ اول ۴ر
حصہ دوم ۴ر سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۲ر
تحفہ قیصریہ ۲ر (یہ کتاب جشن جوبلی شصت سالہ بطور تحفہ لکھی گئی
ملکہ معظمہ کو بھیجی گئی ہے) جس میں رسالت رسول اکرم کا ثبوت دیا
گیا ہے ۔ اور عیسائی مذہب پر لطیف جرح کی گئی ہے) انوار الاسلام
ضیاء الحق ۱ر (آخری دو کتابوں میں اس عظیم الشان پیشگوئی کا
جو آتھم کے متعلق پوری ہوئی) نور الحق ۱۲ر بزبان عربی
۳ر جنگ مقدس ۸ر (مباحثہ امرتسر مابین حضرت مرزا
و ڈپٹی آتھم عیسائی) **آریہ مذہب کے متعلق**
چشمہ آریہ ۱۲ر آریہ دھرم ست بچن ۸ر سرمہ چشم آریہ
مذہب ست بچن آریہ دھرم ۸ر **شیعہ مذہب کے**
سر الخلافہ بزبان عربی ۸ر حجۃ اللہ بزبان عربی و اردو
اپنے دعوی کے متعلق ازالہ اوہام ۲ر
فتح الاسلام ۴ر توضیح مرام ۴ر حمامۃ البشریٰ
خط بنام اہل مکہ نور الحق حصہ دوم عربی و اردو ۳ر تحفہ
عربی ۲ر رسائل اربعہ عربی مع ترجمہ فارسی و اردو
نشان لیکھرام کے متعلق ۔ سراج
نشانات دیگر ۴ر استفتا ۴ر **اسلام** براہین
حصہ چہارم للعہ کرامات الصادقین تفسیر سورہ
عربی ۸ر ۔ کمالات اسلام ۲ر

Marfat.com

تحفہ قیصرہ

[یہ] رسالہ از طرف حجۃ الاسلام حضرت مرزا غلام احمد رئیس [قاد]یان ملکہ معظمہ کی خدمت میں بطور تحفہ بہ تقریب جشن جوبلی [شص]ت سالہ سامیں رسالت رسول کرم کا جدید ثبوت مسئلہ [جہ]اد کا ایک بالکل نیا پہلو اور اسکی حقیقت ظاہر کی گئی ہے [حض]رت ملکہ معظمہ کو دیرانہ طور پر کھلے کھلے تبلیغ اسلام کر کے [انس]ان پرستی کی تاریکی سے روکا گیا ہے۔ قیمت صرف ۱/ قادیان میں درخواست جانی چاہیئے۔

مخبر دکن مدراس

[اخ]بار اسلامی معاملات پر بحث کرنیمیں بے نظیر ہے۔ [خص]وصاً ریاست نظام کے لیئے مخبر صادق ہے اسکو راے [اکا]بر ریاست نہایت ہی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ [علا]وہ ازیں ہر ایک قومی اور مذہبی معاملات میں اشتراک لینا اسکا کام ہے۔ قیمت پیشگی سالانہ چھ روپیہ درخواستیں [بنا]م سید محمد عبدالقادر مالک و اڈیٹر اخبار کے نام ہونی ہیں۔

[ا]خبار چودھویں صدی راولپنڈی

[اس]کے مقاصد میں تمام قومی اغراض شامل ہیں۔ اسکی نسبت [...] ملاحظہ میں اسکا ایک اعلیٰ قسم کا قومی اخبار ہونا تسلیم [ک]یا گیا ہے مہینہ میں چار دفعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۳ تاریخ شائع ہوتا ہے شرح چندہ سالانہ پیشگی حسب ذیل بعد [...]ضاعف حضرات معاونین سے امید معاونت و سرپرستی روساء سے ۱۲ عوام سے چھ روپیہ کم استطاعت خریداروں سے للعہ طلبا سے (۱ روپیہ) بعض نادار کو مفت۔ مطبع چودھویں صدی میں چھپائی کا کام نہایت عمدہ ہوتا ہے۔ کتابیں رسالے نقشہ جات بکفایت چھپ سکتی ہیں۔ درخواستیں بنام منشی سراج الدین احمد صاحب اڈیٹر اخبار ہذا جانی چاہییں۔

کتب خانہ مطبع صدیقی لاہور

شائقین آپنے بہتیرے کتب خانہ کانوں سے سنے ہونگے اور آنکھوں سے دیکھے ہونگے مگر بفضل الٰہی اس کتب خانہ کے مقابلہ میں سب ہیچ نظر آتے ہیں اور زیادہ تر شہرت دور دراز ملکوں میں کتب خانہ ہذا کی اسی سبب سے ہے کہ اسمیں عجیب جدید اور مفید دینی کتابوں کا ترجمہ اردو زبان میں عام فہم کرایا جاتے ہیں اور خوشنویس کاتبوں سے لکھوا کر نہایت صفائی کے ساتھ چھاپے جاتے ہیں کار خیر جسطرح شیخ محی الدین مرحوم کی حیات میں قائم تھا آجتک اسیطرح بعونہ تعالیٰ شیخ مرحوم کے ورثا نے اسکار خیر کو جاری رکھا ہے اس کتب خانہ کی بدولت تھوڑی تھوڑی تعداد والی نایاب کتابوں کے فوائد سے مستفید ہو رہے ہیں بس ناظرین کتب دینیہ اپنی عالی ہمتی سے اس کتب خانہ کی امداد میں سرگرم رہیں جس سے سراسر ہمدردی و دلجوئی ورثا شیخ صاحب مرحوم کی متصور ہے دینی و درسی کتابیں سے منگواتے رہیں اس حال میں ایک بڑی فہرست مرتب ہوئی ہے طالبین آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرماویں درخواستیں بنام شیخ احمد و عبدالحی پسران شیخ محی الدین مرحوم آنی چاہیئں۔

المشتہر

خاکسار محمد وحید مینجر مطبع صدیقی لاہور محلہ سادھواں

Marfat.com

اخبار

دنیا میں مسلمان ...

مسلمان ...

دنیا میں ...

شکر ...

ہوتے ہیں دنیا میں ...

خواص جو ایک لطیف ...

دنیائے اسلام کی خبریں (۱۵)

(۱۴) حضرت سید ...

آیات کی لطیف تفسیر

عورتوں کی حالت (۱) حضرت ...

تمام خدا کے ... شیخ یعقوب علی ...

احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں ہر ایک قسم کی چھپائی کا کام ... ہر ایک قسم کا کام ...

سراج الدین

عیسائی

کے چار سوالوں کا

جواب

سنہ ۱۸۹۷

۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان مین باہتمام حکیم فضل دین صاحب کے چھپا

قیمت ۲ر

تعداد ۷۰۰

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

ایک صاحب سراج الدین نام عیسائی نے لاہور سے چار سوال بغرض طلب جواب میری طرف بھیجے ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ فائدہ عام کیلئے اُن کا جواب لکھکر شایع کر دوں۔ لہذا ہر چہار سوال معہ جواب ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

سوال۔ ۱۔ عیسائی عقائد کے مطابق مسیح کا مشن اس دُنیا میں بنی نوع انسان کی محبت کے لئے آنا اور نوع انسان کی خاطر اپنے تئیں قربان کر دینا تھا۔ کیا بانی اسلام کا مشن ان دونوں معنوں میں ظاہر ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔ یا محبت اور قربانی کے علاوہ کسی اور بہتر الفاظ میں اس مشن کو ظاہر کر سکتے ہیں؟

الجواب۔ واضح ہو کہ اس سوال سے اصل مطلب سائل کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح عیسائیوں کے خیال کیموافق دُنیا میں یسوع مسیح اسلئے آیا تھا کہ گنہگاروں سے محبت کر کے اُن کے گناہوں کی لعنت اپنے سر پر لیوے اور پھر اُن ہی گناہوں کی وجہ سے مارا جائے۔ کیا اس **لعنتی قربانی** کا کوئی نمونہ گنہگاروں کی نجات کیلئے قرآن بھی پیش کرتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں پیش کرتا تو کیا اس سے کوئی بہتر طریق انسانوں کی نجات کیلئے قرآن نے پیش کیا ہے؟

سو اسکے جواب میں میاں سراج الدین صاحب کو معلوم ہو کہ قرآن کوئی لعنتی قربانی پیش

Marfat.com

نہین کرتا۔ بلکہ ہرگز جائز نہین رکھتا کہ ایک کا گناہ یا ایک کی لعنت کسی دوسرے پر ڈالی جائے چہ جائیکہ کروڑہا لوگونکی لعنتین اکٹھی کرکے ایک کے گلے مین ڈالدی جائین۔ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ یعنی ایک کا بوجھ دوسرا نہین اٹھائیگا۔ لیکن قبل اسکے جو مین مسئلہ نجات کے متعلق قرآنی ہدایت بیان کرون مناسب دیکھتا ہون کہ عیسائیون کے اس اصول کی غلطی لوگونپر ظاہر کردون۔ تا وہ شخص جو اس مسئلہ مین قرآن اور انجیل کی تعلیم کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے وہ آسانی سے مقابلہ کرسکے۔

پس واضح ہو کہ عیسائیون کا یہ اصول کہ خدا نے دنیا سے پیار کرکے دنیا کو نجات دینے کیلئے یہ انتظام کیا کہ نافرمانون اور کافرون اور بدکارون کا گناہ اپنے پیارے بیٹے یسوع پر ڈالدیا۔ اور دنیا کو گناہ سے چھوڑانے کیلئے اسکو لعنتی بنایا۔ اور لعنت کی لکڑی سے لٹکایا۔ یہ اصول ہر ایک پہلو سے فاسد اور قابل شرم ہے۔ اگر میزان **عدل** کے لحاظ سے اسکو جانچا جائے تو صریح یہ بات ظلم کی صورت مین ہے کہ زید کا گناہ بکر پر ڈالدیا جائے۔ انسانی کانشنس اس بات کو ہرگز پسند نہین کرتا کہ ایک مجرم کو چھوڑکر اس مجرم کی سزا غیر مجرم کو دیجائے۔ اور اگر روحانی فلاسفی کے رو سے گنہ کی حقیقت پر غور کیجائے تو اس تحقیق کے رو سے بھی یہ عقیدہ ناسد ٹھہرتا ہی۔ کیونکہ گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہی جو اسوقت پیدا ہوتا ہی کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الہی سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے۔ اور اسکی تمام سرسبزی برباد ہوجاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے جس کا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہوتا ہے۔ پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت مین تین طور سے ہی۔ (۱) ایک محبت (۲) استغفار جسکے

Marfat.com

یہی بات سچ ہوتی کہ خدا تعالیٰ نے یسوع مسیح کو اپنا بیٹا قرار دیکر اور غیروں کی لعنت اُسپر ڈال کر پھر اس لعنتی قربانی کو لوگون کی نجات کے لئے ذریعہ ٹھہرایا تھا اور یہی تعلیم یہودیون کو ملی تھی تو کیا سبب تھا کہ یہودیون نے آج تک اس تعلیم کو پوشیدہ رکھا اور بڑے اصرار سے اسکے دشمن رہے اور یہ اعتراض اور بھی قوت پاتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ یہودیون کی تعلیم کو تازہ کرنیکے لئے ساتھ ساتھ نبی بھی چلے آئے تھے۔ اور حضرت موسیٰ نے کئی لاکھ انسانون کے سامنے توریت کی تعلیم کو بیان کیا تھا۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ یہودی لوگ ایسی تعلیم کو جو متواتر نبیوں سے ہوتی آئی بھلا دیتے۔ حالانکہ انکو حکم تھا کہ خدا کے احکام اور وصایا کو اپنی چوکھٹوں اور دروازون اور آستینوں پر لکھیں اور بچون کو سکھائین اور خود حفظ کرین۔ اب کیا یہ بات سمجھ آسکتی ہے یا کسی کا پاک کانشنس یہ گواہی دیسکتا ہے کہ باوجود اتنی نگہداشت کے سالہا سال کے تمام فرقے یہود کے توریت کی اُس پیاری تعلیم کو بھول گئے جسپر انکی نجات کا مدار تھا یہودی نہ آجسے بلکہ قدیم سے یہ کہتے چلے آئے ہین کہ توریت مین وہی باتین ذریعہ نجات بتلائی گئی ہین جو قرآن مین ذریعہ نجات بتلائی گئی ہین۔ چنانچہ قران شریف کیونقت بھی انھون نے یہی گواہی دی اور اب بھی یہی گواہی دیتے ہین۔ اور اسی مضمون کی اُن کی چٹھیان اور نیز کتابین میرے پاس پہونچی ہین۔ اگر یہودیون کو نجات کیلئے اس لعنتی قربانی کی تعلیم دیجاتی تو کچھ سبب معلوم نہین ہوتا کہ کیون وہ اس تعلیم کو پوشیدہ کرتے۔ ہان یہ ممکن تھا کہ وہ یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کرکے نہ مانتے اور اُسکی صلیب کو سچے بیٹے کی صلیب تصور نکرتے۔ اور یہ کہتے کہ وہ حقیقی بیٹا جسکی قربانی سے دُنیا کو نجات ملیگی یہ نہین ہے بلکہ آئندہ کسی زمانہ مین ظاہر ہوگا مگر یہ تو کسی طرح ممکن نہ تھا کہ تمام فرقے یہود کے سرسے ایسی تعلیم سے انکار کردیتے جو انکی کتابون مین موجود تھی۔ اور خدا

Marfat.com

کے پاک نبی اُسکو تازہ کرتے آئے تھے۔ یہودی بیشک زندہ موجود ہین اور اُن کے فاضل اور عالم بھی موجود ہین اور اُنکی کتابین بھی موجود ہین۔ اگر کسی کو شک ہو تو اُن سے بالمواجہ دریافت کر لے۔ کیا ایک عقلمند جو درحقیقت سچائی کی تلاش مین ہے وہ اسبات کا محتاج نہین کہ یہودیون کی بھی اس مین گواہی لے۔ کیا یہودی وہ پہلے گواہ نہین ہین جو صدہا برسون سے توریت کی تعلیم کو حفظ کرتے چلے آئے ہین؟ ایک عاجز انسان کو خدا بنانا نہ اسپر پہلی تعلیمونکی گواہی نہ اُن تعلیمون کے وارثونکی گواہی نہ پچھلی تعلیم کی گواہی نہ عقل کی گواہی۔ اور اُس شخص کو خدا کا بھی کہنا اور پھر شیطان کا بھی۔ کیا اِن گندی اور نامعقول باتون کو ماننا پاک فطرت لوگون کا کام ہے؟!!

پھر جب اس عقیدہ کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ باوجودیکہ توریت کی متوارث اور قدیم تعلیم کی مخالفت کیگئی اور ایک کا گناہ دوسرے پر ڈالا گیا اور ایک راستباز کے دل کو لعنتی اور خدا سے دور اور مہجور اور شیطان کا ہم خیال ٹھہرایا گیا۔ پھر ان سب خرابیون کیساتھ اس لعنتی قربانی کو قبول کرنیوالون کے لئے فائدہ کیا ہوا۔ کیا وہ گناہ سے باز آگئے یا اُن کے گناہ بخشے گئے تو اور بھی اس عقیدہ کی لغویت ثابت ہوتی ہے کیونکہ گناہ سے باز آنا اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا تو بداہت خلاف واقعہ ہے۔ کیونکہ بموجب عقیدہ عیسائیون کے حضرت داؤد علیہ السلام بھی کفارہ یسوع پر ایمان لائے تھے۔ لیکن بقول اُن کے ایمان لانیکے بعد نعوذ باللہ حضرت داؤد نے ایک بیگناہ کو قتل کیا اور اُسکی جورو سے زناہ کیا اور نفسانی کامون مین خلافت کی خزانہ کا مال خرچ کیا اور سنو تک جورو کی اور اخیر عمر تک اپنے ان گناہون کو تازہ کرتے رہے اور ہر روز کمال گستاخی کے ساتھ گناہ کا ارتکاب کیا۔ پس اگر یسوع کی لعنتی قربانی گناہ سے روک سکتی تو بقول اُن کے داؤد اسقدر گناہ مین نہ ڈوبتا۔

Marfat.com

ایساہی یسوع کی تین نانیاں زنا کی بُری حرکت مین مُبتلا ہوئین - پس ظاہر ہے کہ اگر یسوع کی لعنتی قُربانی پر ایمان لانا اندرونی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کچھ اثر رکھتا تو اُسکی نانیاں ضرور اس سے فائدہ اُٹھاتین اور ایسے قابل شرم گناہوں مین مبتلا نہ ہوتین - ایساہی یسوع کے حواریوں سے بھی ایمان لانے کے بعد قابل شرم گُناہ سرزد ہوے - یہودا اسکریوطی نے تیس روپیہ پر یسوع کو بیچا اور پطرس نے سامنے کھڑے ہوکر تین مرتبہ یسوع پر لعنت بھیجی اور باقی سب بھاگ گئے - اور ظاہر ہے کہ نبی پر لعنت بھیجنا سخت گُناہ ہی - اور یورپ مین جو آجکل شراب خواری اور زناکاری کا طوفان برپا ہے اُسکے لکھنے کی حاجت نہین - ہم اپنے کسی پہلے پرچہ مین بعض بزرگ پادری صاحبوں کی زناکاری کا ذکر یورپ کے اخبارات کے حوالہ سے کرچکے ہین - ان تمام واقعات سے بکمال صفائی ثابت ہوتا ہی کہ یہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہین سکی -

اب دوسرا شق یہ ہے کہ اگر گناہ رُک نہین سکتے تو کیا اس لعنتی قربانی سے ہمیشہ گناہ بخشے جاتے ہین - گویا یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ ایکطرف ایک بدمعاش ناحق کا خون کرکے یا چوری کرکے یا جھوٹی گواہی سے کسیکے مال یا جان یا آبرو کو نقصان پہنچا کر اور یا کسی کے مال کو غبن کیطور پر دبا کر اور پھر اس لعنتی قربانی پر ایمان لا کر خُدا کے بندوں کے حقوق کو ہضم کرسکتا ہے - اور ایساہی زناکاری کی ناپاک حالتین ہمیشہ رکھ کر صرف لعنتی قربانی کا اقرار کرکے خداتعالیٰ کے قہری مواخذہ سے بچ سکتا ہے - پس صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہرگز نہین بلکہ ارتکاب جرائم کرکے پھر اس لعنتی قربانی کی پناہ مین جانا بدمعاشی کا طریق ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ پولوس کے دل کو بھی یہ دھڑکا شروع ہوگیا تھا کہ یہ اصول صحیح نہین ہے اسی لئے وہ کہتا ہے کہ ”یسوع کی قربانی پہلے گناہ کیلئے ہے اور یسوع دوبارہ مصلوب نہین ہوسکتا۔“ لیکن اس قول سے وہ بڑی مشکلات مین پھنس گیا ہے - کیونکہ اگر یہی

Marfat.com

صحیح ہے کہ یسوع کی لعنتی قربانی پہلے گناہ کیلئے ہی تو مثلاً داؤد نبی نعوذ باللہ ہمیشہ کے جہنم کے لائق ٹھہرے گا۔ کیونکہ اُسنے اوریا کی جورو سے بقول عیسائیون کے زنا کرکے پھر اُس عورت کو بغیر خدا کی اجازت کے تمام عمر اپنے گھر مین رکھا۔ اور وہی مریم کے سلسلہ اُمہات مین یسوع کی مقدس نانی ہے۔ علاوہ اسکے داؤد نے سوتک بیوی بھی کی جن کا کرنا موجب اقرار عیسائیون کے اسکو روا نہین تھا پس یہ گناہ اُس کا پہلا گناہ نہ رہا بلکہ بار بار واقع ہوتا رہا۔ اور ہر ایک دن نئے سرے اُس کا اعادہ ہوتا تھا۔ پھر جبکہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہین سکتی تو بیشک عام عیسائیون سے بھی گناہ ہوتے ہون گے جیسا کہ اب بھی ہو رہے ہین۔ پس بموجب اصول پولوس کے دوسرا گناہ اُن کا قابل معافی نہین اور ہمیشہ کا جہنم اُسکی سزا ہے۔ اس صورت مین ایک بھی عیسائی دائمی جہنم سے نجات پانیوالا ثابت نہین ہوتا۔ مثلاً میان سراج الدین دور نہ جائین اپنے حالات ہی دیکھین کہ پہلے اُنھون نے **مریم کے صاحبزادے** کو خدا کا بیٹا مانکر لعنتی قربانی کا بپتسمہ پایا۔ اور پھر قادیان مین آکر نئے سرے مُسلمان ہوئے اور اقرار کیا کہ مینے بپتسمہ لینے مین جلدی کی تھی اور نماز پڑھتے رہے اور بارہا میرے روبرو اقرار کیا کہ کفارہ کی لغویت کی حقیقت بخوبی میرے پر کھل گئی ہے اور مین اسکو باطل جانتا ہون اور پھر قادیان سے واپس جاکر پادریون کے دام مین پھنس گئے اور عیسائیت کو اختیار کیا۔ اب میاں سراج الدین کو خود سوچنا چاہیئے کہ جب اوّل وہ بپتسمہ پاکر عیسائی دین سے پھر گئے تھے اور قول اور فعل سے اُنھون نے اُسکے برخلاف کیا تو عیسائی اصول کے رو سے یہ ایک بڑا گناہ تھا جو دوسری دفعہ اُنسے وقوع مین آیا پس پولوس کے قول کیمطابق یہ گناہ اُن کا بخشا نہین جائیگا کیونکہ اُسکے لئے دوسری صلیب کی ضرورت ہے اور اگر یہ کہو کہ پولوس نے غلطی کھائی ہے یا جھوٹ بولا ہی اور اصل بات

Marfat.com

یہی ہے کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے کے بعد کوئی گناہ گناہ نہین رہتا چوری کرو زنا کرو خون ناحق کرو جھوٹ بولو امانت مین خیانت کرو غرض کچھ کرو کسی گناہ کا مواخذہ نہین تو ایسا مذہب ایک ناپاکی پھیلانے والا مذہب ہوگا۔ اور وقت کے گورنمنٹ کو مناسب ہوگا کہ ایسے عقائد کے پابندون کی **ضمانتین** لیوے۔ اور اگر پھر اس خیال کو دوبارہ پیش کرو کہ لعنتی قربانی پر ایمان لانے والا سچی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور گناہ سے پاک ہوجاتا ہے تو ہم اس کا جواب پہلے دے چکے ہین کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے اور ہم ابھی داؤدی کا گناہ یسوع کی نانیوں کے گناہ اور حواریوں کے گناہ اور حضرات پادری صاحبوں کے گناہ لکھ چکے ہین۔ اور اس بات کو تمام اہل تجربہ جانتے ہین کہ یورپ ان دنوں ہیں بدکاریوں مین اوّل درجہ پر ہے۔ اگر فرض کیطور پر کسی کی پاک زندگی کی نظیر دیجائے تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حقیقت مین اُسکی زندگی پاک ہی۔ بہتیرے بدمعاش حرام خور زانی دیّوث شراب خوار خدا کے منکر بظاہر پاک زندگی دکھلاسکتے ہین اور اندر سے اُن قبرونکی طرح ہوتے ہین جنمیں بجز متعفّن مُردہ اور اُسکی ہڈیون کے اور کچھ بھی نہین ہوتا۔

ماسوا اسکے یہ خیال کرنا بھی بیجا ہے کہ کسی قوم کے سارے کے سارے اپنی فطرت کی رو سے نیک یا سب کے سب فطرتاً بدمعاش ہین۔ بلکہ ہم دیکھتے ہین کہ خدا کے قانون قدرت نے یہ دعویٰ کرنے کا حق ہر ایک قوم کو بخشا ہے کہ جیسے انہین بعض لوگ فطرتاً بداخلاق اور بدسرشت اور بداندیش اور بدکردار ہین ایسا ہی بمقابل اُن کے بعض دوسرے لوگ فطرتاً دل کے غریب نیک خُلق نیک چلن نیک کردار ہیں۔ اس قانون قدرت سے نہ ہندو باہر ہیں نہ پارسی نہ یہودی نہ سکھ نہ بدھ مذہب والے یہانتک کہ چوہڑے اور چمار بھی اسی قانون مین داخل ہین۔ اور جیسے جیسے لوگ تہذیب اور شایستگی مین

Marfat.com

بڑھتے ہین، اور ان کا قومی مجمع عزت اور علم اور وقار کا رنگ پکڑ تا جاتا ہے اُسیقدر ان کے نیک فطرت لوگ اپنی پاک زندگی اور نیک چلنی مین زیادہ ناموری حاصل کرتے ہین اور نمایاں چمک کے ساتھ اپنا منہ دکھلاتے ہین۔ اگر تمام قوموں کے بعض افراد مین فطرتاً سعادت کا مادہ نہ ہوتا تو تبدیل مذہب سے بھی وہ مادہ پیدا نہ ہو سکتا کیونکہ خدا کی فطرت مین تبدیل نہین۔ اگر کوئی حقیقی سچائی کا بھوکا اور پیاسا ہے تو ضرور اُسکو ماننا پڑیگا کہ مذہب کے وجود سے پہلے یہ خداداد تقسیم طبایع مین ہو چکی ہے کہ کسی کی فطرت مین غلبہ حلم اور محبت، اور کسی کی فطرت مین غلبہ درشتی اور غضب ہی۔ اب مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ وہ محبت اور اطاعت اور صدق اور وفا جو مثلاً ایک بُت پرست یا انسان پرست مخلوق کی نسبت، عبادت کے رنگ مین بجالاتا ہے اُن اخلاق کو خدا کی طرف پھیرے اور وہ اطاعت خدا کی راہ مین دکھلائے۔

یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قُویٰ پر کیا ہے انجیل نے اس کا کوئی جواب نہین دیا۔ کیونکہ انجیل حکمت کے طریقون سے دور ہے۔ لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہین ہے کہ انسانوں کی فطرتی قُویٰ کی تبدیل کرے اور بھیڑیے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف **عِلّت غائی** یہ ہے کہ جو قُویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہین انکو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہین ہے کہ کسی فطرتی قوت کو بدل ڈالے۔ ہان یہ اختیار ہے کہ اُسکو محل پر استعمال کرنے کے لئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیت فرمائے کیونکہ انسانی قوتون مین سے کوئی بھی قوت بُری نہین بلکہ افراط اور تفریط اور بداستعمالی بُری ہے اور جو شخص قابل ملامت ہے وہ صرف فطرتی قُویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہین بلکہ انکی بداستعمالی کی وجہ سے قابل

Marfat.com

علامت ہے۔ غرض قسّام مطلق نے ہر ایک قوم کو فطرتی قویٰ کا برابر حصہ دیا ہے اور جیسا کہ ظاہری ناک اور آنکھ اور مونھ اور ہاتھ اور پیر وغیرہ تمام قومون کے انسانون کو عطا ہوئے ہین ایسا ہی باطنی قوتین بھی سب کو عطا ہوئی ہین۔ اور ہر ایک قوم مین بلحاظ اعتدال یا افراط اور تفریط کے اچھے آدمی بھی ہین اور بُرے بھی۔ لیکن مذہب کے اثر کے رو سے کسی قوم کا اچھا بن جانا یا کسی مذہب کو کسی قوم کی شایستگی کا اصل موجب قرار دینا اُسوقت ثابت ہوگا کہ اُس مذہب کے بعض کامل پیروؤں مین اس قسم کے روحانی کمال پائے جائین جو دوسرے مذہب مین اُنکی نظیر نہ مل سکے۔ سو مین زور سے کہتا ہون کہ یہ خاصہ **اسلام** مین ہے۔ اسلام نے ہزاروں لوگونکو اس درجہ کی پاک زندگی تک پہنچایا ہے جنہین کہہ سکتے ہین کہ گویا خدا کی روح اُنکے اندر سکونت رکھتی ہے قبولیت کی روشنی اُنکے اندر ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ گویا وہ خُدا کی تجلّیات کے مظہر ہین۔ یہ لوگ ہر ایک صدی مین ہوتے رہے ہین اور اُنکی پاک زندگی بے ثبوت نہیں اور نرا اپنے مونھ کا دعویٰ نہیں بلکہ خُدا گواہی دیتا رہا ہے کہ اُنکی پاک زندگی ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف مین اعلیٰ درجہ کی پاک زندگی کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ ایسے شخص سے خوارق ظاہر ہوتے ہین اور خدا تعالیٰ ایسے شخص کی دُعا سُنتا ہے اور اُن سے ہمکلام ہوتا ہے اور پیش از وقت اُنکو غیب کی خبرین بتلاتا ہے اور اُنکی تائید کرتا ہے۔ سو ہم دیکھتے ہین کہ ہزاروں اسلام میں ایسے ہوتے آئے ہین۔ چنانچہ اس زمانہ مین یہ نمونہ دکھلانے کیلئے **یہ عاجز** موجود ہے۔ مگر عیسائیون مین یہ لوگ کہاں اور کس ملک مین رہتے ہین جو انجیل کی قرار دادہ نشانیونکے موافق اپنا حقیقی ایمان اور پاک زندگی ثابت کر سکتے ہین؟ ہر ایک چیز اپنی نشانیون سے پہچانی جاتی ہے جیسا کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اگر پاک زندگی کا نرا دعویٰ

Marfat.com

ہی ہے اور کتابون کے مقرر کردہ نشان اُس دعوی پر گواہی نہین دیتے تو یہ دعوی باطل ہے کیا انجیل نے سچے اور واقعی ایمان کی کوئی نشانی نہین لکھی؟ کیا اُسنے اُن نشانون کو فوق العادۃ کے رنگ مین بیان نہین کیا؟ پس اگر انجیلوں مین سچے ایماندارونکے نشان لکھے ہین تو ہر ایک عیسائی پاک زندگی کے مدعی کو انجیل کے نشانوں کیموافق آزمانا چاہیے۔ ایک بڑے بزرگ پادری کا ایک غریب سے غریب مُسلمان کیساتھ روحانی روشنی اور قبولیت مین مقابلہ کرکے دیکھلو پھر اگر اُس پادری مین اُس غریب مسلمان کے مقابل پر کچھ بھی آسمانی روشنی کا حصہ پایا جائے تو ہم ہر ایک سزا کے مستحق ہین۔ اسیوجہ سے مین کئی دفعہ اسبارہ مین عیسائیون کے مقابل پر اشتہار دیچکا ہون۔ اور مین سچ سچ کہتا ہون اور میرا خدا گواہ ہے کہ مجھپر ثابت ہوگیا ہے کہ حقیقی ایمان اور واقعی پاک زندگی جو آسمانی روشنی سے حاصل ہو بجز اسلام کے کسی طرح مل نہین سکتی۔ یہ پاک زندگی جو ہمکو ملی ہے یہ صرف ہمارے موںھہ کی لاف وگزاف نہین۔ اسپر آسمانی گواہیان ہین کوئی پاک زندگی بجز آسمانی گواہی کے ثابت نہین ہوسکتی۔ اور کسی کے چھپے ہوئے نفاق اور بے ایمانی پر ہم اطلاع نہین پاسکتے۔ ہان جب آسمانی گواہی والے پاک دل لوگ کسی قوم مین پائے جائین تو باقی قوم کے لوگ بظاہر پاک زندگی نما بھی پاک زندگی والے سمجھے جائینگے۔ کیونکہ قوم ایک وجود کے حکم مین ہے اور ایک ہی نمونہ سے ثابت ہوسکتا ہے کہ اس قوم کو آسمانی پاک زندگی ملسکتی ہے۔ *

اسی بناء پر مینے عیسائیون کیلئے ایک فیصلہ کرنیوالا اشتہار دیا تھا۔ پس اگر اُن کو حق کی طلب ہوتی تو وہ اسطرف متوجہ ہوتے۔ اور مین اب بھی کہتا ہون کہ عیسائیون کو بھی ایمان اور پاک زندگی کا دعوی ہے اور مُسلمانون کو بھی۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ ان دونون گروہوں مین سے خُدا کے نزدیک کس کا ایمان مقبول اور کسکی واقعی پاک زندگی ہے:

* **نوٹ** اس جگہہ کوئی گذشتہ قصہ پیش کرنا لغو ہے موجودہ واقعات کو بالمقابل دکھلانا چاہئیے۔ منہ

Marfat.com

اور کس کا ایمان صرف شیطانی خیالات اور پاک زندگی کا دعویٰ صرف نابینائی کا دھوکہ ہے۔ پس میرے نزدیک جو ایمان اپنے ساتھ آسمانی گواہیان رکھتا ہے اور قبولیت کے آثار اُسمیں پائے جاتے ہین وہی ایمان صحیح اور مقبول ہے۔ اور ایسا ہی پاک زندگی وہی واقعی طور پر ہے جو اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے۔ وجہ یہ کہ اگر صرف دعویٰ ہی قبول کرنا ہے تو دُنیا کی تمام قومین یہی دعویٰ کر رہی ہین کہ ہم مین بڑے بڑے لوگ پاک زندگی والے گذرے ہین اور موجود ہین بلکہ اُنکے اعمال اور افعال بھی پیش کرتے ہین جنکی اندرونی حقیقت کا فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ سو اگر عیسائیون کا یہ خیال ہے کہ کفّارہ سے پاک ایمان اور پاک زندگی ملتی ہے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ اب میدان مین آوین اور دُعا کے قبول ہونے اور نشانون کے ظہور مین میرے ساتھ مُقابلہ کرلین۔ اگر آسمانی نشانون کیساتھ اُنکی زندگی پاک ثابت ہو جائے تو مین ہر ایک سزا کا مستوجب ہون اور ہر ایک ذلت کا سزاوار ہون مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ روحانیت کے رو سے عیسائیونکی نہایت گندی زندگی ہے اور وہ پاک خُدا جو آسمان اور زمین کا خُدا ہے اُنکی اعتقادی حالتون سے ایسا متنفر ہے جیسا کہ ہم نہایت گندے اور سڑے ہوئے مُردار سے متنفر ہوتے ہیں۔ اگر مین اسبات مین جھوٹا ہون اور اگر اس قول مین میرے ساتھ خُدا نہین ہے تو نرمی اور آہستگی سے مُجھسے فیصلہ کرلین۔ مین سچ کہتا ہون کہ ہرگز وہ پاک زندگی عیسائیون مین موجود نہین ہے جو آسمان سے اُترتی اور دلونکو روشن کرتی ہے۔ بلکہ جیسا کہ مین بیان کر آیا ہون بعضون مین فطرتی بھلا مانس ہونا اور عام قومونکی طرح پایا جاتا ہے۔ سو فطرتی شرافت سے میری بحث نہین اس غربت اور شرافت کے لوگ ہر ایک قوم مین کم و بیش پائے جاتے ہین یہانتک کہ بھنگی اور چمار بھی اس سے باہر نہین لیکن میرا کلام آسمانی پاک زندگی مین ہے جو زندہ خُدا کی زندہ کلام سے حاصل ہوتی اور آسمان

Marfat.com

سے اُترتی اور اپنے ساتھ آسمانی نشان رکھتی ہے۔ سو یہ عیسائیون مین موجود نہین پھر کوئی ہمین سمجھائے کہ لعنتی قربانی کا فائدہ کیا ہوا؟

اب جبکہ اُس نجات کے طریق کی تفصیل ہو چکی جو عیسائی یسوع کیطرف منسوب کرتے ہین تو اُسپر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن بھی یہی لعنتی محبت اور لعنتی قربانی نوع انسان کی پاکیزگی اور نجات کیلئے پیش کرتا ہے یا کوئی اور طریق پیش کرتا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس پلید اور ناپاک طریق سے اسلام کا دامن بالکل منزہ ہے۔ وہ کوئی لعنتی قربانی پیش نہین کرتا اور نہ لعنتی محبت پیش کرتا ہے۔ بلکہ اُسنے ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سچی پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کرین جو اخلاص کے پانیون سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہو جیساکہ وہ فرماتا ہے بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ یعنے جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھدے اور اپنی زندگی اُسکی راہون مین وقف کرے اور نیکی کرنیمین سرگرم ہو سو وہ سرچشمہ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا۔ اور ان لوگون پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنے جو شخص اپنے تمام قوٰی کو خدا کی راہ مین لگادے اور خالص خدا کے لئے اُس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی کے بجالانے مین سرگرم رہے سو اُسکو خدا اپنے پاس سے اجر دیگا اور خوف اور حزن سے نجات بخشیگا۔

یاد رہے کہ یہی اسلام کا لفظ کہ اسجگہ بیان ہوا ہے دوسرے لفظون مین قرآن شریف مین اس کا نام استقامت رکھا ہے جیساکہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنے ہمین استقامت کی راہ پر قائم کر اُن لوگونکی راہ جنھون نے

Marfat.com

تجھسے انعام پایا اور جنپر آسمانی دروازے کھلے۔ واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اُسکی علت غائی پر نظر کرکے سمجھی جاتی ہے۔ اور انسان کے وجود کی علت غائی یہ ہے کہ نوع انسان خدا کے لئے پیدا کیگئی ہے۔ پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیساکہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی درحقیقت خدا کیلئے ہو جائے۔ اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اُسپر انعام نازل ہوگا جسکو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہین جیساکہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آجاتی ہین۔ ایسا ہی جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اسمیں اور خدا تعالیٰ مین کچھہ حجاب نہ رہے تب فی الفور ایک نورانی شعلہ اُسپر نازل ہوتا ہے اور اُسکو منور کردیتا ہے اور اُسکی تمام اندرونی غلاظت دھو دیتا ہے تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور ایک بھاری تبدیلی اُسکے اندر پیدا ہوتی ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی۔ اس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت مین اشارہ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندھا رہا اور خدا کے [illegible] نور نہ ملا وہ اُس جہان مین بھی اندھا ہی ہوگا۔ غرض خدا کے دیکھنے کے لئے انسان اسی دنیا سے حواس لیجاتا ہے۔ جسکو اس دنیا مین یہ حواس حاصل نہین ہوئے اور [illegible] اور کہانیون تک ہی محدود رہا وہ ہمیشہ کی تاریکی مین پڑا رہے گا۔ [illegible] خدا تعالیٰ نے پاک [illegible] اور حقیقی نجات کے حاصل کرنے کے لئے ہمین یہی سکھلایا ہے کہ ہم بالکل خدا کے ہو جائین [illegible] وفاداری کیساتھہ اسکے آستانہ پر گرین اور اس بدذاتی سے [illegible] کہنے لگیں اگرچہ مارے جائین ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں آگ مین جلائے جائین [illegible]

Marfat.com

اپنے خون سے مُہر لگائین۔ اسیوجہ سے خدا نے ہمارے دین کا نام **اسلام** رکھا۔ تا یہہ اشارہ ہو کہ ہمنے خدا کے آگے سر رکھدیا ہے۔ اور قانون قُدرت صاف شہادت دیتا ہے کہ جو قرآن نے پاکیزگی اور حقیقی نجات حاصل کرنے کا طریق سکھایا ہے یہی طریق جسمانی عالم مین بھی پایا جاتا ہے۔ ہم روز دیکھتے ہین کہ تمام حیوانات اور نباتات مین بُری غذا کے ملنے اور اچھی غذا کے مفقود ہونے سے بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ اور قدرت نے طریق انسداد یہی رکھا ہے کہ خوراک کیلئے صالح چیزین میسّر کیجائین اور ردّی کو بند کر دیا جائے۔ مثلاً درختونکی طرف دیکھو کہ وہ تندرست رہنے کیلئے دو خصلت اپنے اندر رکھتے ہین۔ ایک یہ کہ وہ اپنی جڑون کو زمین کے اندر دباتے چلے جاتے ہین تا الگ رہکر خشک نہ ہو جائین۔ دوم یہ کہ وہ اپنی جڑ کی نالیونکے ذریعہ سے زمین کا پانی اپنی طرف کھینچتے ہین اور اسطرحپر نشو و نما کرتے ہین سو یہی اصول قدرت نے انسان کیلئے رکھا ہے۔ یعنے وہ اُسی حالتمین کامیاب ہوتا ہے کہ اوّل صدق و ثبات کیساتھہ خدا مین اپنے تئین مستحکم کرتا ہے اور استغفار کے ساتھہ اپنی جڑون کو خدا کی محبت مین لگاتا ہے اور پھر قولی اور عملی توبہ کیساتھہ خدا کیطرف جُھکنے کے ذریعہ سے اپنے انکسار اور تذلل کی نالیونکے ساتھہ ربانی پانی اپنی طرف کھینچتا ہے اور اسطرحپر ایسا پانی کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ گُناہ کی خشکی کو دھوڈالتا اور کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔

اور استغفار جسکے ساتھہ ایمان کی جڑین مضبوط ہوتی ہین قرآن شریف مین دو معنے پر آیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے دل کو خدا کی محبت مین محکم کر کے گناہون کے ظہور کو جو علیحدگی کی حالت مین جوش مارتے ہین خدا تعالی کے تعلق کیساتھہ روکنا اور خدا مین پیوست ہو کر اُس سے مدد چاہنا یہ استغفار تو مقربون کا ہے جو ایک طرفۃ العین خدا سے

علیحدہ ہونا اپنی تباہی کا موجب جانتے ہین اسلئے استغفار کرتے ہین تا خدا اپنی محبت مین تھامے رکھے - اور دوسری قسم استغفار کی یہ ہے کہ گناہ سے نکل کر خدا کی طرف بھاگنا اور کوشش کرنا کہ جیسے درخت زمین مین لگ جاتا ہے ایسا ہی دل خدا کی محبت کا اسیر ہو جائے تا پاک نشو ونما پا کر گناہ کی خشکی اور زوال سے بچ جائے اور ان دونون صورتون کا نام استغفار رکھا گیا - کیونکہ غفر جس سے استغفار نکلا ہے ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہین - گویا استغفار سے یہ مطلب ہے کہ خدا اُس شخص کے گناہ جو اُسکی محبت مین اپنے تئین قائم کرتا ہے دبا رکھے اور بشریت کی جڑین ننگی نہ ہونے دے بلکہ الوہیت کی چادر مین لیکر اپنی قدوسیت مین سے حصہ دے - یا اگر کوئی جڑ گناہ کے ظہور سے ننگی ہو گئی ہو پھر اُسکو ڈھانک دے اور اُسکی برہنگی کے بداثر سے بچائے - سو چونکہ خدا مبدء فیض ہے اور اُس کا نور ہر ایک تاریکی کے دور کرنے کیلئے ہر وقت طیار ہی اسلئے پاک زندگی کے حاصل کرنے کیلئے یہی طریق مستقیم ہے کہ ہم اس خوفناک حالت سے ڈر کر اُس چشمہ طہارت کی طرف دونون ہاتھ پھیلائین تا وہ چشمہ زور سے ہماری طرف حرکت کرے اور تمام گند کو یکدفعہ لیجائے - خدا کو راضی کرنے والی اس سے زیادہ کوئی قربانی نہین کہ ہم درحقیقت اُسکی راہ مین موت کو قبول کر کے اپنا وجود اُسکے آگے رکھدین - اسی قربانی کی خدا نے ہمین تعلیم دی ہے - جیساکہ وہ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ - یعنے تم حقیقی نیکی کو کسیطرح پا نہین سکتے جب تک تم اپنی تمام پیاری چیزین خدا کی راہ مین خرچ نکردو -

یہ راہ ہے جو قرآن نے ہمین سکھائی ہے - اور آسمانی گواہیان بلند آواز سے پکار رہی ہین کہ یہی راہ سیدھی ہے - اور عقل بھی اسی پر گواہی دیتی ہے - پس جو امر گواہون کیساتھ ثابت ہی اُسکے ساتھ وہ امر مقابلہ نہین کھا سکتا جسپر کوئی گواہی

Marfat.com

نہین یسوع ناصری نے اپنا قدم قرآن کی تعلیم کیموافق رکھا اسلئے اُسنے خدا سے انعام پایا۔
ایساہی جو شخص اس پاک تعلیم کو اپنا رہبر بنائیگا وہ بھی یسوع کی مانند ہوجائیگا۔ یہ پاک تعلیم
ہزاروں کو عیسی مسیح بنانے کے لئے طیار ہے اور لاکھونکو بنا چکی ہے۔

ہم نہایت نرمی اور ادب سے حضرات پادری صاحبون کی خدمت مین سوال
کرتے ہین کہ اس بیچارہ ضعیف انسان کو خدا ٹھہرا کر آپ کی روحانیت کو کونسی ترقی ہوئی
ہے۔ اگر وہ ترقی ثابت کرو تو ہم لینے کو طیار ہین۔ ورنہ اے بدبخت **مخلوق پرست**
لوگو! **آؤ** ہماری ترقیات دیکھو اور مسلمان ہوجاؤ۔ کیا یہ انصاف کی بات نہین کہ
جو شخص اپنی پاک زندگی اور پاک معرفت اور پاک محبت پر آسمانی شہادت رکھتا ہے وہی
سچا ہے۔ اور جس کے ہاتھ مین صرف **قصّے** اور کہانیان ہین وہ بدبخت **جھوٹا**
اور نجاست خوار ہے۔

سوال۔ ۲۔ اگر اسلام کا مقصد توحید کی طرف آدمیونکو رجوع کرنا ہے تو کیا وجہ ہے
کہ آغاز اسلام مین یہودیون کیساتھ جنکی الہامی کتابین توحید کے سوا اور کچھ نہین سکھاتین
جہاد کیا گیا؟ یا کیون آجکل یہودیون یا اور توحید کے ماننے والون کی نجات کے لئے
مسلمان ہونا ضروری سمجھا جائے۔

الجواب ۔ واضح ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتین یہودی توریت کی
ہدایتون سے بہت دور جاپڑے تھے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اُنکی کتابونمین توحید باریتعالے
تھی مگر وہ اُس توحید سے منتفع نہین ہوتے تھے۔ اور وہ علت غائی جسکے لئے انسان پیدا
کیا گیا اور کتابین نازل ہوئین اُسکو کھو بیٹھے تھے حقیقی توحید یہ ہے کہ خدا کی ہستی کو مانکر
اور اسکی وحدانیت کو قبول کرکے پھر اُس کامل اور محسن خدا کی اطاعت اور رضاجوئی مین

Marfat.com

مشغول ہونا اور اُسکی محبت مین کھوئے جانا۔ سو عملی طور پر یہ توحید اُنمین باقی نہین رہی تھی۔ اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اُنکے دلون پر سے اُٹھ گئی تھی۔ وہ لبون سے خدا خدا پکارتے تھے مگر دل اُنکے شیطان کے پرستار ہو گئے تھے اور اُنکے سینے دُنیا پرستی اور دُنیا طلبی اور مکر و فریب مین حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے۔ اُنمین درویشوں اور راہبون کی پوجا ہوتی تھی۔ اور سخت قابل شرم بیحیائی کے کام اُنمین ہوتے تھے۔ ریاکاریاں بڑھ گئی تھین۔ مکاریان زیادہ ہو گئی تھین۔ اور ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہین کہ مونھ سے لا اله الا الله کہین اور دل مین ہزار دن بت جمع ہون بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہیے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیے ان سب صورتون مین وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بُت پرست ہے۔ بُت صرف وہی نہین ہین جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے اور انپر بھروسہ کیا جاتا ہے بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جسکو وہ عظمت دیجائے جو خدا تعالیٰ کا حق ہے وہ خدا تعالیٰ کی نگہ مین بت ہے۔ ہان یہ سچ ہے کہ توریت مین اس باریک بت پرستی کی تصریح نہین ہے مگر قرآن شریف ان تصریحات سے بھرا پڑا ہے۔ سو قرآن شریف کو نازل کر کے خدا تعالیٰ کا ایک یہ بھی منشاء تھا کہ یہ بُت پرستی بھی جو دق کی بیماری کیطرح لگی ہوئی تھی لوگون کے دلون سے دور کرے۔ اور اس زمانہ مین یہودی اس قسم کی بُت پرستی مین غرق تھے اور توریت اُنکو چھوڑا نہین سکتی تھی اسلئے کہ توریت مین یہ باریک تعلیم نہین تھی۔ اور نیز اسلئے کہ یہ بیماری جو تمام یہودیون مین پھیل گئی تھی ایک پاک توحید کے نمونہ کو چاہتی تھی جو زندہ طور پر ایک کامل انسان مین نمودار یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جسکے اقرار سے نجات

وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات مین ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو **منزہ سمجھنا** اور اُسکے مقابل پر کوئی قادر تجویز نکرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی مُعزّ اور مُذل خیال نہ کرنا کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی اُمّیدین اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ اُسکے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کیطرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنے یہ کہ ربوبیّت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی مین قرار نہ دینا۔ اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہین یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبّت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید۔ یعنے محبّت وغیرہ شعار عبودیت مین دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نگرداننا اور اسی مین کھوئے جانا۔ سو اس توحید کو جو تینوں شعبوں پر مشتمل اور اصل مدار نجات ہی یہودی لوگ کھو بیٹھے تھے۔ چنانچہ اُنکی بدچلنیاں اس بات پر صاف گواہی دیتی تھین کہ اُن کے لبون مین خُدا کے ماننے کا دعویٰ ہے مگر دل مین نہین۔ جیسا کہ قرآن خود یہود و نصاریٰ کو ملزم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ لوگ توریت اور انجیل کو قائم کرتے تو آسمانی رزق بھی اُنھین ملتا اور زمینی بھی۔ یعنے آسمانی خوارق عادت اور قبولیت دُعا اور کشوف اور الہامات جو مومن کی نشانیان ہین اُنمین پائی جاتین جو آسمانی رزق ہے۔ اور زمینی رزق بھی ملتا مگر اب وہ آسمانی رزق سے بکلی بے نصیب ہین اور زمین کا رزق بھی ربحق ہو کر نہین بلکہ رو بہ دُنیا ہو کر حاصل کرتے ہین۔ سو دونون رزقون سے محروم ہین۔

Marfat.com

اب یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کی تعلیم سے بیشک ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ سے لڑائیاں ہوئین - مگران لڑائیوں کا ابتدا اہل اسلام کی طرفسے ہرگز نہین ہوا اور یہ لڑائیان دین مین جبراً داخل کرنے کے لئے ہرگز نہین تھین - بلکہ اُسوقت ہوئین جبکہ خود اسلام کے مخالفون نے آپ ایذا دیکر یا موذیون کو مدد دیکران لڑائیون کے اسباب پیدا کئے - اور جب اسباب انھین کیطرفسے پیدا ہوگئے تو غیرت الٰہی نے اُن قومون کو سزا دینا چاہا اور اُس سزا مین بھی رحمت الٰہی نے یہ رعایت رکھی کہ اسلام مین داخل ہونیوالا یا جزیہ دینے والا اُس عذاب سے بچ جائے - یہ رعایت بھی خُدا کے قانون قُدرت کے مطابق تھی - کیونکہ ہر ایک مصیبت جو عذاب کیطور پر نازل ہوتی ہے مثلاً وبا یا قحط تو انسانوں کا کانشنس خود اسطرف متوجہ ہوجاتا ہی کہ وہ دُعا اور توبہ اور تضرع اور صدقات اور خیرات سی اُس عذاب کو موقوف کرانا چاہین - چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے - اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ رحیم خُدا عذاب کو دور کرنے کے لئے خود الہام دلون مین ڈالتا ہی جیسا کہ حضرت موسیٰ کی دُعائین کئی دفعہ منظور ہوکر بنی اسرائیل کے سر سے عذاب ٹل گیا - غرض اسلام کی لڑائیان سخت طبع مخالفونپر ایک عذاب تھا جسمین ایک رحمت کا طریق بھی کُھلا تھا - سو یہ خیال کرنا دھوکہ ہے کہ اسلام نے توحید کے شایع کرنے کیلئے لڑائیان کین - یاد رکھنا چاہیے کہ لڑائیون کی بُنیاد محض سزا ہی کے طور پر اُسوقت سے شروع ہوئی کہ جب دوسری قومون نے ظلم اور مزاحمت پر کمر باندھی -

رہا یہ سوال کہ یہودیون کو مُسلمان ہونے کی ضرورت کیا تھی وہ تو پہلے سے موحد تھے ؟ اس کا جواب ہم ابھی دے چُکے ہین کہ توحید یہودیون کے دلون مین قائم نہ تھی صرف کتابون مین تھی اور **وہ بھی ناقص** - سو توحید کی زندہ روح حاصل کرنے کی ضرورت

تھی - کیونکہ جب تک توحید کی زندہ روح انسان کے دل مین قائم نہ ہو تب تک نجات نہین ہو سکتی - یہودی مُردون کیطرح تھے اور بباعث سخت دلی اور طرح طرح کی نافرمانیون کے وہ زندہ روح اُنیں سے نکل چکی تھی انکو خدا کے ساتھ کچھ بھی میلان باقی نہین رہا تھا اور اُنکی توریت بباعث نقصان تعلیم اور نیز بوجہ لفظی اور معنوی تحریفون کے اس لائق نہین رہی تھی جو کامل طور پر رہبر ہو سکے اسلئے خدا نے زندہ کلام تازہ بارش کیطرح آتارا اور اُس زندہ کلام کیطرف انکو بلایا تا وہ طرح طرح کے دھوکون اور غلطیون سے نجات پاکر حقیقی نجات کو حاصل کرین - سو قرآن کے نزول کی ضرورتوں مین سے ایک یہ تھی کہ تا مُردہ طبع یہودیونکو زندہ توحید سکھائے اور دوسرے یہ کہ تا انکی غلطیونپر انکو متنبہ کرے - اور تیسرے یہ کہ تا وہ مسائل کہ جو توریت میں محض اشارہ کی طرح بیان ہوئے تھے جیسا کہ مسئلہ حشر اجساد اور مسئلہ بقاء روح اور مسئلہ بہشت اور دوزخ اُنکے مفصل حالات سے آگہی بخشے -

یہ بات سچ ہے کہ سچائی کی تخم ریزی توریت سے ہوئی اور انجیل سے اُس تخم نے ایک آیندہ کی بشارت دینے والے کیطرح مونھہ دکھلایا - اور جیسے ایک کھیت کا سبزہ پوری صحت اور عمدگی سے نکلتا ہے اور بزبان حال خوشخبری دیتا ہے کہ اسکے بعد اچھے پھل اور اچھے خوشے ظہور کرنیوالے ہین ایسا ہی انجیل کامل شریعت اور کامل رہبر کیلئے خوشخبری کیطور پر آئی اور فرقان سے وہ تخم اپنے کمال کو پہنچا جو اپنے ساتھ اُس کامل نعمت کو لایا جسنے حق اور باطل مین کلی فرق کرکے دکھلایا اور معارف دینیہ کو اپنے کمال تک پہنچایا جیسا کہ توریت مین پہلے سے لکھا تھا کہ "خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے اُنپر چمکا" !!!

یہ بات بالکل ثابت شدہ امر ہے کہ شریعت کے ہر ایک پہلو کو کمال کی صورت

Marfat.com

مین صرف قرآن نے ہی دکھلایا ہے۔ شریعت کے بڑے حصے دو ہین۔ حق اللہ۔ اور حق العباد۔ یہ دونوں حصے صرف قرآن شریف نے ہی پورے کئے ہین۔ قرآن کا یہ منصب تھا کہ تا وحشیونکو انسان بناوے۔ اور انسان سے با اخلاق انسان بناوے اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بناوے۔ سو اس منصب کو اُسنے ایسے طور سے پورا کیا کہ جسکے مقابل پر توریت ایک گونگے کیطرح ہے۔

اور منجملہ قرآن کی ضرورتوں کے ایک یہ امر بھی تھا کہ جو اختلاف حضرت مسیح کی نسبت یہود اور نصاریٰ مین واقع تھا اُسکو دور کرے۔ سو قرآن شریف نے ان سب جھگڑوں کا فیصلہ کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ آیت یَاعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ الخ اسی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے ہے۔ کیونکہ یہودی لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نصاریٰ کا نبی یعنے مسیح صلیب پر کھینچا گیا۔ اسلئے موافق حکم توریت کے وہ لعنتی ہوا اور اُس کا رفع نہین ہوا۔ اور یہ دلیل اُسکے کاذب ہونے کی ہے۔" اور عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ لعنتی تو ہوا مگر ہمارے لئے اور بعد اسکے لعنت جاتی رہی اور رفع ہو گیا۔ اور خدا نے اپنے دہنے ہاتھ اسکو بٹھا لیا۔ اب اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ رفع بلا توقف ہوا نہ یہودیون کے زعم پر دائمی لعنت ہوئی جو ہمیشہ کیلئے رفع الی اللہ سے مانع ہے۔ اور نہ نصاریٰ کے زعم پر چند روز لعنت رہی اور پھر رفع الی اللہ ہوا بلکہ وفات کیساتھ ہی رفع الی اللہ ہو گیا۔ اور ان ہی آیات مین خدا تعالےٰ نے یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ رفع توریت کے احکام کے مخالف نہین۔ کیونکہ توریت کا حکم عدم رفع اور لعنت اُس حالت مین ہے کہ جب کوئی صلیب پر مارا جاوے۔ مگر صرف صلیب کے چھونے یا صلیب پر کچھ ایسی تکلیف اٹھانے سے جو موت کی حد تک نہین پہنچی لازم نہین آتی اور نہ عدم رفع لازم آتا ہے۔ کیونکہ توریت کا منشا یہی ہے کہ صلیب پر مارا جانا اپنی لعنت

جرائم پیشہ کی موت کا ذریعہ ہے۔ پس جو شخص صلیب پر مر گیا وہ مجرمانہ موت مرا جو لعنتی موت ہے لیکن مسیح صلیب پر نہیں مرا اور اُسکو خُدا نے صلیب کی موت سے بچا لیا بلکہ جیسا کہ اُسنے کہا تھا کہ میری حالت یونس سے مشابہ ہے ایسا ہی ہوا نہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہ یسوع صلیب کے پیٹ پر۔ اور اُسکی دعا ایلی ایلی لما سبقتانی سُنی گئی۔ اگر مرتا تو پیلاطوس پر بھی ضرور وبال آتا۔ کیونکہ فرشتہ نے پیلاطوس کی جورو کو یہ خبر دی تھی کہ اگر یسوع مر گیا تو یاد رکھ کہ تم پر وبال آئے گا۔" مگر پیلاطوس پر کوئی وبال نہ آیا۔ اور یہ بھی یسوع کے زندہ رہنے کی ایک نشانی ہے کہ اُسکی ہڈیاں صلیب کیوقت نہیں توڑی گئیں۔ اور صلیب پر سے اتارنے کے بعد چھیدنے سے خون بھی نکلا۔ اور اُسنے حواریوں کو صلیب کے بعد اپنے زخم دکھلائے۔ اور ظاہر ہے کہ نئی زندگی کیساتھ زخموں کا ہونا ممکن نہ تھا۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا اسلئے لعنتی بھی نہیں ہوا۔ اور بلاشبہ اُسنے پاک وفات پائی اور خُدا کے تمام پاک رسولوں کیطرح موت کے بعد وہ بھی خدا کی طرف اُٹھایا گیا۔ اور بموجب وعدہ اِنّی متوفّیک و رافعک الیّ اُس کا خُدا کیطرف رفع ہوا۔ اگر وہ صلیب پر مرتا تو اپنے قول سے خود جھوٹا ٹھہرتا کیونکہ اس صورت میں یونس کیساتھ اسکی کچھ بھی مشابہت نہ ہوتی۔

سو یہی جھگڑا مسیح کے بارہ میں یہود اور نصاریٰ میں چلا آتا تھا جسکو آخر قرآن شریف نے فیصلہ کیا۔ پھر ابھی تک نصاریٰ کہتے ہیں کہ قرآن کے اُترنے کی کیا ضرورت تھی۔ اے نادانوں! اور دلوں کے اندھو! قرآن کامل توحید لایا۔ قرآن نے عقل اور نقل کو ملا کر دکھلایا۔ قرآن نے توحید کو کمال تک پہنچایا۔ قرآن نے توحید اور صفات باری پر دلائل قائم کئے۔ اور خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت عقلی نقلی دلائل سے دیا۔ اور کشفی طور پر بھی دلائل قائم کئے۔ اور وہ مذہب جو پہلے قصہ کہانی کے رنگ میں چلا آتا تھا اُسکو علمی رنگ میں دکھلایا۔ اور ہر ایک عقیدہ کو حکمت کا

Marfat.com

جامہ پہنایا۔ اور وہ سلسلہ معارف دینیہ کا جو غیر مکمل تھا اُسکو کمال تک پہنچایا۔ اور یسوع کی گردن پر سے لعنت کا طوق اُتارا۔ اور اُسکے مرفوع اور سچا نبی ہونے کی شہادت دی۔ تو کیا اسقدر فیض رسانی کے ساتھ ابھی قرآن کی ضرورت ثابت نہ ہوئی ؟

یہ یاد رہے کہ قرآن نے بڑی صفائی سے اپنی ضرورت ثابت کی ہے۔ قرآن صاف کہتا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ یعنے اس بات کو جان لو کہ زمین مرگئی تھی اور اب خدا نئے سرے اُسکو زندہ کرنے لگا ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ قرآن کے زمانہ قرب نزول مین ہر ایک قوم نے اپنا چال چلن بگاڑا ہوا تھا۔ پادری فنڈل مصنف میزان الحق باوجود اسقدر تعصب کے جو اُسکے رگ و ریشہ مین بھرا ہوا تھا میزان الحق مین صاف گواہی دیتا ہے کہ قرآن کے نزول کے زمانہ مین یہود و نصاریٰ کا چال چلن بگڑا ہوا تھا اور اُنکی حالتین خراب ہو رہی تھین اور قرآن کا آنا اُنکے لئے ایک تنبیہ تھی"۔ مگر اس نادان نے باوجودیکہ یہ تو اقرار کیا کہ قرآن اُسوقت آیا جبکہ یہود و نصاریٰ کا حال و چلن بہت خراب ہو رہا تھا لیکن پھر بھی یہ جھوٹا عذر پیش کر دیا کہ خدا تعالیٰ کو ایک جھوٹا نبی بھیجکر یہود و نصاریٰ کو متنبہ کرنا منظور تھا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ پر تہمت ہے کیا ہم اللہ جل شانہ کیطرف یہ خراب عادت منسوب کرسکتے ہین کہ اُسنے لوگون کو گمراہی اور بدچلنی مین پاکر یہ تدبیر سوچی کہ اور بھی گمراہی کے سامان اُنکے لئے میسر کرے اور کروڑہا بندگان خدا کو اپنے ہاتھ سے تباہی مین ڈالے۔ کیا غلبۂ شدائد اور مصائب کیوقت خدا تعالیٰ کے قانون قدرت مین یہی عادت اُسکی ثابت ہوتی ہے ؟ افسوس کہ یہ لوگ دُنیا سے محبت کرکے کیسے آفتاب پر تھوک رہے ہین۔ ایک ناچیز انسان کو خدا بھی کہتے ہین اور پھر ملعون بھی۔ اور اُس عظیم الشان نبی کے وجود سے انکار کر رہے ہین کہ جو ایسے وقت مین آیا جبکہ نوع انسان مردہ کیطرح ہو رہی تھی۔ اور پھر کہتے ہین

Marfat.com

کہ قرآن کی ضرورت کیا تھی - ای غافلو! اور دلون کے اندھو! قرآن جیسے ضلالت کی طوفان کے وقتمین آیا ہے کوئی نبی ایسے وقتمین نہین آیا - اُسنے دُنیا کو اندھا پایا اور روشنی بخشی - اور گمراہ پایا اور ہدایت دی - اور مُردہ پایا اور جان عطا فرمائی - تو کیا ابھی ضرورت ثابت ہونے مین کچھ کسر رہگئی ؟ اور اگر یہ کہو کہ توحید تو پہلے بھی موجود تھی قرآن نے نئی چیز کونسی دی تو اس سے اور بھی تمھاری عقل پر رونا آتا ہے مین ابھی لکھ چکا ہون کہ توحید پہلی کتابون مین ناقص طور پر تھی اور تم ہرگز ثابت نہین کرسکتے کہ کامل تھی - ماسوا اسکے توحید دلون سے بکلی گم ہوگئی تھی قرآن نے اُس توحید کو پھر یاد دلایا اور اُسکو کمال تک پہنچایا - قرآن کا نام الٰہی **ذِکر** ہے کہ وہ یاد دلانے والا ہے - ذرہ آنکھ کھول کر سوچو کہ کیا توریت نے جو کچھ توحید کے بارہمین بیان کیا تھا وہ ایک الیسی نئی بات تھی جو پہلے نبیون کو اُسکی خبر نہین تھی - کیا یہ سچ نہین کہ سب سے پہلے آدم کو اور پھر شیث اور نوح اور ابراہیم اور دوسرے رسولونکو جو موسیٰ سے پہلے آئے توحید کی تعلیم ملی تھی ؟ پس یہ توریت پر بھی اعتراض ہے کہ اُسنے نئی چیز کونسی پیش کی - اے کج دل قوم خُدا روز روز نیا نہین ہوسکتا - موسیٰ کے وقتمین وہی خُدا تھا جو آدم اور شیث اور نوح اور ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب اور یوسف کیوقتمین تھا - اور توریت نے وہی توحید کے بارہمین بیان کیا جو پہلے نبی کرتے آئے -

اب اگر یہ سوال ہو کہ کیون توریت نے اُسی پورانی توحید کا ذکر کیا تو اس کا جواب یہی ہے کہ خُدا کی ہستی اور وحدانیت کا مسئلہ توریت سے شروع نہین ہوا بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے - ہان بعض زمانون مین ترک عمل کیوجہ سے اکثر لوگونکی نظر مین حقیر اور ذلیل ضرور ہوتا رہا ہے - پس خُدا کی کتابون اور خُدا کے نبیون کا یہ کام تھا کہ وہ ایسے وقتون مین آتے رہے ہین کہ جب اس مسئلہ توحید پر لوگونکی توجہ کم رہگئی ہو - اور طرح طرح کی شرکون

ہین وہ مبتلا ہو گئے ہون یہی مسئلہ دُنیا مین ہزارون دفعہ صیقل ہوا اور ہزارون دفعہ پھر زنگ خوردہ
کی طرح ہو کر لوگون کی نظرون سے چھپ گیا - اور جب چھپ گیا تو پھر خدا نے اپنے کسی بندہ کو بھیجا تا
نئے سرے اُسکو روشن کر کے دکھلائے - اسیطرح دُنیا مین کبھی ظلمت کبھی نور غالب آتا رہا - اور
ہر ایک نبی کی شناخت کا یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس وقت
آیا اور کس قدر اصلاح اُسکے ہاتھ سے ظہور مین آئی - چاہیے کہ حق طلبی کی راہ سے اسی بات کو
سوچین اور شریرون اور متعصب لوگون کے پرخیانت اقوال کی طرف توجہ نہ کرین اور ایک صاف
نظر لیکر کسی نبی کے حالات کو دیکھین کہ اُسنے ظہور فرما کر اس زمانہ کے لوگون کو کس حالت مین پایا اور
پھر اُسنے اُن لوگون کے عقائد اور چال چلن مین کیا تبدیلی کر کے دکھلائی تو اس سے ضرور پتہ
لگ جائے گا کہ کون نبی اشد ضرورت کیوقت آیا اور کون اُس سے کمتر - نبی کی ضرورت گنہگارون
کے لئے بعینہٖ ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ طبیب کی ضرورت بیمارون کے لئے - اور جیسا کہ
بیمارون کی کثرت ایک طبیب کو چاہتی ہے ایسا ہی گنہگارونکی کثرت ایک مصلح کو -

اب اگر کوئی اس قاعدہ کو ذہن مین رکھکر عرب کی تاریخ پر نظر ڈالے کہ عرب کے
باشندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے کیا تھی اور پھر کیا ہو گئی تو بلاشبہ وہ اس
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو قوّت قدسی اور تاثیر قوی اور افاضہ برکات مین سب نبیون سے
اوّل درجہ پر سمجھے گا - اور اسی بنا پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی ضرورت کو
دوسری تمام کتابون اور نبیوں کی ضرورت سے بدیہی الثبوت یقین کریگا - مثلاً یسوع
نے دنیا مین آکر دُنیا کی کس ضرورت کو پورا کیا ؟ اور اس کا ثبوت کیا ہے کہ اُسنے کوئی ضرورت
پوری کی ؟ کیا یہودیون کے اخلاق اور عادات اور ایمان مین کوئی بھاری تبدیل کر دی
یا اپنے حواریون کو تزکیہ نفس مین کمال تک پہنچا دیا ؟ بلکہ ان پاک انسانون مین سے کچھ

بھی ثابت نہین - اور اگر کچھ ثابت ہی تو صرف یہی کہ چند آدمی طمع اور لالچ سے بھرے ہ
اُسکے ساتھ ہو گئے - اور انجام کار اُنھون نے بڑی قابل شرم بے وفائیان دکھلائی
اور اگر یسوع نے خودکشی کی تو میں اس سے زیادہ ہرگز تسلیم نہین کرونگا کہ ایک ایسی بیوقو
کی حرکت اُس سے صادر ہوئی جس سے اُسکی انسانیت اور عقل پر ہمیشہ کیلئے داغ لگ گ
ایسی حرکت جسکو انسانی قوانین بھی ہمیشہ جرائم کے نیچے داخل کرتے ہین کیا کسی عقلمند
صادر ہو سکتی ہے؟! ہرگز نہین - پس ہم پوچھتے ہین کہ یسوع نے کیا سکھلایا اور کیا
کیا وہ لعنتی قربانی جس کا عقل اور انصاف کے نزدیک کوئی بھی نتیجہ معلوم نہین ہوتا -
یاد رہے کہ انجیل کی تعلیم مین کوئی نئی خوبی نہین بلکہ یہ سب تعلیم توریت
پائی جاتی ہے اور اس کا ایک بڑا حصہ یہودیونکی کتاب طالموت مین ابتک موجود ہے
اور یہودی فاضل ابتک روتے ہین کہ ہماری پاک کتابون سے یہ فقرے چرائے گئے ہین
چنانچہ حال مین جو ایک فاضل یہودی کی کتاب میرے پاس آئی ہے اُسنے اسی بات کا ثبوت
دینے کیلئے کئی ورق لکھے ہین اور بڑے زور سے اسناد پیش کئے ہین کہ یہ فقرات کہان
سے چرائے گئے - یعنے یہ کتابین صرف میان سراج الدین کے لئے منگوائی تھین -
اُن کی بدقسمتی ہی کہ وہ دیکھنے سے پہلے چلے گئے - محقق عیسائی اس بات کو قبول کرتے ہین
درحقیقت انجیل یہودیون کی کتابون کے اُن مضامین کا ایک خلاصہ ہی جو حضرت مسیح کو
آئی - لیکن بالآخر یہ کہتے ہین کہ مسیح کے دُنیا مین آنیسے یہ غرض نہین تھی کہ کوئی نئی تعلیم لا
بلکہ اصل مطلب تو اپنے وجود کی قربانی دینا تھا یعنی وہی لعنتی قربانی جس کے بار بار کے ذکر
مین اس رسالہ کو پاک رکھنا چاہتا ہون - غرض عیسائیون کو یہ دھوکہ لگا ہوا ہے کہ شریعت
توریت تک مکمل ہو چکی اسلئے یسوع کوئی شریعت لیکر نہین آیا بلکہ نجات دینے کے سامان لیکر

Marfat.com

اور قرآن نے ناحق پھر ایسی شریعت کی بنیاد ڈالدی جو پہلے مکمل ہو چکی تھی یہی دھوکہ عیسائیون کے ایمان کو کھا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ بات بالکل صحیح نہین ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ چونکہ انسان سہو و نسیان سے مرکب ہی اور نوع انسان مین خدا کے احکام عملی طور پر ہمیشہ قائم نہین رہ سکتے۔ اسلئے ہمیشہ نئے یاد دلانے والے اور قوت دینے والے کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن قرآن شریف صرف ان ہی دو ضرورتون کی وجہ سے نازل نہین ہوا بلکہ وہ پہلی تعلیمون کا درحقیقت متمم اور مکمل ہے۔ مثلاً توریت کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے زیادہ تر قصاص پر ہے اور انجیل کا زور حالات موجودہ کے لحاظ سے عفو اور صبر اور درگذر پر ہے اور قرآن ان دونون صورتون مین محل شناسی کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسا ہی ہر ایک باب مین توریت افراط کی طرف گئی ہے اور انجیل تفریط کی طرف اور قرآن شریف وسط کی تعلیم کرتا اور محل اور موقعہ کا سبق دیتا ہے۔ گو نفس تعلیم تینوں کتابوں کا ایک ہی ہے مگر کسینے کسی پہلو کو شد و مد کیساتھ بیان کیا اور کسی نے کسی پہلو کو۔ اور کسی نے فطرت انسانی کے لحاظ سے درمیانہ راہ لیا جو طریق تعلیم قرآن ہے اور چونکہ محل اور موقعہ کا لحاظ رکھنا یہی حکمت ہی سو اس حکمت کو صرف قرآن شریف نے سکھایا ہے۔ توریت ایک بیہودہ سختی کیطرف کھینچ رہی ہے ✱ اور انجیل ایک بیہودہ عفو پر زور دے رہی ہے اور قرآن شریف وقت شناسی کی تاکید کرتا ہے۔ پس جسطرح پستان مین آکر خون دودھ بنجاتا ہے اسی طرح توریت اور انجیل کے احکام قرآن مین آکر حکمت بنگئے ہین۔ اگر قرآن شریف نہ آیا ہوتا تو توریت اور انجیل اُس اندھے کے تیر کی طرح ہوتین کہ کبھی ایک آدھہ دفع نشانہ پر لگ گیا اور بسا دفعہ خطا گیا۔ غرض شریعت قصون کے طور پر توریت سے آئی اور مثالوں کی طرح انجیل [illegible] کے پیرایہ مین قرآن شریف سے حق اور حقیقت کے طالبونکو ملی۔

✱ یہ سختی اور نرمی اپنے اپنے زمانہ اور قوم کی موجودہ حالت کے لحاظ سے مناسب تعلیم تھی مگر حقیقی تعلیم نہین تھی جو قابل ترک نہو۔ منہ

Marfat.com

سو توریت اور انجیل قرآن کا کیا مقابلہ کرینگی - اگر صرف قرآن شریف کی پہلی سورت کیساتھ ہی مقابلہ کرنا چاہیں یعنی سورۃ فاتحہ کیساتھ جو فقط سات آیتین ہین اور جس ترتیب انسب اور ترکیب محکم اور نظام فطرتی سے اس سورۃ مین صدہا حقائق اور معارف دینیہ اور روحانی حکمتین درج ہین انکو موسیٰ کی کتاب یا یسوع کے چند ورق انجیل سے نکالنا چاہین تو گو ساری عمر کوشش کرین تب بھی یہ کوشش لاحاصل ہوگی - اور یہ بات لاف وگزاف نہین بلکہ واقعی اور حقیقی یہی بات ہے کہ توریت اور انجیل کو علوم حکمیہ مین سورہ فاتحہ کیساتھ بھی مقابلہ کرنے کی طاقت نہین - ہم کیا کرین اور کیونکر فیصلہ ہو پادری صاحبان ہماری کوئی بات بھی نہین مانتے - بھلا اگر وہ اپنی توریت یا انجیل کو معارف اور حقائق کے بیان کرنے اور خواص کلام الوہیت ظاہر کرنے مین کامل سمجھتے ہین تو ہم بطور انعام **پانسو روپیہ** نقد انکو دینے کے لئے طیار ہین - اگر وہ اپنی کل ضخیم کتابون مین سے جو ستر کے قریب ہونگی وہ حقائق اور معارف شریعت اور مرتب اور منتظم درر حکمت وجواہر معرفت وخواص کلام الوہیت دکھلاسکین جو سورہ فاتحہ مین سے ہم پیش کرین - اور اگر یہ روپیہ تھوڑا ہو تو جسقدر ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم انکی درخواست پر بڑھا دینگے - اور ہم صفائی فیصلہ کیلئے پہلے سورہ فاتحہ کی ایک تفسیر طیار کرکے اور چھاپ کر پیش کرینگے اور اسمیں وہ تمام حقائق ومعارف وخواص کلام الوہیت بہ تفصیل بیان کرینگے جو سورہ فاتحہ مین مندرج ہین اور پادری صاحبون کا یہ فرض ہوگا کہ توریت اور انجیل اور اپنی تمام کتابون مین سے سورہ فاتحہ کے مقابل پر حقایق اور معارف اور خواص کلام الوہیت جس سے مراد فوق العادۃ عجائبات ہین جن کا بشری کلام مین پایا جانا ممکن نہین پیش کرکے دکھلائین - اور اگر وہ ایسا مقابلہ کرین اور تین منصف غیر قومون مین سے کہدین کہ وہ لطائف اور معارف اور خواص کلام

Marfat.com

الوہیت جو سورہ فاتحہ مین ثابت ہوئے ہین وہ انکی پیش کردہ عبارتون مین بھی ثابت ہین تو ہم پانسو روپیہ جو پہلے سے اُنکے لئے اُنکی اطمینان کی جگہ پر جمع کرایا جائیگا دیدینگے۔

اب کیا کسی پادری کا حوصلہ ہے جو ایسا مقابلہ کرے۔ خدا کا کلام خدا کی طاقتون سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اُسکی مصنوعات عجائب قدرتسے ثابت ہوتی ہین۔ مثلاً آسمان پر ہزارون ستارے ہین۔ اب اگر کوئی بیوقوف چند ستارونکی طرف اشارہ کرکے کہدے کہ انکی کیا ضرورت ہی لہذا یہ خدا تعالیٰ کی طرفسے نہین ہین یا چند بوٹیون یا پتھرون یا جانورون کا نام لیکر کہدے کہ انکے وجود کے بغیر دوسری بوٹیان وغیرہ سے کام چلسکتا ہے۔ اسلئے یہ خدا تعالیٰ کی طرفسے نہین ہین۔ تو ایسا قائل بجز دیوانہ یا احمق کے اور کون ہوسکتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قرآن اُن تمام کمالات کا جامع ہی جنکی انسان کو تکمیل نفس کیلئے حاجت ہی۔ اور توریت کی قرآن کیساتھ یہ مثال ہے کہ جیسے ایک مسافرخانہ تھا وہ بڑی بڑی آندھیون اور زلزلونکے باعث سے گرپڑا اور ریحا اس مسافرخانہ کے ایک اینٹونکا ڈھیر لگ گیا اور پاخانہ کی اینٹین باورچیخانہ مین اور باورچیخانہ کی پاخانہ مین جاپڑین اور سب مکان زیر و زبر ہوگیا۔ پس اس سرا کے مالک کو مسافرونکے حال پر رحم آیا۔ سو اُسنے فی الفور بجائے اُس مسافرخانہ کے ایک ایسا عمدہ اور آرام بخش مسافرخانہ طیار کیا جو اُس پہلے سے بہتر اور مسافرون کیلئے نہایت آرام بخش مکانات اپنے اپنے قرینہ سے اسمین موجود تھے اور کسی ضرورت کے مکان کی کمی نہین تھی۔ اور مالک نے اس آخر الذکر مسافرخانہ کی تعمیر مین کچھ تو وہی اینٹین پہلے مسافرخانہ کی لیلین اور کچھ زیادہ اینٹین اور لکڑی وغیرہ بہم پہنچایا جو عمارت کو کامل طور پر کافی ہو۔ سو قرآن شریف وہی دوسرا مسافرخانہ ہے جسکی آنکھین ہون دیکھے۔!!

Marfat.com

اسجگہ یہ اعتراض بھی دور کر دینے کے قابل ہے کہ جبکہ یہ باتین حقیقی اور کامل تعلیم یہی ہے جسمین
محل اور موقعہ کی رعایت اور ہر ایک نکتہ معرفت کا استیفاء کیساتھ بیان ہو تو کیا سبب ہے کہ توریت
اور انجیل دونوں اس سے خالی رہین اور قرآن نے ان دونوں باتون کو کمال تک پہنچایا۔ تو
اس کا جواب یہی ہے کہ یہ توریت اور انجیل کا قصور نہین ہے بلکہ قومونکی استعداد کا قصور ہے
یہودی لوگ جن سے پہلے حضرت موسیٰ کو واسطہ پڑا وہ چارسو برس تک فرعون کی غلامی مین رہے
تھے اور ایک مدت دراز تک ظلم کے تختہ مشق رہکر عدل اور انصاف کی حقیقت سے بیخبر ہوگئے تھے
یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ اگر بادشاہ وقت جو مودب اور آموزگار کے حکم مین ہوتا ہے عادل
ہو تو رعایا کے دل پر عدل کا پرتو پڑتا ہے اور طبعاً وہ بھی خلق عدل کیطرف مائل ہوجاتے ہین اور تہذیب
اور شائستگی انمین پیدا ہوکر عادلانہ صفات اپنا جلوہ دکھاتی ہین۔ لیکن اگر بادشاہ ظالم ہو تو رعایا بھی
اُس سے ظلم اور تعدی کا سبق سیکھتی ہے اور اکثر انکی صفت عدل سے محروم ہوتی ہے۔ پس یہی حال
بنی اسرائیل کا ہوا کہ وہ لوگ ایک مدت دراز تک فرعون جیسے ظالم بادشاہ کی رعایا رہکر اور طرح طرح
کے ظلم اٹھا کر عدل کی کیفیت سے بالکل غافل ہوگئے۔ سو حضرت موسیٰ کا فرض یہ تھا کہ انکو سب سے
پہلے عدل کا سبق دین۔ اسلئے توریت مین عدل کی حفاظت کیلئے بڑے شد و مد سے آیات پائی
جاتی ہین۔ ہان رحم کی آیات کا بھی توریت میں پتہ ملتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھو تو ایسی آیتین بھی
عدل کے حدود کی نگہداشت کیلئے اور ناجائز جذبات اور بیجا کینوں کے روکنے کے لئے بیان فرمائی
گئی ہین۔ اور ہر جگہ اصل مدعا قوانین عدل اور انصاف کی نگہداشت ہے۔ لیکن انجیل پڑھنے سے یہ
مدعا معلوم نہین ہوتا بلکہ انجیل مین عفو اور ترک انتقام پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور جب ہم انجیل
کو بنظر غور اور عمیق نگاہ سے دیکھتے ہین تو اسکے سلسلہ عبارت سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ اُس کتاب کا
کہنے والا اپنے مخاطبین کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ لوگ طریق مروت اور صبر اور ترک

Marfat.com

انتقام سے بالکل دور اور مہجور ہین اور چاہتا ہے کہ انکے ایسے دل ہوجائین کہ انتقام لینے کے حریص نہ ہوں اور صبر اور برداشت اور عفو اور درگذر اپنی عادت کرین۔ اس کا یہی سبب ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کیوقتمین یہودیون کی اخلاقی حالت مین بہت فتور آگیا تھا۔ اور مقدمہ بازی اور کینہ کشی میں انتہا تک پہونچ گئے تھے۔ اور اس بہانہ سے کہ ہم قانون عدل کے حامی ہین رحم اور درگذر کی خصلتیں بالکل انمین سے دور ہوگئی تھین۔ سو انجیل کی نصیحتین قانون مختص الزمان کیطرح یا قانون مختص القوم کیطرح انکو سنائی گئی تھیں۔ مگر یہ واقعی قانون کی تصویر نہ تھی اسلئے قرآن نے آکر اسکو دور کردیا۔

جسوقت ہم قرآن کو غور سے دیکھتے ہیں اور صاف دل سے اُسکے مقصد کے گہراؤ تک چلے جاتے ہین توہمین صاف دکھائی دیتا ہے کہ قرآن نے نہ توریت کیطرح انتقام اور سختی پر ایسا زور ڈالا ہے کہ جیسا کہ توریت کی لڑائیون اور قانون قصاص سے ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ انجیل کی طرح یکدفعہ عفو اور صبر اور درگذر کی تعلیم پر گر پڑا ہے بلکہ بار بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے۔ یعنے یہ حکم دیتا ہے کہ جو امر عقل اور شرع کے رو سے بہتر اور محل پر ہو اسکو بجالاؤ اور جسپر عقل اور شرع کا اعتراض ہو اور منکرات میں سے ہو اس سے دست بردار ہوجاؤ سو قرآن کے دیکھنے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قوانین اور حدود اور اوامر کو علم کے رنگ میں ہمارے دلوں مین جمانا چاہتا ہے کیونکہ وہ شخصی امر اور نہی کے زندان مین ہمین محبوس کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنی پاک شریعت کو قواعد کلیہ کیطور پر بیان کردیتا ہے۔ مثلاً وہ ایک کلام کلی کیطور پر حکم فرماتا ہے کہ تم معروف کو بجالاؤ اور منکر سے دستکش ہوجاؤ۔ سو یہ دو کلمے یعنے معروف اور منکر ایسے جامع کلمے ہین جو شریعت کے قوانین کو علمی رنگ مین لے آتے اس تعلیم سے ہر ایک محل پر یہ سوچنا پڑتا ہے کہ حقیقی نیکی کیا ہے۔ مثلاً جسوقت ہم زید سے بیار

ایک گناہ کیا ہے تو کیا اسکو مارنا بہتر ہے یا عفو کرنا۔ اور ایک سائل جو ہم سے مثلاً ہزار روپیہ اس غرض سے مانگتا ہے کہ وہ اس روپیہ سے اپنے لڑکے کی دھوم دھام سے شادی کرے اور آتش بازی اور گانے والی عورتیں اور دوسرے راجوں کیساتھ اپنے خاندان کے رسوم کے موافق اس رسم کو ادا کرے۔ تو گو ہم ہزار روپیہ اسکو دے سکتے ہیں مگر ہمیں امر معروف اور نہی منکر کے قاعدہ کے لحاظ سے سوچ لینا چاہیے کہ ایسی سخاوت سے ہم کس شخص کی مدد کرتے ہیں۔ غرض اسی طرح قرآن نے ہمارے دین اور دنیا کی بہبودی کے لئے ہمارے ہر ایک کار خیر میں محل اور موقعہ کی قید لگادی ہے۔

اب میں میاں معراج الدین صاحب کے سوال دوم کا پورا جواب دے چکا ہوں اور میں لکھ چکا ہوں کہ اسلام نے جو دینی لڑائیاں کیں ان سے مطلب تلوار سے دین منوانے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں بلکہ اسلام کے مخالف خود اپنی شرارتوں سے لڑائیوں کے محرک ہوئے۔ بعض نے مسلمانوں کے قتل کرنے کیلئے خود پہلے ہتھیار اٹھائے بعض نے انکی مدد کی۔ بعض نے اسلام کی تبلیغ روکنے کیلئے بیجا مزاحمت کی۔ سو ان تمام موجبات کیوجہ سے مفسدین کی سرکوبی اور سزا اور شر کی مدافعت کیلئے خدا تعالیٰ نے ان ہی مفسدوں کیمقابل پر لڑائیوں کا حکم کیا۔ اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک اسوجہ سے مخالفوں سے لڑائی نہیں کی کہ اسوقت تک پوری جمعیت حاصل نہیں ہوئی تھی یہ محض ظالمانہ اور مفسدانہ خیال ہے۔ اگر صورت حال یہ ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تیرہ برس تک ان ظلموں اور خونریزیوں سے باز رہتے جو مکہ میں اُنسے ظہور پذیر ہوئے اور پھر آپ منصوبہ کرکے یہ تجویز نکرتے کہ یا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہیے اور یا وطن سے نکال دینا چاہیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی بغیر حملہ مخالفین کے مدینہ کیطرف چلے جاتے تو ایسی بدظنیوں کی کوئی جگہ بھی ہوتی۔ لیکن یہ

Marfat.com

واقعہ تو ہمارے مخالفون کو بھی معلوم ہے کہ تیرہ برس کے عرصہ مین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمنونکی ہر ایک سختی پر صبر کرتے رہے اور صحابہ کو سخت تاکید تھی کہ بدی کا مقابلہ نکیا جائے چنانچہ مخالفون نے بہت سے خون بھی کئے اور غریب مسلمانون کو زدوکوب کرنے اور خطرناک زخم پہنچانے کا تو کچھ شمار نہ رہا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔ سو ایسے حملہ کیوقت خدا نے اپنے نبی کو شر اعدا سے محفوظ رکھکر مدینہ مین پہنچا دیا اور خوشخبری دی کہ جنہون نے تلوار اٹھائی وہ تلوار ہی سے ہلاک کئے جائینگے۔ پس ذرہ عقل اور انصاف سے سوچو کہ کیا اس روداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جمعیت لوگونکی ہوگئی تو پھر لڑائی کی نیت جو پہلے سے دل مین پوشیدہ تھی ظہور مین آئی؟ افسوس ہزار افسوس کہ تعصب مذہبی کے رو سے عیسائی دین کے حامیونکی کہانتک نوبت پہونچگئی ہے۔ یہ بھی نہین سوچتے کہ مدینہ مین جاکر جب مکہ والونکے تعاقب کیوقت بدر کی لڑائی ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی ہے تو کونسی جمعیت پیدا ہو گئی تھی۔ اُسوقت تو کل تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی مسلمان تھے اور وہ بھی اکثر نوعمر ناتجربہ کار جو میدان بدر مین حاضر ہوئے تھے۔ پس سوچنے کا مقام ہے کہ کیا اسقدر آدمیونپر بھروسہ کرکے عرب کے تمام بہادرون اور یہود اور نصاریٰ اور لاکھون انسانون کی سرکوبی کے لئے میدان مین کسی کا نکلنا عقل فتویٰ دیسکتی ہے؟!!! اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نکلنا اُن تدبیرون اور ارادون کا نتیجہ نہین تھا جو انسان دشمنون کے ہلاک کرنے اور اپنی فتحیابی کیلئے سوچتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو کم سے کم تیس ۳۰ چالیس ۴۰ ہزار فوج کی جمعیت حاصل کرلینا ضروری تھا اور پھر اسکے بعد لاکھون انسانون کا مقابلہ کرنا۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ یہ لڑائی بدر کی کے وقت خدا تعالی کے حکم سے ہوئی تھی نہ ظاہری سامان کے بھروسہ پر۔

اسجگہ ایک اور اعتراض کو دفع کرنا بھی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مدار نجات

Marfat.com

توحید اور اعمال صالحہ ہین جو خدا کی محبت اور خوفسے ظہور پذیر ہوں تو یہود یون کو کیون اسلام کیطرف بلایا گیا کیا یہود یون مین ایک بھی ایسا آدمی باقی نہین رہا تھا جو عملی طور پر توحید کا پابند اور خدا کی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھتا ہو ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کیوقت اکثر یہود اور نصاریٰ فاسق تھے جیساکہ قرآن شریف صاف گواہی دیتا ہے کہ واکثرھم فاسقون - پس جبکہ اکثر لوگ انہین فاسق تھے جنہوں نے عملی طور پر توحید کے آداب اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا تھا اسلئے خدا کے رحم نے انکی اصلاح کیلئے اپنی سنّت قدیمہ کیموافق یہی تقاضا کیا کہ اُنکی طرف رسول بھیجے - پھر اگر فرض بھی کرلین کہ انمین کوئی شاذ نادر موحّد اور صالح تھا سو وہ خدا کے رسول سے سرکش ہو کر صالح نہ رہا - اور جبکہ ادنیٰ گناہ انسان کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے تو پھر کیونکر باور کیا جائے کہ خدا کے رسول کی نافرمانی کرنیوالا اور اُس سے عداوت رکھنے والا پاک دل رہ سکتا ہے ؟

سوال - ۳ - قرآن مین انسان اور خدا کیساتھ محبت کرنے کے بارہمیں اور خدا کی انسان کیساتھ محبت کرنے کے بارے مین کونسی آیتیں ہین جن میں خاص محبّت یا حب کا فعل استعمال کیا گیا ہے -

الجواب - واضح ہو کہ قرآن کی تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ خدا جیساکہ واحد لاشریک ہے ایسا ہی اپنی محبّت کے روسے بھی اسکو واحد لاشریک ٹھہراؤ - جیساکہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ جو ہر وقت مسلمانون کو ورد زبان رہتا ہے اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ - الٰہ - ولہ سے مشتق ہے - اور اسکے معنے ہین ایسا محبوب اور معشوق جسکی پرستش کیجائے - یہ کلمہ نہ توریت نے سکھلایا اور نہ انجیل نے - صرف قرآن نے سکھلایا - اور یہ کلمہ اسلام سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ گویا اسلام کا تمغہ ہے -

Marfat.com

یہی کلمہ پانچ وقت مساجد کے مناروں میں بلند آواز سے کہا جاتا ہے جس سے عیسائی اور ہندو سب چڑتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو محبت کیساتھ یاد کرنا انکے نزدیک گناہ ہے۔ یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ صبح ہوتے ہی اسلامی موذن بلند آواز سے کہتا ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ یعنے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی ہمارا پیارا اور محبوب اور معبود بجز اللہ کے نہیں۔ پھر دوپہر کے بعد یہی آواز اسلامی مساجد سے آتی ہے پھر عصر کو بھی یہی آواز پھر مغرب کو بھی یہی آواز اور پھر عشا کو بھی یہی آواز گونجتی ہوئی آسمان کیطرف چڑھ جاتی ہے۔ کیا دنیا میں کسی اور مذہب میں بھی یہ نظارہ دکھائی دیتا ہے؟!!

پھر بعد اسکے لفظ اسلام کا مفہوم بھی محبت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالے کے آگے اپنا سر رکھدینا اور صدق دل سے قربان ہونے کے لئے طیار ہو جانا جو اسلام کا مفہوم ہے یہ وہ عملی حالت ہی جو محبت کے سرچشمہ سے نکلتی ہے۔ اسلام کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے صرف قولی طور پر محبت کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ عملی طور پر بھی محبت اور جان فشانی کا طریق سکھایا ہے۔ دنیا میں اور کونسا دین ہے جسکے بانی نے اُس کا نام **اسلام** رکھا ہے؟ اسلام نہایت پیارا لفظ ہے اور صدق اور اخلاص اور محبت کے معنے کوٹ کوٹ کر اسمیں بھرے ہوئے ہیں۔ پس **مبارک** وہ مذہب جس کا نام اسلام ہے۔ ایسا ہی خدا کی محبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **والذین آمنوا اشد حبا للہ** ۔ یعنے ایماندار وہ ہیں جو سب سے زیادہ خدا سے محبت کرتے ہیں۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے **فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا**۔ یعنے خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کیساتھ یاد کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے **قل ان نسکی ومحیای**

ومماتی للہ رب العالمین - یعنے انکو جو تیری پیروی کرنا چاہتے ہین یہ کہدے کہ میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا زندہ رہنا سب اللہ تعالے کے لیئے ہے یعنے جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ بھی اس قربانی کو ادا کرے - اور پھر ایک جگہ فرمایا کہ اگر تم اپنی جانون اور اپنی دوستون اور اپنے باغون اور اپنی تجار تونکو خدا اور اُسکے رسول سے زیادہ پیاری چیزین جانتے ہو تو الگ ہو جاؤ جب تک خدا تعالیٰ فیصلہ کرے - اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا - انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا - یعنے مومن وہ ہین جو خدا کی محبت سے مسکینون اور یتیمون اور اسیرونکو کھانا کھلاتے ہین اور اُنھین کہتے ہین کہ ہم محض خدا کی محبّت اور اُسکے مونھ کیلئے تمہین دیتے ہین - ہم تمسے کوئی بدلہ نہین چاہتے اور نہ شکر گذاری چاہتے ہین -

غرض قرآن شریف ایسی آیتون سے بھرا پڑا ہے جہاں لکھا ہے کہ اپنے قول اور فعل کے رو سے خدا کی محبت دکھلاؤ اور سبسے زیادہ خدا سے محبّت کرو - لیکن اس سوال کی یہہ دوسری جز کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ خدا بھی انسانونسے محبّت کرتا ہے؟ پس واضح ہو کہ قرآن شریف میں یہ آیات بکثرت موجود ہین کہ خدا توبہ کرنیوالونسے محبّت کرتا ہے* اور خدا نیکی کرنیوالونسے محبّت کرتا ہے اور خدا صبر کرنیوالونسے محبت کرتا ہے - ہان قرآن شریف میں یہ کہین نہین کہ جو شخص کفر اور بدکاری اور ظلم سے محبت کرتا ہے خدا اُس سے بھی محبت کرتا ہے بلکہ جابجا اُسنے احسان کا لفظ استعمال کیا ہے - جیسا کہ وہ فرماتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - یعنے تمام دُنیا پر رحم کرکے ہمنے تجھے بھیجا ہے - اور عالمین میں کافر اور بے ایمان اور فاسق اور فاجر بھی داخل ہین - اور اُنکے لئے رحم کا دروازہ اُس نے ...

* خدا کی محبت انسان کی محبت کیطرح نہین جسمین یہ داخل ہے کہ جدائی سے درد اور تکلیف ہو - بلکہ خدا کی محبت سے یہ مراد ہے کہ وہ نیکی کرنیوالون کے ساتھ ایسا پیش آتا ہے جیسا کہ محب پیش آتا ہے - منہ

Marfat.com

کھولا کہ وہ قرآن شریف کی ہدایت پر چلکر نجات پا سکتے ہین - مین اس بات کا بھی اقرار کرتا ہون کہ قرآن شریف مین خدا کی محبت انسانون سے اس قسم کی بیان نہین کیگئی کہ اُس نے کوئی اپنا بیٹا بدکارونکے گناہونکے بدلہ مین سولی دلوا دیا اور اُسکی لعنت اپنے پیارے بیٹے پر ڈالدی - خدا کے بیٹے پر لعنت نعوذ باللہ خود خدا پر لعنت ہے - کیونکہ باپ اور بیٹا دو نہین ہین اور ظاہر ہے کہ لعنت اور خدائی ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین پھر یہ بھی سوچو کہ خدا نے دُنیا کے بدکارون سے یہ کیسی محبت کی کہ نیک کو مارا اور بُرے سے پیار کیا - یہ ایسا خلق ہے جسکی کوئی راستباز پیروی نہین کر سکتا -

اور اس سوال کی تیسری جزیہ ہے کہ قرآن شریف مین یہ کہاں لکھا ہے کہ انسان انسان کیساتھ محبت کرے - اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن نے اسجگہ بجائے محبت کے رحم اور ہمدردی کا لفظ لیا ہے کیونکہ محبت کا انتہا عبادت ہے اسلئے محبت کا لفظ حقیقی طور پر خدا سے خاص ہے* اور نوع انسان کیلئے بجائے محبت کے خدا کے کلام مین رحم اور احسان کا لفظ آیا ہے کیونکہ کمال محبت پرستش کو چاہتا ہے اور کمال رحم ہمدردی کو چاہتا ہے - اس فرق کو غیر قومون نے نہین سمجھا - اور خدا کا حق غیرون کو دیا - مین یقین نہین رکھتا کہ یسوع کے مونھ سے ایسا مشرکانہ لفظ نکلا ہو بلکہ میرا گمان ہے کہ پیچھے سے یہ مکروہ الفاظ انجیلون مین ملا دیئے گئے ہین - اور پھر ناحق یسوع کو بدنام کیا گیا - غرض خدا کی پاک کلام مین بنی نوع کیلئے رحم کا لفظ آیا ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے **تواصوا بالحقّ وتواصوا بالمرحمہ** یعنے مومن وہ ہین جو حق اور رحم کی وصیت کرتے ہین - اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی - یعنے خدا کا حکم یہ ہے کہ تم عام لوگون کیساتھ عدل کرو - اور اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم احسان کرو - اور

* محبت کا لفظ جہان کہین باہم انسانونکی نسبت آیا بھی ہو اس سے درحقیقت حقیقی محبت مراد نہین ہے بلکہ اسلامی تعلیم کی رو سے حقیقی محبت صرف خدا سے خاص ہے - اور دوسری محبتین غیر حقیقی اور مجازی طور پر ہین - منہ

اس سے بڑھکر یہ ہے کہ تم بنی نوع سے ایسی ہمدردی بجالاؤ جیسا کہ ایک قریبی کو اپنے قریبی کیساتھ ہوتی ہے۔

اب سوچنا چاہیئے کہ اس سے زیادہ دُنیا مین اور کونسی اعلیٰ تعلیم ہوگی جسمین تمام بنی نوع کیساتھ نیکی کرنا صرف احسان کی حد تک محدود نہین رکھا۔ بلکہ وہ درجہ جوش طبعی بھی بیان کر دیا جس کا نام ایتاءِ ذی القربیٰ ہے۔ کیونکہ احسان کرنیوالا اگرچہ احسان کیوقت ایک نیکی کرتا ہے مگر جزا اور پاداش کا خواہان ہوتا ہے۔ اسی لئے وہ کبھی منکر احسان اور کافر نعمت پر ناراض بھی ہو جاتا ہے۔ اور کبھی جوش مین آکر اپنا احسان بھی یاد دلاتا ہے۔ مگر طبعی جوش سے نیکی کرنا جسکو قرآن نے ذی القربیٰ کی نیکی کے ساتھ مشابہت دی ہے یہ درحقیقت آخری درجہ نیکی کا ہے جسکے بعد اور کوئی مرتبہ نیکی کا نہین کیونکہ ماں کی نیکی بچہ کیساتھ اور اس کا رحم ایک طبعی جوش ہے اور نا کارہ شیر خوار سے کوئی شکرگذاری مطلوب نہین۔

یہ تین درجے بنی نوع کی حق گذاری کے ہین جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہین۔ اب جب ہم توریت اور انجیل کو دیکھتے ہین تو ہمین ایسا نا کہنا پڑتا ہے کہ یہ دونون کتابین اس اعلیٰ درجہ کی حق گذاری سے خالی ہین۔ بھلا ہم ان دونوں کتابوں سے اس تیسرے درجہ کی کیا توقع رکھین انمین تو پہلا اور دوسرا درجہ بھی کامل طور پر بیان نہین کیا گیا۔ کیونکہ جبکہ یقین توریت صرف یہودیون کیلئے نازل ہوئی ہے اور حضرت مسیح بھی صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کیلئے بھیجے گئے ہین تو انکو دوسروں سے کیا غرض اور کیا تعلق تھا تا انکی نسبت عدل اور احسان کی ہدایتین بیان کیجاتین۔ لہذا وہ تمام احکام بنی اسرائیل تک ہی محدود رہے۔ اور اگر محدود نہین تھے تو کیون

Marfat.com

یسوع نے باوجودیکہ ایک عورت کے نالہ و فریاد کرنے کی آواز سنی اور اسکی عاجزانہ درخواست اس تک پہونچی تو پھر بھی یسوع نے اسپر رحم نہ کیا اور کہا کہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ پس جبکہ یسوع نے خود دوسروں کیلئے جو بنی اسرائیل سے خارج تھے رحم اور ہمدردی مین کوئی عملی نمونہ نہ دکھلایا تو کیونکر امید کیجائے کہ یسوع کی تعلیم مین دوسری قومون پر رحم کرنے کا حکم ہے۔ یسوع نے تو صاف کہدیا کہ میں دوسری قوموں کے لئے بھیجا ہی نہین گیا۔ تو اب ہم کیا امید رکھ سکتے ہین کہ یسوع کی تعلیم میں غیر قوموں پر رحم کرنے کے لئے کچھ ہدایتین ہین۔ نہیں بلکہ یسوع کی تعلیم کا رُخ صرف یہودیوں کی طرف ہے۔ اور یسوع خود اپنے تئین اس بات کا مُجاز نہین سمجھتا کہ دوسری قوموں کی نسبت کچھ ہدایتین بیان فرمائے۔ پھر وہ کیونکر عام طور پر رحم کی تعلیم دے سکتا تھا اور اگر انجیل میں یسوع کے اس کلمہ کے مخالف کہ میری تعلیم اور ہمدردی یہود تک محدود ہے کوئی اور کلمہ لکھا بھی گیا ہو تو بلاشبہ وہ کلمہ الحاقی ہوگا کیونکہ تناقض جائز نہین۔

اسی طرح توریت کے پیش نظر بھی صرف یہودی تھے۔ اور توریت کی تعلیم کا بھی تمام پرواز یہودیوں کے سروں تک ہے۔ لیکن وہ قانون جو عام عدل اور احسان اور ہمدردی کے لئے دُنیا میں آیا وہ صرف **قرآن** ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ یعنے کہہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول کر کے بھیجا گیا ہون۔ اور پھر فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ یعنے ہم نے تمام عالمون پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

Marfat.com

سوال ۴۔ مسیح نے اپنی نسبت یہ کلمات کہے "میرے پاس آؤ تم جو تھکے اور ماندے ہو کہ میں تمھیں آرام دوں گا"۔ اور یہ کہ "میں روشنی ہون اور میں راہ ہون۔ مین زندگی اور راستی ہون"۔ کیا بانی اسلام نے یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف منسوب کئے ہین۔

الجواب۔ قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے **قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** ۔ الخ۔ یعنے انکو کہدے کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خُدا بھی تمسے محبت کرے اور تمھارے گناہ بخشے۔ یہ وعدہ کہ میری پیروی سے انسان خدا کا پیارا بنجاتا ہے مسیح کے گذشتہ اقوال پر غالب ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر کوئی مقام نہین کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔ اسی لئے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کا نام **نور** رکھا ہے جیساکہ فرماتا ہے **قد جاءکم نور من اللہ** ۔ یعنے تمھارے پاس خدا کا نور آیا ہے۔ اور یہ جملہ کہ تم جو تھکے اور ماندے ہو میرے پاس آجاؤ مین تمھیں آرام دونگا یہ کیسا لغو معلوم ہوتا ہے۔ اگر آرام سے مُراد دُنیا کا آرام اور بے قیدی ہے تب تو یہ فقرہ بلاشبہ صحیح ہے کیونکہ مسلمان جب مُسلمان ہوتا ہے تو اُسکو پانچ وقت نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ علی الصباح سورج سے پہلے صبح کی نماز کے لئے اُٹھنا پڑتا ہے۔ اور پانی سے گو موسم سرما میں کیساہی پانی ٹھنڈا ہو وضو کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر پانچ وقت مسجد کیطرف نماز جماعت کیلئے دوڑنا پڑتا ہے اور پھر قریبًا ایک پہر رات باقی رہتے خواب شیرین سے اُٹھکر تہجّد کی نماز پڑھنی پڑتی ہے

Marfat.com

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا انتیس روز خدا تعالےٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجا لانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بدبخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یکدفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بالا فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ میں تمہیں آرام دونگا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجہ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے یہانتک کہ انکی دُنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کیطرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مُسلمان سوّر سے مگر یہ بلا نوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے "عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن"۔ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہانتک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُسنے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ "تم اپنے موتی سوروں کے آگے مت پھینکو"۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مُشبّہ اور مُشبّہ بہ میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جو انکو ملا ہے وہ بے قیدی اور اباحت کا آرام ہے

Marfat.com

لیکن روحانی آرام جو خدا کے وصال سے ملتا ہے اسکے بارے مین تو مین خدا کی دوہائی دیکر کہتا ہون کہ یہ قوم اُس سے بالکل **بے نصیب** ہے - انکی آنکھو نپر پردے اور انکے دل مُردہ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہین - یہ لوگ سچے خُدا سے بالکل غافل ہین اور ایک عاجز انسان کو جو ہستی ازلی کے آگے کچھہ بھی نہین ناحق خدا بنا رکھا ہے - اِنہین برکات نہین اِنہین دل کی روشنی نہین اِنکو سچے خُدا کی محبت نہین بلکہ اس سچے خُدا کی معرفت بھی نہین - اِن مین کوئی بھی نہین ہاں ایک بھی نہین جسمیں ایمان کی نشانیان پائی جاتی ہون - اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بیشک اُس کی نشانیان ہونی چاہئین مگر کہان ہے کوئی ایسا عیسائی جسمین یسوع کی بیان کردہ نشانیان پائی جاتی ہون؟ پس یا تو انجیل جھوٹی ہے اور یا عیسائی جھوٹے ہین - دیکھو قرآن کریم نے جو نشانیان ایماندار وںکی بیان فرمائین وہ ہر زمانہ میں پائی گئی ہین - قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام ملتا ہے - ایماندار خُدا کی آواز سُنتا ہے - ایماندار کی دعائیں سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں - ایماندار پر غیب کی خبرین ظاہر کیجاتی ہین - ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدین ہوتی ہین - سو جیسا کہ پہلے زمانون مین یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن خدا کا پاک کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے ہیں - **اُٹھو عیسائیو! اگر کچھہ طاقت ہے تو مجھسے مقابلہ کرو** اگر میں جھوٹا ہون تو مجھے بیشک ذبح کردو ورنہ آپ لوگ خُدا کے الزام کے نیچے ہین - اور جہنم کی آگ پر آپ لوگون کا قدم ہے - والسلام علی من اتبع الہدےٰ - **الرّاقم**

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ

۲۲ جون ۱۸۹۷

Marfat.com

Marfat.com

کامل فہرست کتب موجودہ

سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب	۲ر
تحفہ قیصریہ	۲ر
حجۃ اللہ	۸ر
سراج منیر	۴ر
رسائل اربعہ یعنے انجام آتھم وغیرہ معہ ضمیمہ	۱۲ر
ست بچن آریہ دھرم	۸ر
نور القرآن حصہ اول	۴ر
״ حصہ دوم	۸ر
ضیاء الحق	۶ر
نور الحق حصہ اول	۱۲ر
״ حصہ دوم	۶ر
برکات الدعا	۲ر
حمامۃ البشریٰ	
کرامات الصادقین	
انوار الاسلام	۴ر
سر الخلافہ	۸ر
آئینہ کمالات اسلام	
اتمام الحجہ ۴ر تحفہ بغداد ۲ر شحنہ حق ۶ر براہین احمدیہ حصہ چہارم	
ازالہ اوہام	

در ثمین ۴ر نشان آسمانی ۳ر سرمہ چشم آریہ ۱۲ر تصدیق براہین احمدیہ ۸ر جنگ مقدس ۸ر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں کی بلکہ غریب سے غریب عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لئے بھی اسکے عدل گستر ...ن موجود ہیں اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر انکی حق رسی مشغول ہے تو اس انصاف اور دادگستری اور عدل پسندی کی خصلت پر ...کرکے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لئے حضور گورنمنٹ عالیہ میں ...جزانہ عریضہ پیش کرتا ہے۔ اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے محسن اور قدرشناس گورنمنٹ کی خدمت میں اس قدر بیان کرنا بے محل ... کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اُس قدیم خیرخواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیرخواہی ...منٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی

مفید عام پریس سیالکوٹ میں منشی کریم بخش منیجر کے اہتمام سے چھپی

Marfat.com

دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آجتک خیرخواہی گورنمنٹ عالیہ
میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضٰے اس محسن گورنمنٹ
کے ایسے مشہور خیرخواہ اور دلی جاں نثار تھے۔کہ وہ تمام حکام جو اُن کے وقت
اس ضلع میں آئے سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں۔کہ اُنہوں نے میرے
والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا
پایا۔اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُنہوں نے ۱۸۵۷ء
کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے
پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے اور ہروقت امداد
اور خدمت کے لئے کمربستہ رہے۔یہاں تک کہ اس دنیا سے گذرگئے۔والد مرحوم
گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہردل عزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری
میں کرسی ملتی تھی۔اور وہ خاندان مغلیہ میں سے ایک تباہ شدہ ریاست کے
تھے۔جنہوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام
پایا تھا۔یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے۔اور اس
گورنمنٹ کی خیرخواہی ایک میخ فولادی کی طرح اُن کے دل میں دھنس گئی
اُن کی وفات کے بعد مجھے خداتعالےٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی
بالکل دنیا سے الگ کرکے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اُس کے فضل
آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کرلیا۔لیکن میں اس بات کا
نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں
زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی
سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اُردو اور انگریزی میں شایع کر
ہوں جنمیں بار بار یہ لکھا گیا ہے۔کہ مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک
وہ خداتعالی کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیرخواہ اور دلی
نثار ہو جائیں۔اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات۔

Marfat.com

آن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے - دست بردار ہو جائیں اور اگر
اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہہ اُن کا فرض ہے - کہ اس
رنمنٹ محسنہ کے ناشکرگذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ
ٹھیریں - کیونکہ یہہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے
ور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں
کتابیں ہیں جو میں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر
غیرہ ممالک میں شایع کی ہیں - چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں
نے بھی میری کتابوں کے شایع ہونے کی گواہی دی ہے - اور میری بعض کتابوں
ذکر کیا ہے* - اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا
ہوں کہ یہہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں
ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا - یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے
زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر
زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے - بلکہ ایسے شخص کا
کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی ہے - ہاں میں اس
بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے
مباحثات بھی کیا کرتا ہوں - اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات
کی کتابیں شایع کرتا رہا ہوں - اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں - کہ
جب بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور

* خرسیطفور جبارہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے - اور حمامۃ البشریٰ میں سے چند سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے - اور میری نسبت لکھتا ہے - کہ یہہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے - دیکھو خلاصۃ الادیان ... صفحہ ۴۴ چودہویں سطر سے اکیسویں سطر تک - منہ

Marfat.com

حد اعتدال سے بڑھ گئی۔ اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسا
اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شایع ہوئیں۔ اور ان مولف
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعما
کئے کہ یہہ شخص ڈاکو تھا چور تھا زناکار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شایع
کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور با ایں ہمہ جھوٹا تھا اور لو
مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھ
سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا۔ کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک
جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے
اثر پیدا ہو تب میں نے اُن جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح او
پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے
حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جا
تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے ا
پیدا نہ ہو۔† تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے
بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل
تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں
بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں اُن کے غیظ و غضب
کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد
کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی۔ اور
کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزارہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی
اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یکدفعہ اُن کے اشتع

† ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دور
ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاتا۔ کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قو
مباحثات کے لئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے

Marfat.com

ہوگئے۔ کیونکہ انسان کی یہہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل
س کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اُس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ با ایں ہمہ
ی تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی
ی محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔
گر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک
مان اُس کے عوض میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو گالی دے۔ کیونکہ
ماؤں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہونچایا گیا ہے۔ کہ وہ
کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھتے ہیں۔ ایسا ہی وہ
ت عیسٰی علیہ السلام سے محبّت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ
نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہونچائے جس حد تک ایک متعصب
ئی پہونچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے۔ جو
کرنے کے لایق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پہلے ہوچکے ہیں ایک عزت کی نگہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام
بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لئے
جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں
ہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور
دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا
خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی
اول درجہ پر بنا دیا ہے (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲)
م اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالےٰ کے
ہام نے۔

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ...طرح سے
ئی ہوں صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے۔

Marfat.com

جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں
حاضر ہوا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور
اُن کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے
ہیں - میرے قتل کے لئے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں - مجھے کافر
اور بے ایمان ٹھہرایا ہے - اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک
کرکے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شایع کرتے ہیں کہ یہ شخص
اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم
پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ انگریزی سلطنت کی تعریف کرتا ہے - اور
ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھہراتے
ہیں کہ میں نے خدا تعالےٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ
کیا ہے اور اُس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ
منتظر ہیں - بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان
کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کردیا
جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آکر بے شمار روپیہ ان کو
دے گا مگر میں معذور ہوں کہ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت
نہیں پہونچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں
غرق کردے گا - پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ
کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کردیا
میں خدا سے پاک الہام پاکر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے
ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں - اور نفسانی جذبات سے
سینے دھوئے جائیں اور اُن میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی
اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے - اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت
کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں - اور یہ ایسے ہو جائیں - کہ

فساد کی رگ اُن میں باقی نہ رہے - چنانچہ کسی قدر یہہ مقصود مجھے
ل بھی ہو گیا ہے - اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ
ے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں†
یہہ نیا فرقہ گو گورنمنٹ کے لئے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور
ترقی کر رہا ہے - اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں - تو میں قسم
کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب
ں سے بڑھکر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت
ائیں - اگر وہ مجھے قبول کرلیں - اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں
ل ہوگا - اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح اُن میں پیدا ہو جائے گی اور
ں طرح ایک انسان خوبصورت گندے شہوات کے جذبات سے الگ
اتا ہے - اسی طرح میری تعلیم سے اُن میں تبدیلی پیدا ہوگی - مگر میں
یں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً اُن کو میری جماعت میں داخل کرے - اور
یں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل
درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لئے جھوٹے فتوے شایع کر رہے
اور میں جانتا ہوں کہ یہ بد ارادے اُن کے عبث ہیں - کیونکہ کوئی چیز
ن پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے - اور میں اُن کی
ں کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں - کہ خدا تعالےٰ اُن کی
یں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں - مگر
ہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لئے میں نے انکی

† میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سَو آدمی ہے - لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے - اب میں ... ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہونگے اور میری فراست یہہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہونچے گا - منہ

Marfat.com

اصلاح کے لئے اور انکی بھلائی کے لئے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے
ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب
حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ
کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر
ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتوے
اور منصوبوں کے روکنے کے لئے خود درمیان میں ہوکر یہ ہدایت فرمادے
کہ اس تنازع کا فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مدعی یعنے یہ عاجز جس کو مسیح
ہونے کا دعوٰی ہے اور جس کو یہ دعوے ہے۔ کہ جس طرح نبیوں سے
ہم کلام ہوتا تھا اِسی طرح مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور غیب کے
مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں
مدعی یعنے یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا
نشان دکھلاوے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ
زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوم
میں سے کوئی ایسا ملہم اور خواب بین اور معجزہ نما پیدا نہ ہو سکے
اُس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے۔ اور ایسا ہی ان
مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ملہم اور خدا کے
ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں ہدایت اور فہمایش ہو کہ اگر وہ ا
نہیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں۔ اور اُن میں کوئی
پاک دل ہے جس کو خدا نے ہم کلام ہونے کا شرف بخشا ہے
الٰہی طاقت کے نمونے اُس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی آ
سال تک کوئی نشان دکھلاویں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال
تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں
بالاتر اور انسانی ہاتھ کی ملونی سے بھی بلند تر ہو۔ یا یہ کہ نشان تو

Marfat.com

اگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آگئے تو یہہ سمجھا جائے۔ کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت کی ہی سزا ہو۔ کیونکہ اس صورت میں فساد کی تمام بنیاد میری طرف سے ہوگی۔ اور مفسد کو سزا دینا قرین انصاف ہے۔ اور خدا پر جھوٹ بولنے سے کوئی گناہ بدتر نہیں۔ لیکن اگر خدا تعالے نے ایک سال کی میعاد کے اندر میری مدد کی اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی میرا مقابلہ نہ کرسکا تو پھر میں یہہ چاہتا ہوں۔ کہ یہہ گورنمنٹ محسنہ میرے مخالفوں کو نرمی سے ہدایت کرے کہ اس نظارہ قدرت کے بعد شرم اور حیا سے کام لیں۔ اور تمام مردی اور بہادری سچائی کے قبول کرنے میں ہے۔

اس قدر عرض کر دینا پھر دوبارہ ضروری ہے کہ نشان اس قسم کا ہوگا کہ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ اور اسمیں نکتہ چینی کی ایک ذرہ گنجایش نہ ہو کہ ممکن ہے کہ اس شخص نے ناجایز اسباب سے کام لیا ہو۔ بلکہ جس طرح آفتاب اور ماہتاب کے طلوع اور غروب میں یہہ ظن نہیں ہوسکتا۔ کہ کسی انسان نے پیش از وقت اپنی حکمت عملی سے اُن کو چڑھایا ہے یا غروب کر دیا ہے اسی طرح اس نشان میں بھی ایسا ظن کرنا محال ہو۔ اس قسم کا فیصلہ صدہا نیک نتیجے پیدا کرے گا۔ اور ممکن ہے کہ اس سے تمام قومیں ایک ہوجائیں اور بے جا نزاعیں اور جھگڑے اور قوموں کا تفرقہ اور حد سے زیادہ عناد جو قانون سڈیشن کے منشاء کے بھی برخلاف ہے تمام پھوٹ صفحہ برٹش انڈیا سے نابود ہو جائے اور اس میں شک نہیں کہ یہہ پاک کارروائی گورنمنٹ کی ہمیشہ کے لئے اس

ملک میں یادگار رہے گی اور یہہ کام گورنمنٹ کے لئے بہت مفید
اور ضروری ہے اور انشاء اللہ اس سے نیک نتیجے پیدا ہوں گے
چونکہ آجکل یورپ کی بعض گورنمنٹیں اس بات کی طرف بھی مائل
ہیں کہ مختلف مذاہب کی خوبیاں معلوم کی جائیں کہ اُن سب میں
خوبیوں میں بڑھا ہوا کونسا مذہب ہے اور اس غرض سے یورپ
کے بعض ملکوں میں جلسے کئے جاتے ہیں - جیسا کہ ان دنوں میں
اٹلی میں ایسا ہی جلسہ درپیش ہے - اور پھر پیرس میں بھی ہوگا
سو جبکہ یورپ کے سلاطین کا میلان طبعاً اس طرف ہوگیا
اور سلاطین کی اس قسم کی تفتیش بھی لوازم سلطنت میں سے
شمار کی گئی ہے - اس لئے مناسب نہیں ہے کہ ہماری یہہ اعلیٰ
درجہ کی گورنمنٹ دوسروں سے پیچھے رہے - اور تمہید اس کارروائی
اس طرح پر ہوسکتی ہے کہ ہماری عالی ہمت گورنمنٹ ایک مذہبی
کا اعلان کرکے اس زیر تجویز جلسہ کی ایسی تاریخ مقرر کرے جو
سال سے زیادہ نہ ہو اور تمام قوموں کے سرگروہ علماء اور فقراء
ملہموں کو اس غرض سے بلایا جائے کہ وہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر
اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں (۱) اول ایسی تعلیم
کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں
کی آبپاشی کرسکتی ہو - (۲) دوسرے یہ ثبوت دیں کہ اُن کے مذہب
میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہے جیسا کہ ابتدا
دعویٰ کیا گیا تھا - اور وہ اعلان جو جلسہ سے پہلے شایع کیا جائے
میں بہ تصریح یہ ہدایت ہو کہ قوموں کے سرگروہ اُن دو ثبوتوں
کے لئے طیار ہوکر جلسہ کے میدان میں قدم رکھیں - اور تعلیم
خوبیاں بیان کرنے کے بعد ایسی اعلیٰ پیش گوئیاں پیش کریں

Marfat.com

شخص خدا کے علم سے مخصوص ہوں اور نیز ایک سال کے اندر پوری
ی ہو جائیں ۔غرض ایسے نشان ہوں جنسے مذہب کی روحانیت ثابت
ے اور پھر ایک سال تک انتظار کر کے غالب مغلوب کے حالات
شائع کر دیئے جائیں ۔ میرے خیال میں ہے کہ اگر ہماری دانا گورنمنٹ
اس طریق پر کاربند ہو اور آزماوے کہ کس مذہب اور کس شخص میں
روحانیت اور خدا کی طاقت پائی جاتی ہے تو یہہ گورنمنٹ دنیا
تمام قوموں پر احسان کرے گی اور اس طرح سے ایک سچے مذہب
اُس کے تمام روحانی زندگی کے ساتھ دنیا پر پیش کر کے تمام دنیا
راہ راست پر لے آئے گی ۔کیونکہ وہ تمام شور و غوغا جو کسی ایسے
ہب کے لیئے کیا جاتا ہے جس کے ساتھ فوق العادۃ زندہ نشان
ں اور محض روایات پر مدار ہے وہ سب ہیچ ہے کیونکہ کوئی
ہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کر سکتا اور نہ
ہ سے نفرت دلا سکتا ہے ۔مذہب مذہب پکارنے میں ہر ایک
بلند آواز ہے لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت پاک زندگی اور
دلی اور خدا ترسی میسر آسکے جب تک کہ انسان مذہب کے
میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نکرے ۔ نئی زندگی ہرگز
ل نہیں ہوسکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا
ین پیدا نہیں ہو سکتا ۔ جب تک موسیٰ اور مسیح
ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات
کھائے جائیں ۔ نئی زندگی اُنہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا
نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام لوگ قصوں کہانیوں کے جال
گرفتار ہیں دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے ۔ میں
کہتا ہوں کہ زمین کے شور و غوغا تمام قصے اور کہانیاں ہیں

Marfat.com

اور ہر ایک شخص جو اس وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی
پیغمبر یا اوتار کے ہزارہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دل میں
جانتا ہے کہ وہ ایک قصہ بیان کر رہا ہے جس کو نہ اُس نے اور
نہ اُس کے باپ نے دیکھا ہے اور نہ اُس کے دادے کو اُس کی
خبر ہے وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک اُس کا یہہ بیان صحیح
اور درست ہے کیونکہ یہہ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا
پہاڑ بنا دیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہہ تمام قصے جو معجزات کے رنگ
میں پیش کئے جاتے ہیں اُن کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان
ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی
ہندو ہو جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کر
سناتا ہے یہہ سب کچھ ہیچ اور لاشے ہیں اور ایک کوڑی ان کی
قیمت نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ اُن کے ساتھ
ہو۔ اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ۔ نمونہ ہے۔ کیا کوئی
دل اور کوئی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک مذہب
تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے نشان آگے
نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور اُن ہدایتوں کو بھیجنے والے کے
مُنہ پر ہمیشہ کے لئے مُہر لگ گئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ہر ایک
انسان جو سچی بھوک اور پیاس خدا تعالےٰ کی طلب میں رکھتا ہے
وہ ایسا خیال ہرگز نہیں کرے گا۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ سچے
مذہب کی یہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اُس کے
نشانوں کے چمکتے ہوئے نور اُس مذہب میں تازہ بتازہ موجود
ہوں۔ اگر ہماری گورنمنٹ عالیہ ایسا جلسہ کرے تو یہہ نہایت مبارک
ارادہ ہے اور اس سے ثابت ہو گا۔ کہ یہہ گورنمنٹ سچائی

ی ہے - اور اگر ایسا جلسہ ہو تو ہر ایک شخص اپنے اختیار سے
ہنسی خوشی سے اس جلسہ میں داخل ہو سکتا ہے - قوموں کے
ا جنہوں نے مقدس کہلا کر کروڑہا روپیہ قوموں کا کھا لیا ہے اُن کے
س کو آزمانے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ طریق نہیں
جو ان کا یا ان کے مذہب کا خدا کے ساتھ رشتہ ہے اس
شتہ کا زندہ ثبوت مانگا جائے - یہہ عاجز اپنے دلی جوش
ے جو ایک پاک جوش ہے یہی چاہتا ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ
ہاتھ سے یہ فیصلہ ہو - خدایا اس عالی مرتبہ گورنمنٹ کو یہہ
ام کرنا وہ اس قسم کے جلسوں میں سب سے پیچھے آکر سب سے
ے ہو جائے - اور میں چونکہ مسیح موعود ہوں اس لئے حضرت مسیح
عادت کا رنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے - حضرت مسیح علیہ السلام
انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب پر چڑھے گو
ا کے رحم نے اُن کو بچا لیا اور مرہم عیسیٰ + نے اُن کے زخموں
چھا کر کے آخر کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہونچا دیا - سو
ہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح

+ مرہم عیسیٰ ایک نہایت مبارک مرہم ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخم اچھے ہوئے تھے جبکہ آپ نے خدا تعالےٰ کے فضل سے سولی سے نجات پائی تو صلیب کی کیلوں کے جو زخم تھے جنکو آپ نے حواریوں کو بھی دکھلایا تھا وہ اسی مرہم سے اچھے ہوئے تھے - یہ مرہم طب کی ہزار کتاب میں درج ہے اور قانون بوعلی سینا میں بھی مندرج ہے اور رومیوں اور یونانیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں غرض تمام فرقوں کے طبیبوں نے اس مرہم کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے - منہ

Marfat.com

اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پ
چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پ
کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے فض
اور کرم سے حضرت مسیح کو صلیب سے بچا لیا اور اُن کی تمام را
کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے اُن کو صلیب اور صلی
کی میخوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا اور حضرت م
صلیب سے نجات پاکر نصیبین کی طرف آئے
پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کو
لغمان میں پہونچے اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نب
کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ا
مدت تک کوہ لغمان میں رہے اور پھر اُس
بعد پنجاب کی طرف آئے آخر کشمیر میں گئے
کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے ر
اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کو
سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سری نگر میں ا
پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یا
کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔
جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی
بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ مح
اُن کو تحریک دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر ظا
نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں گا
جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن
وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے۔ جس

نام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے
تھ ہے وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں
رے گا۔ اُسی کی روح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ میں نہ اپنی طرف
ہ بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہونچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت
لئے چاہئے پورا ہوے یہ سچ ہے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اسکی
ف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار ہوگا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ
پیش کرنے کے لئے میں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت
وسیع الاخلاق نہیں پاتا اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ
ی مجھ پر لگاویں۔ مگر میں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے
ش کرنے کے لئے عالی حوصلہ عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہی میں
ں سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی
لطنت کہلاتی ہے۔ اب میں اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ
ی محسنہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو عمر دراز کرکے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور
ے اور وہ تمام دعائیں جو میں نے اپنے رسالہ ستارہ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ
ں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں۔ کہ
نٹ محسنہ اس کے جواب سے مجھے مشرف فرماوے گی۔ والدعا۔

عریضۂ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المرقوم ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء

Marfat.com

Marfat.com

ن: دسمبر کی تعطیلوں کے دنوں میں جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے بتا سب دوست مطلع رہیں۔ والسلام۔ المعلن مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

"مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد"

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصاً یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ وہ اُس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ اور اُس کے دو رفیقوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے جسکی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر بدگوئی کے مقابلہ پر بدگوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنینگے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالےٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قبول ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اس شخص کے مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہوکر بطور گستاخی ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی

Marfat.com

اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمھاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ وجدل ہوجاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غرض ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا انکو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضایع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ انکو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالےٰ نے فرعون کو مع اسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ انکو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ انکی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگاویں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنے صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنے اُس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الہی اور شیطان کی مانند ہوجاتا ہے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بد منصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان و دل بیزار اور خدا اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اس کو ایک سو بیس برس تک[*] زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں

[*] حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی تھی

Marfat.com

سا منے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوا العزم نبی ایسا نہیں
لہذا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس
کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔ اور یہودیوں کی
دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے
ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر
خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ یُزاد ویُتبرّک
بہ۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع
اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کیطرح
داغ ہجرت آپکے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی
تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی
کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور
پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اسکے لئے مدد نازل ہوتی ہے اور اسطرح پر آسمانی
فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمد

لیکن تمام یہود نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اسوقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت
ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی۔ احادیث صحیحہ سے
یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سیاح تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ
پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے
لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں
ماسوا اسکے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ کو دوسرے

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور اُن دنوں میں
ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی
ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو
کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اسپر قدم مارو
اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری
مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے
جسکے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے
والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو
جنکو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اسکے
لب جھوٹھ سے اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اِس جماعت سے
کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھوڈالو
تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں
لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں

حاشیہ

آسمان پر پہونچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے
یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا اور نہ
آجتک اترتے دیکھا پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے
یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو قریش کے حملہ کیوقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگ جو اور کینہ ور تھے
صرف اُسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی تو کیا نعوذ باللہ
تعالیٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہونچانیکے اسکے ولیے

خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اُسکے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کیساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہانتک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کیجاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُنکو برا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی انکا نام رکھا جاتا ہے اور انکے تباہ کرنے کیلئے کوششیں کیجاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُنکی تائید میں کوئی نشان دکھا دے تب ایک دفعہ اُن کا دل دکھتا اور اُن کا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ

بقیہ حاشیہ

یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے۔ اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہانتک

Marfat.com

پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور انکی دردمندانہ دعاؤنکا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلاکیں قوم راحق دادہ است۔ زیر آں گنجِ کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اسجگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کے باتونکی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے لکھا گیا تھا۔ یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہوگئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اسکو ذلیل

ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جنمیں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور ان میں یہہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی۔ اگر انجیل والوں نے اسکی

Marfat.com

اور رسوا کرے گا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام
کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور چاہیے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد
چپ ہو جاتے اور ۱۵ ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے۔ لیکن
افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ ر نومبر ۱۸۹۸ء
میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹھ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار
میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنے اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اسکے جواب
میں بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری
نہیں ہوئی ہم اس کے جواب میں بھی بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ
ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا
اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اُس کے دل پر خدا کی مہر لگجاتی ہے۔ اس کے کانوں پر پردے
پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات ابتک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی
تھی۔ اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں میعاد کے اندر مرنے
سے بچ جائے گا اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے
خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اسکا
دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اسکے دل میں بیٹھ گئی۔ اور یہ کچھ بعید

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

برخلاف لکھا ہے تو انکی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب
کے وقت حاضر نہیں تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی اختیار کر کے سب کے سب
بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہانتک کہ برنباس کی
انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں
جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے

Marfat.com

نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا اسی وجہ سے اسکو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا لہٰذا اُس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جبکہ اس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نکی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ ان کاموں کے لئے آمادہ نہوا تو کیا اُسکی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے کیگئی تھی جسکے سننے سے اُسیوقت اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا جسکے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا پس اسکا رعب ایسے دلوں پر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جسکو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نالش نکرنے سے اُس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہونچایا اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو

اور اپنے زخم انکو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت زخم موجود تھے جنکے لئے مرہم طیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ مرہم طیار کیگئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شایع کیا ہے جس میں اُن کو

Marfat.com

یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیشگوئی کے میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر زندہ رہا
پھر الہام الٰہی کے خبر کے موافق اخفار شہادت کی وجہ سے مرگیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم

اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مگر مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے۔ لیکن یہ قابل شرم بات ہے کہ ان کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جنمیں یہ نسخہ مرہم عیسیٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آکر ان کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی ان عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یکدفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پاکر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہونچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے انکو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سرینگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے **یوز آسف نبی*** کے نام سے مشہور ہوگئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے تو ایک جگہ سے میسر آگئی۔ یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے

* **نوٹ**۔ ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زرجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا مگر اس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ وجہ آصف نبی نہیں تھی اور اسکو شاہزادہ نہیں کہہ سکتے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکورہ اس بدعت کے لئے مگر وہ یہ صفات یہی کیونکر ہو سکتے اور شاہزادی کہا جائیگا نہ نبی اور شاہزادہ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ

Marfat.com

کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مرچکا مگر جس شخص کے ساتھ

اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے اور بدھ مذہب کی کتابوں میں جو
ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُس کا وہ سبب نہیں جو للنبے بیان کرتے ہیں
یعنے یہ کہ انھوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت
ہے - بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ
صلیب سے نجات بخشی تو انھوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ
اور جسطرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنے جبکہ انھوں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک
سے ہجرت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت
یعنے قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی - اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق
ہو کر بلاد ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اسلئے حضرت مسیح علیہ السلام
نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا - اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ
ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کیموافق بدھ مذہب میں بھی
داخل ہو گئے تھے - چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پرچہ تاریخ ۲۳ نومبر
۱۸۹۸ء میں چھپا ہے اس میں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے ا
اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہود کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس
ملک میں سکونت پذیر ہو گئی تھیں - اور اسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ "در اصل افغان
بنی اسرائیل میں سے ہیں" - غرض جبکہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہو گئے
تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کی رد کیطرف متوجہ
ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے - سو ایسا ہی وقوع میں آیا - اسی وجہ سے

Marfat.com

ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو ابتک زندہ موجود ہے جواب یہ مضمون لکھ رہا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس ملک میں بدھ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مر چکا تھا اور بدھ مذہب بید کا انکار کرتا تھا۔ ✠

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں اُنکے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے اور جو مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً انیس سو برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہی غالباً اُس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہونگے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ طیار ہو رہا ہے جسکے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نورالدین صاحب سلمہ ربہ قرار پائے ہیں۔ یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اُس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے۔ لیکن بہرحال کشمیر میں جانا اور پھر تبت میں جا کر بدھ مذہب کی پتکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا۔ اخویم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کیجاتی ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ اسکا انجام دیدے گا۔ ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے

✠ صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پرانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ منہ

ای حیاو شرم سے دور رہنے والو ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا

کہ یہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یکدفعہ عیسائی مذہب کا تمام تانا بانا ٹوٹتا ہے - اور
انیس سو برس کا منصوبہ یکدفعہ کالعدم ہو جاتا ہے - اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ
حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے - اور
اسکے بارہ میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے
چھپ نہیں سکتے - معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقائد کی اسی زمانہ تک عمر تھی ہمارے
سید و مولی خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب
کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کریگا - اس حدیث کے اب یہ معنے کھلے
ہیں کہ اس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات
پیدا کر دیگا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے
مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اسوقت آسمان کے خدا کے
ارادہ سے کسر صلیب کیلئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی - سو ایسا ہی ہوا - یہ کسکو معلوم
تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا - اس بات کی کسکو خبر
تھی کہ بدھ مذہب کی پورانی کتابوں سے یہ ثبوت ملجائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے
یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے - کیا انسان کی طاقت
میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا - اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی
مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے - اس واقعہ کے
ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہونچتا ہے جو اس چھت کو پہونچ سکتا ہے
جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا - شہتیر ٹوٹا اور چھت گری - پس اسی طرح اس واقعہ کے

* نوٹ - حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پورانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جنمیں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک نبی تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شاہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرا ہے منہ

Marfat.com

مینے تو اُسکی زندگی میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکھونگا سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس ۳۰ برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہی دنوں میں جبکہ اس نے عیسائیوں کی دلجوئی کیلئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کیموافق فوت ہو گیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پھر اُس کا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اسلئے اس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا

سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شُبّہ لہم یعنے قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو دھوکہ لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کیموافق صلیب سے بچکر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دعا رد ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہونگا اسکے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تھا۔ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشا نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کیموافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑی جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو بآواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بھلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی کب رد ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آکر ملجائے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آگئے تھے جو آخر کار مسلمان ہو گئے اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے ان میں کئی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ

Marfat.com

کرنیسے یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کردیا۔ یہ پیشگوئی اس مرتبہ فوق العادت تھی کہ اسمیں قبل از وقت یعنے پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جنکو مزا یاد نہیں اس پیشگوئی کو بھی قبول نہیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء **آخری فیصلہ** ہے چاہیے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں کذابوں دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے زمین پر چلانیسے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اسکے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اسکی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں

۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
تعداد

توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے۔ غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اسکے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانیسے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھی تو جو گرد چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں طیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے۔ یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے۔ اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیز اب عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے **حقیقت کو دکھا دیا**۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے۔ منہ

Marfat.com

خط مولوی عبد اللہ صاحب باشندہ کشمیر

فائدہ عام کے لئے معہ نقشہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اس اشتہار میں شایع کیا جاتا ہے۔

از جانب خاکسار عبد اللہ بخدمت حضور مسیح موعود السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
[حض]رت اقدس اس خاکسار نے حسب الحکم سرینگر میں عین موقعہ پر پہنچے روضہ مزار شریف شاہزادہ یوز آسف
[علیہ ا]للہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہونچکر جہانتک ممکن تھا کوشش تحقیقات کی اور معمر اور سن رسیدہ
[لوگ]وں سے بھی دریافت کیا اور مجاوروں اور گرد وجوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسا[ر]
[کی]ا۔ جناب من عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام
[...]للہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اُس
[میں] ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً
[انیس] سو برس سے یہ مزار ہے۔ ۱۹۰۰ اور مسلمان بہت عزت اور تعظیم کی نظر سے اسکو دیکھتے ہیں اور
[ا]ور زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے جو کشمیر
[م]یں اور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ
[علیہ و]سلم سے قریباً چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ یہ ابتک نہیں کھلا کہ اس ملک میں کیوں آیا۔

وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیزس بنا لیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے اور

Marfat.com

مگر یہ واقعات بہرحال ثابت ہو چکے ہیں۔ اور تواتر شہادت سے کمال درجہ کے یقین تک پہونچ چکے ہیں کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے یوز آسف رکھ لیا ہے یہ نبی ہیں اور شہزادہ ہیں۔ اس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب ان کا مشہور نہیں ہے جیسے راجہ یا اوتار یا رکھی و منی و سِدہ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہیں۔ اور نبی کا لفظ اہل اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے۔ اور جبکہ اسلام میں کوئی نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آسکتا تھا اس لئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ یہ نبی اسلام سے پہلے کا ہے۔ ہاں اس نتیجہ تک وہ ابتک نہیں پہونچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے میں مشترک تھا یعنے مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا تو بالضرور یہی متعین ہوا کہ وہ اسرائیلی نبی ہے کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔ بلا شبہ اس اشتراک کا صرف دو اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے۔ مگر بوجہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے باہر لہذا صفائی سے یہ بات طے ہو گئی کہ یہ نبی اسرائیلی نبی ہے۔ پھر اس کے بعد قبر سے یہ ثابت ہو جاتا کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا

وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپکی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب دینا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کر کے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دیدی اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے حضرت مسیح کے دل میں تھا کہ اُن یہودیوں کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا دیں کہ جو بخت النصر کی غارتگری کے زمانہ میں ہند کے ملکوں میں آگئے تھے سو اسی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے۔ ڈاکٹر برنیر صاحب فرانسیسی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ کئی انگریزوں نے اس رائے کو بڑے زور کیساتھ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے

۱۰. نوٹ:- نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسری عربی میں اسکے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں

Marfat.com

پہلی دلیل پر اور بھی یقین کا رنگ چڑھاتا ہے اور زیرک دلوں کو زور کیساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں کوئی دوسرا نہیں کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرے ہیں۔ پھر بعد اسکے اس متواتر خبر پر غور کرنے سے کہ وہ نبی شہزادہ بھی کہلاتا ہی یہ ثبوت نور علی نور ہو جاتا ہے کیونکہ اس مدت میں بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہیں ہوا۔ پھر یوز آسف کا نام جو یسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتوں کو اور بھی قوت بخشتا ہے۔ پھر موقعہ پر پہونچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے کہ جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔ اور ایک اور تائیدی ثبوت ہی کہ اس مقبرہ کے ساتھ ہی کچھ تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہی اس نام سے بھی پتہ ملتا ہے کہ کوئی اسرائیلی نبی اسجگہ آیا تھا۔* یہ نہایت درجہ کی جہالت ہی کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جائے۔ اور یہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتوں کے سامنے رکھکر اسکے رد کی بھی حاجت نہیں۔ سنسکرت میں کہیں نبی کا لفظ نہیں آیا بلکہ یہ لفظ عبرانی اور عربی سے خاص ہے اور دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں۔ اور ہندو لوگ تو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں لہذا قبر کی صورت بھی قطعی یقین دلاتی ہی کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ قبر کے مغربی پہلو کیطرف ایک سوراخ واقع ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے۔ یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر تک پہونچی ہوئی ہے۔ اس سے یقین کیا جاتا ہے

اسرائیلی ہیں جو متفرق وقتوں میں اس ملک میں آئے تھے اور انکی کتابی چہرے اور لمبی کرتے اور بعض رسوم اس بات کے گواہ ہیں پس نہایت قرین قیاس ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر اس ملک میں تبلیغ قوم کے لئے آئے ہونگے۔ حالمیں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جسکو ان سے [illegible] منگوایا ہے وہ بھی اس [illegible] ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور بعض مصنفوں نے واقعات یوز آسف [illegible] لکھے ہیں [illegible] یورپ کے ملکوں میں بھی ترجمے پھیل گئے ہیں انکو پادری لوگ بھی پڑھکر سخت حیران ہیں کیونکہ وہ تعلیمیں انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت ملتی ہیں بلکہ اکثر عبارتوں میں توارد معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی تبتی انجیل کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت توارد ہے [illegible] یہ ثبوت [illegible] نہیں ہیں کہ

---

* ضرور نہیں کہ سلیمان سے مراد سلیمان پیغمبر ہوں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسرائیلی امیر ہوگا جسکے نام سے یہ پہاڑ مشہور ہو گیا [illegible] یہودیوں کی یہ عادت ہی کہ نبیوں کے نام پر اپنے نام رکھ لیتے ہیں بہرحال اس نام سے بھی اس بات کا ثبوت [illegible] کشمیر میں گذرا ہوا ہے جسکے لئے حضرت عیسیٰ کا کشمیر میں آنا ضروری تھا۔ منہ

کہ کسی بڑے مقصود کے لئے یہ سوراخ رکھی گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہونگی۔ عوام کہتے ہیں کہ
اسمیں کوئی خزانہ ہے مگر یہ خیال قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج
نہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان بھید ہے اور صدہا سال سے برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ
بھی عجیب بات ہے۔ اس شہر کے شیعہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے جو کسی ملک سے بطور سیاحت آیا تھا اور
شہزادہ کے لقب سے موسوم تھا شیعوں نے مجھے ایک کتاب بھی دکھلائی جس کا نام عین الحیات ہے۔ اس کتاب میں
بہت سا قصہ دیکھو صفحہ ۱۱۱ ابن بابویہ اور کتاب کمال الدین اور اتمام النعمت کے حوالہ سے لکھا ہے لیکن وہ تمام بیہودہ
اور لغو قصے ہیں۔ صرف اس کتاب میں اسقدر سچ بات ہے کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہ نبی سیاح تھا اور شہزادہ
تھا جو کشمیر میں آیا تھا۔ اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہ ہے کہ جب جامع مسجد سے روضہ بل میین کے کوچہ میں آویں تو یہ مزار
شریف آگے ملے گی۔ اس مقبرہ کے بائیں طرف کی دیوار کے پیچھے ایک کوچہ ہے اور دہنی طرف ایک پورانی مسجد ہے معلوم
ہوتا ہے کہ تبرک کے طور پر کسی پورانے زمانہ میں اس مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہے اور اس مسجد کیساتھ
مسلمانوں کے مکانات ہیں کسی دوسری قوم کا نام و نشان نہیں اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک دہنے گوشہ میں ایک
پتھر رکھا ہے جس پر انسان کے پاؤں کا نقش ہے کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے۔ غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور
نشان کے باقی ہے۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک
دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے باقی تمام صورت مزار کی نقشہ منسلکہ میں دکھائی گئی ہے۔ فقط

کوئی شخص منصفانہ تحکم سے یکدفعہ انکار کر سکے بلکہ اپنی سچائی کی روشنی نہایت صاف پائی جاتی ہے۔ اور اس قدر قرائن ہیں
طور پر انکو دیکھنا اس نتیجہ تک پہونچاتا ہے کہ یہ بے بنیاد قصہ نہیں ہے۔ یوزآسف کا نام عبرانی سے مشابہ ہونا اور یوزآسف کا
شہزادہ نبی ہونا جو ایسا لفظ ہے کہ صرف اسرائیلی اور اسلامی انبیاء پر بولا گیا ہے اور پھر اس نبی کے ساتھ شہزادہ کا لفظ ہونا
اس نبی کی صفات حضرت مسیح علیہ السلام سے بالکل مطابق ہونا اور اسکی تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بالکل ہمرنگ ہونا اور پھر مسلمانوں
کے محلہ میں اس کا مدفون ہونا اور پھر انیس سو سال تک اسکے مزار کی مدت بیان کی جانا اور پھر اس زمانہ میں ایک انگریز محقق
سے تبتی انجیل برآمد ہونا اور اس انجیل سے صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت ہونا یہ تمام ایسے امور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ انکا مزار ہے اور بموجب شہادت
کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ اُنیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے

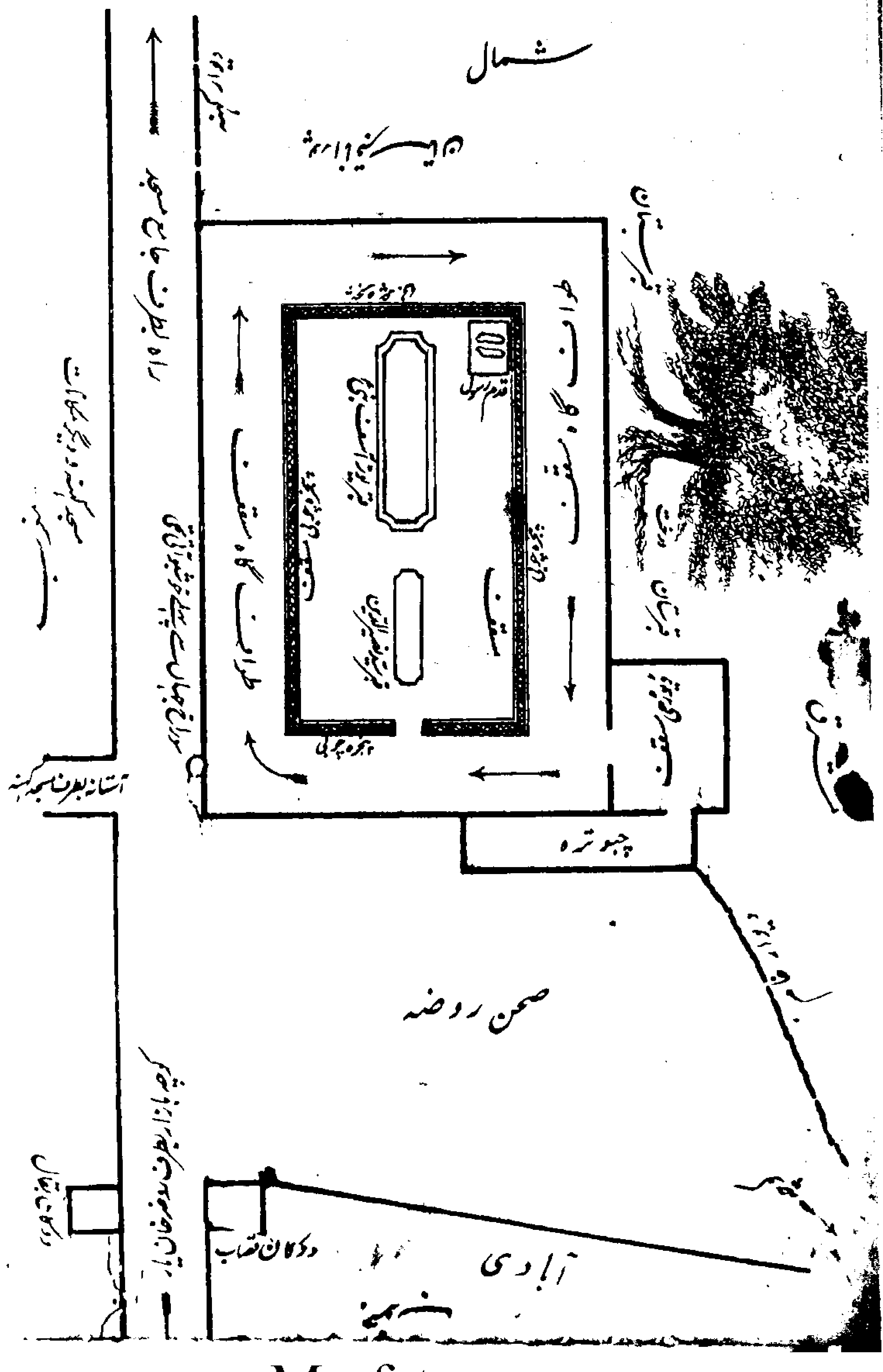

Marfat.com

خاتمہ کتاب

خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کیلئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جو سرینگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشک و شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسیٰ جو ہر طب کی ہزار کتاب بلکہ اس سے زیادہ گواہی دے رہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ "یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنے ان زخموں کے لئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے"۔ اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی یہودی اور مجوسی بھی ہیں جنکی کتابیں ابتک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شایع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے وہ انجیل جو حال میں تبت سے دستیاب ہوئی اس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ ضرور ہندوستان کے ملک میں [illegible] ہیں۔ اسکے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا۔ تاریخ کشمیر اعظمی جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے اسکے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ "سید نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے"۔ اور پھر یہی مورخ اسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ "ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت و عبادات میں وہ کامل درجہ پر تھا وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا اور کشمیر میں آکر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے اور اکثر اہل کشف خصوصاً ملا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے فرما گئے ہیں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہی ہیں"۔ یہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین ستمبر ۱۸۹۶ء اور اکتوبر ۱۸۹۶ء میں بہ تقریب ریویو کتاب شہزادہ یوز آسف و بلوہر مرزا صفدر علی صاحب سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ "یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرہ آفاق ہے پادریوں نے کچھ رنگ آمیزی کر دی ہے یعنے یوز آسف کے سوانح میں جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہے شاید یہ تحریر پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں"۔ لیکن یہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے۔ بلکہ پادریوں کو اسوقت یوز آسف کے سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کی پرانی کتابوں میں انکا ذکر ہے اور ابتک وہ کتابیں موجود ہیں۔ پھر پادریوں کو تحریف کیلئے کیا گنجائش تھی۔ ان پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہونگے۔ اور یہ تعلیم

۲ عیسیٰ صاحب کہتے ہیں جیسا کہ لکھا گیا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

Marfat.com

حاشیہ متعلقہ صفحہ اوّل اشتہار

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

فوری ذلت

ذلتِ صادق مجوای بیتمیز - زین رہی ہرگز نخواہی شد عزیز

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار یہی کہتے رہے کہ ہم صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے مباہلہ چاہتے ہیں اور مذہب اسلام میں مباہلہ مسنون بھی ہے - لیکن ساتھ اسکے یہ بھی درخواست ہی کہ اگر ہم کاذب ٹھہریں تو فوری عذاب ہمپر نازل ہو" اس کے جواب میں میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں مفصل لکھدیا ہے کہ مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے - احادیث میں ابتک لما حال الحول کا لفظ موجود ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کیا اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ابھی ایکسال گذرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کئے جاتے - سو اس حدیث سے مباہلہ کے لئے ایک سال تک کی شرط جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے نکلی ہے اور مسلمانوں کے لئے قیامت تک یہی طریق مسنون ہے کہ حدیث کے رعایت کرکے مباہلہ کی مدت کو ایک سال سے کم نہیں کرنا چاہیے بلکہ مردان خدا اور عارفان حق جو زمین پر ہیں وہ ہمیشہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہو کر اس معجزہ کے بھی وارث ہیں کہ اگر کوئی عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی اور مشرک جو کسی اور انسان کو خدا خیال کرتا ہے ان سے اس امر میں مباہلہ کرے تو خدا تعالیٰ اس مدت میں یا کسی اور مدت میں جو الہامی تصریح سے ملہم کو معلوم ہو شخص مقابل پر اپنے غلبہ اور حق کی شہادت کیلئے کوئی آسمانی نشان دکھائے گا - اور یہ اسلام کی سچائی کے لئے ہمیشہ کے نشان ہیں جن کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی - غرض ایک برس کی میعاد جو وعید کی پیشگوئیوں میں ایک اقل مدت ہے نصوص صریحہ سے ثابت ہے اور یہ ضد جو فوری عذاب چاہے وہی کرے گا جسکو علم حدیث سے سخت ناواقفی ہے - ایسا شخص ولایت کی شان کو داغ لگاتا ہے - میں نے تو بٹالوی صاحب کے سمجھانے کے لئے یہ بھی لکھدیا تھا

* عمل سے ثابت ہو کہ نشان دکھلانے کی برکت حضرت مسیح کے بعد نیز عیسائی مذہب میں پائی جاتی تھی بلکہ نشان دکھلانا ہی عیسائی کی نشانی تھی

که مباہلہ میں صرف ایک طرف سے بد دعا نہیں ہوتی بلکہ دونوں طرف سے بد دعا ہوتی ہے - پس اگر ایک فریق
مومن اور مسلمان کہلاتا ہے اور دوسرے فریق کو کافر اور دجال اور بے دین اور لعنتی اور مرتد کہکر اسلام سے
خارج کرتا ہے جیسا کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہے تو اسکو کس نے منع کیا ہے کہ وہ فوری عذاب کے لئے
بد دعا کرے - مگر ملہم اسکی مرضی کا تابع نہیں ہو سکتا ملہم تو خدا تعالیٰ کے الہام کی تابعداری کریگا - لیکن ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء
کا ہمارا اشتہار جو مباہلہ کے رنگ میں شیخ محمد حسین اور اسکے دو ہمراز رفیقوں کے مقابل پر نکلا ہے وہ **صرف**
ایک دعا ہے جس کا صرف مطلب یہ ہے کہ جھوٹے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہونچے اس کا یہ
مطلب **نہیں** ہے کہ جھوٹا **مارا جائے** یا کسی کوٹھے سے گرے - چونکہ محمد حسین اور زٹلی اور تبتی نے
افتراؤں اور لعنتوں اور گالیوں سے صرف میری ذلت چاہی ہے اس لئے میں نے خدا تعالیٰ سے یہی چاہا کہ
اگر در حقیقت میں ذلت کے لائق اور کاذب اور دجال اور لعنتی ہوں جیسا کہ محمد حسین نے اس قسم کی گالیوں سے
اپنے رسالے بھر دیئے ہیں اور بار بار میرا دل دکھایا ہے تو اور بھی ذلیل کیا جاؤں اور شیخ محمد حسین کو خدا تعالیٰ کی
طرف سے عزت ملے اور بڑے بڑے مراتب پاوے لیکن اگر میں کاذب اور دجال اور لعنتی نہیں ہوں تو جناب
احدیت میں میری **فریاد** ہے کہ میرے ذلیل کرنے والے محمد حسین اور زٹلی اور تبتی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے
غرض میں خدا تعالیٰ سے ظالم اور کاذب کی ذلت چاہتا ہوں ہم دونوں میں سے کوئی ہو - اور اسپر آمین کہتا ہوں
مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق در حقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم اور کاذب ہے اسکو
ذلیل کرے گا اور یہ واقعہ پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک پورا ہو جائے گا - خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اسکی
نظر میں کون ظالم اور کاذب ہے - اگر اس عرصے میں میری ذلت ظاہر ہو گئی تو بلاشبہ میرا کاذب اور
دجال ہونا ثابت ہو جائے گا اور اس طرح پر قوم کا روز کا جھگڑا مٹ جائے گا اور اگر شیخ محمد حسین اور جعفر
زٹلی اور تبتی پر آسمان سے کوئی ذلت آئے تو وہ اس بات پر دلیل قاطعہ ہو گی کہ انھوں نے گالیاں دینے
اور لعنتی اور کذاب کہنے میں میرے پر ظلم کیا ہے - لیکن شیخ محمد حسین نے میرے عربی الہام پر
اعتراض کر کے جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے یعنی [illegible] **تعجب لامری** ہے اپنے لئے ذلت کو
دروازہ آپ کھولا ہے گویا اپنے ہاتھوں فوری ذلت کی درخواست کو پورا کیا ہے بلکہ فوری ذلت تو ۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء

Marfat.com

سے پوری ہونی چاہیے تھی اور انھوں نے اس سے پہلے ہی ایک قابل شرم ذلت اٹھائی ہے جسکو فوری نہیں بلکہ پیشگی ذلت کہنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ شیخ مذکور نے الہام موصوف کو دیکھکر ایک موقعہ میں شیخ غلام مصطفٰے صاحب کے آگے جو اسی شہر کے باشندے ہیں میرے اس اشتہار کو دیکھکر یہ اعتراض کیا کہ الہام مندرجہ اشتہار میں جو یہہ فقرہ ہے کہ انتعجب لامری اس میں نحوی غلطی ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا بلکہ انتعجب من امری چاہیے یہ وہ اعتراض ہے جس پر بلا توقف شیخ کو ذلت نصیب ہوئی کیونکہ عرب کے نامی شاعروں بلکہ جاہلیت کے جلیل الشان شعرا کے کلام سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عجب کا صلہ لام بھی ہوا کرتا ہے۔ اب بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ شیخصاحب موصوف نے یہ غلط اعتراض کر کے جو اُنکی کمال درجہ کی بیخبری اور جہالت پر دلالت کرتا ہے اہل علم کے سامنے اپنی نہایت درجہ کی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرائی ہے اور ہر ایک دشمن اور دوست پر ثابت کر دیا ہے کہ وہ صرف نام کے مولوی اور علوم عربیہ سے بے بہرہ ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو مولوی کہلاتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ذلت نہیں جو وہ درحقیقت مولویت کی صفات سے بے نصیب ہو۔ افسوس اس شخص کو ابتک خبر نہیں کہ اس فعل کا صلہ یعنے عجب کا کبھی من کے لفظ سے آتا ہے اور کبھی لام سے۔ ایک بچہ جس نے ہدایۃ النحو تک پڑھا ہو وہ بھی جانتا ہے کہ نحویوں نے لام کا صلہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ مِن کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس صلہ کی شہادت میں جو شعر پیش کئے گئے ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے عجبت لمولود لیس له اب۔ ومن ذی ولد لیس له ابوان۔ شاعر نے اس شعر میں دونوں صلوں کا ذکر کر دیا ہے۔ لام کا بھی اور مِن کا بھی۔ اور دیوان حماسہ کے صفحہ ۱۹ اور ۳۹۰ و ۴۱۱ و ۴۷۵ و ۵۱۱ میں جو سرکاری کالجوں میں داخل ہے جسکی فصاحت بلاغت مسلم اور مقبول ہے جعفر بن عُلبہ اور دوسرے شاعروں کے پانچ شعر لکھے گئے ہیں اُن عرب کے نامی شاعروں نے عجب کا صلہ لام لکھا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) عجبتُ لمسراها وانّی تخلّصت الیّ وباب السجن دونی مُغلق۔ (۲) عجبت لسعي الدهر بيني وبينها۔ فلمّا انقضیٰ ما بیننا سکن الدهر۔ (۳) عجبتُ لبُرئی منك یا عزّ بعد ما۔ عمرت زمانا منك غير صحيح۔ (۴) عجبت لعبدان هجونی سفاهة۔ ان اصطبحوا من شانهم وتقيّلوا۔ (۵) عجبًا لاحمد والعجائبُ جمّة۔ انّی یلوم علی الزمان تبذّلی۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ جو حدیث مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۳ میں اسلام کے معنے کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جسکو متفق علیہ بیان کیا گیا ہے اسمیں بھی عجب کے لفظ کا صلہ لام کے ساتھ آیا ہے

اور حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ عجبنا له یسئله ویصدقه - دیکھو اسجگہ عجبنا کا صلہ من نہیں لکھا بلکہ لام لکھا ہے اور عجبنا منہ نہیں کہا بلکہ عجبنا له کہا ہے - اب بٹالوی صاحب فرماویں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانیوالے کی یہی ذلت ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے اور یہ بھی فتوی دیں کہ اس ذلت کو فوری ذلت کہنا چاہیے یا کوئی اور نام رکھنا چاہیے۔ شیخ کینہ ور نے اپنے جوش کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنا لیا کہ ؎ مرا خواندی و خود بدام آمدی۔ نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی - دیکھنا چاہیے کہ میری ذلت کی تلاش میں کیسی اپنی ذلت ظاہر کر دی۔ جس شخص کو مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث کی بھی خبر نہیں اور جو حدیث اسلام شناسی کا مدار ہے اسکے الفاظ بھی معلوم نہیں اور جو امر بخاری اور مسلم میں بتصریح مذکور ہے اس سے ابتک سفید ریش ہونے کی حالت میں بھی ایک ذرہ اطلاع نہیں کیا ایک منصف انسان ایسے شخص کا نام مولوی رکھ سکتا ہے۔ پس جس شخص کی عربی دانی کا یہ حال ہے اور حدیث دانی کی یہ حقیقت کہ مشکوۃ کی پہلی حدیث کے الفاظ سے ہی ناآشنائی ہے اس کا حال بیشک قابل رحم ہے اور اسکی ذلت پردہ پوشی کی کوشش سے بالاتر ہے - اور اسکی یہ ذلت بلاشبہ فوری ذلت ہے جو نشان کے طور پر اسکی درخواست کیموافق ظاہر ہوئی۔ اس نے اپنے مونہہ سے فوری ذلت مانگی خدا نے فوری ذلت ہی دکھلائی -

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس الہام کو کسی کی موت یا ٹانگ ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ یہ صرف کاذب کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ سو قبل اسکے جو خدا تعالی کا کوئی اور بھاری نشان ذلت ظاہر کرنیکے لئے ہو یہ ذلت بھی کاذب کیلئے خدا کے ہاتھ کا ایک تازیانہ ہے - اور الہام اتعجب لاھوری میں درحقیقت یہ ایک نکتہ پوشیدہ تھا کہ یہ الہام محمد حسین کیلئے ایک پوشیدہ پیشگوئی تھی جسمیں اشارہ کیطور پر یہ بیان تھا کہ محمد حسین فقرہ اتعجب لاھوری پر اعتراض کریگا اور اسکے یہ معنے ہیں کہ ای محمد حسین کیا تو لاھوری کے لفظ پر تعجب کرتا ہے اور میرے اس الہام کو غلط ٹھہراتا ہے اور صلہ من بتلاتا ہے - دیکھ میں تیرے پر ثابت کرونگا کہ میں عشاق کیساتھ ہوں اور تیری ذلت ظاہر کر دونگا - سو وہی ذلت ظاہر ہوئی - اور اسپر حصر نہیں ہے کیونکہ محمد حسین اور اسکے دوست اس ذلت کو حلوا کیطرح ہضم کر جائیں گے یا شیر مادر کی طرح پی جائیں گے اس لئے وہ ذلت جو کاذب اور ظالم کیلئے آسمان پر طیار ہے وہ اس سے بڑھکر ہے - خدا نے مجھے الہام دیا ہے کہ جزاء سیئة بمثلها پس اگر میں ناحق ذلیل کیا گیا ہوں تو خدا کے اس ذلت دینے والے نشان کا امیدوار ہوں جو جھوٹے اور ظالم اور مفتری اور دجال کے ذلیل کرنے

Marfat.com

اے خدا اے چشمۂ نور ہدیٰ

از کرم ہا چشم این امت کشا

یک نظر کن سوئے این راز نہان

تا رہی اے طالب از وہم گمان

الحمد للہ والمنہ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

راز حقیقت

عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اور سچے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مباہلہ کے متعلق

کئی تصفیئیں کر کے اصل غرض مباہلہ بتلاتا ہے

اور بمقام قادیاں مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع چھپا ہے اور بتاریخ

۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

شائع ہوا

جلد ۲۱۰۰

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

عرصہ دس برس کا ہوا ہے کہ جب میں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار شایع کیا تھا کہ اُنکی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے اُن کیلئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اُنکے عذاب کی تشریح معہ تشریح میعاد اُنکی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے بطیب خاطر مجھے اجازت دیدی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شایع کردیجائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شایع کردی گئی۔ اور نہ صرف اُسمیں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شایع ہوتی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئیگی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہوکر انتقال کریگا۔ اور اس پیشگوئی کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے کہ پنڈت مذکور ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہوگیا!

اگرچہ انسانی ہمدردی کے رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اُسکی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔ لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اُس کے مونہہ کی باتیں آج پوری ہوگئیں قسم ہے اُس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرۂ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری مدد سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک [illegible]کتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں

Marfat.com

دے گذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق کا ہے۔ مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرارداد باتوں کو روک سکتا ہے
اسوقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک کر کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار
۲۰ فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے۔ اور اشتہار ٹائیٹل پیج برکات الدعا وغیرہ
کو دلی توجہ سے پڑھیں۔ اور پاک دل ہوکر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خداتعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچکر
دکھادیا ہے۔ دیکھو دنیا میں کیسی وبا طاعون شروع ہوگئی ہے۔ یہ غفلت اور سخت دلی کی شامت ہے
اب ہر ایک قسم کو چاہیئے کہ عمل صالح میں کوشش کریں اور واہیات باتیں چھوڑ دیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ چونکہ آتھم کی موت بالکل پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی۔ اور خداتعالیٰ
کی مقرر کردہ شرط کے لحاظ سے بر دئے اشتہارات متواتر الہامات کے موافق وہ فوت ہوگیا تھا
اور اہل نظر کیلئے قابل طمانیت صفائی کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی تھی۔ مگر ابتک بعض نے محض
ہٹ دھرمی سے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا تھا۔ اور میری عداوت سے اسلام کی تحقیر کی بھی کچھ پروا
نہیں کی تھی اسلئے خداتعالیٰ نے چاہا کہ انکی موٹی عقلوں کیموافق اُنپر اتمام حجت کرے۔ سو یہ خداتعالیٰ
کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ کیونکہ اُسنے چاہا کہ اُسکے بندہ کی تحقیر کرنیوالے متنبہ ہوجائیں
اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب میں گذر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا
نابود کیا جاتا۔ اب تو اس کاروبار کا زمانہ اُس سچے اور برگزیدہ نبی کے زمانہ سے برابر ہوگیا ہے جو تیئیس
برس اس مسافرخانہ میں رہکر اور ایک دُنیا کو زندہ کر کے رفیق اعلیٰ کو جاملا تھا۔ کیونکہ الہامی سلسلہ کو
اب پچیسواں ۲۵ سال چڑھا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ؏

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۹ مارچ ۱۸۹۷ء

مطبوعہ گلزار محمدی پریس لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و [illegible] علیٰ رسولہ الکریم

سید احمد خان صاحب کے سی ایس آئی

سید صاحب اپنے رسالہ الدعاء والاستجابت میں اس بات سے انکاری ہیں کہ دعائیں جو کچھ مانگا جائے وہ دیا جائے۔ اگر سید صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا واجب نہیں بلکہ جس دعا کو خدا تعالیٰ قبول فرمانا اپنے مصالح کی رو سے پسند فرماتا ہے۔ وہ دعا قبول ہو جاتی ہے ورنہ نہیں تو یہ قول بالکل سچ ہوتا۔ مگر سرے سے قبولیت دعا سے انکار کرنا تو خلاف تجارب صحیحہ و عقل و نقل ہے۔ ہاں دعاؤں کی قبولیت کیلئے اس روحانی حالت کی ضرورت ہے جسمیں انسان نفسانی جذبات اور میل غیر اللہ کا چولہ اتار کر اور بالکل بحر ہو کر خدا تعالےٰ سے جا ملتا ہے۔ ایسا شخص مظہر العجائب ہوتا ہے۔ اور اس کی محبت کی موجیں خدا کی محبت کی موجوں سے یوں ایک ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ دو شفاف پانی دو متقارب چشموں سے جوش مار کر آپس میں ملکر بہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا آدمی گویا خدا کی شکل دیکھنے کے لئے ایک آئینہ ہوتا ہے۔ اور غیب الغیب کا اس کے عجائب کا موں سے پتہ ملتا ہے۔ اس کی دعائیں اس کی [illegible] سے ظہور ہوتی ہیں۔ کہ گویا دنیا کو پوشیدہ خدا دکھا دیتا ہے سو سید صاحب کی یہ غلطی ہے۔ کہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس آجاتے تو نئے اور پاک معلومات پا لیتے۔ مگر اب شاید ہماری اور انکی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی۔ افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سید صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے +

اب اصل مطلب یہ ہے کہ کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج کے اخیر صفحہ پر اور برکات الدعا کے ٹائٹل پیج کے صفحہ اول کے سر پر میں نے یہ عبارت لکھی ہے کہ نمونہ دعائے مستجاب اور پھر اس میں پنڈت لیکھرام کی موت کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے۔ اور کرامات الصادقین وغیرہ میں لکھ دیا ہے۔ کہ آ [illegible] الہام دعا کے بعد ہوا ہے۔ کیونکہ امر واقعی یہی تھا کہ اس شخص کی نسبت جو توہین [illegible] علیہ وسلم میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا دعا کی گئی تھی اور خدا تعالےٰ نے صریح کشف اور الہام سے فرمایا تھا کہ چھ برس کے عرصہ تک ایسے طور سے اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائیگا جیسا کہ وقوع میں آیا۔ اب اس پیشگوئی میں حقیقت کے طالبوں کے لئے دو نئے ثبوت ملتے ہیں۔ اول یہ کہ خدا اپنے کسی بندہ کو

Marfat.com

ایسے عمیق غیب کی خبر دیسکتا ہے۔ جو دنیا کی تمام نظر میں غیر ممکن ہو۔ دوسرے یہ کہ دعائیں قبول
ہوتی ہیں۔ اگر آپ آئینہ کمالات کا وہ اشتہار جس کے اوپر چند شعر ہیں اور کرامات الصادقین کا
وہ الہام جو صفحہ آخری ٹائٹل پیج پر ہے۔ اور برکات الدعا کے دو ورق ٹائٹل پیج کے اور نیز حاشیہ
آخری صفحہ کا ایک مرتبہ پڑھ جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ جیسا ایک منصف مزاج فی الفور اپنی
پہلی رائے کو چھوڑ کر اس سچائی کو تعظیم کے ساتھ قبول کرے۔ اگرچہ یہ پیشگوئی بہت ہی صاف ہے۔
مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دن بدن زیادہ صفائی کے ساتھ لوگوں کو سمجھ میں آتی جائیگی۔
یہانتک کہ کچھ دلوں کے بعد تاریک دلوں پر بھی اس کی ایک عظیم الشان روشنی پڑیگی۔ اکثر حصہ اس
ملک کا ایسے تاریک دلوں کے ساتھ پُر ہے۔ جن کو خبر نہیں کہ خدا بھی ہے۔ اور اس سے ایسے تعلقات
بھی ہو جایا کرتے ہیں!! پس جیسے جیسے پچھلی پتھر کو جاکر واپس آئیگی ویسے ویسے اس پیشگوئی پر یقین بڑھتا
جائیگا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے۔ کہ پھر ایکدفعہ ہندو
مذہب کا اسلام کیطرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔ ابھی وہ بچے ہیں انہیں معلوم نہیں
کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے۔ مگر وہ وقت آتا ہے کہ انکی آنکھیں کھلینگی۔ اور زندہ خدا کو اس کے عجائب
کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہیں پائینگے +

آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں کہ ایک پیشگوئی میں نے اشتہار [illegible] ۱۸۸۶ء میں آپ کی نسبت بھی کی
تھی کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصہ میں ایک سخت غم و ہم پیش آئیگا۔ اور اس پیشگوئی کے شائع ہونے سے
آپ کے بعض احباب ناراض ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اخباروں میں رد چھپوایا تھا مگر آپ کو
معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی اور یکدفعہ ناگہانی طور سے ایک شریر
انسان کی خیانت سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا آپ کو صدمہ پہنچا۔ اس صدمہ کا اندازہ
آپکے دل کو معلوم ہوگا کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع گیا۔ میرے ایک دوست میرزا خدابخش صاحب
مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس نقصان کے وقت علیگڈھ
میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اس غم سے مرجاتے۔ یہ بھی میرزا صاحب نے سنا کہ آپ نے اس
غم میں تین دن روٹی نہیں کھائی۔ اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی کی
ہوگئی سو اے سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں ذکر ہے چاہو تو قبول کرو۔ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

عرصہ دس برس کا ہوا ہے کہ جب میں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھرام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اشتہار شائع کیا تھا کہ انکی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے اُن کیلئے خُدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اُنکے عذاب کی تشریح معہ تشریح میعاد کے انکی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ چنانچہ اُنھوں نے بطیب خاطر مجھے اجازت دیدی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شائع کردیجائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شائع کردی گئی۔ اور نہ صرف [illegible] میں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شائع ہوتی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئیگی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خُدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہوکر انتقال کریگا۔ اور اس پیشگوئی کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے جو پنڈت مذکور ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہوگیا!

اگرچہ انسانی ہمدردی کے رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اُسکی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔ لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خُدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اُس کے مونہہ کی باتیں آج پوری ہوگئیں ہمیں قسم ہے اُس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرناک موت سے بچتا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ کیونکہ خدا کی باتیں ہمیشہ خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں

Marfat.com

درگذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق کا ہے۔ مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے۔ اسوقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلونکو پاک کر کے اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات اسلام کیساتھ شامل ہے۔ اور اشتہار ٹائیٹل پیج برکات الدعا وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں۔ اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچکر دکھادیا ہے۔ دیکھو دنیا میں کیسی وبائے طاعون شروع ہوگئی ہے۔ یہ غفلت اور سخت دلی کی شامت ہے اب ہر یک قوم کو چاہیئے کہ عمل صالح میں کوشش کریں اور واہیات باتیں چھوڑدیں۔

میں دیکھتا ہوں کہ چونکہ آتھم کی موت بالکل پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی۔ اور خدا تعالےٰ کی مقرر کردہ شرط کے لحاظ سے بروئے اشتہارات متواتر الہامات کے موافق وہ فوت ہوگیا تھا۔ اور اہل نظر کیلئے قابل اطمینان صفائی کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی تھی۔ مگر تاہم بعض نے محض ہٹ دھرمی سے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا تھا۔ اور میری عداوت سے اسلام کی تحقیر کی بھی کچھ پروا نہیں کی تھی اسلئے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انکی موٹی عقلوں کیموافق اُنپر اتمام حجت کرے۔ سو یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے۔ کیونکہ اُس نے چاہا کہ اُسکے بندہ کی تحقیر کرنیوالے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب میں گذر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا۔ اب تو اس کاروبار کا زمانہ اُس پہلے اور برگزیدہ نبی کے زمانہ سے برابر ہو گیا ہے جو ۲۳ تیئیس برس اس مسافر خانہ میں رہکر اور ایک دُنیا کو زندہ کر کے رفیق اعلیٰ کو جا ملا تھا۔ کیونکہ الہامی سلسلہ کو اب پچیسواں ۲۵ سال چڑھا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؛

راقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۹ مارچ ۱۸۹۷ء

مطبوعہ گلزار محمدی پریس لاہور

Marfat.com

بسم اللہ ... ایک سال کی شرط

ربنا افتح بیننا ... درخواست مباہلہ کو جو

بہت اثر مباہلہ ہم قبول کر سکتے ہیں زیادہ نہیں

بھی کرلیں کہ حدیث میں جیسا کہ تین دن کی کہہ

ال شرط پیش کرتا ہے علماء امت کا حق ہے

ہے تا مدعی کو آئندہ کلام کرنے کی گنجائش نہ رہے

یں گے"۔ سو شیخ محمد حسین نے باوجود بانی تکفیر ہو

نیتی سے مباہلہ کے میدان میں آتا یہ طریق اختیار کیا کہ

نام سے چھپوا دیا۔

اِس وقت وہ اشتہار میرے سامنے

فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذو

جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ

اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار

تو اے میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل

تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجا

آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اُن نعمتوں کے دینے

ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ

۱۵ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء تک

ذلیل کرنے کے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے

اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں

ہے تو میرے لئے یہ **نشان** ظاہر فرما

جن لوگوں نے شیخ محمد حسین

نے اس راقم کی تحقیر اور

ننانوے وجوہ کو ایک

اللہ محمد ر

کلمات کو

اسلام ظا

اپنے

ہو خواہ دس سال کی شرط پر افترا کرنے والا کبھی نجیاب نہیں ہو سکتا۔ غرض
یت نیک نیتی سے کی گئی تھی شیخ محمد حسین نے قبول نہیں کیا اور یہ عذر کیا کہ تین
لانکہ حدیث شریف میں سال کا لفظ تو ہے مگر تین دن کا نام و نشان نہیں۔ اور
تحدید نہیں ایسا ہی ایک سال کی بھی نہیں۔ تاہم ایک شخص جو الہام کا دعوی کرکے
س پر حجت پوری کرنے کے لئے ایک سال ہی منظور کر لیں۔ اس میں تو حایت
"خدا لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے نبی اور میرے پر ایمان لانے والے غالب
نے کے اس راہ راست پر قدم مارنا نہیں چاہا۔ اور بجائے اس کے کہ نیک
ے گندہ اور گالیوں سے پر اشتہار لکھکر محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کے

لکھا ہے اور میں نے خدا تعالےٰ سے **دُعا** کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ
ے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں
ں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے
ں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا
ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری سنہ ۱۹۰۰
ہت ظاہر کر۔ اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے
الے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت

(۱۳) مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء سے

ہمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری
سے دنیا میں رسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار
ں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت
اکہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین

Marfat.com

زیادہ تین روز میں (جو عبداللہ آتھم کے مباہلہ و قسم کے لئے اسر
وجہ دلیل تفصیل وحوالہ حدیث وتفسیر دہ اشاعۃ السنہ نمبر جلد
خلاف سنت ہو اور اسمیں کادیانی کی حیلہ سازی و فریب باز
لینا نہیں چاہتے صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو کادیانی نے
مونہہ کالا کیا جاوے اسکو ذلیل کیا جاوے (دیکھو جنگ مقدس
پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا جاوے
حضرت اقدس (الکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جنکو ابہ
بعد پھر گدھے کی سواری پر آپ کا جلوس نکلے اور آگے آگے آ
پشیمانی بد اور یہ شعر صائب کا بنائے بہ صاحب نظرے گوہر خود
بازیگوئی کہ دجالت بخوانند اے جارہ کفتنا بر سر خوری زافتر
جو مستانہ آتاہے یہ کہا جوتیاں سر پر مرا دیوانہ آتاہے

راقم سید ابوالحسن تبتی

* اصل عبارت پرچہ مذکور یہ ہے "میں اسوقت اق
ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آجکی تاریخ سے بسزائے مو
جاوے روسیاہ کیا جاوے - میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاو

ضروری

(۱) .... ناپین دجال اکہ کادیانی لعین نے جو اش
ھدیٰ ہے - مولویصاحب فرماتے ہیں کہ وہ بدنصیب بقلم بند (جبکہ
ہونے کا دعوی کرتاہے اور اسپر فخر کرتاہے - کیوں نہو یہ قدیم سے
(۲) یہ بھی مریدان دجال نے مشتہر کیاہے کہ عبدالقادر نے قلمی خط دلو
عبدالقادر کا کوئی خط نہیں پہونچا - قلمی خط تو یک طرف کوئی
یا اسکے اتباع کا رسالہ ہم کو نہیں پہونچا - بعد سوال اور تلاش سے ہم نے
انتدائی شملہ سے شملہ کے ایک کلرک کہ آپ ہوا سے بتقاضا وصول کیا -
(۳) عربی نویسی میں دجال کادیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض
اکبر کی نسبت پھر غل کیاہے - مولویصاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ
عربی نویسی کا ابھی طمو بخیہ ادھیڑ چکے ہیں - مگر اس گروہ بے شکوہ نے شہر
میں لاکر لوگوں کو دھوکا دیاہے ان میں ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ الس

* تعجب کی بات ہے کہ اگر قسم کھالی ... سے کچھ بھی اثر نہ ہو ... یہ دعوی نہیں کر سکتے کہ فی الفور بددعا کا اثر ہوجاوے گا - من اشتہر

Marfat.com

"نے تسلیم کئے تھے - اور قبل از مباہلہ کادیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا - اسکی"
"۵ا کے صفحہ ۱۷ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۰ کے صفحہ ۸۶ میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی"
"ں کی بڑی گنجائش ہے اور درصورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولویصاحب کچھ نقد انعام"
"بد اتھم آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لئے خود تجویز کی تھی کہ اسکا"
"ہیں آخری پرچہ قادیانی کا صفحہ اخیر) ہیں ہکو یہ شرط سکلو ہے لیکن اس روسیاہی کے بعد اسکو گرچہ"
"اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس ۸۲۵ روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس ۸۲۵ جوتے ......"
"ں چاروں مواضع کے مرید ..... آپکی نذر کریں - اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے"
"یکے مخلص مرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جاویں - ع چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید"
"ا - عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند ؛ اور یہ رباعی مرسل یزدانی و عیسیٰ نبی اللہ شدی -"
"ے تا منزا - روسیہ گشتی میان مردم قرب دجلہ - اور یہ بیت اردو - اڑا تا خاک سر پہ"

حال وارد کوہ شملہ سنجولی ۳۱ - اکتوبر ۱۸۹۸ء"

"ار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالےٰ کے نزدیک جھوٹ پر"
"ت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں - مجھکو ذلیل کیا"
"ے مجھکو پھانسی دیا جاوے - ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں -"

نوٹ (یادداشتیں)"

"تہاروں میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبد القادر لودہانوی مولوی صاحب موصوف کا یہ محض"
"م مولوی نور الحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملا پڑھتا تھا - اب وہ ہمارا ہم مکتب"
"ہوتا چلا آیا ہے جس کی شکایت اس شعر میں ہے ؎ کس نیاموخت علم تیر از من - کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد -"
"صاحب کے پاس بھیجا ہے - مولویصاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے - لعنۃ اللہ علی الکاذبین - ہم کو"
"نبار الحکم میں ہیں اسکا یہ خط درج ہوا ہے یا کوئی اشتہار - لاہور - یا شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا کادیانی"
"ب مدرس سکول شمالہ سے اخبار کا پرچہ منگا کر شیخ فتح محمد اہل حدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا - اور"
"اور اس دجال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو مضمون جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اسکی کاپی ہمارے نہیں بھیجتے -"
"لوجران تابعین دجال نے مولویصاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے - اس میں بھی ان گستاخوں نے دجالی"
"نمبر جلد ۵ا کے صفحہ ۹۵ا میں کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لئے للکار چکے ہیں - پھر نمبر ۱۲ جلد ۱۵ میں کادیانی کی"
"وحیا کو نصیب اعدا سمجھکر ان دعاوی باطلہ و اغالیط عاطلہ کا دیانی کا اعادہ کرکے گذشتہ صدوسے اکھاڑنے کو عمل"
"نہ لکے ان مقالات کو پڑھکر ڈوب کر مر جاتے اور پھر عربی نویسی کا دعوی زبان پر نہ لاتے مگر یہاں شرم کہاں"

Marfat.com

As the Muslims of India entertain different beliefs w[ith]
regard to "the coming Mehdi" and especially the nature [of]
his appearance among the Muslims: according to some [he]
he will be a reformer and engenderer of new-life,
like a true lover of peace and tranquility and a person [pure]
in heart, – the Muslims of this party considering hi[s]
appearance as mearly spiritual: while other Musli[ms]
such as Maulvi Muhammad Husain of Bat[ala]
editor of Isha-at-Ussunnah and leader and a[dvocate]
of Ahl-i-Hadis or Wahabis of his class, believe [that]
"the coming Mehdi" will be Ghazi, general slau[ghterer]
and upsetter of the empires of the nations other [than]
Muslims, especially the bitter opponent of the B[ritish]
Empire, and speak of the terrible consequences [result]-
-ing from the bloody deeds of this Mehdi, I h[ave]
written this pamphlet to show which of thes[e]
Muslim parties is right in its beliefs with re[gard]
to "the coming Mehdi"

It will be better that our benign Gover[nment]
will get this pamphlet translated into Englis[h and]
hence make itself acquainted with these diffe[rences]
concerning "the coming Mehdi."

Haqiqat-ul-Meh[di]

حقیقت المہدی

The true nature of Al-me[hdi]

مہدی کے متعلق عقیدے

یہہ ضروری ہے کہ میں گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ پر ظاہر کروں کہ مہدی معہود کے بارہ میں فرقہ وہابیہ کا جو اپنے تئیں اہل
کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن کا سرگروہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اپنے تئیں خیال کرتا ہے کیا عقیدہ ہے۔ اور اس
بارہ میں میرا اور میری جماعت کا کیا عقیدہ ہے۔ کیونکہ اس تمام اختلاف اور باہمی عداوت کی جڑ یہی ہے کہ میں ایسے مہدی
نہیں مانتا اس لئے میں ان کی نظر میں کافر ہوں اور میری نظر میں یہ لوگ غلطی پر ہیں۔ سو میں ذیل میں بمقابل اپنے
کے ان لوگوں کا عقیدہ لکھتا ہوں جو مہدی کے بارہ میں رکھتے ہیں۔ اگرچہ یہ عقیدہ جو مہدی کی نسبت اہل حدیث کا ہے جن کا
نام وہابی ہے انکے صدہا رسالوں اور کتابوں میں پایا جاتا ہے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ نواب صدیق حسن خان کی کتا
میں سے اس عقیدہ کا کچھ حال بیان کروں کیونکہ مولوی محمد حسین جو انکا سرگروہ ہے صدیق حسن خان کو اس صدی کا مجدد
ہے (دیکھو اشاعۃ السنہ) اور اسکی کتابوں کو ایک مجدد کی ہدایات کی حیثیت سے ہر ایک اہل حدیث کے لئے واجب العمل

ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ مہدی کی نسبت

نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۰۲ میں اور نیز
انکا بیٹا سید نور الحسن خان اپنی کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۶۴ میں
مہدی کی نسبت اہل حدیث کے عقیدہ کو اسطرح پر بیان کرتے ہیں جس کا خلاصہ
یہ ہے کہ مہدی ظاہر ہوتے ہی اسقدر عیسائیوں کو قتل کریگا کہ جوان
میں سے باقی رہجائیں گے انکو حکومت اور بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہیگا
اور ریاست کی بو انکے دماغ میں سے نکل جائے گی اور ذلیل ہو کر بھاگ
جائیں گے" پھر اسی حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۷۴ سطر ۸ میں لکھتا ہے کہ اس
فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کریگا اور ہندوستان کو فتح کریگا
اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈالکر اسکے سامنے حاضر کیا
جائیگا اور تمام خزانے اور بنک گورنمنٹ کے لوٹ لینگے" اور پھر اسکی
زیادہ تشریح کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۶۴ میں اسطرح کی ہے

اور وہ یہ ہے میرا اور میری جماعت کا عقیدہ مہدی کی نسبت

مہدی اور مسیح موعود کے بارہ میں جو میرا عقیدہ اور
کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی
بارہ میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں
نزدیک انپر تین قسم کا جرح ہوتا ہے یا یوں کہو کہ
باہر نہیں (۱) اول وہ حدیثیں کہ موضوع اور غیر
ہیں اور انکے راوی خیانت اور کذب سے متہم ہیں
دیندار مسلمان انپر اعتماد نہیں کر سکتا۔ (۲) دوم
حدیثیں ہیں جو ضعیف اور مجروح ہیں اور باہم تناقض
کی وجہ سے پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور حدیث کے
نے یا تو انکا مطلقا ذکر ہی نہیں کیا اور یا جرح اور بے اعتبا
کے ساتھ ذکر کیا ہے اور توثیق رواۃ نہیں کی یعنی را

Marfat.com

البیان ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

اے قدیر و خالق ارض و سما ‌ ‌ ‌ اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر ‌ ‌ ‌ اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر ‌ ‌ ‌ گر تو دیدا ستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را ‌ ‌ ‌ شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار ‌ ‌ ‌ ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برآر
آتش افشاں بر در و دیوارِ من ‌ ‌ ‌ دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی ‌ ‌ ‌ قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ ‌ ‌ ‌ کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
بامن از روئے محبت کار کن ‌ ‌ ‌ اندکے افشاءِ آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جویندۂ ‌ ‌ ‌ واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم ‌ ‌ ‌ زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من ‌ ‌ ‌ اے تو کہف و ملجا و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی ‌ ‌ ‌ وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رُخِ من برفروز ‌ ‌ ‌ ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز

Marfat.com

چشم بکشا ایں جہان کور را
ز آسماں نور نشان خود نما
ایں جہاں بینم پر از فسق و فساد
از حقائق غافل و بیگانہ اند
سرد شد دلہا ز مہر روئے دوست

اے شدید البطش بنما زور را
یک گلے از بوستان خود نما
غافلاں را نیست وقت موت یاد
ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند
روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست

سیل در جوش است و شب تاریک و تار
از کرم ہا آفتابے را بر آر

چونکہ قدیم سے یہی زمانہ کی عادت ہے کہ جب کسی قوم میں کوئی ایسا فرقہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم کی نظر میں اس فرقہ کے اصول اور عقائد انکے اپنی اصول اور عقیدوں کے برخلاف ہوتے ہیں تو اس قوم کے سرگروہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کر دیں اور ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ قوم کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے انکو بدنام کریں۔ سو یہی معاملہ اس ملک کے بعض مولویوں نے مجھ سے کیا ہے۔ جن میں سے پکا دشمن اور مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہے۔ اس بیچارے نے میری بدخواہی کے لئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتاء لیکر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا۔ اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اسکی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہونچاتا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالانکہ آپ ہی اپنے اشاعۃ السنہ میں میرے بارہ میں یہ مضمون شایع کر چکا تھا کہ اس شخص کی نسبت بغاوت کا خیال دل میں لانا کمال درجہ کی بے ایمانی ہے اور بار بار لکھ چکا تھا کہ میں اپنی ذاتی واقفیت سے گواہی دیتا ہوں کہ یہ شخص اور اس کا والد مرزا غلام مرتضےٰ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ جان نثار ہیں۔ غرض جب اس **دانا گورنمنٹ** نے اس حاسد کی باتوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی تو پھر اپنی

Marfat.com

کو اکسانا شروع کیا اور میری نسبت یہ فتویٰ شایع کیا کہ اس شخص کا قتل کرنا موجب ثواب ہے۔ چنانچہ اس کے فتوے کو دیکھکر اور کئی مولویوں نے بھی قتل کا فتویٰ دیدیا۔ پس بلاشبہ یہ سچ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے یہ سامان پیدا نہ کرتا کہ اس گورنمنٹ عالیہ کے زیر سایہ مجھے پناہ دیتا تو معلوم نہیں کہ ایسے غازی مجاہد ابتک کیا کچھہ نہ دکھلاتے۔ یہ شخص بار بار مجھے امیر کابل کی دھمکی دیتا رہا ہے کہ وہاں چلو تو پھر زندہ نہ آؤ گے۔ یہ تو ہمیں معلوم تہا کہ یہ شخص امیر کابل کے پاس ضرور گیا تہا۔ مگر یہ بھید ابتک نہیں کھلا کہ امیر نے اس شخص کو میرے قتل کی نسبت کیوں اور کس وجہ سے وعدہ دیا۔ مگر یاد رہے کہ میرے منافقانہ اصول نہیں ہیں۔ اگر اس شخص نے امیر کو میری نسبت یہ کہکر برگشتہ کیا ہے کہ یہ شخص اُس مہدی اور مسیح کے آنے سے منکر ہے جس کا انتظار جسمانی خیالات کے لوگ کر رہے ہیں تو مجھے حق بات کے بیان کرنے میں امیر کابل کا کیا خوف ہے۔ میں برملا کہتا ہوں کہ اس غازی مہدی اور غازی مسیح کے آنے کا میں منکر ہوں گو یہ کلمات کسی بے ادبی پر حمل کئے جائیں۔ مگر جو کچھہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا میں اُس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ روحانی طور پر اسلام کو ترقی ہوگی اور امن اور صلحکاری سے سچائی پھیلے گی۔ مگر اس شخص کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ کئی رنگ بدلتا ہے۔ مولویوں کو درپردہ کچھہ کہتا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کو کچھہ اور۔ پھر امیر کابل کے پاس اُس کے خوش کرنے کے لئے اُسکی مرضی کے موافق عقائد ظاہر کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس شخص نے کابل میں جاکر اپنے وجود کو عقیدہ کے رو سے ایسے اغراض کے موافق ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ اگر امیر کابل ایسا ہی شخص ہے جو اپنے مخالف عقیدہ کو پاکر فی الفور قتل کر دیتا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے امیر سے یہ کیونکر بچکر آگیا۔ کیا یہ شخص اقرار کر سکتا ہے کہ یہ امیر کابل کا ہم عقیدہ ہے رہے میرے عقائد سو جیساکہ وہ واقعی سچے ہیں ایسا ہی وہ ہر ایک فتنہ سے پاک اور مبارک ہیں۔ ایک دانا سوچ سکتا ہے کہ ہمارے یہ عقائد کہ کوئی مہدی یا مسیح ایسا آنے والا نہیں ہے جو زمین کو خون سے سرخ کر دے گا اور بڑا کمال اُس کا یہ ہوگا کہ جبری

Marfat.com

لوگوں کو مسلمان کرے۔ یہ کیسے عمدہ اور نیک عقائد ہیں جو سراسر امن اور حلم کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ جنکی وجہ سے نہ کسی مخالف کو یہ موقعہ ملتا ہے کہ اسلام پر کسی قسم کے جبر کا الزام قائم کرے اور نہ بنی نوع سے خواہ نخواہ کی درندگی کا برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور نہ اخلاقی حالت پر کوئی دھبہ لگتا ہے اور نہ ایسے پاک عقیدہ کے لوگ کسی مخالف المذہب گورنمنٹ کے نیچے منافقانہ زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ عقیدے جو ہمارے عقائد کے مخالف ہیں جن کے لئے یہ لوگ امیدیں کئے بیٹھے ہیں اُنکی تصریح کی ضرورت نہیں۔ ہماری دانا گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے متفرق فرقوں میں سے خطرناک وہ گروہ ہے جنکے عقائد خطرناک ہیں۔ محمد حسین بٹالوی کا مجھے مہدی سوڈانی سے مشابہت دینا کسقدر گورنمنٹ کو دھوکہ دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا اور نہ ایسے کسی مسیح کے آنے کا انتظار رکھتا ہوں جس کا کام جہاد اور خونریزی ہو تو پھر سوڈانی کو مجھ سے کیا مشابہت اور مجھے اُس سے کیا مناسبت۔ جہانتک میرا خیال ہے میں جانتا ہوں کہ مہدی سوڈانی کے عقیدہ سے ان لوگوں کے عقیدے بہت مشابہ ہیں۔ اگر محمد حسین اور اسکے دس بیس دوست مولویوں کے ایک دوسرے کے روبرو حلفاً اظہار لئے جائیں تو فی الفور پتہ لگ جائے گا کہ مہدی سوڈانی کے عقائد سے میرے عقائد ملتے ہیں یا ان لوگوں کے۔

مجھے کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان باتوں کا ذکر کروں۔ گورنمنٹ عالیہ خوب دانا ہے وہ کسی کا دھوکا کھا نہیں سکتی۔ لیکن چونکہ محمد حسین نے بارہا میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ گویا مہدی سوڈانی سے میرے حالات مشابہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس لئے ضرور تھا کہ اس افترا کا میں جواب دیتا۔ خدائیتعالیٰ کا شکر ہے کہ منافقانہ کارروائیوں سے اُس نے مجھے محفوظ رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ محمد حسین کی طرح گورنمنٹ انگریزی کو کچھ بتلاؤں اور اپنے ہم جنس مولویوں پر کوئی اور عقائد ظاہر کروں۔ یہ کس قدر قابل شرم اور کمینہ خصلت ہے کہ محمد حسین بٹالوی نے دوسرے مولویوں سے اُنکے مہدی کے متعلق

عقائد سے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی طرح امیر کابل کو بھی خوش کیا اور اُس سے بہت سا روپیہ انعام پایا۔ اور گورنمنٹ کے پاس یہ بیان کیا کہ گویا وہ ایسے عقائد سے بیزار اور ایسی حدیثوں کو سراسر غلط اور موضوع سمجھتا ہے۔ کیا یہ قابل تعریف خصلت ہے؟ ہرگز نہیں۔ منافقوں سے نہ خدا تعالےٰ راضی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی دانا گورنمنٹ راضی ہوسکتی ہے۔ ظاہر و باطن ایک ہونا نہایت عمدہ خصلت ہے۔ گورنمنٹ سوچ سکتی ہے کہ یہ لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہیں اور اصل جڑ ناراضگی کی کیا ہے۔ گورنمنٹ کے لئے سر سید احمد خاں کے سی ایس آئی کی شہادت کافی ہے جبکہ وہ آخری وقت میں میری نسبت شایع کرگئے بلکہ تمام مسلمانوں کو نصیحت دی کہ اس شخص کے اُس طریق عمل پر چلنا چاہیئے جو گورنمنٹ انگریزی کی نسبت اس کے خیالات ہیں"۔ کون نیک دل انسان ہے جو اس بات پر اطلاع پاکر افسوس نہیں کریگا کہ محمد حسین نے نہایت کینہ پن سے مسلمانوں کو میرے دکھ دینے کے لئے آمادہ کردیا۔ میں اپنے طور پر روحانی امور کی دعوت کرتا تھا اور کبھی میں نے محمد حسین کو مخاطب نہیں کیا تھا کہ یکدفعہ اُس نے خود بخود میرے لئے استفتاء طیار کیا اور یہ کوشش کرنا چاہا کہ لوگ مجھے کافر اور دجّال قرار دیں۔ پہلے وہ فتویٰ اپنے اُستاد نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا۔ چونکہ نذیر حسین مذکور اُسی کا ہم مشرب اور ہم مادہ ہے اور حواس بھی پیرانہ سالی کے ہیں اور فطرتاً کوتہ اندیش مُلّاؤں کی طرح بغض اور بخل بھی بہت ہے اس لئے فی الفور بلا توقف میرے کفر پر گواہی دی۔ پھر کیا تھا تمام اس کے فضلہ خوار شاگردوں نے تکفیر کا فتویٰ دیدیا۔ خیر یہ تو وہ امر ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک شخص معلوم کرلے گا کہ کون کافر اور کون مومن ہے لیکن اسجگہ صرف یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ محمد حسین نے خواہ نخواہ سراسر عناد کی وجہ سے فتویٰ طیار کیا۔ اور ہندوستان میں جابجا سیر کرکے صدہا مہریں اُس پر لگوائیں کہ یہ شخص کافر اور دجّال ہے اور پھر اُس وقت سے آجتک توہین اور تحقیر اور گالیاں دینے سے باز نہ آیا اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری اور ابو الحسن تبتی کے نام پر چھپوا دیئے اور پھر اکثر مضمون کو نقل کے طور پر اپنے رسالوں میں لکھتا رہا۔ یہ تمام ثابت شدہ امور ہیں صرف ظنی باتیں نہیں ہیں۔ اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کی اور میرے قتل کا فتویٰ دیا۔ بارہا مباہلہ کی درخواست کی اور پھر اعراض کیا

Marfat.com

اور مجھے بدنام کیا کہ مباہلہ نہیں کرتے ۔ یہی موجبات تھے جنکی وجہ سے میں نے اشتہار مباہلہ ۱۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا ۔ جس کے بعد محمد حسین نے ایک چھری خریدی جس سے مجھے اس طور سے بدنام کرنا منظور تہا کہ گویا میں اُسکو قتل کرنا چاہتا ہوں ۔ لیکن جس شخص نے پہلے اس سے میرے قتل کا فتویٰ دیا اُس کا چھری خریدنا کس بات پر دلالت کرتا ہے ۔ سوچنا چاہیے کہ میں نے اپنی پیشگوئی کے معنے صاف طور پر اشتہار میں درج کئے تہے کہ اس سے مراد کسی کی موت وغیرہ نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جو شخص جھوٹا ہے وہ علماء اور اہل انصاف کی نظر میں ذلیل ہوگا اور اس ذلت کو قانون سے کچھ تعلق نہ تہا مگر تاہم بعض اہل غرض نے مجھے قانون کا نشانہ بنانا مدعا رکھکر حکام تک اس بات کو پہونچایا ۔ اگر دو چار عربی جاننے والوں سے اُس الہام کے حلفاً معنے پوچھے جاتے اور سب سے پہلے چند عربی دان لوگوں کا میرے روبرو اظہار لیا جاتا تو یہ مقدمہ ایک قدم بھی نہ چل سکتا کیونکہ ایسی ذلت کو جو علماء کے فتوے پر موقوف ہی قانون سے کچھ بھی تعلق نہ تہا مگر ایسا نہ ہوا اور اسی وجہ سے بڑا حرج پیش آیا حالانکہ اشتہار ۱۰ر نومبر اور ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء میں اس کی تشریح بھی موجود تہی ۔ محمد حسین نے اپنی پرانی عادت کے موافق آتہم اور لیکہرام کی نسبت جو پیشگوئی تہی اس سے اس طور سے فائدہ اٹھانا چاہا کہ گویا وہ تمام شور اور خونریزی میرے مشورہ اور ایما سے ہوئی تہی اور ایسی پیشگوئیاں میرا قدیم شیوہ ہے مگر افسوس کہ کسی کو ابتک یہ خیال نہیں آیا کہ وہ دونوں پیشگوئیاں اُن دونوں شخصوں کے سخت اصرار کے بعد ہوئی تہیں اور انھوں نے خود اپنی رضامندی سے اُن پیشگوئیوں کو میرے شایع کرنے سے پہلے شایع کیا تہا جسکے ثبوت کافی طور پر موجود ہیں تو پھر میرے پر کونسا الزام تہا ۔ ہاں پیشگوئیوں کے مضمون کے موافق ان دونوں نے وفات پاکر پیشگوئیوں کو سچا کردیا ایک اپنی موت سے مرا اور دوسرا کسی کے مارنے سے ۔ عبد اللہ آتہم جو اپنی موت سے مرا تہا اس نے زمانہ پیشگوئی میں کبھی ظاہر نہ کیا کہ اُسکے مارنے کے لئے کبھی کوئی حملہ ہوا ۔ چونکہ پیشگوئی شرطی تہی اس لئے اس نے اسلامی عظمت کا خوف دل میں پیدا کرکے اسقدر فائدہ اٹھالیا کہ جب تک وہ خاموش رہا زندہ رہا اور جب اس نے عیسائیوں کی تعلیم سے یہ کہنا شروع کیا کہ میں نے اسلامی

Marfat.com

عظمت سے کچھ خوف نہیں کیا تو اس جھوٹ بولنے کی وجہ سے خدا نے اس کو جلد تر اٹھا لیا تا پیشگوئی کا پورا ہونا لوگوں پر ظاہر کرے جیسا کہ میرے الہام میں پہلے سے یہی درج تھا۔ سو عبداللہ آتھم کی نسبت دو طور سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ اول الہامی شرط کے موافق اسلامی عظمت سے خوف کرنے اور پندرہ مہینے تک تحقیر اسلام سے زبان بند رکھنے کی وجہ سے خدائے رحیم نے اسکو مہلت دی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں سنت اللہ ہے اور پھر پندرہ مہینے یعنے میعاد پیشگوئی گذرنے کے بعد اسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نے اس خوف کی وجہ سے فائدہ مہلت اور تاخیر کا نہیں اٹھایا بلکہ اتفاقاً ایسا ہی ہوگیا۔ سو اس خیال پر جب اُس نے اصرار کیا اور چند افترا بھی کئے اور سمجھا کہ اب میں بچ گیا تو خدا تعالےٰ نے اُس سے اپنی امان کو واپس لے لیا اور میرے آخری اشتہار سے چھ مہینے کے اندر وہ فوت ہوگیا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ صرف شرط سے اس نے فائدہ اٹھایا تھا۔ شرط کو توڑا اور فوراً پکڑا گیا۔ پس آتھم میں دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ (۱) شرط سے فائدہ اٹھانے کی۔ (۲) اور شرط توڑنے کے بعد فوراً پکڑے جانے کی۔ اور لیکھرام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ اس لئے وہ ایک ہی پہلو پر پوری ہوئی کیسے نادان اور ظالم اور خائن وہ شخص ہیں کہ جو کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی ہم انکو بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ بعض بخیل طبع دل کے اندھے ایک دو اور پیشگوئیوں پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر یہ سراسر انکا افترا ہے اور سچ اور واقعی یہی بات ہے کہ میری کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کہ جو پوری نہیں ہوگئی۔ اگر کسی کے دل میں شک ہو تو وہ سیدھی نیت سے ہمارے پاس آجائے اور بالمواجہ کوئی اعتراض کرکے اگر شافی کافی جواب نہ سنے تو ہم ہر ایک تاوان کے سزاوار ٹھہر سکتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ایسے لوگ بخل سے اعتراض کرتے ہیں نہ انصاف سے۔ اگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کے وقتوں میں ہوتے تو تب بھی ایسے ہی اعتراض کرتے جو مجھ پر کرتے ہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اسکو ہم راہ دکھلا سکتے

Marfat.com

ہیں۔ مگر جو بخل اور خود غرضی اور تکبر سے اندھا ہو گیا ہو اسکو کیا دکھا سکتے ہیں۔ تین ہزار یا اس سے بھی زیادہ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں پوری ہو چکی ہیں۔ صدہا نیک دل انسان گواہ ہیں۔ بہت سی تحریریں پیش از وقت شایع ہو چکی ہیں پھر بھی اگر کوئی بخل کی راہ سے خواہ نخواہ شکوک اور اعتراضات پیش کرتا ہے اور سیدھے طور پر صحبت میں رہکر تجربہ نہیں کرتا اور نہ اہل تجربہ سے دریافت کرتا ہے اور دجل اور خیانت کی کی راہ سے دھوکہ دینے والے اعتراضات مشہور کرتا ہے اور خیانت اور دروغگوئی سے باز نہیں آتا وہ اُن منکرین کا وارث ہے جو اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کے مقابل پر گذر چکے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو ایسے منصوبہ باز لوگوں کے بہتانوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اس بات کا کیا سبب ہے کہ یہ لوگ چوروں کی طرح دور دور سے اعتراض کرتے ہیں اور صاف باطن لوگوں کی طرح بالمقابل آکر اعتراض نہیں کرتے اور نہ جواب سنتا چاہتے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ یہ لوگ اپنے دجل اور بد دیانتی سے واقف ہیں اور ان کا دل انکو ہر وقت جتلاتا ہے کہ اگر تم نے ایسے بیہودہ اور جہالت اور خیانت سے بھرے ہوئے اعتراض روبرو پیش کئے تو اس صورت میں تمہاری سخت پردہ دری ہو گی اور تمہاری دھوکہ دینے والی باتیں یکدفعہ کالعدم ہو جائیں گی تب اُسوقت ندامت اور خجالت اور رسوائی رہ جائیگی اور اعتراض کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جکی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں اس لئے قبل اسکے جو عادۃ اللہ سے واقف ہوں بخل کی جوش سے اعتراض کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ ویتربصون علیکم الدوائر میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرۃ السوء کے مضمون سے بے خبر۔ انہیں سے ایک نے علم جفر کا دعوی کرکے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جفر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص

کاذب ہی۔ مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جفر وہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے ذریعہ سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر نعوذ باللہ ظالم اور دائرہ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا وہی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل سچائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام نبیوں کے مذاہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے۔ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلاء ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جسکو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر انکو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھکر اردگرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اسکو نظر آسکتی ہے۔ لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہجاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ انکی نظر کو اونچے مکان تک لیجاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور نشیب کا آدمی انجام کی خبر نہیں دے سکتا۔ اسی لئے بلعم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پہچاننے میں دھوکہ کھایا اور اسکو انکا وہ عالی مرتبہ برگزیدگی کا معلوم نہ ہو سکا جس سے دُور کردہ ادب اختیار کرتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی یہودیوں میں کئی ملہم اور خواب بین تھے۔ مگر چونکہ وہ نشیب میں تھے اور اظہار علی الغیب کا اُن کو مرتبہ نہیں دیا گیا تھا اس لئے وہ حضرت عیسیٰ کو شناخت نہ کر سکے اور اپنے جیسا بلکہ اپنے سے بھی کمتر ایک انسان سمجھ لیا اور خواب بینوں اور الہام یابوں کے لئے یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ اگر خدا کا فضل نہ ہو تو اکثر اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور نیم ملا خطرہ ایمان کی مثل ان پر صادق آجاتی ہے۔ اس لئے مقام نشیب اور اظہار علی الغیب کا فرق یاد رکھنے کے لائق ہے۔ بہت سے ایسے نیم ملہم جنکے پیر گڑھے میں سے نہیں نکلے ہماری نسبت ایسی پیشگوئیاں کرتے ہیں کہ گویا اب

Marfat.com

ہمارے سلسلہ کا خاتمہ ہے۔ وہ اگر توبہ کریں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ اُنکو یاد رکھنا چاہیے کہ زندگی کے درمیانی حصوں میں انبیاء علیہم السلام بھی بلاؤں سے محفوظ نہیں رہے مگر انجام بخیر ہوا۔ اسی طرح اگر ہمیں بھی اس درمیانی مراحل میں کوئی غم پہونچے یا کوئی مصیبت پیش آوے تو اُسکو خدا تعالے کا آخری حکم سمجھنا غلطی ہے۔ خدا تعالےٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ وہ ہمارے سلسلہ میں برکت ڈالے گا اور اپنے اِس بندہ کو بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ اس بندہ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے وہ ہر ایک ابتلا اور پیش آمدہ ابتلا کا بھی انجام بخیر کریگا اور دشمنوں کے ہر ایک بہتان سے انجام کار بریّت ظاہر کردے گا۔ اس بارہ میں اس کے پاک الہام اسقدر ہوئے ہیں کہ اگر سب لکھے جائیں تو یہ اشتہار ایک رسالہ ہوجائے گا۔ لہذا چند الہام اور ایک خواب بطور نمونہ ذیل میں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہیں۔

مجھے ۱۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۶ جمعہ کی رات میں جس میں انتشار روحانیت مجھ محسوس ہوتا تھا۔ اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا ایک رویا ہوا۔ یہ رویا اُنکے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر خدا ہے تو تو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جسکو کبھی میں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب میں نے یہ معلوم کرتے ہی اُس پتھر کو زمین پر پھینک دیا۔ پھر بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے اور میں اس دعا میں محو ہوگیا۔ جب بعد اسکے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بنگیا۔ سب سے پہلے میری نظر اُسکی آنکھوں پر پڑی۔ اُسکی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں۔ تب میں یہ دیکھکر کہ خدا نے پتھر کو جسکی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جسکی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں اور جاندار ہے خدا کی قدرت کو یاد کرکے وجد میں آگیا اور بلا توقف سجدہ میں گرا اور

سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالے کی بزرگی کا ان الفاظ سے اقرار کرتا تھا کہ ربی الاعلیٰ - ربی الاعلیٰ - اور اسقدر اونچی آواز تھی کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دور دور جاتی تھی - تب میں نے ایک عورت سے جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا اور غالباً اس دعا کی اُسنے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو بھینس بنا کر آنکھیں عطا کیں اور میں یہ اسکو کہہ رہا تھا کہ پھر یکدفعہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جوش مارا اور میرا دل اُس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر میں پہلی طرح وجد میں آکر سجدہ میں گر پڑا اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالے کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یا الٰہی تیری کیسی بلند شان ہے تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تو نے ایک بیجان پتھر کو بھینس بنا دیا - اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اسکے دودھ کی بھی امید ہے قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا - میں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھل گئی - قریباً اُسوقت رات کے چار بج چکے تھے - فالحمد للہ علی ذالک - میں نے اسکی یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے پر خلاف واقعہ اور سراسر جھوٹھ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک پہونچاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہونگے اور جیسا کہ خدا تعالےٰ نے خواب میں ایک پتھر کو بھینس بنا دیا اور اُسکو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بصیرت اور بینائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہونچ جائیں گے - **یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب -**

یہ شکر کی بات ہے کہ جن حکام کے ہم ماتحت کئے گئے ہیں وہ سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں - اگر وہ غلطی کریں تو نیک نیتی سے غلطی کرتے ہیں اور اصل بات کی کھوج میں لگے رہتے ہیں - اس کے بعد جو مجھے الہام ہوئے وہ اسی رویا کے موید ہیں وہ بھی ذیل میں لکھتا ہوں تا کہ اُس آخری وقت میں جب یہ باتیں پوری ہوں لوگوں کے ایمان قوی ہوں - مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کب پورا ہوگا اور کس کے ہاتھ پر پورا ہوگا اور اس کا وقت کونسا ہے؟ میں یقیناً

Marfat.com

جانتا ہوں کہ یہ دھوکہ جو ہمیشہ گورنمنٹ کو دیا جاتا ہے برقرار نہیں رہے گا اور آخر کار یہ ہوگا کہ حکام انصاف پسند خداداد روبیت اور بصیرت اور روشن ضمیری سے میرے اصل حالات پر مطلع ہو جائیں گے۔ تب اُسی کے موافق جو میں نے دیکھا جو بغیر وسیلہ انسانی ہاتھوں کے خدا کی قدرت نے ایک پتھر کو ایک خوبصورت سفید رنگ بھینس بنا دیا اور اُسکو نہایت روشن آنکھیں عطا فرمائیں میری اصل حقیقت حکام پر کھل جائے گی۔ وہ گھڑی اور وہ دن خدا کو معلوم ہے۔ مگر جلد ہو یا دیر سے ہو گورنمنٹ عالیہ پر میری صفائی اور نیک چلنی اور گورنمنٹ کی نسبت کمال وفاداری ہر ایک شخص پر کھل جائے گی۔ اور وہ خیالات جو میری نسبت مشہور کئے جاتے ہیں غلط ثابت ہونگے۔ اور الہامات جو اس خواب کے موید ہیں یہ ہیں۔

انّ اللہ مع الذین اتقوا والّذین ہم محسنون۔ انت مع الذین اتقوا۔ وانت معی یا ابراھیم۔ یاتیك نصرتی انی انا الرحمٰن۔ یا ارض ابلعی ماءك۔ غیض الماء وقضی الامر۔ سلام قولاً من ربّ رحیم۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ انا تجالدنا فانقطع العدوّ واسبابہ۔ ویل لہم انیٰ یوفکون۔ یعض الظالم علی یدیہ ویُوثَقُ۔ وانّ اللہ مع الابرار۔ وانّہ علی نصرھم لقدیر۔ شاھت الوجوہ۔ انّہ من آیۃ اللہ وانّہ فتح عظیم۔ انت اسمی الاعلیٰ۔ وانت منی بمنزلۃ محبوبین۔ اخترتك لنفسی۔ قل انی اُمرتُ وانا اوّل المؤمنین۔ یعنے خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور تو میرے ساتھ ہے اے ابراہیم۔ میری مدد تجھے پہونچے گی۔ میں رحمان ہوں۔ اے زمین اپنے پانی کو یعنے خلاف واقعہ اور فتنہ انگیز شکایتوں کو جو زمین پر پھیلائی گئیں ہیں نگل جا۔ پانی خشک ہوگیا اور بات کا فیصلہ ہوا۔ تجھے سلامتی ہے یہ رب رحیم نے فرمایا۔ اور اے ظالمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ ہم نے دشمن کو مغلوب کیا اور اس کے تمام اسباب کاٹ دیئے اُنپر واویلا ہے کیسے افترا کرتے ہیں۔ ظالم اپنے ہاتھ

Marfat.com

کاٹے گا۔ اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اور خدا نیکوں کے ساتھ ہوگا۔ وہ انکی مدد پر قادر ہے۔ مونہہ بگڑیں گے۔ خدا کا یہ نشان ہے اور یہ فتح عظیم ہے۔ تو میرا وہ اسم ہے جو سب سے بڑا ہے اور تو محبوبین کے مقام پر ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ کہہ میں مامور ہوں اور تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔

گورنمنٹ عالیہ کے سچّے خیر خواہ کے پہچاننے کے لئے ایک کھُلا کھُلا طریق آزمایش

(گورنمنٹ عالیہ سے بادب التماس کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور حسب منشائے درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)

چونکہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اس کا یہی شیوہ ہے اسلئے میں نے مناسب دیکھا ہے کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمایش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے۔ اور آئندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیمانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ انکو جو شخص اپنا عقیدہ بنا دے وہ گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہے ان عقائد کو اس طرح پر آلہ شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنے مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شایع کرنے کے لئے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھکر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شایع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ کیونکہ وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور ان کا اظہار کرنا اسکو موت معلوم ہوگی۔ اور ان عقائد کا شایع کرنا اس کے لئے محال ہوگا۔ اور مکہ اور مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شایع کر رہا ہوں لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُر امن عقائد کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شایع کرتا ہوں۔ ... نزدیک

Marfat.com

یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہل حدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن اور صلحکاری کے عقائد کا پابند ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دو سو کاپی اسکی میری طرف روانہ کرے تا میں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شایع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دو سو کاپی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے تا بطور خود انکو شایع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یونہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے صرف بگفتن کوئی رسالہ ذو معنیین لکھنا اور پھر اچھی طرح اسکو شایع نکرنا یہ طریق اخلاص نہیں ہے یہ اور بات ہے۔ اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شایع کر دینا یہ اور بات ہے اور اس بہادر کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہو اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تعلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیت ہے تو بلا توقف اسکو یہ کارروائی کرنی چاہیے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اس نے بمقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شایع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائیگا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدنیتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالےٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور میں نے حسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اُسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جسکو ہر ایک غیر زبان کا آدمی بآسانی پڑھ نہیں سکتا اُس کا ترجمہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھکر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السّلام علیکم یا اخوتی ورحمة الله وبرکاته - اما بعد فاسمعوا منی یا عباد الله

رتہ سلام اے برادران من ورحمت خو وبرکات او باد — بشنوید از من اے بندگان نیکوکار

الصالحین - ویا اخواننا من بلاد الروم والشام والارض المقدسة مكة ومدينة

واے برادران ما از دیار روم وشام وخاک پاک مکہ وشہر سیدنا خاتم النبیین

التی هی دار هجرة سیدنا ونبینا خاتم النبیین - وفارس ومصر وکابل وغیرها من الارضین - رحمكم

وفارس ومصر وکابل ودیگر زمین ہا — خداتعالیٰ بر شما

الله وایدکم وکان معکم فی الدنیا ویوم الدین - وهدانا وهداکم الی حق مبین -

رحم کند ودر دنیا وروز آخرت با شما باشد — وما را وشما را سوئے راہ راست ہدایت

انی ادعوکم الی مراضی الله الرحیم - وادعوا الی وصایا نبی الله الکریم - علیه

فرماید - من شما را سوئے رضامندی ہائے او تعالیٰ می خوانم وسوئے وصیتہائے نبی کریم صلی الله

الف الف صلوٰة من الله الکبیر العظیم - وابشرکم بما ظهر فی هذه الدیار -

علیہ وسلم دعوت می کنم — وشما را از آں واقعہ بشارت می دہم کہ دریں

بفضل الله الودود الغفار - وابشرکم بایام الله وتنفس صبح الصادقین - و

ملک بفضل ایزد مہربان ظہور گرفتہ است - وشما را بروزہائے خداوند عزوعلا وصبح صادقان

وابشرکم برحمة نزلت من ربنا وهو ارحم الراحمین - یا عباد الله انه عزوجل

ورحمت نازلہ مژدہ می رسانم — اے بندگان خدا او تعالیٰ سوئے

نظر الی الارض فرای ان الفتن فیها کثرت والدیانة قلّت والقلوب قست - والصدور ضاقت وما من یوم یمضی -

زمین نگہ کرد ودید کہ فتنہ ہا درو بسیار شدہ اند ودیانت کم گردید ودلہا سخت گشتہ وسینہ تنگ شدہ وہیچ روزے نمی گزرد

ولا شهر ینقضی - الا تزید الفتن - وتشتد المحن - وملئت الارض بانواع

وہیچ ماہے سپری نمی شود مگر آں فتنہ ہا روز افزوں ہستند ومحنت ہا سخت شدہ اند وزمین باقسام بدعات

Marfat.com

البدعات - وتُرِکتُ السنة والقرآن وظهر الفساد فی النیات - وغلبت علی القلوب

پر شده و مردم سنت وقرآن را ترک کرده و از نیتها فساد ظاهر شده و بر دلها محبت شهوات

حب الشهوات - وزالت من الجباه انوار الحسنات - بل علی الوجوه من فساد القلوب

استیلاء یافته و از پیشانی ها نورهائے نیکی دور شده بلکه بر روها از فساد دلها سیاهی و

سواد وقحول - وضمر وذبول - وجبن واِنجحام - ووساوس واوهام - وجعلوا کلما

زشتی است ولاغری وذوبان و نامردی وپس ماندن است ووساوس واوهام پیدا اند و آنچه ستیفنا

اوتوا من النبی المصطفٰی - ونسوا وصایا القرآن وما قال خیر الوریٰ - وبقی فی ایدیهم

و مولانا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم هدایت ها داده بود همه را یک لخت فراموش کرده اند و وصیت هائے

قشر واضاعوا لب الایمان - واقبلوا علی الدنیا وشهواتها وآثروا سُبُل الشیطان -

قرآن را از یاد داده و در دست شان پوستے مانده است و مغز ایمان را بر باد داده و بر دنیا و شهوات آں

وما تجدون اکثرهم الا فاسقین - مجترئین غیر خائفین - وترون اکثر العلماء

سر فرو افگنده و راه هائے شیطان را اختیار کرده و اکثر ایشان را فاسق و بیباک و ناترسنده خواهید یافت -

یقولون ولا یفعلون - والزهداء یراؤن ولا یخلصون - ولا یتبتلون الی الله ولا

و اکثر علماء را خواهید دید که بگویند و نمی کنند و زاهدان را خواهید دید که ریا می کنند و اخلاص نمی ورزند و سوئے خدا انقطاع نمی

یتقون - وترون عامة الناس تمایلوا علی الدنیا والی الاخرة لا یلتفتون - ویتعامون

شوند و تقوی نمی ورزند - و عامه مردم را مشاهده خواهید کرد که بر دنیا نگوں سار شده اند و بسوئے آخرت التفاتی

ولا یبصرون - وینومون مسترحین ولا یستیقظون - واهل الملل الاخریٰ یبذلون

نمی کنند و دانسته چشم خود را کور می کنند و نمی بینند - و در خواب خوش هستند و بیدار نمی شوند - و قومهائے دیگر مالهائے

اموالهم وجهدهم لاشاعة الضلالات - وکذالک فسدت الارض من سوء

خود را و کوشش خود را برائے اشاعت ناراستی خرچ می کنند و همچنیں زمین از بد اعتقادیها فاسد گردید

الاعتقادات - واخرجت اثقالها من انواع المکائد والخزعبیلات - فاقتضت

و انواع و اقسام باطل منتشر شد پس عنایت

العنایة الالهیة - ان یبعث عبدا من عباده لتنویر القلوب المظلمة - ویُصلح

الهیه تقاضا فرمود تا بنده را از بندگان خود برائے روشن کردن دلهائے تاریک مبعوث کند و درست

علی یدیہ مواد المفاسد الموجودۃ - فاختارنی فضلا و رحمۃ من عندہ لهذہ الخطۃ

اصلاح مواد فسادہائے موجودہ فرماید   پس از فضل محض و رحمت خاص مرا برائے ایں کار بزرگ

العظیمۃ - واعطانی حظا کثیرا من المعارف الروحانیۃ - وخفایا العلوم النبویۃ -

برگزید   و مرا از معارف روحانیہ و علوم پوشیدہ نبوت و باریکی ہائے کلام اللہ بہرہ وافر بخشید -

والدقایق الفرقانیۃ - وسمانی مسیحا موعودا لاحیی القلوب المائتۃ - بقدرتہ الکاملۃ -

و نام من مسیح موعود نہاد   تا من دلہائے مردہ را بقدرت کاملہ او زندہ

واجدد امر التوحید واشید مبانی الملۃ - وانی انا آیۃ اللہ التی جلاھا لوقتہا رحما

گردانم و کاروبار توحید را تازگی بخشم و بنیادہائے ملت را بلند و محکم گردانم - و من نشان خدا تعالیٰ ہستم کہ بر وقت

علی الخلیقۃ - فہل انتم تقبلوننی او تردون من اتاکم من الحضرۃ - وقد بلغت ما

خود از رحمت و فضل ظاہر کردہ شد پس آیا شما مرا قبول می کنید یا آں کسی را رد خواہید کرد کہ از حضرت عزت پیش

امرت فکونوا من الشاہدین - والذین کذبونی فما کان تکذیبہم الا من العمیۃ -

شما آمدہ است - و من ہرچہ مرا حکم بود بشما رسانیدم پس گواہ باشید - و آنانکہ تکذیب من کردہ اند پس تکذیب شاں

فانہم ما تدبروا دقایق اخبار خیر البریۃ - علیہ الصلوۃ والسلام من حضرۃ العزۃ

بجز ایں سببے نداشت کہ ایشاں را چشم کشادہ نبود چراکہ اوشاں در باریکی ہائے احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ

وکانوا بادی الرای مستعجلین - فاخذہم بخل وعناد نشاء من اہوائہم - واستولی

وسلم ہیچ فکرے و غورے نکردہ اند و ایشان مردم سطحی خیال بودند و نیز شتاب کار پس ایشان را بخلے و عنادے

علیہم سیل شحنائہم فما کانوا مہتدین - وقالوا ان المسیح ینزل من السماء - وان

کہ از ہوائے نفس شاں پیدا شد فرو گرفت و سیلاب کینہ بر ایشاں غالب گردید پس راہ راست را ندیدند و گفتند کہ مسیح

المہدی یخرج من بنی الزہراء - وانہما یتقلدان الاسلحۃ - ویحاربان الکفرۃ -

از آسمان خواہد آمد و مہدی از بنی فاطمہ خروج خواہد کرد - و ایشاں اسلحہ خواہند پوشید   و با کافراں جنگہا خواہند کرد

ویسفکان الدماء - ولا یرحمان الرجال ولا النساء - ولا یترکان ولا یغمدان السیوف فی اجفانہا حتی یکون الناس کلہم

و خونریزی ہا خواہند نمود   و نہ بر مرداں و نہ بر زناں رحم خواہند کرد و نخواہند گذاشت و نہ شمشیرہا در نیام ہا خواہند کرد تا وقتیکہ ہمہ مردم

مسلمین - وقالوا ان المہدی یفحم الکفرۃ بالتعزیرات السیاسیۃ - لا بالآیات السماویۃ

مسلمان نخواہند شد و گفتند کہ مہدی با سزاہائے سیاسیہ دہان مردم بند خواہد کرد نہ با نشان ہا -

Marfat.com

ولا یترک فی الارض بیت کافر - ویضرب عنق کل مقیم ومسافر - الّا ان یکونوا

و بر روئے زمین ہیچ خانۂ کافرے نخواہد گذاشت و گردن ہر مقیم و مسافر خواہد زد مگر اینکه ایمان آرند

مؤمنین - ویحارب النصاری وکل من قبل الملة النصرانیة - ویؤمّ بلاد الهند وغیرها

و با نصاری جنگ خواہد کرد

و قصد بلاد ایشان یعنی ہندوستان و غیرہ خواہد کرد

وینال الفتوح العظیمة - ویقتل وینهب ویغنم ویسبی الرجال والنسوة - والمسیح

و فتوحات عظیمہ او را حاصل خواہند شد و قتل و غارت گری و بردہ ساختن و کفار را در حلقۂ غلامان •

ینزل من السماء لیعاونه کالخدماء - ولا یقبل الجزیة ولا الفدیة ویحبّ ان

درآوردن کار او خواہد بود - و مسیح از آسمان نازل خواہد شد تا ہمچو خادمان مدد مہدی کند و جزیہ و فدیہ را قبول

یقتل من فی الارض من الکفار اجمعین - وکذالک یطأ افواجهما ارض الله

نخواہد کرد و دوست خواہد داشت که تمام کفار را که بر روئے زمین باشند بکشد و ہم چنیں فوجہائے ایشان بر زمین

قالین - غیر راحمین - وقالوا هذه عقائد اتفق علیها امم من العلماء - ونقلها

خون کنند گام سپرند و بر ہیچ کس رحم نخواہند فرمود - و می گویند که این آں عقائد ہستند که بر آنہا اولین و آخرین

خلفها من سلفها وحاضرها من غابرها وکثیر من الکبراء - واما نحن یا عباد

اتفاق کرده اند و خلف و سلف بر آں متفق اند مگر ما اے بندگان خدا

الله الرحیم - فما وجدنا هذه العقائد صحیحة صادقة بل وجدناها سقطا و

این عقائد را صحیح نیافتیم بلکه ردّی و خلاف واقعه

ردیا لا من الرسول الکریم - وعلمنی ربی انّه خطأ وما آتا رسولنا شیئا من مثل

یافتیم نه از رسول کریم - و مرا رب من بیاموخت که آں خطاست و رسول کریم

هذا التعلیم - وانهم من الخاطئین -

این تعلیم نداده است - و ایشان خطا کرده اند -

فالمذهب الذی اقامنا الله علیه هو مذهب حلم ورفق وتؤدة - لا قتل و

پس مذہبے که خدا تعالی ما را بر آں قائم کرده است آں مذہب حلم و رفق و آہستگی است نه قتل و

سبی واخذ غنیمة - وهذا هو الحق الواجب فی زماننا وانّا من المصیبین - فان امر الجهاد

غلام گرفتن و تاراج مال دشمنان - و ہمیں حق واجب در زمانه ماست و ما بر صواب ہستیم چراکه حکم جہاد

Marfat.com

كان فى بدو ايام الاسلام - وكان حفظ نفوس المسلمين موقوفا على قتل القاتلين و
درزمانهٔ ابتدائی اسلام بود ونگهبانی جان مسلمانان موقوف بریں بود که کشندگان را بکشند وظالمان را سزا
الانتقام - بما كانوا قليلين وكان الكفار غالبين كثيرين سفاكين - وما امر المومنين
کردار دهند - چراکه مسلمانان درآنوقت جماعتے اندک بودند - وکفار بوجه غلبه وکثرت خود خونریز بهامی گردیده و
للحرب والقتال - الا بعد ما لبثوا عمرا مظلومين مضروبين وذبحوا كالمعز والجمال - و
مسلمانان را حکم جنگ وقتال صرف درآنوقت شد که چوں تا عمرے دراز جور کشیدند وسختی ها چشیدند - و همچو
طال عليهم الجور والجفاء - وتوالى الظلم والايذاء - حتى اذا اشتد الاعتداء - وسمع
گوسپندان وشتران کشته شدند وبرایشاں جور وجفا از حد واندازه بیروں شد وستم وایذا متواتر گردید پس چوں
عويل المستضعفين والبكاء - فاذن للذين قتل الكفرة اخوانهم والبنين - ان يقتلوا
آں تجاوزها را حدے ونهایتے نماند وفریاد کمزوران وگریه شان بدرگاه خداوند عزوجل رسید پس خدا آنها را
القاتلين والمعاونين - ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين - هذا الذى جاء من الجهاد
اجازت مقاتله ومحاربه داد چراکه عزیزان وبرادران وپسران شاں از دست ظالماں کشته شده بودند وگفته شد که
وما كان اكراه فى الدين وما جبر على العباد - وما بعث نبى سفاكا بل جاؤا كالعهاد - وما
قاتلان ومددگاران ایشان را بکشید واز حد تجاوز نکنید که خدا تجاوز کنندگان را دوست نمی دارد - پس درآنوقت
قاتلوا الا بعد الاذى الكثير والقتل والنهب والسبى من ايدى العدا وغلو هم في
امر جهاد وجنگ آمده بود وهرگز ایں اراده نبود که باکراه وجبر مردم را در دین اسلام داخل کنند - وهیچ نبی به ناحق
الفساد - فرفعت هذه السنة برفع اسبابها فى هذه الايام - وامرنا ان نعد للكافرين
کشنده در دنیا نیامده است - بلکه همه انبیا چوں باران رحمت آمده اند وهرگز جنگ نکرده اند مگر درآں صورت که مدتے دراز
كما يعدون لنا ولا نرفع الحسام قبل ان نقتل بالحسام - وترون ان النصارى لا يقتلوننا
ایذا کشیدند - وقتل وغارت وغلام گرفتن از دشمنان دیدند ودر فساد جوش اوشان را مشاهده کردند - پس ایں طریق
فى امر الدين - ولا قوم آخرون من البعيد والقريبين - فهذه السيرة عار للاسلام - ان
دریں زمانه ازیں وجه متروک شد که اسباب آں معدوم شدند ومارا حکم شد که بمقابل کافراں همان طرز اختیار کنیم که اوشاں
نترك الرفق لقوم رفقوا فامعنوا يا معشر الكرام - وقد جاء فى صحيح البخارى ان المسيح
اختیار کرده باشند وبمقابل آناں که مارا به شمشیر نمی کشند بشمشیر نپردازیم وشما می بینید که عیسائیان در امر دین مارا نمی کشند و نه

الموعود يضع الحرب - يعني لا يستعمل الطعن ولا الضرب - فما كان لي ان اخالف

دیگر از نزدیکان و دوران برائے مذہب جنگ می کنند - پس این سیرت برائے اسلام جائے عار است کہ با نرمی کنندگان

امر النبي الكريم - عليه سلام الله الرؤف الرحيم - وقد جرت عليه سنة نبينا

نرمی بکردہ آید - و در صحیح بخاری آمدہ است کہ مسیح موعود جنگ نخواہد کرد - و شمشیر و نیزہ را نخواہد گرفت - پس مرا کہ مسیح

خاتم النبيين - فاي امر افضل منه يا معشر العاقلين - ويكفي لكم ما قال سيدنا خاتم

موعودم نمی سزد کہ حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم را بگذارم و وصیت او را کہ سلام خدا برو باد ترک کنم چرا کہ با نرمی کنندگان

النبيين - عليه صلواة الله والملائكة والصالحين من الناس اجمعين - ثم مع ذالك

نرمی کردن امرے است کہ برآں سنت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است - پس ازیں بزرگتر کدام امر خواہد بود کہ

قد ثبت ان الاحاديث التي جاءت في المهدي الغازي المحارب من نسل الفاطمة

پیروی آں کنم - و شما را قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے پیروی کافی است برو درود خدا و فرشتگان و تمام نکوکاران باد -

الزهراء - كلها ضعيفة مجروحة بل اكثرها موضوعة ومن قسم الافتراء - وما وثق

باز با ایں ہمہ ایں امر نیز بپایہ ثبوت رسیدہ است کہ ہمہ آں حدیثہا کہ دربارہ مہدی غازی آمدہ اند کہ بزعم علما از اولاد فاطمہ رضی اللہ

رواتها - واشكل على المحدثين اثباتها - ولاجل ذالك تركها الامام البخاري والمسلم و

عنہا خواہد بود ضعیف و مجروح ہستند بلکہ اکثر آں حدیثہا موضوع و از قسم افترا ثابت شدہ اند و راویان آں حدیثہا در نظر محدثان

الامام الهمام صاحب الموطاء وجرحها كثير من المحدثين - فمن زعم ان المهدي

معتبر نیستند - و بر علماء فن حدیث اثبات صحت آں حدیث ہا بسیار مشکل گردیدہ و از ہمیں سبب امام بخاری و امام مسلم و امام مالک

المعهود والمسيح الموعود رجلان يخرجان كالمجاهدين - ويسلان السيف على النصارى

رضی اللہ عنہم آں احادیث را در کتب خود ذکر نفرمودہ اند و بسیارے از محدثان برآں حدیث ہا جرح کردہ - پس آنانکہ ایں اعتقاد

والمشركين - فقد افترى على الله ورسوله خاتم النبيين - وقال قولا لا اصل له في

می دارند کہ مہدی و مسیح دو کساں ہستند کہ ہمچو جہاد کنندگاں خروج خواہند کرد و بر عیسائیاں و مشرکان شمشیر خواہند کشید ایشاں

القران ولا في الحديث ولا في اقوال المحققين - بل الحق الثابت ان لا مهدي الا عيسى

بر خدا و رسول او افترا کردہ اند و قولے گفتہ اند کہ اصل آں از قرآن و احادیث صحیحہ و بیان محققین بپایہ ثبوت نمی رسد - بلکہ حق

ولا حرب ولا يؤخذ السيف ولا القنا - هذا ما ثبت من نبينا المصطفى - وما كان حديث

ثابت ہمیں امر است کہ بجز مسیح موعود ہیچ کس مہدی نیست و او ہیچ شمشیر و نیزہ نخواہد گرفت - ہمیں قول است کہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شدہ

Marfat.com

يفترى - وشهد عليه الصحيحان فى القرون الاولىٰ - بما تركا تلك الاحاديث وان فى هٰذا

واين حديثے نيست كه افترا كرده شود و صحيح بخارى و صحيح مسلم برين امر برين طور گواهى داده اند كه اين احاديث را ذكر نه كرده و درين

ثبوت لاولى النهى - وتلك شهادة عظمىٰ - فانظر ان كنت من اهل التقىٰ - واعلم انّ

عقلندان را بر دعوى ما ثبوتے واضح است - پس اگر متقى هستى درين تامل كن
وبدان كه

عيسىٰ المسيح نبى الله قد مات ولحق برسل خلوا وتركوا هذه الدنيا - وقد شهد

حضرت عيسىٰ عليه السلام وفات يافته اند و با نبياء وفات يافتگان پيوسته
وخداے ما

عليه ربنا فى كتابه الاجلى - وان شئت فاقرء فلما توفيتنى ولا تتبع قول الذين تركوا

در قرآن برآن گواهى داده
واگر بخواهى اين آيت بخوان يعنے فلما توفيتنى و پيروى قول آنكسان مكن

القرآن بالهوىٰ - وما اتوا عليه ببرهان اقوىٰ - وقالوا وجدنا عليه آباءنا ولو كان

كه قرآن را بهواے نفس خود ترك كرده اند و بران دليلے نياورده اند - و مى گويند كه ما پدران خود را برين يافته ايم اگرچه پدران

آباءهم بعدوا من الهدىٰ - وانا نريكم آيات الله فكيف تكفرون - هذا ما قال

ايشان از حق دور افتاده باشند
و ما آيتهائے قرآن بشما مے نمائيم پس چگونه انكار آيتها مے كنيد

الله فباى حديث بعد كلام الله تؤمنون - اتتركون القرآن باقوال لا تعرفون -

و بعد كلام الهى كدام سخن را باور خواهيد كرد -
آيا قرآن را باقوال ناشناخته ترك خواهيد نمود

اتجعلون رزقكم انكم تكذبون - وتؤثرون الشك على اليقين - ولا قول كقول رب

آيا نصيبهٔ شما همين است كه تكذيب كلام الهى كنيد و شك را بر يقين بگزينيد
و هيچ قولے چون قول خداوند

العٰلمين - وانا اثبتنا ان عيسى عليه السلام هاجر من وطنه بعد واقعة الصليب - و

عالميان نيست و ما ثابت كرده ايم كه حضرت عيسىٰ عليه السلام بعد از واقعهٔ صليب از وطن خود هجرت كرده بود

الهجرة من سنن المرسلين باذن الله الحبيب القريب - ثم سافر الى هذه الديار -

و هجرت سنت انبياء عليهم السلام است
باز بسوے اين ملك كه ملك هندوستان

ديار الهند كما جاء فى الآثار - وكمل الله عمره الى مائة وعشرين كما جاء فى الحديث

است سفر كرد چنانچه در آثار آمده است
و خدا تعالےٰ او را تا يكصد و بست سال عمر عنايت فرمود چنانكه در حديث جناب

من النبى المختار - ثم مات ودفن فى ارض قريبة من هذه الاقطار - وقبره موجود

نبى عليه السلام آمده است
و از ملك اله قريب ترزمين دفن شد
و قبر او در

Marfat.com

فی سری نکر الکشمیر الی ھذا الزمان - ومشھور بین العوام والخواص والاعیان - و

سری نگر کشمیر تا ایں زمان موجود است و در خاص و عام مشہور است و مردم زیارت آں قبر

یُزار و یتبرک بہ فاسئل اھلھا العارفین - انکنت من المرتابین - وانظر کیف مُزّقت

مے کنند پس اگر شک باشد از اہل کشمیر باید پرسید و غور باید کرد کہ چگونہ آں

تلک الخیالات - ولم یبق لھا اثر وبطلت تلک الروایات - فانکشف ان المراد من المسیح

خیالات پارہ پارہ شدند و از انہا اثرے نماند و روایت باطل شدند پس تحقق شد کہ مراد ازیں لفظ کہ مسیح

النازل رجل اُعطِیَ لہ خلق المسیح - وھو الذی یکلّمکم یا اولی النھی والفھم الصحیح -

نازل خواہد شد ظہور مردے است کہ بر خلق مسیح باشد و او ہماں مرد است کہ با شما کلام می کند ای ارباب فہم صحیح

واعلموا ان وقت الجھاد السیفی قد مضیٰ - ولم یبق الا جھاد القلم والدعاء وآیات عظمےٰ - و

بدانید کہ وقت جہاد سیفی در گذشت - دیگر جہاد قلم و دعا و نشانہائے عظمیٰ ہیچ چیزے باقی نماندہ و

الذین یعتقدون ان الجھاد السیفی سیجب عند ظھور الامام - فقد اخطاءوا - وانا للّٰہ

آنانکہ ایں اعتقاد می دارند کہ جہاد سیفی عنقریب بر وقت ظہور امام مہدی واجب خواہد شد پس ایشاں خطا کردہ اند

علی زلّۃ الاقدام - وما ھذا الاخطاء نشاء من قلۃ التدبّر فی احادیث خیر الانام - ومن

و بر لغزش قدم شاں جائے انا للہ گفتن است و ایں خطا بوجہ قلت تدبر در احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور

عدم التفریق بین الموضوعات والصحاح واتباع الاوھام - والاسف کل الاسف علی

آمدہ است و نیز ازیں جہت کہ در موضوعات و احادیث صحیحہ فرقے نکردہ اند و افسوس بر آں مردم است کہ میدانند

رجال یعلمون ان احادیث المھدی الغازی مجروحۃ غیر صحیحۃ - ثم یعتقدون

کہ احادیث آمدن مہدی غازی ضعیف و مجروح اند باز اعتقاد آمدن

بمجیئہ من غیر بصیرۃ - ولا یقولون قولا علی وجہ البصیرۃ - ولا یبتغون نور النصوص

او می دارند و ہیچ سخنے بر وجہ بصیرت نمی گویند و از نصوص نقلیہ و دلائل عقلیہ

النقلیۃ والدلائل العقلیۃ - وکانوا عاھدوا ان یمونوا خطط الاسلام - ولا یتبعوا قولا یخالف

نورے نمی خواہند و پیش ازیں عہد کردہ بودند کہ غمخواری مہمات اسلام خواہند کرد و ہیچ قولے را

قول سید نا خیر الانام - فلا شک ان وجود ھولاء من احدیٰ مصائب التی صُبّت

کہ مخالف قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باشد پیروی نخواہند کرد پس ہیچ شک نیست کہ وجود ایں مردم یکے از اں مصیبتہاست

Marfat.com

علی الدین المتین - فانہم لایتبعون نورا بل یمشون کالعمین - وما کان علمہم مطہرا

کہ بر اسلام نازل شدہ اند - زیراکہ ایشان پیروی نوری نمی کنند بلکہ ہمچو نابینایان می روند - وعلم شان از شک وریب پاک

من الشک والریب - وما رشحت علی قلوبہم فیوض من الغیب - بل انہم یقفون ما لیس

نیست - وبر دلہائے شان فیضہائے غیب نازل نمی شوند - بلکہ ایشان چیزے را پیروی میکنند

لہم بہ من علم ولا بصیرۃ - ویتبع بعضہم بعضا من غیر درایۃ ومعرفۃ - وکذالك

کہ بر حقیقت آں مطلع نیستند وہیچ بصیرتے ندارند وبعض بعض را پیروی اند بغیر اینکہ علم ومعرفت داشتہ باشند وہمچنیں

جعلوا دین اللہ بجہلہم عرضۃ المعترضین المتعصبین - ولعبۃ اللاعبین الغافلین انہم

از نادانی ہائے خود دین الٰہی را نشانۂ معترضان متعصب کردہ اند - وبازی گاہ بازی کنندگان غفلت شعار

قوم جہلوا معرفۃ الامور الدینیۃ والدقائق الشرعیۃ وصاروا ائمۃ قوم جاہلین -

نمودہ اند - ایشان قومے ہستند کہ معارف دینیہ ودقائق شرعیہ را فراموش کردہ اند وچند نادانان را پیرو خود ساختہ -

یفتون ولا یعلمون - ویؤمّون ولا یتفقہون - ویقولون ولا یفعلون - لا یمسّون شیئا

فتوی ہا می دہند وجواب صحیح را نمی دانند وپیشروی می شوند ودر دین تفقہ نمی دارند ومی گویند ونمی کنند - از معارف قرآن

من معارف الفرقان - ولا یتبعون رجال ہذا المیدان - ویعظون ولا یفہمون

چیزے را مس نمی کنند - ونہ مردان ایں میدان را پیروی می گردند - ومردم را وعظ می کنند ونمی دانند

ما یخرج من افواہہم وما کانوا مبصرین ولا مفکرین - ولا علی اللہ مقبلین سوآن

کہ چہ چیزے از دہان شان بیرون می آید وچشم بینندہ نمی دارند ونہ فکرے می کنند ونہ از خدا اعانت مے خواہند - واندازہ

بضاعۃ علمہم مزجاۃ ناقصۃ - وان قلوبہم علی الدنیا مائلۃ ساقطۃ - فکیف یفہمون

علم شان بسیار کم وناقص افتادہ ودل شان بر دنیا نگوں گردیدہ پس چگونہ

معضلات الدین - وکیف یطلعون علی معارف شرع المتین - فان معارف اللہ

مشکلات دین را بفہمند - وچگونہ بر معارف شرع متین اطلاع دادہ شوند - چراکہ معارف الہیہ

لا تنکشف الا علی قلوب صافیۃ وابواب الدین لا تفتح الا علی ہمم علی اللہ مقبلۃ -

فقط بر آں دلہا منکشف می شوند کہ صافی باشند ودرہائے دین فقط بر آں ہمت ہا می کشایند کہ بخدا رو آرند

ولا تتجلی الحقائق الا علی افکار الی الرحمان حافدۃ - ثم مع ذالك وجب علی رجال

وحقائق بر آں فکرہا پرتو می اندازند کہ سوئے رحمان روندہ باشند - باایں ہمہ بر مردانے کہ [illegible]

Marfat.com

يتصدون لمواطن المباحثات و يقتحمون سيول المباحثات ان يكونوا متوغلين في

راپیش می آیند و در سیلابهائے مباحثات داخل می شوند واجب است کہ در علوم عربیہ مہارتے تام داشتہ باشند

العلوم العربية - ومرتوين من العيون الادبية - ومطلعين على فنون الكلام والاساليب

و از چشمہ ہائے ادب سیرابی نصیب شاں باشد - و بر فنون کلام و طرز ہائے عجیبہ غریبہ آں

الغريبة المعجبة - وقادرين على محاسن الكنايات - ومقتدرين على طرق التفهيمات -

مطلع باشند و بر محاسن کنایات و طریقہ ہائے تفہیم قدرتے حاصل دارند

وعارفين لمحاورات اللسان - وضابطين لقوانين العاصمة من الخطاء في الفهم

و بہ محاورات زبان عرب معرفت حاصل کردہ باشند - و آں قواعد در ضبط شاں بودہ باشد کہ بداں ہا از خطا در فہم و

والغلط في البيان - واني لهؤلاء هذه الكمالات - فليس في ايديهم الا الخرافات -

غلطی کردن در بیان محفوظ و معصوم باشند - و ایں مردم را ایں کمالات کجا حاصل اند و در دست شاں بجز خرافات چیزے

فليبك عليهم من كان من الباكين - اينتظرون المهدي الغازي ليسفك الدماء

نیست - پس ہر کہ گریستن می خواہد بر ایشاں بگرید - آیا انتظار آں مہدی جنگ کنندہ می کنند کہ تا خونہا بریزد

ويقتل الاعداء - ويقطع الهام - وبالسيف يشيع الاسلام - مع انه ليس بثابت

و دشمنان را قتل کند و سرہا ببرد و بہ زور شمشیر اشاعت اسلام کند با وجود اینکہ ایں امر از

من الاحاديث الصحيحة - ولا النصوص الفرقانية - بل ثبت على خلافه عند

احادیث صحیحہ ثابت نیست و نہ از نصوص فرقانیہ ثابت است بلکہ نزدیک محققین برخلاف آں ثابت

المحققين - ثم مع ذالك هذا امر ينكره العقل السليم - ويابى الفهم المستقيم - فاسئل

شدہ است باز با وجود ایں امر کہ ہمچو ایں خونریزیہا از قرآن و حدیث ثابت نیستند ایں طرق خود نزد عقل سلیم قابل

المتدبرين - وانت تعلم ان زماننا هذا زمان لا يسطو احد علينا للمذهب

پذیرائی نیست و از قبول آں فہم مستقیم انکار می کند پس از تدبر کنندگان بپرس - و تو میدانی کہ ایں زمانہ چناں زمانیست

بالسيف والسنان - ولا يجبر احد لنتبع دينه ونترك دين الله خير الاديان -

کہ ہیچ کس برائے مذہب بہ تیغ و نیزہ بر ما حملہ می کند و نہ کسے بر ما جبر می کند تا باکراہ در دین او داخل شویم و دین اسلام را کہ

فلا نحتاج في هذه الايام الى الحرب والانتقام - ولا الى تثقيف العوالي وتشهير

خیر الادیان است ترک کنیم - پس ما دریں روزہا بسوئے حرب و انتقام محتاج نیستیم و نہ سوئے ایں امر محتاجیم کہ نیزہ ہا را تیز د

Marfat.com

الحسام - بل صارت ھذہ الامور کشریعۃ نسخت - وطرق بدّلت - فلمّا ما بقی

راست بکنیم وشمشیرہا از نیام بیروں آریم بلکہ ایں امر مشابہ شریعتے شدہ اند کہ منسوخ شدہ باشد و بشابہ راہ ہا کہ

حاجۃ الی الغزاۃ والمحاربۃ - اقیم مقام ھذا اتمام الحجۃ بالدلائل الواضحۃ

تبدیل یافتہ باشند - پس ہرگاہ ہیچ حاجت سوئے جنگ ومحاربہ نماند قائم مقام آں دلائل واضحہ قطعیہ شدند -

القطعیۃ - واثبات الدعاوی بالبراھین الصادقۃ الصحیحۃ - وکذالک وضعت

وبراہین صادقہ صحیحہ برائے اثبات دعوی کافی شمردہ شدند وہمچنیں بجائے جنگہا

موضعھا الآیات المنیرۃ - والخوارق الکبیرۃ - فان الحاجۃ قد اشتدت فی وقتنا

نشان ہا وخوارق ہا قرار یافتند چراکہ درزمانہ ما برائے تقویت ایمان ضرورستے

ھذا الی تقویۃ الایمان - ونزول الآیات الجلیۃ من الرحمان - ولا یفیدھم سفك

شدید است وخلق اللہ سوئے ایں محتاج است کہ نشانہائے روشن را بہ بیند وایشان را خون ریختن

الدماء وضرب الاعناق - بل یزید ھذا انواع الشکوك والشقاق - فالمھدی

وگردن زدن ہیچ فائدہ نمی بخشد بلکہ ایں طریق از دست شکوک ومخالفت را می افزاید پس مہدی

الصدوق الذی اشتدت ضرورتہ لھذا الزمان - لیس رجل یتقلد الاسلحۃ ویعلم

راستباز کہ ضرورت او دریں زمان است چناں مردے نیست کہ سلاح بہ بندد و

فنون الحرب واستعمال السیف والسنان - بل الحق ان ھذہ العادات - یضر الدین

فنون حرب را بداند وتیغ ونیزہ را استعمال کند بلکہ ہمچو ایں عادات دریں زمانہ دین را ضرر می رسانند

فی ھذہ الاوقات - ویختلج فی صدور الناس - من انواع الشکوك والوسواس -

وانواع اقسام وساوس در دلہائے مردم می گذرند

ویزعمون ان المسلمین قوم لیس عندھم الا السیف والتخویف بالسنان - ولا یعلمون

وگمان می کنند کہ مسلمانان قومے ہستند کہ نزد شاں بجز بہ شمشیر ترسانیدن ونیزہ ہا چیزے دیگر نیست وبجز

الا قتل الانسان - فالامام الذی تطلبہ فی ھذا الزمان قلوب الطالبین - و

کشتن مردم چیزے دیگر نمی دانند - پس آں امام کہ دریں زمانہ دلہائے طالبان او را می جویند و

تستقریہ النفوس کالجائعین - رجل صالح مھذب بالاخلاق الفاضلۃ - ومتصف

جانہا ہمچو گرسنہ ہا تلاش او می کنند آں مردے نیکوکار است کہ باخلاق فاضلہ آراستہ و بصفات

Marfat.com

بالصفات الجليلة المرضية - ثم مع ذالك كان من الذين اوتوا الحكمة والمعرفة - و

بزرگ پسندیده متصف باشد — از با این همه این هم شرط است که او از آن مردم باشد که از حضرت فیاض مطلق حکمت

رزقوا البراهين والادلة القاطعة - وفاق الكل فى العلوم الالهية - وسبق الاقران

و معرفت نصیب شان گردیده و براهین و ادلهٔ قاطعه داده شده و از همه مردم در علوم الهیه فوقیت حاصل کرده - و از هم جنسان خود

فى دقائق النواميس ومعضلات الشرعية - وكان يقدر على كلام يؤثر فى قلوب

در کتب الهیه و غوامض شریعت سبقت برده — و الغرض قدرتے بر چنین سخنے باشد که در دل حاضران فروآید

الجلاس - ويتفوه بكلم يستملحها الخواص وعامة الناس - وكان مقتضبا بملفوظات

و کلماتے از دهن او بیرون آیند که خواص مردم را ملیح نمایند و عامة الناس را نیز هم - و بر بدیهه گفتن سخنانے

تحكى لآلى منضدة - ومرتجلا بنكات تضاهى قطوفا مذللة - مارنا على حسن الجواب

قادر باشد که در هائے باهم ترتیب داده را مشابه باشند و بطور حاضر جوابی نکته ها گوید که بخوشه هائے انگور تشبیه دارند

وفصل الخطاب - مستمكنا من قول هو اقرب بالاذهان - وادخل فى الجنان -

بر حسن جواب ملکهٔ کامله دارد و قوت فیصله در و موجود باشد و چنان سخنے تواند گفت که قریب تر باذهان و فرود آینده بدلها

مبكتا للمخالفين فى كل مورد ترده - ومسكتا للمنكرين فى كل كلام اورده - فلا

باشد و چنان باشد که در هر مورد ے که وارد شود و بر هر کلامے که بگوید خصم را ساکت تواند کرد — پس

سيف فى هذا الزمان الا سيف قوة البيان - ولا اجد فى هذا العصر تاثير القناة

درین زمانه بجز شمشیر قوت بیان هیچ شمشیر نیست — و من درین روزها تاثیر نیزه در هیچ چیز بجز دلائل و

الا فى البراهين والادلة والآيات - فامام هذا العصر امرء كان فارس مضمار

نشانها نمی بینم — پس امام این زمانه مردے است که فارس میدان معرفت باشد

العرفان - والمؤيد من الله بآلي وغيرها من طرق اتمام الحجة وانواع البرهان

و به نشانها و دیگر طریق هائے اتمام حجت و انواع برهان مؤید الهی باشد

وكان اعرف من غيره بكتاب الله الفرقان - ليرهب به اعداء الله ويشفى

و در علم فرقان از غیر خود زیاد تر دانسته باشد — تا که بر دشمنان خدا رعب او طاری شود و

صدور الطالبين - وكان قادرا على اصلاح نفسه التى هى اعدى اعدائه -

دلهائے طالبان را شفا بخشد و بر اصلاح نفس خود که بدترین دشمنان است قادر باشد تا که نفس او

تذوب بالكلية ولا تنازع الله في كبريائه - وكان متوكلا متواضعا مبتهلا لاعلاء

لی بگدازد در عزت وکبریائی حضرت جلشانه دم مشارکت نزند ونیز متوکل ومتواضع وبرائے اعلاء کلمه

الشريعة الغراء صابرا - شفيقا على عباد الله ويجتهد لهم بعقد الهمة والالحاح في الدعاء -

سلام تضرع کننده باشد وصابر وبندگان خدا شفقت دارنده وبعقد همت وزور دادن بر دعاها کامیابی شان خواسته

لا ينسى احدا من المخلصين ولو كانوا في ابعد اقاليم - ويجادل الله في اشقياء

باشد که کسے را از مخلصان خود فراموش نکند اگرچه او شان در دور ترین ولایت ها باشند وهمچو ابراهیم از بهر بدبختان جماعت

جماعته كابراهيم - وكان وجيها في حضرة رب العالمين - فان مثل الامام

خود به خدا تعالے مجادله کند ودر حضرت رب العالمين وجيه باشد چرا که مثل امام مثل آں

مثل رجل قوي تعلق باهدابه ضعيف او شيخ كبير يتخاذل رجلاه - و

شخصے است که قوی باشد وبدامان او چناں کمزورے یا پیرے سالخورده چنگ زده باشد که هر دو پائے او سست و

ضعفت عيناه - فياخذ هذا الفتى الضعيف - والشيخ الفاني الحزين النحيف -

چشم افتاده وهر دو چشمان او کمزور اند - پس این جوان آں ضعیف وشیخ فانی مسلوب الحواس را می گیرد

يعصمه من ان يظلم نفسه ويحيف - وكذلك ياخذ كلمن خيف عليه العثار

ازینکه برجان خود ظلم کند نگه می دارد وهم چنیں آں جواں آں پیرے را می گیرد که از ضعف

ضعف من المرة - ويعطي غضا طريا كلمن احتاج الى امتراء المرة - ويبلغ

است خود خطره لغزش دارد وهر یکے را که محتاج قوت لایموت است میوه هائے تر وتازه می دهد وکمزوران و

المستضعفين اللاغبين الى ديارهم كفتيان ناصرين - فالذي ما رق قلبه

ماندگان را همچو جواں مرداں تا وطن شاں می رساند پس شخصے که دل او را صفت

بصفة الشفقة والمواسات - وماله قوة وشجاعة كالابطال والكماة - ولا يقبل

شفقت وغمخواری نداده اند ونه در وے همچو دلیران وبهادران قوة شجاعت است ونه از خدا

على الله لخلقه بالبكاء والتضرعات - ولا يوجد فيه رحم اكثر من رحم الوالدات -

بتضرع بهتری مخلوق او می خواهد ودر وے رحمے زیاده تر از رحم مادران یافته نمی شود

فلا يؤتى له هذا المنصب ولا يوجد فيه شئ من هذه الآيات - وليس هو وارث

پس چنیں کسے را این منصب نمی دهند واز این نشان ها چیزے در وے یافته نمی شود - واو وارث آنحضرت

Marfat.com

امام الکونین وسید الکائنات - واما الذی أعطی لہ ھذا التحنن والشفقت و
صلی اللہ علیہ وسلم نیست مگر آں کسے کہ اورا ایں مہر وشفقت دادہ شد و اورا ازیں
ملأ قلبہ بھذہ الصفات - مع انسلاخہ من اھواء النفس والشھوات - واستھلاکہ
صفت پر کردہ شد وبا ایں ہمہ از ہواۓ نفس وشہوات آں بیروں آمدہ ودر محبت
فی حب اللہ ومحویتہ فی ابتغاء وجہ اللہ والمرضاۃ - فھو کبریت احمر وبدر تام
الٰہی تناگشتہ او کبریت احمر وبدر تام است
ودوحۃ مبارکۃ للکائنات - لیتفیأ الناس ظلالہ - ویاتوہ لجلب البرکات -
وبراۓ مردم درختے مبارک است تا مردم زیر سایہ او بیایند وبراۓ حصول برکات پیش او حاضر
وھو دار امن لیحرس المضطرون خلالھا - ولیاخذوہ کھفا عند الاٰفات - وھو مبارک
شوند - و او خانہ امن وسلامتی است تا بےقراراں درو داخل شوند وبوقت آفات اورا
ومبارک من حولہ وبشری لمن لاقاہ وراٰہ - او سمع منہ بعض الکلمات انہ رجل یوالی
پناہ خود بگیرند - و او مبارک است ونیز آں کسے مبارک است کہ گرد اوے گردد -
اللہ من والاہ - ویعادی من عاداہ - ویاتیہ السعداء من کل فج عمیق ودیار بعیدۃ - وھو
وبشارت باد کسے را کہ با او ملاقات کرد و اورا دید وبعض کلمات او شنید - او مردی
کھف للملۃ وامان من اللہ لکل مسلم ومسلمۃ - ومن علامات صدقہ انہ یوذی فی اول امرہ
است کہ خدا دوست دارندگان اورا دوست می دارد و دشمن دارندگان اورا دشمن
ویسلط علیہ الاشرار - ویسطو الفجار - مستھزئین مکذبین - ویقولون فیہ اشیاء ویسبون
مے دارد - ونیک مرداں از ہمہ راہ ہاۓ دور ودراز پیش او مے آیند - و او
مجترئین - وھو یدبّج علی الارض دبج الصوار - ویمشی ھونا کالاخیار - ولا یجزی السیئۃ بالسیئۃ
پناہ ملت وامان خدا براۓ ہر مسلم ومسلمہ می گردد و از علامات صدق او این
ویدفع بالتی ھی احسن وانسب لعباد الحضرۃ - حتی اذا تمّ ایام الابتلاء - وما قدّر علیہ من
است کہ اورا در اول امر خود ایذا دادہ می شود و در حق او چیزہا مے گویند و
جور السفھاء - فینبغی فی روعہ ان یقبل علی اللہ کل الاقبال - ویسئل نصرتہ بالتضرع والابتھال
چوں جور وجفا بکمال مے رسد پس در دل او می دمند کہ سوۓ خدا عز وجل توجہ

Marfat.com

فتتحرك فی باطنه هذه الارادات - فیخر ساجداً لله فتستجاب الدعوات - وتکون له
و مدد او بخواهد پس دعاے او قبول کرده می شود و انجام کار فتح او را می باشد و خدا را ہمیں عادت
النصرة والفتح فی آخر الامر وفی المآل - ویخلق الله له اسبابا من السماء باللطف و
با اولیائے خود است که اوشان باول حال مغلوب و مقهور و نشانه ایذاء دشمنان می باشند و انجام
النوال - ویفعل له افعالا یتحیر الخلق من تلك الافعال - ویقلب الامر کل التقلیب
کار فتح و ظفر نصیب ایشان می گردد - و ایں چنیں مردم بعد از مرور سالهائے دراز مبعوث می شوند و چوں
ویومنه من الخوف والاغتیال - وکذالك جرت عادته باولیائه فانه یجعل
فساد در زمین ظاهر شود و موجها زند و مردم حدود خدا و تعالی عز و جل را فراموش کنند - و علماء را برائے
اعداءهم غالبین فی اول الامر ثم یجعل الخواتیم لهم وقد کتب ان العاقبة للمتقین -
اصلاح مردم قوت و قدرت نماند بلکه خود سست و غافل و مغلوب نفسهائے خود شوند پس
ولا یبعث کمثل هذه الرجال الا بعد مرور من القرون باذن الله الفعال - وبعد
دریں ہنگام از نزد او تعالی مردے مصلح پیدا می شود و او را علم و معرفت می بخشند و عنایت
فساد فی الارض وصول الاعداء وسیل الضلال - فاذا ظهر الفساد فی الارض وزاد
الٰهیه تقاضا مے فرماید که نبی یا محدث را مبعوث کند و خدمت دین سپرد فرماید و او بوقتے
العدوان - وکثر الفسق والعصیان - وقل المعرفة وصار الناس کالعمین - وجهلوا
مے آید که دلهائے سلیم در آنوقت ضرورت ایں امر محسوس می کنند و هر نفس بیداری در یابد
حدود الله رب العالمین - وتطرق الفساد الی الاعمال والافعال والاقوال - وصار
که دریں وقت حاجت تائید الٰهی است و قوت شامه ارواح شاں خوشبوئے او را محسوس
امر الدین مُتَشَتِّتاً ومشرفا علی الزوال - والاعداء مدّوا ایدیهم الی بیضة الاسلام - وانتهی
می کند - پس مے آید و سیل فتنه ها خشک می شوند و بر منکراں حجت تمام می گردد و محدث یا نبی بجز وقت
شعار الدین الی الانعدام - وما بقی فی وسع العلماء - ان یردوا الناس الی الصلاح والاتقاء -
ضرورت نمی آید و شمشیر نمی کشد مگر بر آناں که شمشیر کشیده باشند - بدانکه اکثر مردم
بل العلماء وهنوا ونسوا خدمة الدین - وتمایلوا علی الدنیا الدنیة وما بقی لهم حظ من الایمان
در امر مهدی معهود خطا کرده اند و او را بخونریزی و قتل نصاری و یهود منسوب

Marfat.com

واليقين - وبلغ امر الفساد والفسق والضلالة - الى منتهى التى كعلة كانت فى الدرجة الثالثة

کرده اند بلکه علماء این دیاری گویند که در وقت مهدی شاهان هندوستان بلاکه پرین

ومابقى رجاء ان يبرء الناس بحجز القال والقيل - فعند ذالك يرسل مصلح ويعطى لمن

باشند ماخوذ کرده وطوق در گردن انداخته پیش مهدی حاضر خواهند ساخت - لیکن باید

لدن ربه علم ومعرفة وصدق وطرق اقامة الدليل - وطهارة واستقامة وعليه جرت عادة

دانست که این سخنها محض افترا هستند و بدست شان هیچ حدیثے صحیح نیست وایشان نور

الرب الجليل - فالحاصل ان العناية الالهية تقتضى بالفضل والاحسان - ان يبعث نبيا ومحدثا

ثبوت ها نمی جویند که موجب اطمینان نفس گردد وحقیقت منکشف شود وهیچ محققان نظر را

فى ذالك الزمان - ويفوض اليه هذه الخطة ويجتبيه لاصلاح نوع الانسان - فيجئ فى وقت تشهد

نمی دوانند - همچو خانه هائے خالی اند یا همچو درختان بے بر - ونزد شان اگر چیزے است همین روایتها

فيه القلوب السليمة لضرورة داع من حضرة الكبرياء - وتحس كل نفس متيقظة حاجة الى تائيد رب السماء

هستند که دراز گزاشته اند و بینی ها که به تکبر بلند کرده وروها که ترش اند وزبانها که به بدگوئی دراز اند

ويجدون ريحه ونفحاته - تقرع شامة ارواحهم فعند ذالك يظهر مامور الله ونغيض سيل الفتن ويتم الحجة

ودلها که کج اند وایشانرا آرزوها هستند که ترک آنها نمی کنند وخواهشها هستند که پوشیده می دارند ودر چشمهائے

على الكافرين - ولا ياتى الا عند الضرورات - ولا يسل السيف الا على الذين سلوها من الظالمين والعصاة -

تحقیق دارو نمی شوند وراه هائے باریک بینی را نمی جویند وکوششهائے خود را برائے دیدن حق خرچ نمی کنند

ثم اعلم ايها السعيد ان اكثر الناس قد اخطؤا وغلطوا فى امر المهدى المعهود - ونسبوا اليه سفك

وهیچ سعی بجا نمی آرند تا مردم را به یقین برسانند - وآخر کلام درین باب

الدماء وقتل كثير من النصارى واليهود - وقالوا ان ملوك النصارى الذين هم ملوك الهند من اهل

این است که من مسیح موعود ومهدی ام و برائے جنگها

المغرب اعنى اليوروفين - يوخذون ويطوقون ثم يحضرون فى حضرة المهدى صاغرين - وما لهم به من علم

نیامده ام بلکه بر قدم حضرت عیسے علیه السلام آمده ام

ان يقولون الا كالمفترين - وما عندهم الا احاديث ضعيفة ووضع من الواضعين - ولا تجد فى ايديهم حديثا

تا که مردم را سوئے مکارم اخلاق وسوئے رب رحیم وکریم بخوانم - ومن هیچ

Marfat.com

مصیبا من خاتم النبیین۔ فاتقوا اللہ ولا تعتقدوا مثل ہذہ العقائد۔ ولا تشتروا شریعۃ اللہ تحت الثری وادعوا متمدین۔
حاجت سوئے کشیدن شمشیر نمی بینم بلکہ این کار برائے آن مذہب عادات
والذین لا یترکون ہذہ الاقاویل۔ ولا یستقرون البرہان والدلیل۔ ولا یطلبون نورا یشفی النفس۔ و
کہ در ذات خود روشنی می دارد۔ آرے حاجت ما سوئے قلم ہاست تا مردم
ینفی اللبس۔ ویکشف عن حقیقۃ المعنی۔ ویوضح المعمی۔ ولا یمعنون النظر کالمحققین۔ بل یتبع بعضہم بعضا
را از گمراہی ہا و طوفان آن گمراہی ہا نجات دہیم۔ ومن چون سوی علماء
کالعمین۔ ولا یسرحون الطرف کالمفتشین۔ فاولئک قوم یشابہون جہاما وخلبا۔ ویضاہون متصلفا
این دیار آمدم بر کفر من فتوی دادند وتکذیب من کردند وگفتند کہ دجال
قلبا۔ وہم کبیوت عورۃ۔ او کاشجار غیر مثمرۃ۔ لیس عندہم من غیر لحی طولت۔ وآنف شمخت۔ ووجوہ عبست
است و خدا تعالے ایشان را نشانہا نمود وپیشگوئیہا بظہور آمدند و برکتہا
السن سلطت۔ وقلوب زاغت۔ ولہم امانی لا یترکونہا۔ واہواء یخفونہا۔ فلا یردون مناہل التحقیق۔ ولا
ظاہر شدند وماہ ومہر در رمضان منکسف شدند لیکن ہیچ دلے نرم
یستقرون مجاہل التدقیق۔ ولا یبذلون جہدہم لرؤیۃ الحق المبین۔ ولا یجاہدون لایصال الناس الی ذری الیقین۔
نشد و از گمراہی باز نیامدند و برائے ایشان کتابہائے ضخیم تالیف
وآخر الکلام فی ہذا الباب۔ انی انا المسیح المہدی من رب الارباب۔ وما جئت للمحاربات۔ وما امرنی ربی
کردم پس قبول نکردند بلکہ ہمچو سفہا دشنام دادند و در گمراہی
للغزاۃ۔ انی جئت علی قدم ابن مریم لادعوا الناس الی مکارم الاخلاق والی رب اکرم وارحم۔ ولا اری حاجۃ
و افراط در ظلم قدم پیش نہادند و اوشان را بصدق علامات واضح
الی سل السیوف من اجفانہا بل ہی عار للملۃ اذا حاطت البلاد بلمعانہا۔ نعم حاجۃ الی بری الاقلام لجولانہا۔ لینجی
شد کہ من از طرف خدا تعالے ہستم مگر بجز فحش گفتن و ایذا دادن
الناس من الضلالات وطوفانہا۔ واذا جئت علماء ہذہ الدیار۔ فکفرونی وکذبونی بالاصرار۔ واعرضوا عن الحق بالاستکبار۔
ہیچ کار ایشان نبود و از خداوند من نشانہا دیدند مگر قبول نکردند و
وقالوا دجال افتری۔ فاریہم اللہ الآیۃ الکبری۔ وظہرت انباء الغیب وبرکات عظمی۔ وخسف القمر والشمس فی رمضان
باز نیامدند و من در غیر وقت نزد شان نیامدم بلکہ در وقت غربت
فما انقلب قلب الی الحق وما لان۔ وعرضت علیہم سبل الہدایۃ فما امتنعوا من العمایۃ والغوایۃ۔ والفت لہم مجلدا ضخیمۃ۔ وکتبا
اسلام ظاہر شدم و در ہنگام فسادے ظہور کردم کہ سوئے آن

Marfat.com

مطولة مبسوطة - فما قبلوا الحق بل سبّوا كالسفهاء - وزادوا في البغي والاعتداء - وقد وضع لهم بصدق العلامات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارت کردہ بود و بر سر صدی آمدہ ام و ایں

انی من اللہ رب السموات - فما کان امرهم الا التحقیر والایذاء - والشتم والازدراء - وقد رأوا من ربی آیات

مردم ایں صدی را انتظار مے کردند و ایں را مبارک می دانستند و چوں

وانواع تائیدات - فما قبلوا الظلماء علوًا وما کانوا متقین - وما جئتهم فی غیر وقت بل جئت عند غربة الاسلام - و

نزد شاں آمدم ہمہ علوم خود را پس پشت انداختند و اول دشمناں شدند

فی زمان فساد اشار الیہ سیدنا خیر الانام - وعلی راس المائة - وکانوا من قبل ینتظرون وقت هذہ المائة - و

و اگر خوف شمشیر دولت برطانیہ نبودے مرا قتل کردندے پس خدا را و ایں دولت

یحسبونها مبارکة للملة - فلما جئتهم نبذوا علومهم وراء ظهورهم وصاروا اول المعادین - ولولا خوف سیف الدولة

برطانیہ را شکر مے کنیم کہ موجب نجات ما گردید و مالہائے ما و جانہائے ما و آبروہای ما

البرطانیة - لقتلونی بالسیوف والاسنة - ولکن اللہ منعهم بتوسط هذہ الدولة المحسنة - فنشکر اللہ ونشکر

از ظلم ظالماں محفوظ ماندند و زیر سایہ ایں دولت با امن بسر می بریم و از انواع عذابہا رستیم و نزول

هذہ الدولة التی جعلها اللہ سببا لنجاتنا من ایدی الظالمین - انها حفظت اعراضنا ونفوسنا واموالنا من الناهبین

ایشاں برکات آسمانی عزت و برکت گردید و ہمہ امیدہای دنیوی را یافتیم - پس بر ما واجب گردید کہ اطاعت او کنیم و

وکیف لا نشکر وانا نعیش تحت هذہ السلطنة بالامن وفراغ البال - ونجینا من انواع النکال - وصار نزولها

دعاء سلامت و اقبال او بصدق نیت کردہ باشیم - ایں دولت بدستہائے شوکت خود

لنا نزول العز والبرکة - ونلنا غایة رجاءنا من امن الدنیا والعافیة - فوجبت اطاعتها ودعاء اقبالها وسلامتها بصدق

ما را اسیر نکردہ است بلکہ بہ ایادی منت و احسان خود دلہای ما را اسیر گردانیدہ است پس

النیة - انها ما اسرتنا بایدی السطوة - بل جعل قلوبنا اساری بایادی المنة والنعمة - فوجب شکرها وشکر مبرتها و

واجب است کہ شکر او و شکر احسان او کنیم و طاعت او و طاعت حکام او بجا آریم

وجب طاعتها وطاعة حفدتها - اللهم اجزنا هذہ الملکة للعظمة واحفظها بدولتها وعزتها یا ارحم الراحمین - آمین

ای خدا ایں ملکہ معظمہ را از ما جزائے خیر بدہ - آمین -

الراقم المرزا غلام احمد القادیانی

۲۱ فروری سنہ ۱۸۹۹

پہلا ذکر یعنے صفحہ ۲۴۱ کے تیرھویں سطر سے اٹھارھویں سطر تک یہ عبارت ہے۔ "ہندوستان کے بادشاہوں کو گردن میں طوق ڈالکر اُنکے یعنے مہدی کے سامنے لائیں گے اُنکے خزائن بیت المقدس کا زیور کئے جاویں گے (پھر اسکے بعد اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اُس رائے کی تائید میں اسکے اپنے مونہہ کے لفظ یہ ہیں "میں کہتا ہوں ہند میں اب تو کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہے یہی چند رئیس ہندو یا مسلمان ہیں سو وہ کچھ حاکم مستقل نہیں ہیں بلکہ برائے نام ہیں۔ اس ولایت کے بادشاہ یورپین ہیں غالباً اسوقت تک یعنے مہدی کے زمانے تک یہی حاکم یہاں کے رہیں گے ان ہی کو انکے روبرو یعنے مہدی کے روبرو گرفتار کرکے لیجائیں گے"۔ اور اوپر یہی شخص لکھ چکا ہے کہ گردن میں طوق ڈالکر مہدی کے روبرو حاضر کرینگے اور حجج الکرامہ میں لکھا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے اور غالباً چودھویں صدی ہجری میں یہ سب کچھ ہو جائیگا اور پھر صفحہ ۶۵ اقتراب الساعہ میں لکھا ہے کہ مہدی عیسائیوں کی صلیب کو توڑے گا یعنے اُن کے مذہب کا نام و نشان نہیں چھوڑے گا" اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۱ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ آسمان سے اترکر مہدی کا وزیر بنجائے گا اور بادشاہ مہدی ہوگا۔ پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۸۳ میں خوشخبری دیتا ہے کہ اب مہدی کا زمانہ نزدیک آگیا ہے۔ پھر صفحہ ۳۸۴ میں لکھا ہے کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا جو اس بات کو نہیں مانتا کہ مہدی اس شان اور غازیانہ انداز سے ہوگا یعنے غازی اسبابہ ہو کے مہدی آئے گا وہ فرقہ غلطی پر ہے کیونکہ۔

اور دیانت پر شہادت نہیں دی۔ (۳) تیسری وہ حدیثیں ہیں جو درحقیقت صحیح تر ہیں اور طرق متعددہ سے انکی صحت کا پتا ملتا ہے لیکن یا تو وہ کسی پہلے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں اور ثابت ہو گئی کہ ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں اور یا یہ بات ہے کہ ان میں ظاہری خلافت اور ظاہری لڑائیوں کا کچھ بھی ذکر نہیں صرف ایک مہدی یعنے ہدایت یافتہ انسان کے آنے کی خوشخبری دیگئی ہے اور اشارات سے بلکہ صاف لفظوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسکی ظاہری بادشاہت اور خلافت نہیں ہوگی اور نہ وہ لڑے گا اور نہ خونریزی کرے گا اور نہ اُسکی کوئی فوج ہوگی اور روحانیت اور دلی توجہ کے زور سے دلوں میں دوبارہ ایمان قائم کردے گا جیسا کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ جو ابن ماجہ کی کتاب میں جو اسی نام سے مشہور ہے اور حاکم کی کتاب مستدرک میں انس بن مالک سے روایت کیگئی ہے اور یہ روایت محمد بن خالد جندی نے ابان بن صالح سے اور ابان بن صالح نے حسن بصری سے اور حسن بصری نے انس بن مالک سے اور انس بن مالک نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ بجز اس شخص کے جو عیسیٰ کی خو اور طبیعت پر آئے گا اور کوئی بھی مہدی نہیں آئے گا یعنے وہی مسیح موعود ہوگا اور وہی مہدی ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت اور طریق تعلیم پر آئے گا یعنے بدی کا مقابلہ نہ کرے گا اور نہ لڑے گا اور پاک نمونہ اور آسمانی نشانوں سے ہدایت کو پھیلائے گا اور اسی حدیث کی تائید میں وہ حدیث ہے جو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں

Marfat.com

اس نشان کے ساتھ مہدی کا ظاہر ہونا صحاح ستہ سے یعنے حدیث
کی چھ معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر صفحہ ۳۹۵ حجج الکرامہ
میں نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے کہ زمانہ ظہور مہدی کا اب
بہت قریب ہے تمام علامتیں ظاہر ہو چکی ہیں اور اسلام
بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر حجج الکرامہ کے صفحہ ۴۲۴ میں
لکھتا ہے کہ عیسیٰ بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام
پھیلائے گا وہ دو ہی باتیں ہونگی یا قتل اور یا اسلام۔ اور
کتاب احوال الآخرۃ کے صفحہ ۳۱ میں بھی لکھا ہے کہ جو عیسائی
ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جاویں گے۔
غرض یہ عقائد محمد حسین اور اسکے اس گروہ کے ہیں جنکو اب
اہل حدیث کے نام سے پکارتے ہیں۔ عوام مسلمان انکو وہابی کہتے
ہیں اور محمد حسین انکا سرگروہ اور ایڈوکیٹ اپنے تئیں ظاہر
کرتا ہے۔ اور ان عقیدوں کا ماخذ یہ لوگ اپنی غلطی سے وہ حدیثیں
سمجھتے ہیں جو احادیث کی ایک مشہور کتاب میں جس کا نام مشکوٰۃ ہے
باب الملاحم میں ذکر کیگئی ہیں۔ عربی میں ملاحم بڑی لڑائیوں کو کہتے ہیں
اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وہ لڑائیاں ہیں جو مہدی عیسائیوں
وغیرہ کے ساتھ کریگا۔ یہ باب کتاب مظاہر حق جو کتاب مشکوٰۃ کی شرح
ہے اسکے جلد چہارم صفحہ ۳۳۱ سے شروع ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان
حدیثوں کے سمجھنے میں ان لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے۔ غرض محمد حسین اور اکثر
اہل حدیث گروہ آنیوالے مہدی کی نسبت یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور چونکہ
یہ لوگ خطرناک اور نقض امن کا بشرکنو والا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اسکے لکھنے کی
ضرورت نہیں اور انکے مقابل پر دوسرے کلام میں جیسے عقیدہ میں اور نیز میری
جماعت کے عقیدہ

لکھی ہے جسکے لفظ یہ ہیں کہ یضع الحرب یعنے وہ مہدی جو
دوسرا نام مسیح موعود ہے دینی لڑائیوں کو قطعاً موقوف کردیگا
اور اس کی یہ ہدایت ہوگی کہ دین کے لئے لڑائی مت
کرو بلکہ دین کو بذریعہ سچائی کے نوروں اور اخلاقی معجزات
اور خدا کے قرب کے نشانوں کے پھیلاؤ۔ سو میں سچ سچ
کہتا ہوں کہ جو شخص اس وقت دین کے لئے لڑائی کرتا
ہے یا کسی لڑنے والے کی تائید کرتا ہے یا ظاہر یا پوشیدہ
طور پر ایسا مشورہ دیتا ہے یا دل میں ایسی آرزوئیں رکھتا
ہے وہ خدا اور رسول کا نافرمان ہے انکی وصیتوں اور
حدود اور فرائض سے باہر چلا گیا ہے۔
اور میں اس وقت اپنی محسن گورنمنٹ کو اطلاع دیتا
ہوں کہ وہ مسیح موعود خدا سے ہدایت یافتہ اور مسیح
علیہ السلام کے اخلاق پر چلنے والا **میں ہی ہوں** ہر ایک
کو چاہیے کہ ان اخلاق میں مجھے آزماوے۔ اور غلط فہمی اپنے دل سے
دور کرے میری **بیس برس کی تعلیم** جو براہین احمدیہ سے
شروع ہو کر راز حقیقت تک پہونچ چکی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اسکے
بڑھکر میری باطنی صفائی کا اور کوئی گواہ نہیں۔ میں اپنے پاس ثبوت رکھتا ہوں
کہ میں نے کتابوں کو عرب اور روم اور شام اور کابل وغیرہ ممالک میں پھیلایا
ہے اور اس امر پر فقط متکبر ہوں کہ آسمانی اسلامی لڑائیوں کی لئے مسیح نازل ہوگا
اور کوئی شخص مہدی کے نام سے جو بنی فاطمہ سے ہوگا بادشاہ وقت ہوگا اور مہدی
بلکہ خونریزیاں شروع کر دیگے خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ باتیں ہرگز صحیح نہیں
سوت ہوئی کہ حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا کر کشمیر میں محلہ خانیار میں ہیں
مرزا موعودی سو جو کہ مسیح کا آسمان سے اترنا باطل خیال ہے ایسا ہی کسی
غازی کا آنا باطل ہے جو شخص ایسا ہوگا وہ اسلام کا

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

Marfat.com

یٰایّہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ لعلکم تفلحون ویقول الذین کفروا لست مرسلا

قل کفیٰ باللہ شہیدًا بینی وبینکم ومن

عندہٗ علم الکتاب

الحمد للہ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

ضرورۃ الامام

صرف ڈیڑھ دن میں طیار ہو کر

مطبع

ضیاء الاسلام قادیان میں

باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی مالک و مہتمم مطبع طبع شد

قیمت ۲ محصول ۱ علاوہ جلد ۰۰۷

ضرورة الامام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد واضح ہو کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے اُسکی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کیلئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔

یہہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جسکو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اُسپر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہو سکتا ہے بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جسکی وجہ سے آسمان پر اُس کا نام امام ہے؟ اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مومن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے۔ اور ایسا ہی بموجب نص قرآن کریم کے ہر ایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ قرآن کریم میں عام مومنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا۔ یعنے دنیا کی زندگی میں مومنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انھیں آیا کرینگی یا سچے الہام اُنکو ہوا کرینگے۔ پھر قرآن شریف میں ایک دوسرے مقام میں ہے انّ الذین قالوا ربّنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ یعنے جو

✱ حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا اسود بن عامر انا ابو بکر عن عاصم عن ابی صالح عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاھلیۃ صفحہ نمبر ۹۶ جلد نمبر ۴ مسند احمد واخرجہ احمد والترمذی وابن خزیمۃ وابن حبان وصححہ من حدیث الحارث الاشعری بلفظ من مات ولیس علیہ امام جماعۃ فان موتتہ میتۃ جاھلیۃ۔ ورواہ من حدیث ابن عمر ومن حدیث معاویۃ ورواہ البزار من حدیث ابن عباس۔

Marfat.com

لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے انکو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور انکو تسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دیگئی۔ لیکن قرآن ظاہر کر رہا ہے کہ اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مومنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ہوں۔ اور ان الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہوسکتے اور اکثر یہ الہامات انکے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ انکے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدّی کے لائق ہوتے ہیں۔ اور بہت سے بھروسے کے قابل نہیں ہوتے بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک امام کی دستگیری افاضہ علوم نکرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔ اس امر کی شہادت صدر اسلام میں ہی موجود ہے۔ کیونکہ ایک شخص جو قرآن شریف کا کاتب تھا اسکو بسا اوقات نور نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اسوقت میں الہام ہو جاتا تھا جبکہ امام یعنے نبی علیہ السلام وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس **خیال** سے وہ ہلاک کیا گیا۔ اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اُسکو باہر پھینکدیا جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام ہوتا تھا انھوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا۔ اور امامت حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی اس کا شریک بننا نہ چاہا بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا اس لئے خدا کے فضل نے انکو نائب امامت حقہ بنا دیا۔ اور اویس قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت اور امامت کے سامنے آنا بھی سوء ادب خیال کیا۔ سیدنا حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا یمن کی طرف مونہہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اجد ریح الرحمٰن من قبل الیمن۔ یعنے مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ یہہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اویس میں خدا کا نور اترا ہے۔ مگر افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامت حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے سے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں کیا ہم کچھ کم ہیں۔ اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا

Marfat.com

بنیاد سراسر معصیت ہے کیونکہ جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرما دیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت پر مرے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ملہم یا خواب بین کا استثنا نہیں کیا جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملہم ہو یا خواب بین ہو اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اُس کا خاتمہ خطرناک ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے مخاطب تمام مومن اور مسلمان ہیں اور انہیں ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین اور ملہم بھی ہوتے آئے ہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہونگے جنکو الہام ہوتا ہوگا۔ پھر ماسوا اسکے حدیث اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتوہ ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اسکے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اُٹھتی ہیں پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اسکو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اُسکے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جسکو عبادات کی طرف رغبت ہو اُسکو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کیجاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اُسکو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اُسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھکر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور

Marfat.com

نابالغ بچے نبوت کرینگے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتوہ ہوگا جیساکہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے۔ اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کیگئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے۔ اور اگر اسمیں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو اُنکی روشنی اسقدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کرسکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اُس روشنی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلا نہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سنکر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اول ایسا شخص امام استغنا ظاہر کرتا ہے اور پھر استغنا سے اجنبیت پیدا ہوتی ہے اور پھر اجنبیت سے سوء ظن بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر سوء ظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہونچتی ہے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخر الزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انھوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نکیا تو خدا کے غضب کے صاعقہ نے اُنکو ہلاک کر دیا اور اُنکے تعلقات خدا تعالےٰ سے بکلی ٹوٹ گئے اور جو کچھ اُنکے بارہ میں قرآن شریف میں لکھا گیا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی ہیں جنکے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا وکانوا یستفتحون من قبل۔ اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ سے نصرت دین کے لئے مدد مانگا کرتے تھے اور اُنکو الہام اور کشف ہوتا تھا اگرچہ وہ یہودی جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی خدا تعالیٰ کی نظر سے گر گئے تھے لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مر گیا اور اُسمیں حقیت اور نورانیت نہ رہی تو اسوقت کے یہود اس گناہ سے بری ہو گئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے تب انہیں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر انہیں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور اُنکے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے لوگ تھے اور وہ

Marfat.com

ہمیشہ اس بات کا الہام پاتے تھے کہ نبی آخر زمان اور امام دوران جلد پیدا ہوگا اور اسی وجہ سے بعض ربانی علماء خدا تعالیٰ سے الہام پاکر ملک عرب میں آرہے تھے اور اُنکے بچہ بچہ کو خبر تھی کہ عنقریب آسمان سے ایک نیا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ یہی معنے اس آیت کے ہیں کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنے اس نبی کو وہ ایسی صفائی سے پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بچوں کو۔ مگر جبکہ وہ نبی موعود اُنپر خدا کا سلام ظاہر ہوگیا تب خود بینی اور تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور اُنکے دل سیہ ہوگئے۔ مگر بعض سعادتمند مسلمان ہوگئے اور اُن کا اسلام اچھا ہوا۔ پس یہ ڈرنے کا مقام ہے اور سخت ڈرنے کا مقام ہے خدا تعالیٰ کسی مومن کی بلعم کی طرح بد عاقبت نکرے۔ الٰہی تو اس امت کو فتنوں سے بچا اور یہودیوں کی نظیریں ان سے دور رکھ آمین ثم آمین۔ اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح خدا تعالیٰ نے قبائل اور قومیں اس غرض سے بنائیں کہ تا اس جسمانی تمدن کا ایک نظام قائم ہو اور بعض کے بعض سے رشتے اور تعلقات ہو کر ایکدوسرے کے ہمدرد اور معاون ہو جاویں اسی غرض سے اُس نے سلسلہ نبوت اور امامت قائم کیا ہے کہ تا امت محمدیہ میں روحانی تعلقات پیدا ہو جائیں اور بعض بعض کے شفیع ہوں۔

اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کسکو کہتے ہیں اور اُسکی علامات کیا ہیں اور اُسکو دوسرے ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اُس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اسکی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھدیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کرکے اُنکو مغلوب کرلیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پاکر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اُسکی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لیکر اس مسافرخانہ میں آئی ہے اسلئے اُسکو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اُسکے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں اُنکو بھی اعلیٰ درجہ کے

Marfat.com

قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات
کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں اُسکو عطا کئے جاتے ہیں۔ اور
باایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اُسکو دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے بھی مقابلہ پڑے گا۔
اسلئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اسکو عطا کیجاتی ہے اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اُسکے دل میں ہوتی ہے
اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ خواہ نخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول
کے برخلاف ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جسطرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بے ادب کی باتوں سے
جلکر اور کباب ہو کر جلد مزاج میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور اُنکے چہرہ پر اس عذاب الیم کے جس کا نام غضب
ہے نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بے
محل مونہہ سے نکلتے چلے جاتے ہیں۔ یہ حالت اہل اخلاق میں نہیں ہوتی ہاں وقت اور محل کی مصلحت
سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اُس استعمال کے وقت نہ اُن کا
دل جلتا نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ مونہہ پر جھاگ آتی ہے۔ ہاں کبھی بناوٹی غصہ رُعب
دکھلانے کے لئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں
جیسا کہ سؤر کتے بے ایمان بدکار وغیرہ وغیرہ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ
سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپکے
مونہہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام
اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔ غرض اخلاقی حالت میں کمال
رکھنا اماموں کے لئے لازمی ہے۔ اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو
اور عین محل پر چسپاں اور عند الضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے۔ اور یہ
بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جنکو خدا تعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے اُنکی فطرت میں ہی
امامت کی قوت رکھی جاتی ہے اور جسطرح الٰہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ اعطی کل شیء خلقہ

Marfat.com

ہرایک چرند اور پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھدی ہے جسکے بارہمیں خدا تعالےٰ کے علم میں یہ تھا کہ اُس قوت سے اُسکو کام لینا پڑیگا اسی طرح ان نفوس میں جنکی نسبت خدا تعالےٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں اور جن لیاقتوں کی آیندہ ضرورت پڑیگی ان تمام لیاقتوں کا بیج اُنکی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے۔

اوّل قوت اخلاق۔ چونکہ اماموںکو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اسلئے اُنہیں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا اُنہیں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ اُنکے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں موںہہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا لہٰذا اسپر آیت انّک لعلیٰ خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔

دوم قوت امامت ہے جسکی وجہ سے اُس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنے نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق یعنے روح اُسکی کسی نقصان کو پسند نکرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو اور اس بات سے اُسکو درد پہونچے اور دُکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے۔ اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اُسکے علوم اور معارف کی پیروی کریں اور اُسکے نور کے پیچھے چلیں تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے کہ جو اس کام کے لئے ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ **قوّت پیشروی**۔ غرض یہ کوئی عارضی

Marfat.com

منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے بلکہ جسطرح دیکھنے کی قوت اور سننے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الٰہی امور میں سب سے اول درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہی معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

تیسری قوت بسطت فی العلم ہے جو امامت کے لئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قُویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اُسکے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں اسی لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اسکو بسطت عنایت کیجاتی ہے۔ اور اُسکے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اُسکے برابر ہو اُسکی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔ اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اسکی رائے کے مخالف ہو تو حق اُسکی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اُسکی مدد کرتا ہے اور وہ نور اُن چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ پس جسطرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لیکر انکو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھکر اپنے جوہر اُنکے اندر پہونچا دیتی ہے اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔ اور دوسرے ملہموں اور زاہدوں کے لئے اس قسم کی بسطت علمی ضروری نہیں کیونکہ نوع انسان کی تربیت علمی اُنکے سپرد نہیں کیجاتی۔ اور ایسے زاہدوں اور خواب بینوں میں اگر اگر کچھ نقصان علم اور جہالت باقی ہے تو چنداں جائے اعتراض نہیں کیونکہ وہ کسی کشتی کے ملاح نہیں ہیں بلکہ خود ملاح کے محتاج ہیں۔ ہاں اُنکو ان فضولیوں میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ ہم اس روحانی ملاح کی کچھ حاجت نہیں رکھتے ہم خود ایسے اور ایسے ہیں۔ اور انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ ضرور انکو حاجت ہے جیسا کہ عورت کو مرد کی حاجت ہے۔ خدا نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے پس

Marfat.com

جو شخص امامت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اگر وہ ایسا دعویٰ زبان پر لائے گا تو وہ لوگوں سے اسی طرح اپنی ہنسی کرائے گا جیسا کہ ایک نادان ولی نے بادشاہ کے روبرو ہنسی کرائی تھی اور قصہ یوں ہے کہ کسی شہر میں ایک زاہد تھا جو نیک بخت اور متقی تو تھا مگر علم سے بے بہرہ تھا اور بادشاہ کو اس پر اعتقاد تھا اور وزیر بوجہ اُسکی بے علمی کے اُسکا معتقد نہیں تھا ایکمرتبہ وزیر اور بادشاہ دونوں اُسکی ملنے کے لئے گئے اور اُس نے محض فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل دیکر بادشاہ کو کہا کہ اسکندر رومی بھی اس امت میں بڑا بادشاہ گذرا ہے تب وزیر کو نکتہ چینی کا موقعہ ملا اور فی الفور کہنے لگا کہ دیکھیے حضور فقیر صاحب کو علاوہ کمالات ولایت کے تاریخ دانی میں بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابل پر اسقدر الہام کی ضرورت نہیں جسقدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کے رو سے بھی ہیئت کے رو سے بھی طبعی کے رو سے بھی جغرافیہ کے رو سے بھی اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے بھی اور عقلی بنا پر بھی اور نقلی بنا پر بھی اور امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے اور اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے اور اسپر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک معترض کا مونہہ بند کردے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی اُس کا فرض ہوتا ہے کہ نہ صرف اعتراضات دور کرے بلکہ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کر دے۔ پس ایسا شخص نہایت قابل تعظیم اور کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اُسکے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خدا تعالیٰ کی حجت ہوتا ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا کہ اُس سے جدائی اختیار کرے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے ارادہ اور اذن سے اسلام کی عزت کا مربی اور تمام مسلمانوں کا ہمدرد اور کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ ہر ایک اسلام اور کفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اور اسی کے انفاس طیبہ کفر کش ہوتے ہیں۔ وہ بطور کل کے اور باقی سب اُس کے جزو ہوتے ہیں ؎

ادچو کل و تو چو جزئی نے کلی - تو ہلاک استی گر از وے بگسلی -

چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالتمیں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ ارادہ میں سُست ہو جانا۔ بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں ایسے ابتلا پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالےٰ نے اُنکو چھوڑ دیا ہے اور اُنکے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور بسا اوقات انکی وحی اور الہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی اور بسا اوقات اُنکی بعض پیشگوئیاں ابتلا کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر اُن کا صدق نہیں کھلتا۔ اور بسا اوقات اُنکے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑجاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو اُنکو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ گویا میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں اور ہر ایک اُنسے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے لیکن ایسے وقتوں میں اُنکا عزم آزمایا جاتا ہے۔ وہ ہرگز ان آزمایشوں سے بیدل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سُست ہوتے ہیں یہانتک کہ نصرت الٰہی کا وقت آجاتا ہے۔

پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اُسوقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ اُنکے صدق اور اخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑ جاتا ہے اور اُنکی محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہو کر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہا کے بعد برسات کی ابتدا میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں اسیطرح اُنکے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور

Marfat.com

الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں یہانتک کہ قضاو قدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہوجاتی ہیں اور جسطرح تپ کا مادہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور پھر مسہل کی دوا بھی خدا تعالیٰ کے حکم سے ہی اُس مادّہ کو باہر نکالتی ہے ایسا ہی مردان خدا کے اقبال علی اللہ کی تاثیر ہوتی ہے

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست۔ فانی است و دست او دست خداست

اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنے اُس کی توجہ الی اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے جیساکہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم اپنے وقت کا ولی تھا جسکو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا لیکن جب موسیٰ سے بلعم کا مقابلہ آپڑا تو وہ مقابلہ اسطرح بلعم کو ہلاک کرگیا کہ جسطرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کردیتی ہے اور بدبخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اُسکو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھکر ہے جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہوگا تو بیشک یہ ہلاک ہوجائے گا اور اسوقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا اور یہ تو ایک بلعم تھا مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے جیساکہ یہودیوں کے راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔

چھٹے کشوف اور الہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خدا تعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھکر انسان کے لئے ممکن نہیں اور اُنکے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقدے اور معضلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیشگوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتی ہیں۔ غرض جو لوگ امام الزمان ہوں انکے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید

Marfat.com

اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور اُنکی دُعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا بلکہ خدا تعالےٰ اُن سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتے ہیں یعنے غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اسلئے اُنکے الہام کو دیا جاتا ہے کہ تا اُنکے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں۔ اور حدیث النفس بھی ہوتی ہے جسکو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کبھی لغت کرتا ہے کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہو تب تک اسکو شیطانی الہام ہو سکتا ہے اور وہ آیت علیٰ کل افاک اثیم کے نیچے آسکتا ہے مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلا توقف مطلع کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ بعض پادری صاحبان نے اپنی تصنیفات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اُس واقعہ کی تفسیر میں کہ جب اُن کو ایک پہاڑی پر شیطان لے گیا اسقدر جرأت کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی بات نہ تھی جسکو دنیا دیکھتی اور جسکو یہودی بھی مشاہدہ کرتے بلکہ یہ تین مرتبہ شیطانی الہام حضرت مسیح کو

Marfat.com

ہوا تھا جسکو انہوں نے قبول نکیا مگر انجیل کی ایسی تفسیر سننے سے ہمارا تو بدن کانپتا ہے کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام۔ ہاں اگر اس شیطانی گفتگو کو شیطانی الہام نہ مانیں اور یہ خیال کریں کہ درحقیقت شیطان نے مجسم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے جو پورا ناسانپ ہے فی الحقیقت اپنے تئیں جسمانی صورت میں ظاہر کیا تھا اور وجود خارجی کے ساتھ آدمی بنکر یہودیوں کے ایسے متبرک معبد کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا جسکے اردگرد صدہا آدمی رہتے تھے تو ضرور تھا کہ اسکے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے بلکہ چاہیے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے جسکے وجود کے کئی فرقے منکر تھے اور شیطان کا دکھلا دینا حضرت مسیح کا ایک نشان ٹھہرتا جس سے بہت آدمی ہدایت پاتے اور رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو دیکھکر اور پھر اسکی پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کرکے ضرور حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جسکو دوسرے لفظوں میں شیطانی الہام کہہ سکتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں یہ بھی آتا ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں بہت سے شریر انسانوں کا نام بھی شیطان رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اسی محاورہ کے لحاظ سے مسیح نے بھی ایک اپنے بزرگ حواری کو جسکو انجیل میں اس واقعہ کی تحریر سے چند سطر ہی پہلے بہشت کی کنجیاں دیگئی تھیں شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان تھا جو ہنسی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا ہوگا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اسکو بھی شیطان کہدیا ہوگا اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں۔ اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو جو عمداً یا دھوکہ کھا کر لکھدیا ہو۔ کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ انکی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے۔ اسی وجہ سے انمیں باہمی اختلاف بھی ہے لہذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوگئی

Marfat.com

یسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہو گئے
یں۔ ایسی غلطیاں حواریوں کے سرشت میں تھیں کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ انکی عقل
ریک نہ تھی۔ اُنکے حالات ناقصہ کی خود حضرت مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت
ور عملی قوت میں بھی کمزور تھے۔ بہرحال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دلمیں شیطانی خیال مستحکم
ہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ اُنکے دل کے نزدیک آبھی جائے تو جلد تر
ہ شیطانی خیال دور اور دفع کیا جاتا ہے اور اُنکے پاک دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا۔ قرآن
ریف میں اس قسم کے وسوسہ کو جو ایک کم رنگ اور ناپختہ خیال سے مشابہ ہوتا ہے
ائف کے نام سے موسوم کیا ہے اور لغت عرب میں اس کا نام طائف اور طوف اور
یف اور طیف بھی ہے اور اس وسوسہ کا دل سے نہایت ہی کم تعلق ہوتا ہے گویا نہیں
رتا۔ یا یوں کہو کہ جیسا کہ دور سے کسی درخت کا سایہ بہت ہی خفیف سا پڑتا ہے ایسا
ی یہ وسوسہ ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دل
ں اسی قسم کے خفیف وسوسہ کے ڈالنے کا ارادہ کیا ہو اور انھوں نے قوت نبوت سے
ں وسوسہ کو دفع کر دیا ہو۔ اور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا ہے کہ یہ قصہ صرف
یلوں میں ہی نہیں ہے بلکہ ہماری احادیث صحیحہ میں بھی ہے چنانچہ لکھا ہے عن محمد
ن عمران الصیرفی قال حدثنا الحسن بن علیل العنزی عن العباس۔ بن
د الواحد۔ عن محمد بن عمرو۔ عن محمد بن مناذر۔ عن سفیان بن عیینہ۔ عن عمرو۔
ن دینار۔ عن طاؤس عن ابی ہریرۃ قال جاء الشیطان الی عیسیٰ۔ قال الست
عم انک صادق قال بلی قال فاوف علی ھذہ الشاھقۃ فالق نفسک منہا فقال
یلک الم یقل اللہ یا ابن آدم لا تبتلنی بھلاکک فانی افعل ما اشاء۔ یعنی محمد بن
ن صیرفی سے روایت ہے اور انھوں نے حسن بن علیل عنزی سے روایت کی اور حسن نے عباس
ے اور عباس نے محمد بن عمرو سے اور محمد بن عمرو نے محمد بن مناذر سے اور محمد بن مناذر نے سفیان بن

جائینگی بہت سی انجیلوں میں سے ایک انجیل ابتک انکے پاس وہ بھی ہے جسمیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح مصلوب
یں ہوئے۔ یہ بیان صحیح ہے کیونکہ مرہم عیسیٰ اسکی تصدیق کرتا ہے جس کا ذکر صد ہا طبی کتابوں نے کیا ہے ۔۔۔

Marfat.com

عینیے اور سفیان سے عمرو بن دینار سے اور عمرو بن دینار نے طاؤس سے اور طاؤس نے ابی ہریرہ سے کہا شیطان عیسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تو گمان نہیں کرتا کہ تو سچا ہے اُس نے کہا کیوں نہیں شیطان نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو اس پہاڑ پر چڑھ جا اور پھر اس پر سے اپنے تئیں نیچے گرا دے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تجھ پر واویلا ہو کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ اپنی موت کیساتھ میرا امتحان نکر کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ شیطان ایسی طرز سے آیا ہوگا جیسا کہ جبرائیل پیغمبروں کے پاس آتا ہے کیونکہ جبرائیل ایسا تو نہیں آتا جیسا کہ انسان کسی گاڑی میں بیٹھکر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہوکر اور پگڑی باندھکر اور چادر اوڑھکر آتا ہے بلکہ اُس کا آنا عالم ثانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پھر شیطان جو کمتر اور ذلیل تر ہے کیونکر انسانی طور پر کھلے کھلے آسکتا ہے۔ اس تحقیق سے بہرحال اُس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوت نبوت اور نور حقیقت کیساتھ شیطانی القا کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا اور اُسکے ذب اور دفع میں فوراً مشغول ہو گئے۔ اور جسطرح نور کے مقابل پر ظلمت ٹھہر نہیں سکتی اسی طرح شیطان اُنکے مقابل پر ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا۔ یہی اِنّ عبادی لیس لک علیہم سلطان کے صحیح معنے ہیں۔ کیونکہ شیطان کا سلطان یعنی تسلط درحقیقت انپر ہے جو شیطانی وسوسہ اور الہام کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دور سے نور کے تیر سے شیطان کو مجروح کرتے ہیں اور اُسکے مونہہ پر زجر اور توبیخ کا جوتہ مارتے ہیں اور اپنے مونہہ سے وہ کچھ بکے بجائے اسکے پیروی نہیں کرتے وہ شیطانی تسلط سے مستثنیٰ ہیں مگر چونکہ انکو خدا تعالیٰ ملکوت السموات والارض دکھانا چاہتا ہے اور شیطان ملکوت الارض میں سے ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ مخلوقات کے مشاہدہ کا دائرہ پورا کرنے کے لیے اس عجیب الخلقت وجود کا چہرہ دیکھ لیں اور کلام سن لیں جس کا نام شیطان ہے اس سے انکے دامن تنزہ اور عصمت کو کوئی داغ نہیں لگتا۔ حضرت مسیح سے شیطان نے اپنے قدیم طریقہ وسوسہ اندازی کے طرز پر شرارت سے ایک درخواست کی تھی سو انکی پاک طبیعت نے فی الفور انکو

Marfat.com

لیا اور قبول نکیا۔ اسمیں انکی کوئی کسرِ شان نہیں۔ کیا بادشاہوں کے حضور میں کبھی بدمعاش کلام نہیں
تے۔ سو ایسا ہی روحانی طور سے شیطان نے یسوع کے دلمیں اپنا کلام ڈالا یسوع نے اُس
طانی الہام کو قبول نکیا بلکہ رد کیا۔ سو یہ تو قابل تعریف بات ہوئی اس سے کوئی نکتہ چینی کرنا
قت اور روحانی فلاسفی کی بے خبری ہے لیکن جیسا کہ یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے
طانی خیال کو دفع کیا اور اُس کے الہام کی پلیدی فی الفور ظاہر کر دی۔ ہر ایک زاہد اور صوفی
یہ کام نہیں۔ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایکدفعہ شیطانی الہام مجھے بھی
ا تھا۔ شیطان نے کہا کہ ای عبد القادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں اب جو کچھ دوسروں پر حرام
ہے تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا کہ اے
طان دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہو سکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں
ب شیطان مع اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا۔ اب جب کہ
سید عبد القادر جیسے اہل اللہ اور مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عوام الناس
ھوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں اور انکو وہ نورانی
کھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبد القادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی
ہام کو شناخت کر لیں۔ یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت
ہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ اور تعجب یہ کہ انکی بعض پیشگوئیاں
ی بھی ہوتی تھیں چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں۔ پس جو شخص شیطانی
ہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ
منکر ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ایکمرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انھوں نے
ہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی آخر
ہ بادشاہ بڑی ذلت سے اُسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی۔ اور ایک پیغمبر

Marfat.com

جسکو حضرت جبرائیل سے الہام ملا تھا اس نے یہی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔ سو یہ خبر سچی نکلی مگر اس چار سو نبی کی پیشگوئی جھوٹی نکلی جو زیادہ

اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو خاصکر جبکہ مسیح جیسے اولی العزم نبی کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تو پھر اس سے تو ملہموں کی کمر ٹوٹتی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بیدل ہونے کا کوئی محل نہیں دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت اسیطرح واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ سستے موتی ہیں جو لوگ آپ بنا کر بیچتے ہیں۔ اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں سچے موتیوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوہری جنکو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہے ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور یہ جھوٹا ہے سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے اسکی صحبت میں رہکر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کر سکتا ہے۔ اے صوفیو!! اور اس جہوسی کے گرفتارو ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اور خوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جبکہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مصفا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔ اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کیحالت میں نازل ہوا لہذا تم بھی اسکو غمناک دل کیساتھ پڑھو۔

(۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

Marfat.com

(۴) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رُعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں۔ اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اُسکی پہلی زندگی مرجاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جسکی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پاسکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اسکو ذلت کیساتھ شکست دیگا۔

(۹) سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔

(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت اور وجاہت ملتی ہے اور رعب عطا کیا جاتا ہے۔

آجکل کا ایک ایسا ناقص زمانہ ہے کہ اکثر فلسفی طبع اور نیچری اور برہمو اس الہام سے

Marfat.com

منکر ہیں یہی انکار ہیں کئی اس دنیا سے گذر بھی گئے۔ لیکن اصل امر یہ ہے کہ سچائی سچائی ہے گو تمام جہان اس کا انکار کرے اور جھوٹ جھوٹ ہے گو تمام دنیا اسکی مصدق ہو۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے اور اُسکو مدبر عالم خیال کرتے ہیں اور اُسکو بصیر اور سمیع اور علیم جانتے ہیں اُنکی یہ حماقت ہے کہ اس قدر اقراروں کے بعد پھر خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں۔ کیا جو دیکھتا ہے جانتا ہے اور بغیر ذریعہ جسمانی اسباب کے اُس کا علم ذرہ ذرہ پر محیط ہے وہ بول نہیں سکتا۔ اور یہ کہنا بھی غلطی ہے کہ اُس کی قوت گویائی پہلے تو تھی اور اب بند ہو گئی گویا اُسکی صفت کلام آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے لیکن ایسا کہنا بڑی نومیدی دینا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفتیں بھی کسی زمانہ تک چلکر پھر مفقود ہو جاتی ہیں اور کچھ بھی اُن کا نشان باقی نہیں رہتا تو پھر باقیماندہ صفتوں میں بھی جائے اندیشہ ہے۔ افسوس ایسی عقلوں اور ایسے اعتقادوں پر کہ جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات مانکر پھر چھری ہاتھ میں لے بیٹھتے ہیں اور انہیں سے ایک ضروری حصہ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔ افسوس کہ آریوں نے تو وید تک ہی خدا تعالیٰ کے کلام پر مہر لگادی تھی مگر عیسائیوں نے بھی الہام کو بے مہر رہنے نہ دیا گویا حضرت مسیح تک ہی انسانوں کو ذاتی بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے چشم دید الہاموں کی حاجت تھی اور آیندہ ایسی بدقسمت ذریت ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے محروم ہیں حالانکہ انسان ہمیشہ چشم دید ماجرا اور ذاتی بصیرت کا محتاج ہے۔ مذہب اُسی زمانہ تک علم کے رنگ میں رہ سکتا ہے جبتک خدا تعالیٰ کی صفات ہمیشہ تازہ بتازہ تجلی فرماتی رہیں ورنہ کہانیوں کی صورت میں ہو کر جلد مر جاتا ہے۔ کیا ایسی ناکامی کو کوئی انسانی کانشنس قبول کر سکتا ہے جبکہ ہم اپنے اندر اس بات کا احساس پاتے ہیں کہ ہم اُس معرفت تامہ کے محتاج ہیں جو کسی طرح بغیر مکالمہ الٰہیہ اور بڑے بڑے نشانوں کے پوری نہیں ہو سکتی تو کسطرح خدا تعالیٰ کی رحمت ہم پر الہامات کا دروازہ بند کر سکتی ہے۔ کیا اس زمانہ میں ہمارے دل اور ہو گئے ہیں یا خدا اور ہو گیا ہے۔ یہ تو ہم نے مانا اور قبول کیا کہ ایک زمانہ میں ایک کا الہام لاکھوں کی معرفت کو تازہ کر سکتا ہے اور فرد فرد پر ہونا ضروری نہیں لیکن یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ الہام کی سرے سے صف ہی الٹ دی جائے

Marfat.com

اور ہمارے ہاتھ میں صرف ایسے قصے ہوں جنکو ہم نے بچشم خود دیکھا نہیں۔ ظاہر ہے کہ جبکہ ایک امر صدہا سال سے قصے کی صورت میں ہی چلا جائے اور اُسکی تصدیق کے لئے کوئی تازہ نمونہ پیدا نہ ہو تو اکثر طبیعتیں جو فلسفی رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں اُس قصے کو بغیر قوی دلیل کے قبول نہیں کرسکتیں۔ خاصکر جبکہ قصے ایسی باتوں پر دلالت کریں کہ جو ہمارے زمانہ میں خلاف قیاس معلوم ہوں یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہمیشہ فلسفی طبع آدمی ایسی کرامتوں پر ٹھٹھا کرتے آئے ہیں اور شبہ کی حد تک بھی نہیں ٹھہرتے اور یہ اُن کا حق بھی ہوتا ہے کیونکہ اُنکے دل میں گذرتا ہے کہ جبکہ وہی خدا ہے اور وہی صفات اور وہی ضرورتیں ہمیں پیش ہیں تو پھر الہام کا سلسلہ کیوں بند ہے حالانکہ تمام روحیں شور ڈال رہی ہیں کہ ہم بھی تازہ معرفت کے محتاج ہیں۔ اسی وجہ سے ہندوؤں میں لاکھوں انسان دہریہ ہوگئے کیونکہ بار بار پنڈتوں نے انکو یہی تعلیم دی کہ کروڑہا سال سے الہام اور کلام کا سلسلہ بند ہے۔ اب انکو یہ شبہات دل میں گذرے کہ وید کے زمانہ کی نسبت ہمارا زمانہ پرمیشر کے تازہ الہامات کا بہت محتاج تھا۔ پھر اگر الہام ایک حقیقت حقہ ہے تو وید کے بعد اس کا سلسلہ کیوں قائم نہیں رہا۔ اسی وجہ سے آریہ ورت میں دہریت پھیل گئی۔ اسی لئے صدہا زتے ہندوؤں میں ایسے پاؤ گے جو وید سے ٹھٹھا کرتے اور اُس سے انکاری ہیں۔ چنانچہ انہیں سے ایک جین مت کا فرقہ ہے اور درحقیقت سکھوں کا فرقہ بھی انہی خیالات کی وجہ سے ہندوؤں سے الگ ہوا ہے کیونکہ ایک تو ہندو مذہب میں دنیا کی صدہا چیزوں کو خدا کے ساتھ شریک کیا گیا ہے اور اس قدر شرک کا انبار ہے جسمیں پرمیشر کا کچھ پتہ نہیں ملتا اور پھر جو وید کے الہامی ہونے کا دعویٰ ہے یہ محض بلاثبوت ایک قصہ ہے جسکو لاکھوں برسوں کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے تازہ ثبوت کوئی نہیں اسی سبب سے جو پورے سکھ ہیں وہ وید کو نہیں مانتے۔ چنانچہ اخبار عام لاہور ۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء میں ایک سکھ صاحب کا ایک مضمون اسی بارہ میں شایع ہوا ہے اور انھوں نے اس بات کی تائید میں کہ خالصہ کا گروہ وید کو نہیں مانتا اور انکو گوروؤں کی طرف سے ہدایت ہے کہ وید کو ہرگز نہ مانیں گرنتھ کے شبد یعنے شعر بھی لکھے ہیں جن کا ماحصل یہی ہے کہ وید کو ہرگز نہ ماننا اور اقرار کیا ہے

Marfat.com

کہ ہم لوگ وید کے ہرگز پیرو نہیں ہیں اور نہ اسکو قبول کرتے ہیں۔ ہاں اُس نے قرآن شریف کی پیروی کا بھی اقرار نہیں کیا مگر اس کا یہ سبب ہے کہ سکھوں کو اسلام کی واقفیت نہیں ہے اور وہ اس نور سے بیخبر ہیں جو خدائے قادر قیوم نے اسلام میں رکھا ہوا ہے اور بباعث بے علمی اور تعصب کے اُنکو ان نوروں پر اطلاع بھی نہیں ہے کہ جو قرآن شریف میں بھرے پڑے ہیں بلکہ جسقدر قومی طور پر ہندوؤں سے اُنکے تعلق ہیں مسلمانوں سے یہ تعلقات نہیں ہیں ورنہ اُنکے لئے یہی کافی تھا کہ اُس وصیت پر چلتے کہ جو چولہ صاحب میں باوا نانک صاحب تحریر فرما گئے ہیں کیونکہ چولہ صاحب میں باوا صاحب یہ لکھ گئے ہیں کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب صحیح اور سچا نہیں ہے پس ایسے بزرگ کی اس ضروری وصیت کو ضایع کر دینا نہایت قابل افسوس بات ہے۔ خالصہ صاحبوں کے ہاتھ میں صرف ایک چولہ صاحب ہی ہے جو باوا صاحب کے ہاتھوں کی یادگار ہے۔ اور گرنتھ کے شبد تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں جسمیں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اسمیں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کے لئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے فطرت میں پیشروی کا خاصہ پھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اُس نظام کی بادشاہی بخشی ہے۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخشکر امام الزمان کو ان کا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الٰہی یہانتک اُسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ انمیں بھی ایک امام ہوتا ہے جو یعسوب کہلاتا ہے

Marfat.com

اور جسمانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت اُن لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اُس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ **انگریزوں کی بادشاہت** کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے اُنکے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو اُنکے وجود سے بہت آرام ملا ہے اور ہم خیانت کریں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ انگریزوں نے ہمارے دین کو ایک قسم کی وہ مدد دی ہے کہ جو ہندوستان کے اسلامی بادشاہوں کو بھی میسر نہیں آسکی کیونکہ ہندوستان کے بعض اسلامی بادشاہوں نے اپنی کوتاہ ہمتی سے صوبہ پنجاب کو چھوڑ دیا تھا۔ اور اُنکی اس غفلت سے سکھوں کی متفرق حکومتوں کے وقت میں ہم پر اور ہمارے دین پر وہ مصیبتیں آئیں کہ مساجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھنا اور بلند آواز سے اذاں دینا بھی مشکل ہو گیا تھا اور پنجاب میں دین اسلام مر چکا تھا۔ پھر انگریز آئے اور انگریز کیا ہمارے نیک طالع پھر ہماری طرف واپس ہوئے اور انھوں نے دین اسلام کی حمایت کی اور ہمارے مذہبی فرائض میں ہمیں پوری آزادی بخشی اور ہماری مسجدیں واگذار کی گئیں اور پھر مدت دراز کے بعد پنجاب میں شعار اسلام دکھائی دینے لگا۔ پس کیا یہ احسان یاد رکھنے کے لائق نہیں؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بعض سست ہمت اسلامی بادشاہوں نے تو اپنی غفلتوں سے کفرستان میں ہمیں دھکہ دیا تھا اور انگریز ہاتھ پکڑ کر پھر ہمیں باہر نکال لائے۔ پس انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے۔

پھر اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جیسا کہ جسمانی تمدن کیلئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیر حکم ہو کر چلیں یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی ہے

Marfat.com

اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ پس سوچنا چاہیے کہ یوں تو کوئی مومن بلکہ کوئی انسان بلکہ کوئی حیوان بھی خدا تعالیٰ کی نعمت سے خالی نہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ انکی پیروی کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے لہذا اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل اور اتم طور پر نعمت روحانی کی بارش ہوئی ہے انکی راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تا ہم انکی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔

یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات انکو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جسکی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اسوقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ

امام الزمان میں ہوں

اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گذر بھی گئے اور ایسے وقت میں میں ظاہر ہوا ہوں کہ جبکہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے۔ اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا اور کوئی دمشق میں انکو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے سو وہ حکم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کیلئے

Marfat.com

ر نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں - ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا
اؤں - میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود
لیل ہے - لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالےٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں اور میں جیسا کہ اور اختلافات
ں فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی میں حکم ہوں - اور میں
مام مالک اور ابن حزم اور معتزلہ کے قول کو مسیح کے وفات کے بارہ میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے
ل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں - سو میں بحیثیت حکم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں
یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی
طور پر نزول ہونا ضروری تھا - ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے
نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی - اور مسیح کے وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم
وغیرہ ہمکلام اُن کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ یعنے آیت فلمّا توفیتنی کے مسیح
کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا - یہ میری طرف سے بطور حکم کے فیصلہ ہے اب
جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اسکو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا ہے - اگر
یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا ثبوت کیا ہے ؟ اس کا یہ جواب ہے کہ جس زمانہ کے لئے
حکم آنا چاہیے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے اصلاح کرنی تھی وہ قوم موجود
ہے - اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں - اور اب بھی نشانوں
کا سلسلہ شروع ہے - آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے - زمین نشان ظاہر کر رہی ہے - اور مبارک وہ
جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں -

میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حکم نہیں ہوں
تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو - میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں اور سب بحثیں
نکمی ہیں - صرف حکم کی بحث میں ہر ایک کا حق ہے جسکو میں پورا کر چکا ہوں - خدا نے مجھے چار نشان
دیئے ہیں (۱) میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں

Marfat.com

کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۲) میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ (۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔ (۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مدت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا۔ اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جس کے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جنکو میں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دیگئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہو گا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو مینے وہ حکم پہونچا دیا جو میرے ذمہ تھا اور یہ باتیں میں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں مگر جس واقعہ نے مجھے ان امور کے مکرر لکھنے کی تحریک کی وہ میرے ایک دوست کی اجتہادی غلطی ہے جسپر اطلاع پانے سے مینے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ اس رسالہ کو لکھا ہے۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں میں مینے ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں جو مطابق جمادی الاول ۱۳۱۶ھ ایک میرے دوست جنکو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیز گار جانتا ہوں اور انکی نسبت ابتدا سے میرا بہت نیک گمان ہے واللہ حسیبہ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں اور اُس غلطی کے ضرر سے اُنکی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں وہ تکالیف سفر اٹھا کر اور ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لیکر قادیاں میں میرے پاس پہونچے اور بہت سے الہامات اپنے مجھکو سنائے۔ پس اس سے مجھکو بہت خوشی ہوئی

Marfat.com

کہ خدا تعالیٰ نے انکو الہامات کا شرف بخشا ہے۔ مگر انھوں نے سلسلہ الہامات میں ایک یہ خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ مینے آپ کی نسبت کہا ہے کہ میں انکی کیوں بیعت کروں بلکہ انھیں میری بیعت کرنی چاہیے۔ اس خواب سے معلوم ہوا کہ وہ مجھے مسیح موعود نہیں مانتے اور نیز یہ کہ وہ مسئلہ امامت حقہ سے بے خبر ہیں۔ لہذا میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ تا میں انکے لئے امامت حقہ کے بیان میں یہ رسالہ لکھوں اور بیعت کی حقیقت تحریر کروں سو میں امام حق کے بارہ میں جسکو بیعت لینے کا حق ہے اس رسالے میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔ رہی حقیقت بیعت کی سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے اور بیع اُس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جسمیں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دیجاتی ہے سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باریتعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دیکر وہ علوم اور معارف اور برکات اسکے عوض میں لیوے جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خدا تعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔ سو اگر اس بیعت کے ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہو تو سخت بد ذاتی ہوگی کہ کوئی شخص دانستہ اس سے اعراض کرے۔ عزیز من! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کی بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہوسکتی۔ پس اگر ہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہے تو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کے مفہوم اور اسکی اصل فلاسفی کو ذہن میں رکھکر یہ خرید و فروخت ہم سے کرلے اور اگر اس کے پاس ایسے حقائق اور معارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اسپر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہمپر نہیں کھولے گئے تو بسم اللہ

وہ بزرگ ہماری غلامی اور اطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ روحانی معارف اور قرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطا کرے۔ میں تو زیادہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتا ہمارے ملہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورہ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرماویں جن سے ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کرسکیں تو ہم انکے مطیع ہیں۔

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

بہرحال اگر آپ کے پاس وہ حقائق اور معارف اور برکات ہیں جو معجزانہ اثر اپنے اندر رکھتے ہیں تو پھر میں کیا میری تمام جماعت آپکی بیعت کریگی اور کوئی سخت بد ذات ہوگا کہ جو ایسا نکرے مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جسوقت میں نے آپکے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے انہیں بھی بعض جگہ صرفی اور نحوی غلطیاں تھیں آپ ناراض نہ ہوں میں نے محض نیک نیتی سے اور غربت سے دینی نصیحت کے طور پر یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ بایں ہمہ میرے نزدیک اگر الہامات میں کسی ناواقف اور ناخواندہ کے الہامی فقروں میں نحوی صرفی غلطی ہوجائے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک نہایت دقیق مسئلہ ہے اور بڑے بسط کو چاہتا ہے جس کا یہ محل نہیں ہے۔ اگر ایسی غلطیاں سنکر کوئی خشک ملا جوش میں آجاوے تو وہ بھی معذور ہے کیونکہ روحانی فلاسفی کے کوچہ میں اسکو دخل نہیں۔ لیکن یہ ادنیٰ درجہ کا الہام کہلاتا ہے جو خدا تعالے کے نور کی پوری تجلّی سے رنگ پذیر نہیں ہوتا کیونکہ الہام تین طبقوں کا ہوتا ہے ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ۔ بہرحال اُن غلطیوں سے مجھے شرمندہ ہونا پڑا۔ اور میں نے دل میں دعا کرتا تھا کہ میرے معزز دوست کسی شریر خشک ملا کو یہ الہامات جو بظاہر قابل اعتراض ہیں نہ سناویں کہ وہ خواہ نخواہ ٹھٹھا اور ہنسی کرے گا۔ جو الہام حقائق معارف سے خالی اور غلطیوں سے بھی پر ہو کسی موافق یا مخالف کو فائدہ نہیں پہونچا سکتا خاصکر اس زمانہ میں بلکہ بجائے فائدہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں ایمان سے اور سچائی سے حلفاً کہتا ہوں کہ یہ بات سراسر سچ ہے۔ میرے عزیز دوست توجہ الی اللہ کی طرف زیادہ ترقی کریں کہ جیسے جیسے

مجھے یقین ہے کہ اگر یہ معزز دوست زیادہ توجہ فرمائیں گے تو جلد تر انکے الہامات میں ایک کامل رنگ پیدا ہوجائیگا

Marfat.com

دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہام میں فصاحت کی صفائی بڑھے گی۔ یہی بھید ہے کہ قرآن کی وحی دوسرے تمام نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کے فصاحت بلاغت میں بھی بڑھکر ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دل کی صفائی دیگئی تھی سو وہ وحی معنوں کے رو سے معارف کے رنگ میں اور الفاظ کے رو سے بلاغت فصاحت کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ میرے دوست یہ بھی یاد رکھیں کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بیعت ایک خرید و فروخت کا معاملہ ہے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ جسقدر ہمارے دوست فاضل مولوی عبد الکریم صاحب وعظ کے وقت قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرتے ہیں مجھے ہرگز امید نہیں کہ اُن کا ہزارم حصہ بھی میرے عزیز دوست کے مونہہ سے نکل سکے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ الہامی طریق ابھی ناقص اور کسی طریق بکلّی متروک۔ نہ معلوم کسی محقق سے قرآن سننے کا بھی ابتک موقعہ ہوا یا نہیں ✤ آپ برائے خدا ناراض نہ ہوں آپ نے ابتک بیعت کی حقیقت نہیں سمجھی کہ اس میں کیا دیتے ہیں اور کیا لیتے ہیں۔ ہماری جماعت میں اور میرے بیعت کردہ بندگان خدا میں ایک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی اُنکے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دیجاتی ہی تو ایک قرآن کا سپارہ اُن ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھا دیں۔ یہ لوگ دیوانے تو نہیں کہ اُنھوں نے مجھ سے ہی بیعت کر لی اور دوسرے ملہموں کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے تو آپ کے لئے بہتر ہوتا۔ آپ سوچیں کہ فاضل موصوف جو خانمان چھوڑ کر میرے پاس آبیٹھے اور کچے کوٹھوں میں تکلیف سے بسر کرتے ہیں کیا وہ بغیر کسی بات کے دیکھنے کے دانستہ اس تکلیف کو گوارا کئے ہوئے ہیں؟ ہمارے عزیز اور دوست ملہم صاحب یاد رکھیں کہ وہ ان خیالات میں سخت درجہ کی غلطی میں مبتلا ہیں اگر وہ اپنی الہامی طاقت سے پہلے مولویصاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلا دیں

✤ - ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر لدنی علم کے چشمے کھل جائیں مگر ابھی تو نہیں۔ خوابوں اور کشفوں پر استعارات اور ... ت غالب ہوتے ہیں مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کر لیا مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت ... للہ علیہ وسلم انکی طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور بالکل اسکے برعکس شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکر ...

Marfat.com

اور اس خارق عادت کی چمکار سے نوردین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری
تمام جماعت آپ پر قربان ہو۔ کیا چند ناشناختہ الہامی فقروں کے ساتھ کہ وہ بھی اکثر صحیح نہیں
یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان اپنے تئیں امام الزمان خیال کرلے۔ عزیز من امام الزمان
کے لئے بہت سی شرائط ہیں تبھی تو وہ ایک جہان کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

میرے عزیز ملہم اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ فقرات الہامی اکثر انپر وارد ہوتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اسقدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔ سید امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں اور بعض عورتیں میری مصدق ہیں جنھوں نے ایک حرف عربی کا نہیں پڑھا اور عربی میں الہام ہوتا ہے۔ میں نہایت تعجب میں ہوں کہ آپ کی نسبت اس کے الہامات میں غلطی کم ہوتی ہے۔ ۲۸ ستمبر ۱۸۹۸ء کو اُن کے چند الہامات مجھکو بذریعہ خط اُنکے برادر حقیقی فتح محمد بزدار کے سے ملے ایسا ہی کئی ملہم ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایک لاہور میں ہی تشریف رکھتے ہیں مگر کیا ایسے الہامات سے کوئی شخص امام الزمان کی بیعت سے مستغنی ہوسکتا ہے۔ اور مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں مگر بیعت سے غرض افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے اب فرمائیے کہ آپ بیعت میں کون سے علوم سکھلائیں گے اور کون سے قرآنی حقائق بیان فرمائیں گے۔ آپ آئیے اور امامت کا جوہر دکھلائیے ہم سب بیعت کرتے ہیں۔

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ پر کوئی مجھکو تو سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا

میں نقارہ کی آواز سے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ سب بطور نشان امامت ہے۔ جو شخص اس نشان امامت کو دکھلائے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھکر ہے میں اسکو دست بیعت دینے کو طیار ہوں۔ مگر خدا کے وعدوں میں تبدیل نہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ آج سے قریباً بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام ہو

Marfat.com

۷۔ الرحمٰن علم القرآن۔ لتنذر قوماً ما انذر آباءہم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اوّل المومنین۔ اس الہام کے رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطا کئے ہیں۔ اور میرا نام اول المومنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف اور حقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بار بار الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔ پس بخدا میں کشتی کے میدان میں کھڑا ہوں جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا اور اب حجۃ اللہ کے نیچے ہے۔ اے عزیز کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا بغیر لیاقت کے نہیں ہو سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک انگریز حاکم کے پاس ایک خاندانی شخص پیش کیا گیا کہ اسکو تحصیلدار بنا دیا جائے اور جسکو پیش کیا وہ محض جاہل تھا اردو بھی نہیں آتی تھی۔ اس انگریز نے کہا کہ اگر میں اُسکو تحصیلدار بنا دوں تو اس کی جگہ مقدمات کون فیصلہ کرے گا۔ میں اسکو بجز پانچ روپیہ کے نوکری کے اور کوئی نوکری دے نہیں سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ کیا جس کے پاس ہزاروں دشمن دوست سوالات اور اعتراضات لیکر آتے ہیں اور نیابت نبوت اس کے سپرد ہوتی ہے اسکی یہی شان چاہیئے کہ صرف چند الہامی فقرے اسکی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت۔ کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گران لفظ ہو تو ہر ایک صاحب اور نیز اپنے دوست ملہم صاحب سے معافی مانگتا ہوں کیونکہ میں نے سراسر نیک نیتی سے چند سطریں لکھی ہیں اور میں اس عزیز دوست سے بدل وجان محبت رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کے ساتھ ہو۔

فقط

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپور

Marfat.com

مولوی عبدالکریم صاحب کا خط ایک دوست کے نام*

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ اما بعد

من عبدالکریم الی اخی وحبی نصر اللہ خان - سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج میرے دل میں پھر تحریک ہوئی ہے کہ کچھ درد دل کی کہانی آپکو سناؤں ممکن ہے کہ آپ بھی میرے ہمدرد بنجائیں - اتنی مدت کے بعد یہ تحریک خالی از مصالح نہ ہوگی - محرک قلوب اپنی بندوں کو عبث کام کی ترغیب نہیں دیا کرتا -

چوہدری صاحب! میں بھی ابن آدم ہوں ضعیف عورت کے پیٹ سے نکلا ہوں ضرور ہے انسانی کمزوری - تعلقات کی کششیں اور رقت مجھ میں بھی ہو بطن عورت سے نکلا ہوا اگر اور عوارض اسے چمٹ نہ جائیں تو سنگدل نہیں ہو سکتا - میری ماں بڑی رقیق قلب والی بڑھیا دائم المرض موجود ہے - میرا باپ بھی ہے (اللھم عافہ ووالہ ووفقہ للحسنی) میرے عزیز اور نہایت ہی عزیز بھائی بھی ہیں اور اور تعلقات بھی ہیں تو پھر کیا میں تپھر کا کلیجہ رکھتا ہوں جو ہمیتوں گزر گئے یہاں دھونی رمائے بیٹھا ہوں - یا کیا میں سودائی ہوں اور میرے حواس میں خلل ہے - یا کیا میں مقلد کور باطن اور علوم حقہ سے نابلد محض ہوں یا کیا میں فاسقانہ زندگی بسر کرنے میں اپنے کنبہ اپنے محلہ اور اپنے شہر میں مشہور ہوں - یا کیا میں مفلس نادار پیٹ کی غرض سے نت نئے بہروپ بدلنے والا افلاش ہوں - یعلم اللہ والملائکۃ یشھدون کہ میں بحمد اللہ ان سب معائب سے بری ہوں - ولا ازکی نفسی ولکن اللہ یزکی من یشاء -

تو پھر کس بات نے مجھ میں ایسی استقامت پیدا کر رکھی ہے جو ان سب تعلقات پر غالب آگئی ہے - بہت صاف بات اور ایک ہی لفظ میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے **امام زمان کی شناخت** - اللہ اللہ یہ کیا بات ہے جس میں ایسی زبردست قدرت ہے جو سارے ہی سلسلوں کو توڑ تاڑ دیتی ہے - آپ خوب جانتے ہیں میں بقدر استطاعت کے کتاب اللہ کے معارف و اسرار سے بہرہ مند ہوں اور اپنے گھر میں کتاب اللہ کے پڑھنے

* - اس خط پر اتفاقاً میری نظر پڑی جسکو اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے ایک دوست کی طرف لکھا تھا سو میں نے ایک مناسبت کی وجہ سے جو اس رسالہ کے مضمون سے اسکو ہے چھاپ دیا - منہ

اور پڑھانے کے سوا مجھے اور کوئی شغل نہیں ہوتا۔ پھر میں یہاں کیا سیکھتا ہوں کیا وہ گھر میں پڑھنا اور ایک معتدبہ جماعت میں مشار الیہ اور مطمع انظار بننا میری روح یا میرے نفس کے بہلانے کو کافی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ واللہ ثم تاللہ ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم پڑھتا لوگوں کو سناتا جمعہ میں ممبر پر کھڑا ہو کر بڑے پر اثر اخلاقی وعظیں کرتا اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتا اور نواہی سے بچنے کی تاکیدیں کرتا۔ مگر میرا نفس ہمیشہ مجھے اندر اندر ملامتیں کرتا کہ لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ میں دوسروں کو رلاتا پر خود نہ روتا۔ اور انکو ناکردنی اور ناگفتنی امور سے ہٹاتا پر خود نہ ہٹتا۔ چونکہ متمرد ریاکار اور خود غرض مکار نہ تھا اور حقیقتہً حصول جاہ و دنیا میرا قبلۂ ہمت نہ تھا۔ میرے دل میں جب ذرا تنہا ہوتا ہجوم کرکے یہ خیالات آتے مگر چونکہ اپنی اصلاح کے لئے کوئی راہ و ...کو نظر نہ آتا اور ایمان ایسے چھوٹے خشک عملوں پر قانع ہونے کی اجازت بھی نہ دیتا آخر ان کشاکشوں سے ضعف دل کے سخت مرض میں گرفتار ہوگیا۔ بارہا مصمم ارادہ کیا کہ پڑھنا پڑھانا اور وعظ کرنا قطعاً چھوڑ دوں۔ پھر پھر لپک لپک کے اخلاق کی کتابوں۔ تصوف کی کتابوں اور تفاسیر کو پڑھتا۔ احیاء العلوم اور عوارف المعارف اور فتوحات مکیہ ہر چہار جلد اور ایسی کتابیں اسی غرض سے پڑھیں اور بتوجہ پڑھیں۔ اور قرآن کریم تو میری روح کی غذا تھی اور بحمد للہ ہے۔ بچپن سے اور بالکل بے شعوری کے سن سے اس پاک بزرگ کتاب سے مجھے اس قدر انس ہے کہ میں اس کا کم وکیف بیان نہیں کرسکتا۔ غرض علم تو بڑھ گیا اور مجلس کے خوش کرنے اور وعظ کو سجانے کے لئے لطائف ظرائف بھی بہت حاصل ہوگئے۔ اور میں نے دیکھا کہ بہت سے بیمار میرے ہاتھوں سے چنگے بھی ہوگئے مگر مجھ میں کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوتی تھی آخر بڑے جیس بیس کے بعد مجھ پر کھلا کیا کہ زندہ نمونہ یا اس زندگی کے چشمہ پر پہونچنے کے سوا جو اندرونی آلائشوں کو دھو سکتا ہو میل اترنے والی نہیں۔ ہادی کامل خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے کس ... صحابہ کو منازل سلوک ۲۳ برس میں طے کرائیں۔ قرآن علم تھا اور آپ اس کا سچا عملی نمونہ تھے۔ قرآن کے احکام کی عظمت وجبروت کو مجرد الفاظ و علمی رنگ نے فوق العادہ رنگ میں

قلوب پر نہیں بٹھایا بلکہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونوں اور بے نظیر اخلاق اور دیگر تائیدات سماویہ کی رفاقت اور پیا پے ظہور نے ایسا لازوال سکہ آپ کے خدام کے دلوں پر جمایا۔ خدا تعالیٰ کو چونکہ اسلام بہت پیارا ہے اور اس کا ابد الدہر تک قائم رکھنا منظور ہے اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دیگر مذاہب عالم کی طرح قصوں اور فسانوں کے رنگ میں ہو کر تقویم پارینہ ہو جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں جنھوں نے علمی اور عملی طور پر حامل قرآن علیہ صلوات الرحمان کا زمانہ لوگوں کو یاد دلایا۔ اسی سنت کے موافق ہمارے زمانہ میں خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود ایدہ اللہ الودود کو ہم میں کھڑا کیا کہ زمانہ پر وہ ایک گواہ ہو جائے سینے جو کچھ اس خط میں لکھنا چاہا تھا حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کے وجود پاک کی ضرورت پر چند وجدانی دلائل تھے اس اثنا میں بعض تحریکات کی وجہ سے خود حضرت اقدس نے "ضرورت امام" پر پرسوں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھ ڈالا ہے جو عنقریب شایع ہو گا۔ ناچار میں نے اس ارادے کو چھوڑ دیا۔

بالآخر میں اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو آپکے باقاعدہ حسن ارادت کے ساتھ درس کتاب اللہ میں حاضر ہونے کو آپ کے اپنی نسبت کمال حسن ظن کو اور ان سب پر آپ کی نیکدل اور پاک تیاری کو آپ کو یاد دلاتا اور آپکی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں کہ آپ سوچیں وقت بہت نازک ہے۔ جس زندہ ایمان کو قرآن چاہتا ہے اور جیسی گناہ سوز آگ قرآں سینوں میں پیدا کرنی چاہتا ہے وہ کہاں ہے۔ میں خدائے رب عرش عظیم کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں وہی ایمان حضرت نائب الرسول مسیح موعود کے ہاتھ میں ہاتھ دینے اور انکی پاک صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اب اس کار خیر میں توقف کرنے سے مجھے خوف ہے کہ دل میں کوئی خوفناک تبدیلی پیدا نہ ہو جائے۔ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کے لئے سب کچھ کھو دو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔ والسلام

۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء عاجز عبد الکریم از قادیان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

انکم ٹیکس اور تازہ نشان

صدق را ہر دم مدد آید زرب العالمین	صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں
ہر بلا کز آسماں بر صادقے آید فرود	آخرش گردد نشانے از برائے طالبیں

ہمارے بعض نادان دشمن ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں اپنے ناکام رہنے سے بہت مغموم اور کوفتہ خاطر تھے کیونکہ اُنکو ایک ایسے مقدمہ میں جس کا اثر اس راقم کی جان اور عزت پر تھا باوجود بہت سی کوشش کے فاش شکست اٹھانی پڑی اور نہ صرف شکست بلکہ اُس مقدمہ کے متعلق وہ الہامی پیشگوئی بھی پوری ہوئی جسکے دو سو سے زیادہ ثقہ اور معزز لوگوں کو خبر دی گئی تھی اور جسکو پبلک میں پیش از وقت بخوبی شایع کر دیا گیا تھا - مگر افسوس کہ ان مخالفوں کی بدظنی اور شتاب کاری سے ایک دوسری شکست بھی اُنکو نصیب ہوئی اور وہ یہ کہ جبکہ ان دنوں میں سرسری طور پر بغیر کسی عدالت کی باضابطہ تحقیق کے اس راقم پر مبلغ ماہواری انکم ٹیکس مشخص ہو کر اُس کا مطالبہ ہوا تو یہ لوگ جنکے نام لکھنے کی حاجت نہیں (عقلمند خود ہی سمجھ جائیں گے) اپنے دلوں میں بہت ہی خوش ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا پہلا نشانہ خطا گیا تھا تو غنیمت ہے کہ اس مقدمہ میں اُسکی تلافی ہوئی - لیکن کبھی ممکن نہیں کہ بد اندیش اور نفسانی آدمی فتحیاب ہو سکیں کیونکہ کوئی فتحیابی اپنے منصوبوں اور مکاریوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ ایک ہے جو انسانوں کے دلوں کو دیکھتا اور انکے اندرونی خیالات کو جانچتا اور ان کے نیات کیموافق آسمان پر سے حکم کرتا ہے - سو اس نے ان تیرہ خیالات لوگوں کی یہ مراد بھی پوری نہ ہونے دی اور بعد تحقیقات کامل بتاریخ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء انکم ٹکس معاف کیا گیا - اس مقدمہ کے یکدفعہ

Marfat.com

پیدا ہوجانے میں ایک یہ بھی حکمت الٰہی مخفی تھی کہ تا خدا تعالیٰ کی تائید میری جان اور آبرو اور مال کے متعلق یعنے تینوں طرح سے اور تینوں پہلوؤں سے ثابت ہوجائے کیونکہ جان اور آبرو کے متعلق تو ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں نصرت الٰہی بپایہ ثبوت پہونچ چکی تھی۔ مگر مال کے متعلق امر تائید ہنوز مخفی تھا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت نے ارادہ فرمایا کہ پبلک کو مال کے متعلق بھی اپنی تائید دکھلاوے۔ سو اُس نے یہ تائید بھی ظاہر فرماکر تینوں قسم کی تائیدات کا دائرہ پورا کردیا۔ سو یہی بھید ہے کہ یہ مقدمہ برپا کیا گیا اور جیسا کہ ڈاکٹر کلارک کا مقدمہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے برپا نہیں ہوا تھا کہ مجھکو ہلاک یا ذلیل کیا جائے بلکہ اس لئے برپا ہوا تھا کہ اُس قادر کریم کے نشان ظاہر ہوں ایسا ہی اسمیں بھی ہوا اور جسطرح میرے خدا نے جان اور عزت کے مقدمہ میں پہلے سے الہام کے ذریعہ سے یہ بشارت دی تھی کہ آخر میں بریت ہوگی اور دشمن شرمسار ہونگے ایسا ہی اُس نے اس مقدمہ میں بھی پہلے سے خوشخبری دی کہ انجام کار ہماری فتح ہوگی اور حاسد بد باطن ناکام رہیں گے۔ چنانچہ وہ الہامی خوشخبری اخیر حکم کے نکلنے کے پہلے ہی ہماری جماعت میں خوب اشاعت پا چکی تھی۔ اور جیسا کہ ہماری جماعت نے جان اور آبرو کے مقدمہ میں ایک آسمانی نشان دیکھا تھا اس میں بھی انھوں نے ایک آسمانی نشان دیکھ لیا جو اُنکے ایمان کی زیادت کا موجب ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجھے بڑا تعجب ہے کہ باوجودیکہ نشان پر نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں مگر پھر بھی مولویوں کو سچائی کے قبول کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہر میدان [illegible] اور وہ بہت ہی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی تائید الٰہی اُن کا [illegible] بدلے اُن کا خذلان اور ان کا نامراد ہونا ثابت [illegible] کے ذریعہ سے یہ مشہور ہوا تھا کہ حال کے رمضان [illegible] دونوں کو گرہن لگے گا اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ [illegible] نشان ہے تو اُسوقت مولویوں کے دلوں میں یہ دھڑکہ شروع ہوگیا تھا

کہ مہدی اور مسیح ہونے کا مدعی تو یہی ایک شخص میدان میں کھڑا ہے ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف جھک جائیں۔ تب اس نشان کے چھپانے کے لئے اول تو بعض نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس رمضان میں ہرگز کسوف خسوف نہیں ہوگا بلکہ اسوقت ہوگا کہ جب انکے امام مہدی ظہور فرما ہوں گے اور جب رمضان میں خسوف کسوف ہو چکا تو پھر یہ بہانہ پیش کیا کہ یہ کسوف خسوف حدیث کے لفظوں سے مطابق نہیں۔ کیونکہ حدیث میں یہ ہے کہ چاند کو گرہن اوّل رات میں لگے گا اور سورج کو گرہن درمیان کی تاریخ میں لگے گا۔ حالانکہ اس کسوف خسوف میں چاند کو گرہن تیرھویں رات میں لگا اور سورج کو گرہن اٹھائیس تاریخ کو لگا۔ اور جب انکو سمجھایا گیا کہ حدیث میں مہینے کی پہلی تاریخ مراد نہیں اور پہلی تاریخ کے چاند کو قمر نہیں کہہ سکتے اُس کا نام تو ہلال ہے اور حدیث میں قمر کا لفظ ہے نہ ہلال کا لفظ۔ سو حدیث کے معنے یہ ہیں کہ چاند کو اُس پہلے رات میں گرہن لگے گا جو اُس کے گرہن کے راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنے مہینہ کی تیرہویں رات۔ اور سورج کو درمیان کے دن میں گرہن لگے گا یعنے اٹھائیس تاریخ جو اسکے گرہن کے دنوں میں سے درمیانی دن ہے۔✝ تب یہ نادان مولوی اس صحیح معنے کو سنکر بہت شرمندہ ہوئے اور پھر بڑی جان کاہی سے یہ دوسرا عذر بنایا کہ حدیث کے رجال میں سے ایک راوی اچھا آدمی نہیں ہے۔ تب اُنکو کہا گیا کہ جبکہ حدیث کی پیشگوئی پوری ہوگئی تو وہ جرح جسکی بنا شک پر ہے اس یقینی واقعہ کے مقابل پر جو حدیث کی صحت پر ایک قوی دلیل ہے کچھ چیز ہی نہیں یعنے پیشگوئی کا پورا ہونا یہ گواہی دے رہا ہے کہ یہ صادق کا کلام ہے۔ اور اب یہ کہنا کہ وہ صادق نہیں بلکہ کاذب ہے بدیہیات کے انکار کے حکم میں ہے اور ہمیشہ سے یہی اصول محدثین کا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ شک یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ پیشگوئی کا اپنے مفہوم کے مطابق ایک مدعی مہدویت کے زمانہ میں پوری ہو جانا اس بات پر یقینی گواہی ہے کہ جس کے مونہہ سے یہ کلمات نکلے تھے اس نے سچ بولا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اُسکی چال چلن

✝ یہ قانون قدرت ہے کہ چاند گرہن کے لئے مہینہ کے تین رات مقرر ہیں یعنی تیرھویں چودھویں پندرھویں اور ہمیشہ چاند گرہن ان تین راتوں میں سے کسی ایک میں لگتا ہے پس اس حساب سے چاند گرہن کی پہلی رات تیرہویں رات ہے جسکی طرف حدیث کا اشارہ ہے اور سورج گرہن کے دن مہینہ کی ستائیسویں اور اٹھائیسویں اور انتیسویں تاریخ ہے پس اس حساب سے درمیانی دن سورج گرہن کا اٹھائیسواں ہے

ہیں ہمیں کلام ہے یہ ایک شکی امر ہے اور کبھی کاذب بھی سچ بولتا ہے - ماسوا اس کے یہ پیشگوئی اور طرق سے بھی ثابت ہے اور حنفیوں کے بعض اکابر نے بھی اسکو لکھا ہے تو پھر انکا شرط انصاف نہیں ہے بلکہ سراسر ہٹ دھرمی ہے اور اس دندان شکن جواب کے بعد انھیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حدیث تو صحیح ہے اور اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ عنقریب امام موعود ظاہر ہوگا مگر یہ شخص امام موعود نہیں ہے بلکہ وہ اور ہوگا جو بعد اس کے عنقریب ظاہر ہوگا - مگر یہ ان کا جواب بھی بودا اور باطل ثابت ہوا کیونکہ اگر کوئی اور امام ہوتا تو جیساکہ حدیث کا مفہوم ہے وہ امام صدی کے سر پر آنا چاہیے تھا - مگر صدی سے بھی پندرہ برس گذر گئے اور کوئی امام اُن کا ظاہر نہ ہوا - اب ان لوگوں کی طرف سے آخری جواب یہ ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں انکی کتابیں مت دیکھو ان سے ملاپ مت رکھو انکی بات مت سنو کہ انکی باتیں دلوں میں اثر کرتی ہیں - لیکن کسقدر عبرت کی جگہ ہے کہ آسمان بھی انکے مخالف ہو گیا اور زمین کی حالت موجودہ بھی مخالف ہو گئی - یہ کسقدر انکی ذلت ہے کہ ایک طرف آسمان اُنکے مخالف گواہی دے رہا ہے اور ایک طرف زمین صلیبی غلبہ کی وجہ سے گواہی دے رہی ہے - آسمان کی گواہی دارقطنی وغیرہ کتابوں میں موجود ہے یعنے رمضان میں خسوف کسوف اور زمین کی گواہی صلیبی غلبہ ہے جسکے غلبہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا اور جیساکہ صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے - یہ دونوں شہادتیں ہماری موید اور انکی مکذب ہیں - پھر لیکھرام کی موت کا جو نشان ظاہر ہوا اس نے بھی ان کو کچھ کم شرمندہ نہیں کیا - ایسا ہی مہوتسو جلسہ یعنے قوموں کا مذہبی جلسہ جس میں ہمارا مضمون بطور نشان غالب رہا تھا کچھ کم ندامت کا موجب نہیں ہوا - کیونکہ اسمیں نہ صرف ہمارا مضمون غالب رہا بلکہ یہ واقعہ پیش از وقت الہام ہو کر بذریعہ اشتہارات شایع کر دیا گیا - کاش اگر آتھم ہی زندہ رہتا تو مسلمانوں محمد حسین بٹالوی اور اُسکے ہم جنسوں کے ہاتھ میں جھوٹی تاویلوں کی کچھ گنجائش رہتی - مگر آتھم بھی جلد مر کر ان لوگوں کو برباد کر گیا جب تک وہ چپ رہا زندہ رہا اور پھر منہ کھولتے ہی الہامی شرط نے اس کو لے لیا

Marfat.com

خداتعالےٰ نے الہامی شرط کیموافق اسکو عمر دی اور جبھی سے کہ اس نے تکذیب شروع
کی اسی وقت سے عوارض شدیدہ نے اُسکو ایسا پکڑ لیا کہ بہت جلد اس کی زندگی کا خاتمہ
کردیا۔ لیکن چونکہ یہ ذلت بعض نادان مولویوں کو محسوس نہیں ہوئی تھی اور شرطی پیشگوئی
کو محض شرارت سے انھوں نے یوں دیکھا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی۔ اور
آتھم کی سراسیمگی اور زبان بند زندگی سے جو پیشگوئی کے ایام میں بدیہی طور پر رہی انھوں نے دیانت
داری سے کوئی نتیجہ نہ نکالا اور جو آتھم قسم کے لئے بلایا گیا اور نالش کے لئے اکسایا گیا اور وہ انکار سے
کانوں پر ہاتھ رکھتا رہا ان تمام امور سے اُنکو کوئی ہدایت نہ ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اپنے
نشانوں کو شبہ میں چھوڑنا نہیں چاہتا لیکھرام کی پیشگوئی کو جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی
اور جسمیں تاریخ اور دن اور صورت موت یعنے کس طریق سے مرگ سب بتلایا گیا تھا اتمام حجت کیلئے
کمال صفائی سے پورا کیا مگر افسوس کہ سچائی کے مخالفوں نے اس کھلے کھلے خدا تعالیٰ کے نشان
سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ ظاہر ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوتا تو لیکھرام کی پیشگوئی میرے ذلیل کرنے
کے لئے بڑا عمدہ موقعہ تھا کیونکہ اسکے ساتھ کوئی بھی شرط نہ تھی اور اسمیں صاف طور پر پیشگوئی
کے ساتھ ہی میں نے اپنا اقرار لکھکر شایع کر دیا تھا کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی تو میں جھوٹا ہوں
اور ہر ایک سزا اور ذلت کا سزاوار ہوں۔ سو اگر میں جھوٹا ہوتا تو ایسے موقعہ پر جبکہ قسمیں کھا کر یہ پیشگوئی جو کوئی شرط نہیں
رکھتی تھی شایع کی گئی تھی ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ مجھکو رسوا کرتا اور میرا اور میری جماعت کا نام و نشان مٹا
دیتا سو خدا نے ایسا نہ کیا بلکہ اس میں میری عزت ظاہر کی اور جن لوگوں نے نادانی سے آتھم کے متعلق
کی پیشگوئی کو نہیں سمجھا تھا اُن کے دلوں میں بھی اس پیشگوئی سے روشنی ڈالی۔ کیا یہ سوچنے کا مقام
نہیں ہے کہ ایسی پیشگوئی میں جسکے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں تھی اور جس کے خطا جانے سے
میری تمام کشتی غرق ہوتی تھی خدا نے کیوں میری تائید کی اور کیوں اسکو پوری کر کے صدہا دلوں
میں میری محبت ڈالدی۔ یہانتک کہ بعض سخت دشمنوں نے روتے ہوئے آکر بیعت کی اگر
پیشگوئی پوری نہ ہوتی تو میاں بٹالوی صاحب خود سوچ لیں کہ کس شد و مد سے وہ اشاعۃ السنہ

Marfat.com

میں تکذیب کے مضامین لکھتے اور کیا کچھ اُن کا دنیا پر اثر ہوتا کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ خدا نے ایسی موقعہ پر کیوں بٹالوی اور اس کے ہم خیال لوگوں کو شرمندہ اور ذلیل کیا۔ کیا قرآن میں نہیں ہے کہ خدا لکھ چکا ہے کہ وہ مومنوں کو غالب کرتا ہے۔ کیا اگر یہ پیشگوئی جو ایک ذرہ بھی شرط اپنے ساتھ نہیں رکھتی تھی اور ایک بھاری مخالف کے حق میں تھی جو مجھ پر دانت پیستا تھا جھوٹی نکلتی تو کیا اس صاف فیصلہ کے بعد میرا کچھ باقی رہ جاتا اور کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ اس پیشگوئی کے جھوٹے نکلنے پر شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہزار عید کی خوشی ہوتی۔ سو وہ طرح طرح کے ٹھٹھے اور ہنسی کا اپنے کلام کو رنگ دیکر رسالہ کو نکالتا اور کئی جلسے کرتا۔ لیکن اب پیشگوئی کے سچی نکلنے پر اس نے کیا کیا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اُس نے خدا کے ایک عظیم الشان کام کو ایک ردّی چیز کی طرح پھینک دیا اور اپنے منحوس رسالہ میں یہ اشارہ کیا کہ لیکھرام کا یہی شخص قاتل ہے۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں کسی انسانی حربہ کے ساتھ قاتل نہیں ہاں آسمانی حربہ کے ساتھ یعنے دعا کے ساتھ قاتل ہوں۔ اور وہ بھی اس کے الحاح اور درخواست کے بعد۔ میں نے نہیں چاہا کہ اس پر بددعا کروں مگر اس نے آپ چاہا سو میں اس کا اسی طرح کا قاتل ہوں جس طرح کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خسرو پرویز شاہ ایران کے قاتل تھے۔ غرض لیکھرام کا مقدمہ محمد حسین پر خدا تعالیٰ کی حجت پوری کر گیا اور ایسا ہی اس کے اور بھائیوں پر۔ پھر بعد اس کے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں خدا کا نشان ظاہر ہوا۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو اخیر حکم سے پہلے صدہا لوگوں میں پھیل چکی تھی۔ اس مقدمہ میں شیخ بٹالوی کو وہ ذلت پیش آئی کہ اگر سعادت یاوری کرتی تو بلا توقف توبہ نصوح کرتا۔ اس پر خوب کھل گیا کہ خدا نے کس کی تائید کی۔

یاد رہے کہ کلارک کے مقدمہ میں محمد حسین نے عیسائیوں کے ساتھ شامل ہو کر میری تباہی کے لئے ناخنوں تک زور لگایا تھا اور میرے ذلیل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا آخر میرے خدا نے مجھے بری کیا۔ اور عین کچہری میں کرسی ملنے پر وہ ذلت

Marfat.com

اس کے نصیب ہوئی جس سے ایک شریف آدمی مارے ندامت کے مر سکتا ہے۔ یہ ایک صادق کی ذلت چاہنے کا نتیجہ ہے۔ کرسی کی درخواست پر اُسکو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جھڑکیاں دیں اور کہا کہ کرسی نہ کبھی تجھکو ملی اور نہ تیرے باپ کو۔ اور جھڑک کر پیچھے ہٹایا اور کہا کہ سیدھا کھڑا ہوجا۔ اور اُسپر موت پر موت یہ ہوئی کہ ان جھڑکیوں کے وقت یہ عاجز صاحب ڈپٹی کمشنر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس کی ذلت دیکھنے کے لئے وہ آیا تھا۔ اور مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ اس واقعہ کو بار بار لکھوں۔ کچہری کے افسر موجود ہیں اُن کا عملہ موجود ہے ان سے پوچھنے والے پوچھ لیں۔ اب سوال تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کی تائید کرتا ہے اور انہیں عزت دیتا ہے اور جھوٹوں اور دجالوں کو ذلیل کرتا ہے پھر یہ الٹی ندی کیوں بہنے لگی کہ ہر ایک میدان میں محمد حسین کو ہی ذلت اور رسوائی اور بے عزتی نصیب ہوتی گئی کیا خدا تعالیٰ کی اپنے پیاروں سے یہی عادت ہے۔ اب ٹیکس کے مقدمہ میں شیخ بٹالوی صاحب کی یہ خوشی تھی کہ کسی طرح ٹیکس لگجائے تا اسی مضمون کو لمبا چوڑا کر کے اشاعۃ السنہ کو رونق دیں تا پہلی ذلتوں کی کسی قدر پردہ پوشی ہوسکے۔ سو اسمیں بھی وہ نامراد ہی رہا اور صاف طور پر معافی کا حکم آگیا۔ خدا نے اس مقدمہ کو ایسے حکام کے ہاتھ میں دیا جنھوں نے سچائی اور ایمانداری سے عدالت کو پورا کرنا تھا۔ سو بدنصیب بداندیش اس حملہ میں بھی محروم ہی رہا۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے حکام باانصاف پر اصل حقیقت کھولدی۔ اور اس جگہ ہمیں **جناب مسٹر ٹی ڈکسن صاحب بہادر** ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ کا شکر کرنا چاہیے جن کے دل پر خدا تعالےٰ نے واقعی حقیقت منکشف کردی۔ اسی وجہ سے ہم ابتدا سے انگریزی حکومت اور انگریزی حکام کے شکر گذار اور مداح اور ثناخوان ہیں کہ وہ انصاف کو بہر حال مقدم سمجھتے ہیں۔ کپتان ڈگلس صاحب سابق کمشنر نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ فوجداری میں اور مسٹر ٹی ڈکسن صاحب نے اس انکم ٹیکس کے مقدمہ میں ہمیں انگریزی عدالت اور حق پسندی کے دو ایسے نمونے دیئے ہیں جنکو ہم مدت العمر میں

Marfat.com

کبھی بھول نہیں سکتے۔ کیونکہ کپتان ڈگلس صاحب کے سامنے وہ نازک مقدمہ آیا تھا جس کا فریق مستغیث ایک معزز عیسائی تھا اور جس کی تائید میں گویا پنجاب کے تمام پادری تھے۔ لیکن صاحب موصوف نے اس بات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی کہ یہ مقدمہ کس گروہ کی طرف سے ہے اور پورے طور پر عدالت سے کام لیا اور مجھے بری کیا۔ اور جو مقدمہ اب مسٹر ٹی ڈکسن صاحب کے زیر تجویز آیا یہ بھی نازک تھا کیونکہ ٹیکس کی معافی میں سرکار کا نقصان ہے۔ سو صاحب موخر الذکر نے بھی سراسر معدلت اور انصاف پسندی اور محض عدل سے کام لیا۔ میری دانست میں اس قسم کے حکام گورنمنٹ کی رعایا پروری اور نیک نیتی اور اصول انصاف کے روشن نمونے ہیں اور واقعی امر یہی تھا جس امر تک مسٹر ٹی ڈکسن صاحب کا روشن خیال پہونچ گیا سو ہم شکر بھی کرتے ہیں اور دعا بھی۔ اور اسجگہ محنت اور تفتیش منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پرگنہ بٹالہ قابل ذکر ہے جنھوں نے انصاف اور احقاق حق مقصود رکھکر واقعات صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالا دست کو دکھلا دیا اور اسطرح ٹھیک ٹھیک اصلیت تک پہونچنے کے لئے اعلیٰ حکام کو مدد دی۔ اب وہ مقدمہ یعنی تحصیلدار صاحب کی رائے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا اخیر حکم ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

نقل رپورٹ منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار پرگنہ بٹالہ ضلع گورداسپور بمقدمہ عذرداری ٹیکس مشمولہ مثل اجلاسی مسٹر ٹی ڈکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر

مرجوعہ۔ ۱۰ر جون ۹۸ء فیصلہ ۱۷ر ستمبر ۹۸ء نمبر بستہ از محکمہ نمبر مقدمہ ۵۵ ۴

مثل عذرداری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ذات مغل سکنہ قادیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

بحضور جناب والاشان جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

جناب عالی۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر امسال ماہوار ۵ انکم ٹیکس تشخیص ہوا تھا اس سے پیشتر مرزا غلام احمد پر کبھی ٹیکس تشخیص نہیں ہوا۔ چونکہ یہ ٹیکس نیا لگایا گیا تھا۔ مرزا غلام احمد نے اسپر

Marfat.com

عدالت حضور میں عذرداری دائر کی جو بنابر دریافت سپرد محکمہ ہذا ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ انکم ٹیکس کے متعلق جسقدر تحقیقات کیگئی ہے اُس کا ذکر کیا جائے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ ذکر گوش گذار حضور کیا جاوے تاکہ معلوم ہو کہ عذردار کون ہے اور کس حیثیت کا آدمی ہے مرزا غلام احمد ایک پورانے معزز خاندان مغل میں سے ہے جو موضع قادیان میں عرصہ سے سکونت پذیر ہے۔ اس کا والد مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز زمیندار تھا اور موضع قادیان کا رئیس تھا اس نے اپنی وفات پر ایک معقول جائداد چھوڑی۔ اسمیں سے کچھ جائداد تو مرزا غلام احمد کے پاس اب بھی ہے۔ اور کچھ مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے پاس ہے جو اسکو مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی کے توسل سے ملی ہے۔ یہ جائداد اکثر زرعی مثلاً باغ زمین اور تعلقہ داری چند دیہات ہے اور چونکہ مرزا غلام مرتضیٰ ایک معزز رئیس آدمی تھا ممکن ہے اور میری رائے میں اغلب ہے کہ اس نے بہت سی نقدی اور زیورات بھی چھوڑے ہوں۔ لیکن ایسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت قابل اطمینان شہادت نہیں گذری۔ مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا ہے اور اس کا طریق عمل ہمیشہ سے ایسا رہا ہے کہ اس سے امید نہیں ہوسکتی کہ اس نے اپنی آمدنی یا اپنے والد کی جائداد نقدی و زیورات کو تباہ کیا ہو۔ جو جائداد غیر منقولہ اسکو باپ سے وراثتاً پہونچی ہے وہ تو اب بھی موجود ہے۔ لیکن جائداد غیر منقولہ کی نسبت شہادت کافی نہیں مل سکی۔ لیکن بہر حال مرزا غلام احمد کے حالات کے لحاظ سے یہ طمانیت کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ بھی اس نے تلف نہیں کی۔ کچھ مدت سے مرزا غلام احمد نے ملازمت وغیرہ چھوڑ کر اپنے مذہب کیطرف رجوع کیا اور اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جاوے۔ اس نے چند مذہبی کتابیں شایع کیں رسالجات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہارات کیا۔ چنانچہ اس کل کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جنکی فہرست (بحروف انگریزی) منسلک ہذا ہے اُسکو اپنا سرگروہ ماننے لگ گیا اور بطور ایک علیحدہ فرقہ کے قائم ہوگیا۔ اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔ جنمیں بلاشبہ

Marfat.com

بعض اشخاص کی تعداد زیادہ نہیں مرزا اور صاحب علم ہیں۔ مرزا غلام احمد کا گروہ جب کچھ بڑھ نکلا تو اس نے اپنی کتب فتح اسلام اور توضیح مرام میں اپنے اغراض کے پورا کرنے کے لئے اپنے پیروؤں سے چندہ کی درخواست کی اور انہیں پانچ مدات کا ذکر کیا جنکے لئے چندہ کی ضرورت ہے۔ چونکہ مرزا غلام احمد پر اسکے مریدان کا اعتقاد ہو گیا رفتہ رفتہ انہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا اور اپنے خطوط میں بعض دفعہ تو تخصیص کر دی کہ ان کا چندہ ان پانچ مدوں میں سے فلاں مد پر لگایا جاوے اور بعض دفعہ مرزا غلام احمد کی رائے پر چھوڑ دیا کہ جس مد میں وہ ضروری خیال کریں صرف کریں چنانچہ حسب بیان مرزا غلام احمد عذر دار اور بروئی شہادت گواہان چندہ کے روپیہ کا حال اسی طرح ہوتا ہے۔ الغرض یہ گروہ اسوقت بطور ایک مذہبی سوسائٹی کے ہے جس کا سرگروہ مرزا غلام احمد ہے اور باقی سب پیروان ہیں اور چندہ باہمی سے اپنی سوسائٹی کے اغراض کو بہ سلوک پورا کرتے ہیں۔ جن پانچ مدات کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ حسب ذیل ہیں

اول مہمان خانہ۔ جس قدر لوگ مرزا غلام احمد کے پاس قادیاں میں آتے ہیں خواہ وہ مرید ہوں یا نہوں لیکن وہ مذہبی تحقیقات کے لئے آئے ہوں انکو وہاں سے کھانا ملتا ہے اور حسب بیان تحریری مختار مرزا غلام احمد اس مد کے چندہ میں سے مسافروں یتیموں اور بیواؤں کی بھی امداد کیجاتی ہے۔ دوم مطبع اسمیں مذہبی کتابیں اور اشتہارات چھاپے جاتے ہیں اور بعض دفعہ لوگوں میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ سوم مدرسہ۔ مرزا غلام احمد کے مریدوں کی طرف سے ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ لیکن اسکی ابھی ابتدائی حالت ہے اور اس کا اہتمام مولوی نور دین کے سپرد ہے جو مرزا غلام احمد کا ایک مرید خاص ہے۔ چہارم سالانہ اور دیگر جلسہ جات۔ اس گروہ کے سالانہ جلسے بھی ہوتے ہیں اور ان جلسوں کے سرانجام دینے کے لئے چندہ فراہم کیا جاتا ہے۔ پنجم خط و کتابت۔ حسب بیان تحریری مختار مرزا غلام احمد اور شہادت گواہان ہیں بہت سا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ مذہبی تحقیقات کے متعلق جس قدر خط و کتابت ہوتی ہے اسکے لئے مریدوں سے چندہ لیا جاتا ہے۔ الغرض حسب بیان گواہان ان پانچ مدوں میں چندہ کا

Marfat.com

روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ان ذرایع سے مرزا غلام احمد مع اپنے مریدوں کے اپنے خیالات مذہبی کی اشاعت کرتا ہے۔ یہ سوسائٹی ایک مذہبی گروہ ہے اور چونکہ حضور کو اس گروہ کی نسبت پیشتر سے علم ہے اس لئے اسی مختصر خاکہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ اور اب اصل درخواست عذرداری کے متعلق گذارش کیجاتی ہے۔

مرزا غلام احمد پر امسال ۷۲۰۰ روپیہ اُس کی سالانہ آمدنی قرار دیکر ۱۸۷ روپیہ ۸ آنہ انکم ٹکس قرار دیا گیا۔ اس کی عذرداری پر اُس کا اپنا بیان خاص موضع قادیان میں جبکہ کمترین بتقریب دورہ اس طرف گیا لیا گیا۔ اور تیرا ان کس گواہان کی شہادت قلمبند کی گئی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے بیان حلفی میں لکھوایا کہ اُسکو تعلقہ داری زمین اور باغ کی آمدنی ہے۔ تعلقہ داری کی سالانہ تخمیناً ۸۰ روپیہ کی زمین کی تخمیناً تین سو روپیہ سالانہ کی اور باغ کی سالانہ تخمیناً دو سو تین سو روپیہ چار سو اور حد درجہ پانسو روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اسکو کسی قسم کی اور آمدنی نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اُس کو تخمیناً پانچہزار دو سو روپیہ سالانہ مریدوں سے اس سال پہونچا ہے ورنہ اوسط سالانہ آمدنی قریباً چار ہزار روپیہ کے ہوتی ہے وہ پانچ مدوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا خرچ ہوتی ہے۔ اور اس کی ذاتی خرچ میں نہیں آتی۔ خرچ اور آمدنی کا حساب باضابطہ کوئی نہیں ہے۔ صرف یادداشت سے تخمیناً لکھوایا ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی بیان کیا کہ اس کی ذاتی آمدنی باغ زمین اور تعلقہ داری کی اس کے خرچ کے لئے کافی ہے اور اس کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ وہ مریدوں کا روپیہ ذاتی خرچ میں لاوے۔ شہادت گواہان بھی مرزا غلام احمد کے بیان کی تائید کرتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ مریدان بطور خیرات پانچ مدات مذکورہ بالا کے لئے روپیہ مرزا غلام احمد کو بھیجتے ہیں اور ان ہی مدات میں خرچ ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد کی اپنی ذاتی آمدنی سوائے آمدنی تعلقہ داری زمین اور باغ کے اور نہیں ہے جو قابل ٹیکس ہو۔ گواہان میں سے چھ گواہ گو معتبر اشخاص ہیں لیکن مرزا صاحب کے مرید ہیں اور اکثر مرزا غلام احمد کے

Marfat.com

پاس رہتے ہیں۔ دیگر سات گواہ مختلف قسم کے دوکاندار ہیں جنکو مرزا صاحب سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ بالعموم یہ سب گواہان مرزا غلام احمد کے بیان کی تائید کرتے ہیں اور اس کی ذاتی آمدنی سوائے آمدنی تعلقہ داری زمین اور باغ کے اور کسی قسم کی نہیں بتلاتے ہیں نے موقعہ پر بھی خفیہ طور سے مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی کی نسبت بعض اشخاص سے دریافت کیا۔ لیکن اگرچہ بعض اشخاص سے معلوم ہوا کہ مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی بہت ہے اور یہ قابل ٹیکس ہے لیکن کہیں سے کوئی بین ثبوت مرزا صاحب کی آمدنی کا نہ ملا کا زبانی تذکرات پائے گئے۔ کوئی شخص پورا پورا ثبوت نہ دے سکا۔ میں نے موضع قادیاں میں مدرسہ اور مہمان خانہ کا بھی ملاحظہ کیا۔ مدرسہ ابھی ابتدائی حالت میں ہے اور اکثر عمارت خام بنا ہوا ہے۔ اور کچھ مریدوں کے لئے بھی گھر بنے ہوئے ہیں۔ لیکن مہمان خانہ میں واقعی مہمان پائے گئے اور یہ بھی دیکھا گیا کہ جس قدر مرید اس روز قادیاں میں موجود تھے انھوں نے مہمان خانہ سے کھانا کھایا۔

کمترین کی رائے ناقص میں اگر مرزا غلام احمد کی ذاتی آمدنی صرف تعلقہ داری اور باغ کی قرار دیجائے جیسا کہ شہادت سے عیان ہوا اور جس قدر آمدنی مرزا صاحب کو مریدوں سے ہوتی ہے اسکو خیرات کا روپیہ قرار دیا جائے جیسا کہ گواہان نے بالعموم بیان کیا تو مرزا غلام احمد پر موجودہ انکم ٹیکس بحال نہیں رہ سکتا۔ لیکن جبکہ دوسری طرف یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک معزز اور بھاری خاندان سے ہے اور اسکے آباؤ اجداد رئیس رہے ہیں اور انکی آمدنی معقول رہی ہے اور مرزا غلام احمد خود ملازم رہا ہے اور آسودہ حال رہا ہے تو ضرور گمان گذرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایک مالدار شخص ہے اور قابل ٹیکس ہے۔ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گرو رکھکر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے تو جس شخص کی عورت اسقدر روپیہ دیسکتی ہو اسکی نسبت ضرور گمان گذرتا ہے کہ وہ مالدار ہوگا۔ کمترین نے جسقدر تحقیقات کی ہے وہ شامل مسل ہذا ہے۔ تعمیل حکم حضور رپورٹ ہذا ارسال خدمت حضور ہے۔ المرقوم ۱۳ اگست ۱۸۹۸ء۔ کمترین تاج الدین تحصیلدار بٹالہ کر راتخ

مختار وکیل مرزا غلام احمد کو حضور کی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے ۳ ستمبر ۱۸۹۸ء کی تاریخ دیگئی ہے۔ تحریر بتاریخ صدر۔ دستخط حاکم

نقل حکم درمیانی بصیغہ عذرداری ٹیکس اجلاسی ٹی ڈیکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور

مثل عذرداری انکم ٹیکس مسمی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ذات مغل سکنہ موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آج یہ کاغذات پیش ہو کر رپورٹ تحصیلدار صاحب سماعت ہوئی فی الحال یہ مثل زیر تجویز رہے۔ شیخ علی احمد وکیل اور مختار عذردار حاضر ہیں انکو اطلاع دیا گیا۔ تحریر ۳ ۹/۹۸ دستخط حاکم

نقل ترجمہ حکم اخیر بصیغہ عذرداری ٹکس اجلاسی مسٹر ٹی ڈیکسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور

ترجمہ حکم

یہہ ٹیکس جدید تشخیص کی گئی ہے اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ ہے کہ تمام اس کی آمدنی اس کی ذاتی کاروبار پر خرچ نہیں ہوتی بلکہ اس فرقہ کے اخراجات پر صرف ہوتی ہے کہ جو اس نے قائم کیا ہے۔ وہ تسلیم کرتا ہے کہ اس کے پاس اور جائداد بھی ہے لیکن اس نے تحصیلدار کے سامنے بیان کیا کہ وہ آمدنی بھی کہ جو از قسم آمدنی اراضی و زراعت کی ہے اور زیر دفعہ ۵ (ب) مستثنیٰ ہے مذہبی اخراجات میں جاتی ہے۔ ہمیں اس شخص کی نیک نیتی پر شبہ کرنے کے لئے کوئی وجہ معلوم نہیں کرتے اور ہم اس کی آمدنی کو جو از چندہ ہا ہے وہ ۵۲۰۵/۱۱ روپیہ بیان کرتا ہے معاف کرتے ہیں کیونکہ زیر دفعہ (ک) (ج) محض مذہبی اغراض کے لئے وہ صرف کیجاتی ہے۔

لہذا حکم ہوا کہ

بعد تعمیل ضابطہ کاغذات ہذا داخل دفتر کئے جاویں۔ تحریر ۱۶ ۹/۹۸ مقام ڈلہوزی

دستخط حاکم

اس جگہ ہم اصل انگریزی اخیر حکم کی نقل بھی مع ترجمہ کر دیتے ہیں

Marfat.com

In the Court of T. T. Dixon Esquire Collector of the District of Gurdaspur.

Income Tax objection case No: 46. of 1898.

Mirza Gulam Ahmad son of Mirza Gulam Murtaza, caste Mughal resident of mouzah Qadian Mughlan, Tahsil Batala, District of Gurdaspur, objector.

Order

This tax is a newly imposed one and Mirza Gulam Ahmad claims that all his income is applied not to his personal but to the expenses of the sect he has founded. He admits that he has other property but he stated to the Tahsildar that even the proceeds of that which is classed as land and the proceeds of agriculture and is exempt under 5 (b), go to his religious expenses. I see no reason to doubt the bona fides of this man, whose sect is well known, and I exempt his income from subscriptions which he states as 5200/- under Sec: 5 (e) as being solely employed in religious purposes.

Sd/- T. Dixon
Collector

17 - 9 - 1898

ترجمہ ۔ بعدالت ٹی ڈیکسن صاحب بہادر کلکٹر ضلع گورداسپور۔ مقدمہ ۴۶ بابت ۱۸۹۸ء عذرداری انکم ٹیکس

مرزا غلام احمد صاحب ولد مرزا غلام مرتضیٰ قوم مغل ساکن موضع قادیاں مغلاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور عذردار

حکم

ٹیکس نیا ہی لگایا گیا ہے اور مرزا غلام احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ تمام آمدنی میری جماعت کے لئے خرچ ہوتی ہے۔ میرے ذاتی خرچ میں نہیں آتی اور اس بات کو بھی قبول کرتے ہیں کہ میری اور بھی جائداد ہے۔ لیکن تحصیلدار صاحب کے سامنے انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس میری جائداد کی آمدنی بھی جو از قسم زمین ہے اور پیداوار زراعت ہے اور زیر دفعہ ۵ (ب) انکم ٹیکس سے بری ہے دینی مصارف میں ہی کام آتی ہے۔ اس شخص کے اظہار نیک نیتی میں مجھے شک کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جس کی جماعت کو ہر ایک جانتا ہے۔ میں انکی چندوں کی آمدنی کو جس کی تعداد وہ مبلغ ۵۲۰۰ بیان کرتے ہیں اور جو بالکل دینی کاموں میں خرچ ہوتی ہے زیر دفعہ ۵ (ای) انکم ٹیکس سے بری کرتا ہوں۔ دستخط ٹی ڈیکسن صاحب بہادر کلکٹر

۱۷ ستمبر ۱۸۹۸ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

اس میں یہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ آج پوری ہوگئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تھا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلت پہنچائی ہے اسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچیگی اور ضرور پہنچیگی کوئی اسکو روک نہیں سکتا سو وہ ذلت فریق ظالم کو پہنچ گئی

آج میں اُس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو میں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کے مقابل پر اُس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجال کذاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اس نے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعہ سے میری نسبت کی تھی ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکھا تھا اور اسمیں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہ عربی الہام تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلھا وترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اُسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچیگی۔ سو آج یہ پیشگوئی کامل طور پر پوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلت کی تھی اور میرا نام کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد رکھا تھا اور یہی فتوے کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا۔ اور اسی بنا پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور اُسکے لکھوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گھر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتوے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُسکی نسبت دیدیا۔ یعنے یہ کہ وہ کذاب اور دجال اور مفتری اور کافر اور بدعتی اور اہلسنت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس فتوے کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ اُن کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے۔ جو

Marfat.com

بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہوگا اور کافروں سے لڑیگا۔ اور مسیح موعود اُس کی مدد کے لئے اور اُس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کیلئے آسمان سے اُتریگا اور اُسنے علماء کو یہ بھی کہا تھا کہ پہلے میں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں۔ مگر میں نے اب اُس قول سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئیگا اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑیگا۔ اور اُس کی تائید کیلئے عیسے علیہ السلام آسمان سے اُترینگے تا دونو مل کر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں۔ یہ اعتقاد اُس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کے لئے ظاہر کیا تھا جبکہ اس نے میرے کافر ٹھیرانے کیلئے ایک فتوے لکھا تھا اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اُس کی لڑائیوں سے منکر ہے۔ لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اُس نے پوشیدہ طور پر ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جسمیں اُس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا ہے کہ میں اُس مہدی موعود کو نہیں مانتا جسکے مسلمان منتظر ہیں۔ اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جن میں اُس کے آنے کی خبر ہے۔ اور اُسکی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہوگئی۔ اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے کے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور گورنمنٹ کو یہ سُناتا ہے کہ میں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب میں نے اسکے بارے میں ایک استفتاء لکھا اور فتوے لینے کیلئے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اُس کے اُستاد نے بھی وہ استفتاء پڑھ کر اُسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجّال ٹھیرایا جیسا کہ مجھے ٹھیرایا تھا۔ اور اُسی طرح ذلّت کے الفاظ اُس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے سو وہ اُسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اُس نے جھوٹے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یہ سچ ہے کہ میں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہیگا۔ اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا میں قایل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہوگا۔ اور میں نے دلائل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعتقاد خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جھوٹ اور لغو اور بے اصل ہے۔ اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے۔ اب ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھ کہتا رہا کامل درجہ پر اُس کی ذلت ہوگئی ہے اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بھی اُسکو ملگئے ہیں جو سراسر ظلم سے اُسنے مجھے دیئے تھے یعنے ہر ایک نے اُسکو کذّاب اور دجّال کہا ہے[*]۔ رہا یہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اُسکی نسبت کیا رائے رکھتی ہے سو ہماری دانا گورنمنٹ ادنےٰ توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جسنے گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا کہ میں یہ کارروائی کر رہا ہوں۔ کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں اور مولویوں کو یہ لکھ لکھ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی

---

[*] یہ شخص یعنے محمد حسین اپنے تئیں اہل حدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈوکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اِس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو۔ چنانچہ وہ خود بھی رسالہ اشاعة السنہ نمبر ۴ جلد ۱۲ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

Marfat.com

فاطمہ کی اولاد سے ضرور آئیگا۔ اور کہتا رہا کہ جو شخص یہ اعتقاد چھوڑتا ہے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے۔ اور کونسا فائدہ اُس کے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے +

پھر دوسری خیانت جو اُس کی ذلت کا موجب ہے یہ ہے کہ اُسنے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ میں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے۔ اور پھر اپنی اشاعۃ السنہ نمبرہ جلد ۱۸ صفحہ ۱۴۴ سطر ۶ میں میری مخالفت کیلئے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں اُن سے استغنا موجب کفر ہے۔ اب اِس جگہ اُس نے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا۔ اور انگریزی سلطنت کی نسبت اُسی صفحہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ "اُن کی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنے محض منافقانہ طور پر اور مصلحت وقت کے لحاظ سے کرنی چاہئیے۔ مگر مذہبی نظر سے یعنے دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے" اس تقریر میں اُسنے یہ خیانت کی ہے۔ کہ جو مذہبی آزادی اور مذہبی فواید ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں اُن سب کا انکار کر دیا ہے۔ اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے۔ اور یہ نہیں سوچا کہ سکھوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرائض رو کے گئے تھے۔ اور مذہبی احکام کے بجالانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تھا یہانتک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے **اُس وقت سلطان روم کہاں تھا؟** آخر انگریز ہی تھے جو ہمارے چھوڑانے کے لئے عقاب کیطرح دُور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی۔ یہ بڑی بدذاتی ہوگی کہ ہم اِس سے انکار کریں۔ کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے دینی فائدہ ہمیں کچھ بھی نہیں پہنچا بلاشبہ پہنچا ہے۔ بلکہ سلطان رُوم سے زیادہ پہنچا ہے۔ اِس گورنمنٹ کے آنیسے ہم اپنے فرائض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے۔ ہمارے مذہبی مدرسے کھل گئے۔ ہمارے واعظ خوب تسلی سے وعظ کرنے لگے۔ سکھوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تھے۔ صدہا مسلمان اسی وجہ سے قتل کئے گئے۔ بلکہ آگ میں جلائے گئے اور درندوں کے آگے ڈالے گئے۔ اب انگریزی عملداری کا جھنڈا ہمارے ملک میں کھڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے۔ ہزارہا دینی کتابیں شائع ہو گئیں۔ اور اہل مسلمانوں نے اعلےٰ درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی۔ اور ہمیں اِس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اُسکی تلاش کرنا عبث ہے۔ اب کس قدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں۔ اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کے رو سے ہمیں کرنا لازم ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں امن اور آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں۔ پھر محمد حسین کا یہ قول کہ وہ یہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے کس قدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ "ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولٹیکل نظر سے کرتے ہیں

Marfat.com

ورنہ دینی حمایت انکی طرف سے کچھ بھی نہیں یہ سب سلطان کی طرف سے ہے"۔ یہ دو نو فقرے اسکے ایسے گندے اور فتنہ انگیز ہیں۔ کہ اگر میرے منہ سے بھی نکلتے تو میں ضرور اپنے اوپر فتوے دیتا کہ مینے سرکار انگریزی کے بیشمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمکحرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی بنا پر مجھے کافر ٹھیرایا تھا جبکہ میں نے سلطان روم کے مقابل گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تھی جسکی نسبت **سید احمد خان صاحب** کے سی ایس آئی نے اپنے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۹۷ء میں میری گواہی دی تھی +

اب خلاصہ کلام یہ کہ حیادار آدمی کیلئے یہ ذلت بھی کچھ تھوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا اور اپنی قوم سے بھی اپنی نسبت کافر اور کذاب اور مفتری کا فتوے سنا سو بلاشبہ وہ الہامی پیشگوئی اس پر پوری ہوگئی جس میں لکھا تھا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلت دیکھیگا جو اس نے فریق مظلوم کی کی۔ اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتوے جسمیں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا استاد بھی شامل ہے لکھتا ہوں اور ناظرین پر اس بات کا انصاف چھوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ نومبر ۹۸ء کو غور سے پڑھ کر خود گواہی دیں کہ خدا تعالے نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے منہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تھے اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں۔ کہ جزاء سیئۃ بمثلہا۔ نقل فتوے شامل ہذا ہے +

راقم خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۲ جنوری ۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنیسے جو آخری زمانہ میں آئیگا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ کو کہ جس پر تمام اہل سنت دلی یقین رکھتے ہیں سراسر لغو و بیہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے۔ کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے اور راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اور اجماع کا چھوڑنیوالا اور ملحد اور دجال ہے۔ بینوا توجروا۔ المرقوم ۲۹ دسمبر ۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ

السائل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد عافاہ اللہ و اید

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہل سنت جماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بیشک اس آیہ کریمہ کے وعید کا

Marfat.com

مستحق ہے۔ قال عزمن قائل۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعة قید شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه رواہ احمد وابو داؤد۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجه۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة وید اللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی اور جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاوینگے اور بنی فاطمہ میں ہوگا اور اُسکے ہاتھ سے دین غالب ہوگا اور ظاہری باطنی خلافت کریگا۔ ومن خالف عن ذلک فقد ضل واضل ومن یضلل اللہ فما له من سبیل۔

حررہ عبد الحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبد اللہ غزنوی

) درباب مہدی معہود ونزول عیسے بن مریم رسول اللہ وخروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند وبرین است اجماع اہل سنت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر ومخالف اہل سنت وجماعت مبتدع وضال ومضل است فقط

عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی عفی اللہ عنهما

) اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے کما حررہ المجیب وانا عبد اللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنه

) جو کچھ مولوی عبد الحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اُس سے اتفاق ہے ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہئے و نشست برخاست ترک کرنی چاہئے وانا ابو یحیے احمد اللہ عدرسہ امرتسری

مُہر

) علماء عظام کا جواب صحیح ہے بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہل سُنت سے خارج ہے۔

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

) امام مہدی علیہ وعلے آبائہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دُنیا کو عدل وانصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور جمہور امت نے اسے تسلیم کیا ہے۔ اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت و مسلک اہلسنت والجماعت سے انحراف کرتا ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذهب الدنیا حتی یملک العرب رجل من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی رواہ الترمذی وابو داؤد وفی روایة له قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی یبعث اللہ فیه رجلا منی او من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا مشکوۃ شریف قال العلامة التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحة فی ظهور امام من ولد فاطمة الزهراء رضی اللہ عنها یملاء الدنیا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سکریٹری انجمن مستشار العلماء)

Marfat.com

(۷) یہ شخص مذکور سوال مفتری کذاب و ضال مضل و خارج اہل سنت سے ہے الراقم سید محمد نذیر حسین دہلوی بقلم خود

(۸) الجواب صحیح و صواب۔ صح الجواب حررہ النقوی الدہلوی غفرہ اللہ القوی

محمد یعقوب | سید محمد عبد السلام غفر لہ | سید محمد نذیر حسین | ابو الحسن محمد سعید

(۱۰) جو عقیدہ خلاف اہلسنت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کسطرح معتبر ہو سکتا ہے فقیر حشمت علی عفی اللہ عنہ

مہر | محمد عبد الغفار ابو سیار | ابو الحسن محمد اسمٰعیل | خلیل الرحمن عفرلہ المنان | مہر

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ اور احادیث نبی صلعم کا منکر ہے فقط

العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب (محمد وصیت علی)

(۱۲) اصاب من اجاب ۔ محمد شاہ عفا عنہ (محمد شاہ غفی عنہ)

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے اسکی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہ شخص کذاب اور دجال ہے فقط محمد یونس مدرس مدرسہ مولوی عبد الواحد صاحب (محمد یونس)

(۱۴) الجواب صحیح ۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی (فتح محمد)

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے عبد الغفور مدرس مدرسہ حسین بخش (عبد الغفور)

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے مغشوش الرائے یاوہ گو عبد الدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں ایسا شخص منکر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسکا مقام نار ہے محمد عبد الغنی

(۱۷) واقعی یہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے ایسے شخص کا مکان بلاشک نار ہے کیونکہ یہ فعل اہل بدعت کا ہے ۔ محمد ہدایت اللہ عفی عنہ

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے اور احادیث صحاح کا منکر ہے مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہ حدیثیں موجود ہیں ۔ عبد اللہ خان بچھرایونی بقلم خود (مہر)

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے فقط مولوی محمد عبد الرزاق خلف حاجی خدا بخش المتخلص ناچیز ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر

(۲۰) الجواب ۔ اقول وباللہ التوفیق معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً و خلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلّم ہے ۔ صرف ضلالت اور گمراہی ہے اور یہ انکار کسی دجال کا کام ہے فقط واللہ یهدی من یشاء الی صراط المستقیم +

دستخط الراقم عبد العزیز عفی عنہ لودیانوی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۔ اشتہار

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب وہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

اے علماء پنجاب وہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم کرے آپ کو معلوم ہو کہ اِس وقت اُس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے آپ لوگوں کے لئے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتوے پر نظر کرکے جو آپ نے ۵ اشعبان ۱۳۱۶ھ کے استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آیندہ اُس طریق کو اختیار کریں جو تقوےٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اِس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کارروائی میری نسبت کر رہا ہے یہانتک کہ اب اُسنے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہنچا دیا اور میری توہین اور ازالۂ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد بخش جعفر زٹلی نام کو کسی قسم کی طمع دیکر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ وہ اِس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے پس بے عزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اُسکے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اِس سے اشتعال پیدا نہ ہو اس لئے میں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا کہ گورنمنٹ کیطرف سے انتظاماً اس گندی کارروائی کے انسداد کیلئے کوئی حکم جاری ہو۔ اور اس طرح پر ایک مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اِس میموریل کا صرف اس قدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہئے۔ اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور اُسکے رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے سو اُنہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے

Marfat.com

شروع کر دئے اور اس پر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کے لئے
اور ہمارے دل کو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں سے بد اثر کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے ان تحریروں کے
روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو میں نے
ایک اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا۔ اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دعا تھی یعنے یہ کہ ہم دونوں
فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اس کو ذلیل کرے۔ اور اس دعا پر ایک الہام ہوا تھا جسمیں ارادہ الٰہی ان الفاظ
سے بتلایا گیا تھا کہ جزاء سیئۃ بمثلہا وترھقھم ذلۃ۔ یعنے جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو
کوئی بدی پہنچی ہے اُسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہنچیگی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی
پوری ہو گئی کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اُس شخص کو ذلت پہنچانا تھا جو کاذب اور ظالم ہو۔ اور الہام
الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اس کو پہنچیگی جو اُسنے پہنچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر
۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہو گیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ
ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اُس نے محض دروغ گوئی کی راہ سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ
یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور کافروں سے لڑیگا اور
اسی بارے میں زمین کی طمع کے لئے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ - اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی اور اُس میں گورنمنٹ کو
اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں مہدی کے آنے کی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو
یہ دھوکہ بھی دے رکھا کہ میں اہل حدیث کا سرگروہ ہوں یعنے میرا اور اُن کا ایک عقیدہ ہے اور اُدھر پنجاب
اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ اُن کو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئیگا اور وہ خلیفہ
وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا۔ اور بار بار اُن کو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارے میں
عقیدہ ایک ہے۔ اور میں اُس مہدی کا قائل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائیگا اور خلیفۃ المسلمین
ہوگا اور اسی بنا پر اُس نے میری تکفیر کے لئے استفتاء طیار کر کے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی
محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت میں نے سمجھ لیا کہ اب اس بنا پر پیشگوئی
اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہو گئی۔ تب میں نے بلا توقف اُسی تاریخ یعنے ۲۹ دسمبر ۹۸ء
کو ایک استفتا لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتوے طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے
وجود سے منکر ہے اُسکے حق میں تمہارا کیا فتوے ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اُس کے اُستاد نے جیسا کہ مجھے
کذاب دجال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتوے دیدیا کہ وہ کذاب دجال مفتری
ہے۔ اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اُس کی نسبت یہ فتوے دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضال مضل ہے
عبد الحق غزنوی نے اپنے فتوے میں اس کو جہنمی اور گمراہ ٹھہرایا۔ اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے
فتوے میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اتنا زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات ترک کرنا

Marfat.com

نجاشرتہذیب ۔لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا ۔ اور مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے بڑے شدومد سے حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی ۔ اور مولوی عبدالعزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شدومد سے فتوے لکھے اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجال بے ایمان مفتری کذاب جہنمی دائرہ اسلام سے خارج گمراہ ضال مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا ۔ اور اس طرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو میں نے اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی +

اب میں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتوے دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں ۔ کہ ان پر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور انکی دیانت اور امانت اور تقوے اور دین داری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اس جلسہ میں بلا دیں اور اسکو صاف طور پر کہدیں کہ آج تک تم ہم سب پر یہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئیگا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلائیگا اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے ۔ کہ تم ان تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۱۴ ۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ **موضوع** لکھ کر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے ۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شائع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ تم اس ہمارے فتوے کے مستحق اور اہل حدیث کے عام عقیدہ کے مخالف اور دجال اور کذاب اور ملحد اور بے دین ہو +

غرض اب تمام علماء کا فرض ہے کہ محمد حسین سے ضرور فیصلہ کریں ۔ اور اگر وہ ایسا فیصلہ چھاپ کر شائع نہ کریں تو ان کی مولویت اور تقوے اور طہارت کا یہی نمونہ کافی ہے ۔ کہ وہ فتوے جس کو انہوں نے اپنی قلم سے لکھا اب محض نفسانی مصالح سے اسکے پابند رہنا نہیں چاہتے اور جس کو اپنے فتووں میں کافر اور بے دین اور کذاب اور دجال اور مفتری قرار دیا اور کنارہ کرنے کا بھی حکم دیا پھر اس سے مخالطت اور موانست رکھتے ہیں ۔ یہ کس قدر بد دیانتی اور بد ذاتی اور ناپاکی نفس کا طریق ہوگا کہ جب میں نے ایسے مہدی سے انکار کیا تو مجھے کافر اور دجال ٹھیرانے میں اب تک برابر کوششیں ہو رہی ہیں ۔ اور جب محمد حسین نے نفسانی طمع کے لئے ایسے مہدی سے انکار کیا تو اس کے ساتھ برابر میل ملاقات جاری رہے ۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ کہ میں منافقوں اور کافروں کو

Marfat.com

 ایک ہی جگہ جمع کرونگا +

پس اب آپ لوگوں کو ڈرنا چاہئیے۔کہ اس فتوے کے بعد خاموشی اختیار کرکے منافقوں کے ذیل میں نہ آجائیں۔ وقال اللّٰہ تعالیٰ۔

اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار

اگر ممکن ہو تو محمد حسین کا دامن اس الزام سے اُسی کے صریح اقرار سے پاک کرنا چاہئیے۔ ورنہ باواز بلند اپنے فتوے کی جا بجا اشاعت کرنی چاہئیے۔خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی کہ اب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔بڑی الزام کے نیچے ہیں۔کیونکہ انہوں نے اِس استفتا میں موٹی قلم سے یہ فتوے دیدیا ہے۔کہ ایسا شخص مفتری کذاب اور دائرہ اہل سنت سے خارج ہے۔اب چاہئیے کہ وہ اِس فتوے کے بعد محمد حسین اپنے شاگرد سے پورا فیصلہ کریں یا اُس سے توبہ نامہ لیں اور شائع کریں۔اور یا اُس کا وہ عقیدہ جو اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ ہے اُس کی قلم سے لکھواکر شائع کرادیں تا گورنمنٹ بھی اُس کے منافقانہ حالات سے دھوکہ میں نہ رہے۔اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو اپنے فتوے کو اس کی نسبت عام طور پر شائع کریں اور اگر ایسا نہ کریں تو پھر یاد رکھنا چاہئیے۔کہ وہ اپنی ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لیجاوینگے +

بالآخر ہم مردانہ طور پر اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں۔کہ یہ خیالات ان تمام مولویوں کے کہ خونی مہدی کسی وقت آنے والا ہے جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور وہ جبر کے ساتھ دین کو غالب کریگا اور خلیفہ یعنے بادشاہ ہوگا بالکل **لغو** اور **باطل** اور **جھوٹا** عقیدہ ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔بلکہ یہ ثابت ہے۔کہ ایسے زمانہ میں جبکہ خداتعالےٰ کی محبت ٹھنڈی ہوجائیگی۔اور غفلت پھیل جائیگی تب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اخلاق پر اور بروزی طور پر ایک شخص آئیگا جو نہ لڑیگا اور نہ خونریزی کریگا اور نہ زمین کی بادشاہی اور خلافت ظاہری سے اُسکو کچھ سروکار ہوگا۔اور محض روحانی طور پر سچے دین کی دلائل اور نشانوں کے ساتھ مدد کریگا اور نیک دل اور غریب طبع انسان اُس کے ساتھ شامل ہوجاوینگے۔سو یاد رکھو کہ وہ پیشگوئی تمہارے ملک میں پوری ہوگئی۔اب کسی خونی مہدی کی انتظار عبث ہے۔دلوں کو صاف کرو اور نفسانی جوشوں کے تابعدار مت بنو اور سچائی کے ساتھ اور علمی طاقت کے ساتھ اور روحانی برکتوں کے ساتھ دین کی مدد کرو نہ یہ کہ تلوار کے زمانہ کی انتظار کرو۔اُس دین میں کیا خوبی ہوسکتی ہے جو اپنی ترقی میں تلوار کا محتاج ہے؟ سو یقیناً سمجھو کہ اسلام تلوار کا محتاج نہیں اسلام اُسی خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے۔جو زمین و آسمان کے دیکھنے سے بھی اُس کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔سو ایسے خیالات سے توبہ کرو اور روحانیت کے طالب بنو

Marfat.com

تمہارے دل روشن اور پاک ہوں اور تا ہر ایک قسم کا فساد اور فتنہ تم سے دور ہو اور تا تم پاک
دل ہو کر اُس خدا کو دیکھ سکو جو بغیر حقیقی پاکیزگی کے نظر نہیں آ سکتا
یہی راہ خدا کے پانے کی راہ ہے۔ خدا
ہر ایک کو اس کی
توفیق دے
آمین

الراقم الناصح میرزا غلام احمد از قادیان

۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

ضمیمہ اشتہار ہذا

مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

محمد حسین کی فہرست انگریزی مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کا عنوان یہ ہے۔

The following is a list of articles in the Ishaat us Sunnah wherein the illegality of rebellion against or opposition to the Govt: and the true nature of jehad (crescentade), is explained.:-

ترجمہ۔ ذیل میں فہرست اُن مضامین اشاعۃ السنہ کی ہے جنہیں گورنمنٹ کی مخالفت اور اسکے برخلاف بغاوت کا ناجائز ہونا اور جہاد کی اصل حقیقت کو بیان کیا ہے +

اس کے بعد شیخ محمد حسین ایک ایک دو دو سطر میں نتیجہ اور لُب لُباب اُن مضامین کا دیتا ہے۔ جو اُس نے مذکورہ بالا غرض کیلئے سنہ ۱۸۶۹ء سے لے کر سنہ ۱۸۹۶ء تک لکھے۔ ان ہی مضامین میں وہ مہدی کے متعلق مضامین کا ذکر کرتا ہے جن کا وہ لب لباب صفحہ ۵ میں اس طرح پر درج کرتا ہے۔

Criticism of traditions regarding the Mehdi and arguments showing their incorrectness.

ترجمہ۔ اُن حدیثوں پر جرح کی گئی ہے۔ جو مہدی کے متعلق ہیں اور دلائل دیئے گئے ہیں جن سے ان حدیثوں کا غلط اور نادرست ہونا ثابت ہوتا ہے +

Marfat.com

Questioning the authenticity of traditions describing the signs of the Mehdi. (12

ترجمہ ۔ جن حدیثوں میں مہدی کی علامات دیگئی ہیں انکے غیر وضعی ہونے پر شبہ ہے +

اس فہرست کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اس میں صرف وہی مضمون درج کرنے مدنظر ہیں کہ جن کے ذریعہ سے محمد حسین نے اہل اسلام کے دلوں سے گورنمنٹ کے برخلاف مخالفانہ اور باغیانہ خیالات کو دور کرنا چاہا ہے ۔ ایسی فہرست میں اپنے مضامین متعلقہ مہدی کا ذکر کرنا اور پھر ان کا یہ لب لباب دینا کہ وہ سب احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں وہ غلط اور نا درست اور بے اعتبار اور وضعی ہیں اس سے صاف پایا جاتا ہے ۔ کہ محمد حسین مہدی کے متعلق احادیث ماننے والوں کو گورنمنٹ کا مخالف اور باغیانہ خیال رکھنے والا سمجھتا ہے ۔ ورنہ مہدی کی حدیثوں کو غلط اور موضوع قرار دیکر اُن کو اس فہرست میں درج کرنے سے اور کیا غرض ہو سکتی ہے ۔ اس کے نزدیک مہدی پر ایمان گورنمنٹ کی نگاہ میں ایک باغیانہ خیال ہے جسکی تردید اس نے اس طرح سے کردی ہے بالآخر ہم ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں جیسے مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری وغیرہ کہ جو محمد حسین کو ہماری مخالفت کرنے پر یہ سمجھتے تھے کہ اُس نے انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے وہ یقین رکھیں کہ وہ اندرونی طور سے ہمیشہ مہدی کا منکر رہا ہے ۔ ورنہ وہ آج اس فہرست میں گورنمنٹ کے آگے ان حدیثوں کا غلط ہونا ظاہر نہ کرتا +

منہ

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

کیا وہ جو خدا کی طرف سے ہے لوگونکی بدگوئی اور سخت عداوت سے ضایع ہو سکتا ہے؟

تا دل مرد خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

یہ کچھ قضا و قدر کی بات ہے کہ بداندیش لوگونکو اپنے پوشیدہ کینون کے ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ چنانچہ آجکل ہمارے مخالفونکو گالیان دینے کے لئے یہ نیا بہانہ ہاتھ آگیا ہے کہ اُنھون نے ہمارے ایک اشتہار کے اُلٹے معنے کرکے یہ مشہور کر دیا ہے کہ گویا ہم سلطان روم اور اُسکی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہین اور اُس کا زوال چاہتے ہین۔ اور انگریزونکی حد سے زیادہ خوشامد کرتے ہین۔ اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لئے دُعائین کر رہے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصّون مین بعض پُر افترا اشتہارون اور اخبارون کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلایا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہمارے اشتہار کی بعض عبارتین محرّف اور مبدّل کرکے لکھی گئی ہین۔ اور اسطرح بے وقوفون کے دلونکو جوش دلانے اور اُبھارنے کے لئے کارروائی کیگئی ہے۔ اور ہم اگرچہ جعل سازون اور دروغگوون کا مونھ تو بند نہین کر سکتے اور نہ اُنکی بدزبانی اور گالیون اور ٹھٹھوں کی طرح تمسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہین۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالےٰ کی غیرت کے حوالہ کرکے اُنکے اصل مدعا کو جو دھوکہ دہی ہے نادانون

Marfat.com

پر اثر ڈالنے سے روکا جائے - پس اسی غرض سے یہ اشتہار شایع کیا جاتا ہے ۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بھلا مانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لئے طیار رہتا ہے اس بات کو متوجہ ہو کر سُنے کہ ہم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چہ جائیکہ ایسے شخص سے کینہ ہو جس کی ظل حمایت میں کروڑ ہا اہل قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالے نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے سلطان کی شخصی حالت اور اُس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہمنے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے - بلکہ اللہ جل شانہ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجود سلطان کے بارے میں اسکے باپ دادے کی نسبت زیادہ حُسن ظن ہے - ہاں ہمنے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اُس کے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اُس خدادا نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود اُنکے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دلپر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے - سو ہماری وہ تحریر جیساکہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی - بلکہ اُس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے - اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہ ہوتے تو سلطان کی حقیقی خیرخواہی اسمیں نہ تھی کہ وہ چوہڑوں اور چماروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے - بلکہ چاہیے تھا کہ آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر عمل کرکے اور نیز آیت اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کو یاد کرکے سلطان کی خیرخواہی اسمیں دیکھتے کہ اُسکے لئے صدق دل سے دعا کرتے - میرے اشتہار کا بجز اسکے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں - کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں - مگر سلطان کے نادان خیرخواہوں نے بجائے اس کے مجھے گالیاں دینی شروع

Marfat.com

کردین۔ اور بعضون نے کہا کہ کیا سادسے گُناہ سُلطان پر ٹوٹ پڑے۔ اور یورپ مقدس اور پاک ہے جسکے عذاب کیلئے کوئی پیشگوئی نہین کیجاتی۔ مگر وہ نادان نہین سمجھتے کہ سُنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کفار کے فسق و فجور اور بُت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا۔ اور ایسی قومون کو جو خدا پر ایمان نہین رکھتین اسی دُنیا مین مورد عذاب کرنا خدا تعالےٰ کی عادت نہین ہے بجز اُس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ مین حد سے زیادہ تجاوز کرین۔ اور خدا کی نظر مین سخت ظالم اور موذی اور مفسد ٹھہر جائین۔ جیساکہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومین متواتر بیباکیان کرکے مستوجب سزا ہوگئی تھین۔ لیکن خدا تعالےٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہین چھوڑتا۔ بلکہ مسلمانون کو ادنیٰ ادنیٰ قصور کے وقت اسی دُنیا مین تنبیہ کیجاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے آگے اُن بچوں کی طرح ہین جن کی والدہ ہردم جھڑکیان دیکر اُنھیں ادب سکھاتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنی محبت سے چاہتا ہے کہ وہ اس ناپائدار دُنیا سے پاک ہوکر جائین۔ یہی باتین تھیں کہ مینے نیک نیتی سے سفیر روم پر ظاہر کی تھین۔ مگر افسوس کہ بیوقوف مُسلمانون نے اُن باتوں کو اور طرف کھینچ لیا۔ ان نادانوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک حاذق ڈاکٹر کہ جو تشخیص امراض اور قواعد حفظ ما تقدم کو بخوبی جانتا ہے وہ کسی شخص کی نسبت کمال نیک نیتی سے یہ رائے ظاہر کرے کہ اُس کے پیٹ مین ایک قسم کی رسولی نے بڑھنا شروع کردیا ہے۔ اور اگر ابھی وہ رسولی کاٹی نہ جائے تو ایک عرصہ کے بعد اُس شخص کی زندگی اسکے لئے وبال ہو جائے گی۔ تب اُس بیمار کے وارث اس بات کو سُنکر اُس ڈاکٹر پر سخت ناراض ہون اور اُس ڈاکٹر کے قتل کردینے کے

در پئے ہوجائین مگر رسولی کا کچھ بھی فکر نہ کرین - یہانتک کہ وہ رسولی بڑھجے
اور پھولے اور تمام پیٹ میں پھیل جائے اور اُس بیچارے بیمار کی زندگی
کا خاتمہ ہو جائے - سو یہی مثال اُن لوگون کی ہے جو اپنی دانست مین
سلطان کے خیرخواہ کہلاتے ہین -

پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت مین مین وہ شخص ہون جو
اُس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں جس کی نسبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے کہ "وہ تمھارا امام اور خلیفہ ہے اور اُس
پر خدا اور اُس کے نبی کا سلام ہے اور اُس کا دشمن لعنتی اور اُس کا
دوست خُدا کا دوست ہے - اور وہ تمام دنیا کے لئے حکم ہوکر آئے گا اور
اپنے تمام قول اور فعل مین عادل ہوگا" - تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے
دعویٰ کو سُنکر اور میرے نشانون کو دیکھکر اور میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کرکے
مجھے یہ صلہ دیتے کہ گندی گالیان اور ٹھٹھے اور ہنسی سے پیش آتے ؟
کیا نشان ظاہر نہین ہوئے ؟ کیا آسمانی تائیدین ظہور مین نہین آئین ؟ کیا
اُن سب فتنون اور موسموں کا پتہ نہین لگ گیا جو احادیث اور آثار مین
بیان کیگئی تھیں ؟ تو پھر اسقدر کیون بیباکی دکھلائی گئی ؟ ہان اگر میرے
دعوے مین اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانون مین کچھ شبہ تھا
تو عزت اور نیک نیتی اور خدا ترسی سے اُس شبہ کو دور کرایا ہوتا - مگر
انھون نے بجائے تحقیق اور تفتیش کے اسقدر گالیان اور لعنتین بھیجین کہ
شیعوں کو بھی پیچھے ڈالدیا - کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ مینے رومی سلطنت کے
اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے
شیرازہ مین ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری
سرشت ظاہر کرنیوالے ہون -

پھر ماسوا اسکے میرے مخالف اپنے دلون مین آپ ہی سوچین
کہ اگر مین درحقیقت **وہی** مسیح موعود ہون جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جسکو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حکم اور عدل اور امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لئے لعنتین بھیجنا اُسکو گالیان دینا جائز تھا؟ ذرہ اپنے جوش کو تھام کے سوچین نہ میرے لئے بلکہ اللہ اور رسول کیلئے کہ کیا ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ مین زیادہ کہنا نہین چاہتا - کیونکہ میرا مقدمہ تم سب کیساتھ آسمان پر ہے - اگر مین وُہی ہون جس کا وعدہ نبیؐ کے پاک لبون نے کیا تھا تو تمنے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے - اور اگر پہلے سے آثار صحیحہ مین یہ وارد نہ ہوتا کہ اُسکو دُکھ دیا جائے گا اور اُسپر لعنتین بھیجی جائینگی تو تُم لوگون کی **مجال** نہ تھی جو تم مجھے وہ دُکھ دیتے جو تمنے دیا - پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہون جو خُدا کی طرفسے لکھے گئے تھے اور ابتک تمھیں ملزم کرنے کے لئے تمھاری کتابون مین موجود ہین - جنکو تم زبان سے پڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کرکے مُہر لگا دیتے ہو کہ وہ بد علما اور اُنکے دوست جو مہدی کی تکفیر کرینگے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئینگے **وہ تُم ہی ہو** -

مینے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مٹالو - پر کوئی نہین آیا - مینے فیصلہ کے لئے ہرایک کو بُلایا - پر کسی نے اس طرف رُخ نہین کیا - مینے کہا کہ تم استخارہ کرو اور رو رو کر خدا تعالے سے چاہو کہ وہ تمپر حقیقت کھولے پر تمنے کچھ نکیا - اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے - خدا نے میری نسبت سچ کہا کہ "**دُنیا مین ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملون سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا** - کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور ضایع کیا جائے؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص خُدا کی طرفسے ہو اور برباد ہوجائے؟ پس اے لوگو تم خُدا سے مت لڑو

Marfat.com

یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لئے اور تمہارے ایمان کیلئے کرنا چاہتا ہے اس کے مزاحم مت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہو سکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہاری معاون کی کچھ بھی حاجت نہ تھی خدا اس کے نیست و نابود کرنے کے لئے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سنتے۔ اور زمین "**ضرورت ضرورت**" بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم اٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی **اب سمجھ** کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو "انا الموجود" کی آواز آئے۔

ہمنے کفار سے بہت کچھ دیکھا اب خدا بھی کچھ دکھلانا چاہتا ہے

سو اب تم دیدہ و دانستہ اپنے تئیں مورد غضب مت بناؤ۔ کیا صدی کا سر تمنے نہیں دیکھا؟ جسپر چودہ برس اور بھی گذر گئے۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس ہولناک زلزلہ کی کچھ خبر نہیں جو مسیح کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آیا اور بہت سی بستیوں کو برباد کرگیا۔ اور خبر دیگئی تھی کہ اسی کے متصل مسیح بھی آئے گا؟ کیا تمنے آتھم کی نسبت وہ نشان نہیں دیکھا جو ہمارے سید و مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا جس کی خبر سترہ برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں دیگئی تھی؟ کیا لیکھرام کی نسبت پیشگوئی ابتک تمنے نہیں سنی؟ کیا کبھی اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا کہ پہلوانوں کی کشتی کی طرح مقابلہ ہوکر اور لاکھوں انسانوں میں شہرت پاکر اور صدہا اشتہارات اور رسائل میں چھپ کر ایسا کھلا کھلا

Marfat.com

نشان ظاہر ہوا ہو جیساکہ لیکھرام کی نسبت ظاہر ہوا؟ کیا تمھین اُس خدا سے کچھ بھی شرم نہین آتی جسنے تمھاری تیرھوین صدی کے غم اور صدمے دیکھکر چودھویں صدی کے آتے ہی تمھاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت مین پورے ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانون کو دیکھکر پھر تمھیں کیا ہو گیا؟ کس چیز نے تمھارے دلونپر مُہر لگادی؟ اے کج دل قوم خدا تیری ہرایک تسلّی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو خُدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لئے طیار ہو۔ دیکھو یہ کیسا وقت ہے۔ کیسی ضرورتین ہین جو اسلام کو پیش آگئین۔ کیا تمھارا دل گواہی نہین دیتا کہ یہ وقت خُدا کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے۔ اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیّت کی پیشی مین ہے۔ مگر اس زمانہ کے اندھے ابتک بیخبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی انکی نظر مین کچھ بھی عزّت نہین۔ کاش انکی آنکھین کھُلین اور دیکھین کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہین اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مُبارک وہ جو اُسکو پاتے ہین۔

افسوس کہ پرچہ چودھویں صدی ۱۵ جون ۱۸۹۷ء میں بھی بہت سی جزع فزع کیساتھ سلطان روم کا بہانہ رکھکر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے۔ اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہین۔ اور سراسر شرارت آمیز افترا سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ ہم اُس کے رد مین تضییع اوقات کردن۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جسکے ہاتھ میں حساب ہے لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اسوقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی میرے روبرو پڑھا گیا تو میری روح نے اُس مقام مین بددعا کیلئے حرکت کی جہاں لکھا ہے کہ "ایک بُزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنے اس عاجز کا اشتہار) پڑھا تو بیساختہ اُنکے

موںھہ سے یہ شعر نکل گیا ؎ چوں خُدا خواہد کہ پردۂ کس درد - میلش اندر طعنہ پاکاں برد" - مینے ہرچند اُس روحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بارہا کوشش کی کہ یہ بات میری روح میں سے نکل جائے مگر وہ نکل نہ سکی تب مینے سمجھا کہ وہ خدا کی طرفسے ہے - تب مینے اُس شخص کے بارمین دعا کی جسکو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے - اور میں جانتا ہوں کہ وہ دُعا **قبول** ہوگئی اور وہ دُعا یہ ہے کہ یاالٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مین کذّاب ہوں اور تیری طرفسے نہین ہوں اور جیساکہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہون اور تجھسے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہین تو میں تیری جناب مین عاجزانہ عرض کرتا ہون کہ مجھے ہلاک کر ڈال اور اگر تو جانتا ہے کہ مَین تیری طرفسے ہون اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہون تو اُس شخص کے **پردے پھاڑ دے** جو بزرگ کے نام سے اس اخبار مین لکھا گیا ہے - لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اُسے مُعاف فرماکہ تو رحیم و کریم ہے -

یہ دُعا ہے کہ مینے اس بزرگ کے حق میں کی - مگر مجھے اس بات کا علم نہین ہے کہ یہ بزرگ کون ہے اور کہاں رہتے ہین اور کس مذہب اور قوم کے ہین جنھون نے مجھے کذّاب ٹھہراکر میری پردہ دری کی پیشگوئی کی - اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دُکھ پہنچا اور ایک جوش پیدا ہوا تب مینے دُعا کردی - اور **یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک** اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالےٰ سے مانگا -

اس دُعامین شاید ایک یہ بھی حکمت ہوگی کہ چونکہ آجکل ایک فرقہ نیچریہ مسلمانون کی گردش ایام سے اسلام مین پیدا ہوگیا ہے اور یہ لوگ قبولیّت دُعا سے منکر اور اُس برتر ہستی کی بے انتہا قدرت سے انکاری ہین جو عجائب کام دکھلاتا اور اپنے بندونکی دُعائین قبول

Marfat.com

کر لیتا ہے۔ گویا نیم دہریہ ہیں۔ اسلئے خدا تعالےٰ نے چاہا کہ انکو پھر ایک استجابت
دُعا کا نمونہ دکھلائے جس کا برکات الدعا کے ایک کشف میں وعدہ بھی
ہو چکا ہے اور میرے صدق اور کذب کیلئے یہ ایک اور نشان ہوگا۔ اگر
میں خدا تعالیٰ کی جناب میں درحقیقت ایسا ہی ذلیل اور دجّال اور کذاب ہوں
جو اس بزرگ نے سمجھا ہے تو میری دُعا بے اثر جائے گی اور سال عیسوی
کے گذرنے کے بعد میری ذلّت ظاہر ہوگی اور ویسا ہی ناقابل زوال مجھے
اٹھانی پڑیگی۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کسی کے اہل اللہ ہونےمیں
اُسکی دعا کا قبول ہونا شرط ہے۔ ہر ایک ولی مستجاب الدعواۃ ہوتا ہے
اور اُسکو وہ حالت میسّر آجاتی ہے جو استجابت دُعا کے لئے ضروری ہے
ہاں جب کبھی وہ حالت میسّر نہ ہو تب دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں
وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دُعا یا بد دعا کیلئے اہل اللہ کا دل
چشمہ کیطرح یکدفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلۂ نور آسمان سے گرتا
اور اس سے اتصال پاتا ہے۔ اور ایسے وقت میں جب دُعا کیجاتی ہے
تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لئے میسّر
آیا۔ میں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دیکھنے
سے تھک گیا۔ میری روح اب ربّ العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ
چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالےٰ کی نظر میں مردود اور مخذول
ہوں جیساکہ ان لوگوں نے سمجھا تو میں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو
لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیساکہ زمین
سے لعنت ہے تو میری روح اوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کرسکتی
اگر میں سچا ہوں تو اس بزرگ کی خدا تعالےٰ سے ایسے طور سے پردہ دری
چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مدد ملے۔ ورنہ لعنتی
زندگی سے میرا مرنا بہتر ہے۔ میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری
معیار ہے جسکو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیئے۔ میں خدا سے

Marfat.com

دونون ہاتھ اُٹھاکر دُعا کرتا ہوں کہ اگر مین اُسکی نظر مین عزیز ہون تو وہ اس بُزرگ کی ایسے طور سے پردہ دری کرے جو ابتک کسی کے خیال وگمان مین نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ میرا خُدا قادر اور ہرایک قوت کا مالک ہے وہ انکے لئے جو اُسکے ہوتے ہین بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔

ایڈیٹر چودھوین صدی کی جسقدر شوخی ہے اس بُزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریرین اسی بُزرگ کی گردن پر ہین۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ "مین مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں" خُدا سے ہنسی کرنا کسی نیک انسان کا کام نہین۔ انسان ہرایک وقت اُسکے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہین مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہین اور ناشکرگذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے **مُنافقانہ** نہین نکلتی۔ بلکہ مین اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہون کہ درحقیقت خُدا تعالےٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالےٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہوسکتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت مجرم ہین جو حکّام انگریزی کے روبرو اُنکی خوشامدیں کرتے ہین۔ اُنکے آگے گرتے ہین۔ اور پھر گھر میں آکر کہتے ہین کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کیجاتی ہے منافقانہ نہین ہے **وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْن** بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل مین ہے۔

Marfat.com

اور بُزرگ مذکور جنّے ہماری پردہ دری کیلئے پیشگوئی کی اس بات کو یاد رکھے کہ ہماری طرفسے اسمیں کچھ زیادت نہین انھون نے پیشگوئی کی اور ہمنے بددعا کی - آیندہ ہمارا اور اُن کا خدا تعالےٰ کی جناب مین فیصلہ ہے - اگر انکی رائے سچّی ہے تو انکی پیشگوئی پوری ہوجائیگی اور اگر جناب الٰہی مین اس عاجز کی کچھ عزت ہے تو میری دُعا قبول ہوجائیگی - تاہم مینے اس دُعا مین یہ شرط رکھ لی ہے کہ اگر بُزرگ مذکور قادیان مین آکر اپنی بیباکی سے ایک مجمع مین توبہ کرین تو خدا تعالےٰ یہ حرکت انکو معاف کرے ورنہ اب یہ عظیم الشان مقدمہ مجھ مین اور اُس بُزرگ مین دائر ہوگیا ہے اب حقیقت میں جو روسیاہ ہے وُہی روسیاہ ہوگا - اس بُزرگ کو روم کے ایک ظاہری فرمانروا کیلئے جوش آیا اور خُدا کے قائم کردہ سلسلہ پر تھُوکا اور اُس کے مامور کو پلید قرار دیا - حالانکہ سُلطان کے بارہ مین مینے ایک لفظ بھی موُنھ سے نہین نکالا تھا صرف اُسکے بعض ارکان کی نسبت بیان کیا تھا اور یا اُسکی گورنمنٹ کی نسبت جو مجموعہ ارکان سے مُراد ہے مُلہمانہ خبر تھی - سُلطان کی ذاتیات کا کچھ بھی ذکر نہ تھا - لیکن پھر بھی اس بُزرگ نے وہ شعر میری نسبت پڑھا کہ شاید مثنوی کے مرحوم مصنف نے نمرود اور شدّاد اور ابوجہل اور ابولہب کے حق میں بنایا ہوگا - اور اگر میں سلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا تب بھی میرا حق تھا کیونکہ اسلامی دُنیا کیلئے مجھے خُدا نے حَکَم کرکے بھیجا ہے جسمین سُلطان بھی داخل ہے - اور اگر سُلطان خوش قسمت ہو تو یہ اسکی سعادت ہے کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کیساتھ توجہ کرے اور اپنے مُلک کی اصلاحوں کیطرف جدّ و جہد کیساتھ مشغول ہو - اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتین میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہین اسمیں سُلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے یہ ایک دوسری حماقت ہے - بیشک دُنیا خُدا کے نزدیک مُردار کی طرح ہے اور [illegible] کو ڈھونڈنے والے ہرگز دُنیا کو عزت نہین دیتے یہ ایک لاعلاج بات ہے روحانی لوگون کے دلونمین پیدا کیجاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت

Marfat.com

بخشتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہین کرسکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کرینگے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائینگے۔ اپنے محسن کے حق مین دعا کرینگے عادل بادشاہ کی خدا تعالیٰ سے سلامتی چاہینگے گو وہ غیر قوم کا ہو مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لئے بُت نہین بنائینگے۔ ہمارے پیارے رسول سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اذا وقع العبد فی الھانیۃ الرّب ومھیمنیۃ الصدّیقین ورھبانیۃ الابرار لم یجد احدًا یاخذ بقلبہ۔ یعنی جب کسی بندہ کے دل مین خدا کی عظمت اور اسکی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اُسپر محیط ہوجاتا ہے جیساکہ وہ صدّیقوںپر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اسکو لے لیتا ہے۔ اور ابرار کی طرح اُسکو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہین پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اُسکے دل کو پکڑلے۔ کیونکہ اُسپر ثابت ہوجاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا مین ہی ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اُسکو تعجب مین نہیں ڈالتی اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اُسکو دوسروں پر صرف رحم باقی رہجاتا ہے خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ ہوں۔ کیونکہ اُسکو ان چیزونکی طمع باقی نہین رہتی جو اُنکے ہاتھ مین ہین۔ جسنے اُس حقیقی شہنشاہ کے دربار مین بار پایا جسکے ہاتھ مین ملکوت السموات والارض ہے پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت اُسکے دل مین کیونکر بیٹھ سکے؟ مین جو اُس ملیک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری روح اسکو چھوڑکر کہاں اور کدھر جائے؟ یہ روح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لئے ہی مسلّم ہے۔ تیرے سوا سب عاجز بندے ہین بلکہ کچھہ بھی نہین۔

آن کس کہ بتو رسد شہان را چہ کند | با فرّ تو فرّ خسروان را چہ کند
چون بندہ شناخت بدان عز و جلال | بعد از تو جلال دیگران را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی | دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

الراقم میرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ جون ۱۸۹۷ء

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام
(قادیان)

Marfat.com